حالات حضرات

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

ملنے کا پتہ: اللہ والے کی قومی دکان لاہور

سلسلہ تصوف نمبر (۱۱۴)

کتاب مستطاب جلالات حضرات

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تصنیف لطیف حضرت مولٰنا مولوی محمد حسن صاحب نقشبندی مجددی دام ظلہ
ساکن کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور

اللہ والے کی قومی دکان اور رسالہ اسرار تصوف سے

مالک و ایڈیٹر

ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی مجددی تاجر کتب

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں بازار کشمیری

لاہور

سلسلۂ تصوف نمبو (۱۱۴)

کتاب مستطاب

حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین !!!

جسے

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین صاحب احوال شریف عالی جناب حضرت مولانا مولوی
خلیفہ محمد حسن صاحب نقشبندی مجددی مظہری للّٰہی سلمہ ربہٗ
ساکن کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور نے بغرض افادۂ عام کوشش بلیغ سے تالیف فرمایا

اور بعد صحت و اضافہ مؤلف ممدوح کی باضابطہ اجازت حاصل کر کے

اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ مالک ملک چنن الدین تاجر کتب بازار کشمیری لاہور

نے

عاشقانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و فدایانِ بزرگانِ عظام و مشائخ نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ
کے لیے نہایت محنت کیساتھ اعلیٰ درجہ کا غذ پر
انجمن حمایت اسلام پریس لاہور سے چھپوا کر طبع کیا۔

فہرست کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ رض

باسمہٖ سبحانہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَحَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

حضرت مرزا جان جاناںؒ

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس — محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت می‌تواں کرد
محمد از تو مے خواہم خدا را — خدایا از تو حبّ مصطفیٰ را

احقر زمن محمد حسن نقشبندی مجددی مظہری للّٰہی ولد محمد عطا حسین خاں مرحوم ساکن کوٹلہ متصل کیرت پور ضلع بجنور عرض کرتا ہے کہ جب یہ عاجز اپنی تحریر مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی سے فارغ ہوا تو دل میں آرزو ہوئی کہ کوئی کتاب تمام پیران سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات میں لکھ کر سعادت دارین حاصل کروں مگر کلّ امرٍ مرہون باوقاتہا مدت دراز تک یہ آرزو پوری نہ ہوئی کہ اسی اثنا میں اتفاقاً میرے ایک دوست نے ایک روز مجھ کو ایک رقعہ لکھا کہ تیرے پاس کوئی کتاب اردو میں تمام مشائخ طریقہ نقشبندیہ کے حالات میں موجود ہو تو چند روز کے واسطے مجھے استعارہ دیدے چونکہ اس قسم کی کوئی کتاب اردو میں نہ میرے پاس موجود تھی نہ میرے علم میں کوئی ہے۔ میں نے ان سے عذر کیا مگر ان کی اس تحریر سے میرے ارادہ کو تحریک ہو گئی۔ اور میں نے اس کا لکھنا شروع کر دیا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ◆

حالات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے اوّل اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ وَکُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ میں پیغمبر تھا اس وقت میں کہ آدمؑ پانی اور مٹی میں تھے۔ جو حدیثیں خود حضرت سرورِ کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں۔ اُن سے ثابت ہے کہ آپ کا نور اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا تھا۔ لیکن اس کا ظہور اس عالم میں بروایت راجح بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل بسال فیل موافق سنہ ۴۱ حکومت کسریٰ کو واقع ہوا۔ ایام حمل میں آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے حمل میں ایسا شخص ہے جو عالم کا سردار ہے جب پیدا ہو نام اس کا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھنا۔ پھر ولادت کے وقت آپ کی والدہ شریفہ نے دیکھا کہ ایک نور اُن سے نکلا جس سے ان کو مکانات شام کے نظر پڑے۔ فاطمہ بنت عبداللہ والدہ عثمان بن ابی العاص نے بیان کیا۔ کہ شب ولادت باسعادت میں میں آمنہ رضؓ والدہ ماجدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے لٹک آئے ہیں۔ اور حرم کی زمین سے اس قدر قریب ہو گئے۔ کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر گر پڑینگے۔

سات روز تک آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا بعد ازاں ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے پلایا۔ قریش کا دستور تھا۔ کہ لڑکوں کو بیرونجات کی دودھ پلانے والیوں کو دے دیا کرتے اور وہ اپنے گھر لے جایا کرتی تھی۔ اور بعد ایام رضاعت واپس لاتی تھیں۔ بچہ کے والدین اس کو نقد وجنس دے کر خوش کر دیتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ کا سن شریف صرف دو ہی ماہ کا تھا کہ آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس سبب سے آپ کو یتیم سمجھ کر کوئی دودھ پلائی آپ کے لے جانے کی روادار نہ ہوئی۔ اور یہ شرف وسعادت حضرت حلیمہ رضؓ کی قسمت میں تھا۔ اور آپ کو اپنے وطن طائف میں

دُودھ پلانے کو لے گئیں۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت حلیمہؓ کے گھر میں نہایت فراخی ہوئی۔ آپ پستان راست کا دُودھ خود پیا کرتے تھے اور پستان چپ اپنے برادر رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے تھے۔ اور یہ گویا آپ کی جبلی عدالت تھی۔ آپ نے کبھی بول و براز کپڑا پر نہیں کیا۔ بلکہ اس کے وقت مقرر تھے۔ کہ اس وقت آپ کو اُٹھا کر پیشاب یا پاخانہ کرا لیا جاتا تھا۔ آپ کا کبھی ستر برہنہ نہیں ہوتا تھا اور اگر اتفاقاً ہوتا تو اس کو فرشتے چھپا دیتے تھے۔ جب آپ پاؤں چلنے لگے اور دو۲ برس کے ہوگئے آپ حضرت حلیمہؓ کے لڑکوں کے ساتھ جنگل کو جہاں اُن کے مویشی چرتے تھے۔ تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دن آپ وہیں تشریف رکھتے تھے کہ دو۲ فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو چت لٹا کر سینہ مبارک کو تا ناف چاک کیا اور دل مبارک نکال کر دھویا اور اس کو سینہ سے ایک چیز عالم قدس کی بصورت ایسی ہُوئی دوا کے تھی پُر کیا۔ اور پھر اسی جگہ رکھ کر شگاف سینہ کو سی دیا۔ اور مطلق تکلیف آپ کو معلوم نہ ہوئی۔ یہ حال حضرت حلیمہؓ کے بیٹے نے دیکھ کر اپنی والدہ سے کہا ہمارے مکہ والے بھائی کا دو۲ آدمیوں نے آکر پیٹ چاک کیا۔ اس بات کو سُن کر حلیمہؓ جلدی وہاں پہنچیں۔ دیکھا کہ آپ بیٹھے ہیں اور رنگ مبارک متغیر ہو گیا ہے۔ آپ سے حال پوچھا۔ آپ نے تمام ماجرا بیان کیا۔ حلیمہ سعدیہؓ یہ حال شق صدر شریف سُن کر ڈریں اور آپ کو مکہ میں آپ کے گھر پہنچا دیا۔ چھ برس کی عمر میں آپ کی والدہ شریفہ نے انتقال کیا۔ آپ کے دادا عبد المطلب آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے۔ دو۲ برس کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر آپ کے چچا ابو طالب آپ کے متکفل ہوئے۔ انہوں نے نہایت محبت اور تعظیم سے پرورش کیا۔ جب آپ کا سن شریف پچیس ۲۵ برس کا ہُوا آپ کے اوصاف حمیدہ اور دیانت اور امانت کا حال سُن کر کہ اس وقت آپ کو محمدؐ امین کہا کرتے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے جو اس وقت بہت مالدار تھیں۔ آپ کو اپنے اسباب تجارتی کے ساتھ شام کو روانہ کیا۔ جب آپ وہاں سے واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کے معاملہ میں اپنے گمان سے زیادہ صدق و

عمر ۱۱ برس مطابق سنہ

شق صدر

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ سے نکاح

منفائی پائی۔ علاوہ ازیں میسرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ کا غلام جو آپ کے ساتھ گیا تھا اُس نے بہت سے معجزے جو سفر میں دیکھے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ سے بیان کئے۔ یہ سُن کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ اپنی درخواست سے آپکے نکاح میں داخل ہوئیں۔

جب سن شریف چالیس برس کا ہُوا۔ اور زمانہ نبوت کا قریب ہُوا۔ تو آپ کو خواب صحیح نظر آنے لگے۔ اور آپ نے غار حرا میں خلوت اختیار کی۔ وہاں ۸ ربیع الاول دوشنبہ کے روز حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور وحی لائے۔ اور آپ سے کہو پڑھو آپ نے فرمایا کہ میں خواندہ نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے آپ سے معانقہ کر کے آپ کو خوب دبوچا اور چھوڑ کر فرمایا کہ اب پڑھو۔ آپ نے پھر کہا کہ میں خواندہ نہیں ہوں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے خوب زور سے دبوچا۔ چنانچہ یہ معاملہ تین مرتبہ ہوا۔ پھر اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک پڑھائی۔ بسبب نزول وحی کے آپ کے بدن کو تکلیف ہوئی اور آپ اوڑھا لو مجھ کو اوڑھا لو مجھ کو فرماتے ہوئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ نے آپ کو اوڑھا لیا، اور آپ کو بہت تسکین و تشفی فرمائی۔ اور آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کر کے کہا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ضائع نہیں کریگا۔

اُمّی

ابتدا میں آپ دعوت اسلام پوشیدہ کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے جوانوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ ایمان لائے عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ لڑکوں میں حضرت علی رضہ۔ بعدازاں حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی ترغیب سے حضرت عثمان بن عفان و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن وقاص و زبیر و طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام قبول کیا۔ جب آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ نازل ہوئی یعنی جو تمہیں حکم ہے اُس کو صاف صاف باعلان بیان کرو۔ تب آپ نے دعوت اسلام آشکارا اور بتوں کی مذمت برملا شروع کی۔ کفار اس بات سے آپ کے دشمن ہو گئے اور طرح طرح سے آپ کو ایذا پہنچانے لگے۔ کبھی آپ کے مذاق اُڑاتے

تھے۔ کبھی آپ کے دروازے پر سرگین وغلیظی ڈالتے تھے۔ اور جب آپ وعظ فرماتے آپ کی تکذیب کرتے کبھی آپ پر پتھر پھینکتے اور شور وغل مچاتے۔ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے مونڈوں پر اونٹ کی اوجھ رکھ دی اور جس طرح آپ کو تکلیف دیتے اسی طرح جو لوگ مشرف باسلام ہوتے اِن کو بھی ایذا پہنچاتے تھے تا کہ اسلام سے باز آئیں۔ کسی کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈالتے تھے کسی کے گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دیتے اور وہ اِن کو تمام شہر میں پھراتے تھے۔ کسی کو گرم ریت پر برہنہ لٹا دیتے اور گرم پتھر ان کے سینے پر رکھتے۔ حضرت بلال رضؓ ایک سردار قریش اُمیہ بن خلف کے غلام تھے۔ وہ اُن کو نہایت تکلیف دیتا۔ گرم ریت اور پتھروں میں باندھ کر ڈال دیتا اور کہتا توحید سے منحرف ہو کر لات وعزیٰ کے الوہیت کا قائل ہو وہ شدّت تکلیف سے بیہوش ہو جاتے۔ مگر جب ہوش آتا تو احداً احداً کہتے یعنی ایک ہی خدا کو مانتا ہوں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اُمیّہ خلف کو ایک اپنا غلام اور مال دے کر حضرت بلال رضؓ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ لبینیہ کو حضرت عمر رضؓ ایام جاہلیت میں اس قدر مارتے تھے کہ خود تھک کر چھوڑ دیتے۔ اور کہتے تھے کہ تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے تجھ پر رحم کر کے چھوڑ دیا۔ بلکہ خود تھک گیا ہوں اور پھر مارتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اُن کو بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ زنیرہ کو ابوجہل نے اس قدر تکلیف دی تھی۔ کہ وہ نابینا ہو گئے۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ لات وعزیٰ نے تیری آنکھیں لے لی ہیں۔ وہ کہتے کہ لات وعزیٰ کو خبر کیا؟ حکم الٰہی سے جاتی رہیں۔ عمار بن یاسر اور اُن کے والدین کو نہایت ایذا پہنچاتے تھے۔ ایک روز دھوپ میں ڈالے ہوئے اِن کو عذاب کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اس طرف سے گزر ہوا۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ صبر کر اے آل یاسر تمہارے واسطے جنت ہے۔ جب آپ نے مسلمانوں کی اِس قدر تکلیف وایذا ملاحظہ کی تو فرمایا کہ جو اپنے تئیں غیر مامون سمجھے وہ حبشہ کی جانب ہجرت کر جائے۔ کہ وہاں کا بادشاہ

کسی پر ظلم و ستم روا نہیں رکھتا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ ہم کو قوت دے گا آجانا۔ چنانچہ ماہ رجب ۵ھ سنہ نبوی کو دس یا بارہ آدمیوں نے اوّل ہجرت کی منجملہ ازاں عثمان بن عفانؓ مع اہلیہ خود رقیہؓ بنت رسول اللہ علیہ وسلّم و زبیر ابن العوام وغیرہ بھی تھے۔ اور یہ اوّل ہجرت اسلام میں واقع ہوئی پھر جعفر بن ابی طالب وغیرہ گئے۔ غرضیکہ تراسی آدمیوں نے وقتاً فوقتاً ہجرت کی۔ کفار قریش نے جب سُنا کہ مسلمانوں کو حبشہ میں پناہ و آرام ملا جل کر خاک ہوگئے۔ اور عبداللہ و عمر بن العاص کو تحائف دے کر نجاشی کے پاس بھیجا۔ کہ مہاجرین کو اِن کے سپرد کرے مگر اس نے منظور نہ کیا بلکہ کفار قریش کو رسوا کر کے اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ اور مسلمانوں کی نہایت تسلّی و تشفی کی۔ ایک مرتبہ کفار نے آپس میں عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نکاح و بیع و شراء نہ کیا جائے۔ اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ چنانچہ اس پر تین سال تک عمل درآمد رہا۔ آخر کار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو بوحی معلوم ہُوا کہ اس عہد نامہ کو کیڑے نے کھا لیا اور سوائے نام اللہ کے کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے اس کا ذکر ابو طالب سے کیا۔ ابو طالب نے بعض قریش سے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ چنانچہ دیکھا گیا تو فی الواقع اس عہد نامہ کو کیڑے نے کھا لیا تھا۔ تب قریش اس ظلم سے باز آئے اور وہ عہد نامہ چاک کر ڈالا۔ نبوت کے دسویں سال ابو طالب حضرت کے چچا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال ہُوا۔ اُن کے انتقال کا آپ کو بہت رنج ہُوا۔ چنانچہ اِس سال کا نام آپ نے عام الحزن رکھا۔ اس کے بعد کفار نے زیادہ شوخی اختیار کی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو قسم قسم کی تکالیف پہنچانے لگے۔ آخر کار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم زید بن حارثہ کو اپنے ہمراہ لے کر طائف دعوت اسلام کے واسطے تشریف لے گئے۔ مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ بلکہ وہاں کے سفلہ لوگوں نے آپ کو بہت تکلیف پہنچائی، اور آپ وہاں سے ناکام تشریف لائے۔ بارھویں سال نبوت میں آپ کو معراج ہوئی۔ بتاریخ ۲۷ رجب آپ امہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف رکھتے تھے کہ چھت

مکان کی شق ہو گئی - اور حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے - اور آپ کو اُٹھا کر مسجد حرام میں لے گئے اور وہاں سینہ مبارک اور شکم کو شق کیا - اور آبِ زمزم سے دل مبارک اور سب اندرون سینہ اور شکم کو دھویا اور لائے ہوئے طشت ایمان اور حکمت سے بھرلا کر لائے تھے - اِس سے آپ کے دل کو پُر کیا - بعد ازاں بُراق کو جنت سے لائے تھے آپ کی سواری کے واسطے پیش کیا - آپ اُس پر سوار ہو کر مسجد اقصےٰ تشریف لے گئے - حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے ہمراہ تھے - وہاں ارواح انبیاء علیہم الرضوان السلام حاضر تھیں - آپ نے امام ہو کر بموجب حکم خدا تعالیٰ دو رکعت نماز پڑھائی - بعد ازاں آپ آسمان پر تشریف لے گئے اور اوّل - دوم - سوم - چہارم پنجم - ششم کو طے کر کے ساتویں آسمان پر پہنچے - وہاں آپ نے براق چھوڑا - اور رفرف تیز پر کہ نہایت روشن تھا سوار ہوئے - در رفرف لغت میں بچھونے کو کہتے ہیں - پس وہ رفرف مسند سبز نورانی مثل تخت رواں کے تھا، اور کرسی وغیرہ تمام مقامات طے کر کے ایسا قرب حاصل ہوا کہ نہ کسی مرسل اور نہ کسی ملک مقرب کو ہوا تھا - آپ سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور اپنا دیدار دکھایا اور ایسے علوم و فیوض عطا فرمائے کہ اس کی کسی کو خبر نہیں - چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے - فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی یعنی وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو کچھ وحی بھیجی - بعد قرب تمام حصول شرف کلام و دیدار نعمت ہائے عظیمہ جب آپ نے مراجعت فرمائی مشہور ہے کہ بستر مبارک ہنوز گرم تھا اور زنجیر حجرہ کی ہلتی تھی - صبح کو جب آپ نے یہ حال بیان فرمایا کفار اور مذاق اُڑانے لگے - بعض نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا کہ اب بھی تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا کہو گے وہ کہتے ہیں کہ میں رات مسجد اقصیٰ اور تمام آسمانوں کی سیر کر آیا - ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا اگر وہ بات کہتے ہیں تو بیشک ایسا ہی ہوا ہو گا - اور اُسی وقت حضور میں حاضر ہوئے اور معراج کا حال سُن کر تصدیق کی - اسی سبب سے حضرت ابوبکر رضؓ کا نام صدیق رضؓ ہوا -

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کا معمول تھا کہ ایام حج میں جب قبائل عرب آتے تو

آپ اُن کے پاس تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام کرتے۔ لیکن کوئی قبول نہ کرتا۔ اور کہتے کہ جب تک اِن کے قرب وجوار کی قوم کہ جو اِن کے حال سے زیادہ واقف ہیں اسلام نہ قبول کریں۔ باہر والوں کے واسطے مطیع ہونا مصلحت نہیں ہے۔ تا آنکہ گیارھویں سال نبوت میں قوم انصار قبیلۂ خزرج باشندگان مدینہ منورہ کے پاس آپ حسب معمول تشریف لے گئے۔ اور دعوت اسلام فرمائی۔ اِن میں سے چھ۶ آدمی مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ آئندہ سال بھی آوینگے۔ یہ لوگ جب مدینہ واپس پہنچے اور اسلام کا حال فاش کیا۔ تو مدینہ کی گلی گلی اور گھر گھر آپ کے ذکر سے معطّر ہوگیا۔ اگلے سال بارہ۱۲ آدمی آئے منجملہ ازاں پانچ پہلے اور سات نئے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپ نے اِن کی درخواست پر مصعبؓ بن عمیر کو تعلیم قرآن وشرایع اسلام کیلئے اِن کے ساتھ بھیجدیا۔ مصعبؓ نے وہاں تعلیم قرآن و دعوت اسلام شروع کی اور اکثر آدمی انصار سے مشرف باسلام ہوئے۔ تیرھویں۱۳ سال بہتّر آدمی شرفا انصار سے مسلمان ہوئے۔ اور آپ سے عرض کی کہ آپ اگر مدینہ تشریف لے چلیں تو ہم کسی قسم کی خدمت گذاری میں کوتاہی نہ کرینگے۔ اور جان مال حاضر رہیں گے۔ اور جو آپ سے لڑنے آئیگا اُس سے لڑنے میں قصور نہ کرینگے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو اجازت دی کہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ اصحاب نے خفیہ خفیہ روانہ ہونا شروع کیا۔ مگر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شمشیر حمائل کئے خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا بعد ازاں کفار کو مخاطب کر کے

ہجرت

فرمایا خراب ہوں وہ جو پتھروں کی پرستش کرتے ہیں اور جن کو اپنی جورو کا بیوہ کرنا اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو وہ میرا سامنا کرے۔ یہ کہہ کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ قریش میں سے کسی کا منہ نہ پڑا کہ روکتا۔ غرضیکہ تمام صحابہ بجز حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کے ہجرت کر گئے۔ حضرت صدیقؓ سے آپ نے فرمایا کہ تم میری رفاقت میں چلوگے۔ چنانچہ اس بشارت سے وہ نہایت خوش ہوئے۔ رات کے وقت آپ دولتخانہ میں تشریف رکھتے تھے کہ کفار نے آکر دروازہ مبارک گھیر لیا۔ آپ نے حضرت علیؓ کو اپنی جگہ لٹا دیا اور فرمایا کہ کفار تم کو ایذا نہ پہنچا سکیں گے۔ آپ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں وہ بھی حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں اور فرمایا کہ ان کے مالکوں کے سپرد کر کے تم مدینہ میں آجانا۔ اور آپ دروازے سے باہر نکلے اور اوّل سورہ یٰسین فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑھ کر ایک مشت خاک کفار پر پھینک دی۔ اور آپ صاف نکل آئے۔ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کو ان کے گھر سے ہمراہ لے کر پیادہ روانہ ہوئے آپ نے جوتا پاؤں سے نکال ڈالا تھا اور انگلیوں سے چلتے تھے کہ نشان نہ معلوم ہو آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے تب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے آپ کو کندھے پر سوار کر کے غار ثور تک پہنچا دیا۔ تین روز وہاں قیام رہا، اسما بنت ابوبکر صدیق رضؓ ہر روز دونوں کے واسطے کھانا لے جایا کرتی تھی۔ صبح کو کفار تلاش کرتے کرتے غار کے کنارہ تک پہنچ گئے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے واسطے نہایت فکر و تردّد ہوا۔ آپ نے فرمایا غمگین مت ہو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تین دن کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور تاریخ ۱۲ ربیع الاول مدینہ منورہ پہنچے۔ شہر کے کنارہ محلہ قبا میں قیام کیا اور یہاں پنجشنبہ تک مقیم رہے بعدہٗ شہر کے اندر ٹھیرنے کا ارادہ کیا۔ ہر شخص کی آرزو ہوئی کہ آپ ہمارے محلہ میں ٹھیریں۔ جس وقت آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ہمراہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا اونٹنی مامور ہے جہاں یہ بیٹھ جائیگی وہیں میں مقیم ہوں گا۔

غرضیکہ اونٹنی جس جگہ اس وقت مسجد نبوی ہے بیٹھ گئی۔ آپ اسی جگہ اترے۔ ابو ایوب انصاری رضؓ آپ کا اسباب اپنے گھر لے گئے۔ اور آپ اُن کے گھر ٹھیرے حتیٰ کہ مسجد نبوی اور آپ کا مکان تیار ہوا۔ یہ زمین جس جگہ اونٹنی بیٹھی تھی دو یتیموں کی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے مال سے دس دینار کو خریدی گئی۔

کتب احادیث میں وارد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر میں آپ نے ایک پتھر اپنے دست مبارک سے رکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے فرمایا کہ اس کے پاس ایک پتھر تم رکھو اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پتھر کے پاس ایک پتھر حضرت عمر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے پتھر کے پاس ایک پتھر حضرت عثمان رضؓ سے رکھوایا اور فرمایا ھٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ

بَعْدِیْ ج - یہ لوگ خلیفہ ہوں گے میرے بعد - چنانچہ ایسے ہی ہُوا +

ہجرت کے دُوسرے سال تحویل قبلہ ہوئی اور اسی سال ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال آپ کو حکم جہاد ہُوا - چنانچہ اس کے بعد کفار سے جنگِ بدر و جنگ احد و جنگ حمرالاسد و جنگ رجیع و جنگ بیرِ معونہ و جنگ بدرِ ثانیہ و جنگ خندق - جنگ بنی قریظہ و جنگ بنی المصطلق و جنگ خیبر و جنگ موتہ و جنگ حنین و غزوہ تبوک وغیرہ بڑی بڑی سخت لڑائیاں ہوئیں جن کا کہ مفصل حال کتب مبسوط میں درج ہے - ہجرت کے نویں سال حج فرض ہُوا - لیکن خود آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم - بسبب شغل تعلیم و ہدایت و امور غزوات کے تشریف نہ لیجا سکے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو آپ نے امیر الحاج مقرر کر کے مکّہ روانہ کیا اور حضرت صدیق رضؓ نے وہاں جاکر لوگوں سے حج کرایا اور خطبہائے موسم حج پڑھے - دسویں سال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم خود حج کو تشریف لے گئے اس حج میں آپ نے ایسی ایسی باتیں فرمائیں - جیسے کوئی وداع کرتا ہے یعنی لوگوں کو رخصت کرتا ہے - لہٰذا اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں - آپ نے حج ادا فرمایا اور خطبوں میں احکام و نصائح مفید ارشاد فرمائیں - اور یہ بھی فرمایا کہ شاید سال آئندہ میں تم میں نہ رہوں - مسلمانوں کو حفظ جان و مال اور ممانعت خونریزی کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ مرد اپنی بیوی کا حق پہچانے اور عورتوں کے ساتھ سلوک اور احسان کرو - اور خدا تعالےٰ سے ان کے معاملے میں ڈرو - یعنی بے جا تکلیف و رنج مت دو - اور مردوں کے لیے عورتوں پر تاکید کی - کہ اطاعت کریں اور مرد بیگانہ کو گھر نہ آنے دیں - اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کے احکام کو خوب مضبوط پکڑو گے - گمراہ نہ ہو گے - اسی سال عرفہ کے روز جمعہ کے دن آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط نازل ہوئی یعنی آج کامل کیا میں نے تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام کا +

نکتہ شناس صحابہ اس آیت کے نزول سے قرب قیامت و نشان وفات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سمجھ گئے - اور اس سے قریب ہی سورہ نصر نازل ہوئی - اس

سے بھی صحابہ قرب وفات سمجھ گئے۔ گو بظاہر یہ آئیتیں باعث خوشی کی تھیں مگر فی الحقیقت سبب رنج عظیم ہوئیں۔ ایک بار آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اختیار دیا گیا ہے۔ چاہے دُنیا کے ناز و نعمت اختیار کرے یا اس چیز کو اختیار کرے جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اس نے دُنیا کو اختیار نہیں کیا بلکہ آخرت کو اختیار کیا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اس رمز کو سمجھ گئے اور زار زار رونے لگے۔ لوگ ان کے رونے پر حیران تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک غیر شخص کا حال بیان فرماتے ہیں۔ ان کے رونے کا کیا سبب ہے۔ بعدہٗ معلوم ہوا کہ اس بندہ سے مراد خود آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تھے۔ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے آپ نے فرمایا کہ خیبر میں جو میں نے لقمہ کھایا تھا۔ اس کی تکلیف ہمیشہ رہتی ہے۔ اور اب یہاں تک ہے۔ کہ رگ جان بسبب زہر کے کٹ گئی۔ لقمہ سے وہ لقمہ مراد ہے جو یہودیہ نے بکری کے گوشت میں آپ کو زہر دیا تھا۔ غرضیکہ آپ کو دو روز بخار شدید عارض ہوا اور اس قدر بڑھا کہ آپ نماز کے لیئے مسجد میں نہ جا سکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو ارشاد فرمایا کہ امامت کریں۔ بعد ازاں حسب الحکم حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے امامت شروع کی۔ دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بحالت بیماری نماز پڑھانے کے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک بار حضرت صدیق رضؓ کے پیچھے پڑھی اور ایک مرتبہ ان کے برابر کھڑے ہوئے تھے۔ بقول مشہور بارھویں ربیع الاوّل دوشنبہ کو دوپہر ڈھلے آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے سینہ پر تکیہ لگائے ہوئے وفات پائی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ؛

وفات شریف

آپ کی وفات سے گویا قیامت برپا ہو گئی۔ اصحاب و اہل بیت کو ایسا صدمہ ہوا کہ جس کا بیان نہیں۔ حضرت عمر رضؓ کے ہوش جاتے رہے عقل کٹ گئی یہاں تک کہ وہ یہ کہنے لگے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نسبت کہیگا کہ وفات ہو گئی میں اُسے قتل کر دوں گا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اِن کا اس مقولہ سے رد کیا اور یہ خطبہ پڑھا کہ

خطبہ حضرت صدیق اکبر رضؓ

من کانَ یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کانَ یعبد اللّٰہَ فان اللّٰہ حی لا یموت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم

علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللّٰہ شیئاً و سیجزی الشاکرین ؁

اس خطبہ کو سنتے ہی سب کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی وفات کا یقین آگیا اور سب کے حواس ٹھکانے ہو گئے۔ حضرت علی و عباس و فضل و قثم و اسامہ بن زید نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو غسل دیا اور تین جامہ سے کفن دیا۔ نماز کے واسطے یہ قرار پایا کہ بدفعات جو لوگ آتے جائیں نماز پڑھتے جائیں۔ اور حضرت عائشہ رضؓ کے حجرہ میں جہاں آپؐ کا انتقال ہوا تھا دفن کیا۔ بعد دفن کرنے کے آپؐ کے فراق میں اہل بیت و صحابہ کی بیقراری و گریہ زاری کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ تمہارے دلوں نے کس طرح گوارا کیا کہ اپنے پیغمبرؐ کے بدن پر مٹی ڈالی۔ اصحاب نے عرض کیا۔ کہ اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خدا کے حکم سے مجبور رہے۔ حضرت فاطمہ رضؓ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ جب تک زندہ رہیں مطلق نہ ہنسیں۔ اور دفن کے بعد قبر شریف پر آئیں۔ اور تھوڑی سی خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور سونگھی اور روئیں اور اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کیا چاہیئے اس کو جو سونگھے خاک قبر احمد صلے اللہ علیہ وسلّم کی یہ چاہیئے کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو۔ پڑیں مجھ پر وہ مصیبتیں جو پڑتیں اوپر دنوں کے تو ہو جائیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی حج کرے اور بعد اس کے میری قبر کی زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کہ اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں۔ ارشاد فرمایا۔ دوزخ میں نہ جائیگا جس نے مجھے دیکھا۔ ارشاد فرمایا جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوئی۔ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ چھ مہینہ کے بعد وہاں خواب میں دیکھا کہ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اے بلال رضؓ کیا ظلم کیا کہ ہمارے پاس زیارت کو بھی نہیں آتے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ خواب سے جاگتے ہی متوجہ مدینہ مطہرہ ہوئے ؁

اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اور سب کے طفیل میں راقم الحروف کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت و شفاعت نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔ ع

گنہگارم سیہ کارم شفاعت یارسول اللہؐ

حلیہ شریف

آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلّم میانہ قد بائل بطوالت تھے لیکن جس مجمع میں آپ کھڑے ہوتے تھے اس میں خواہ کیسے ہی طویل القامت آدمی موجود ہوتے آپ سب سے بلند معلوم ہوتے۔ رنگ مبارک سُرخ و سفید بلاملاحت تھا۔ سر مبارک بڑا تھا۔ مُوئے مبارک خوب سیاہ اور قدرے گھونگروالے تھے کبھی دوش مبارک تک ہوتے کبھی نرمہ گوشت تک آپ مانگ نکالا کرتے تھے پیشانی مبارک کشادہ اور روشن تھی۔ ابرو مبارک باریک تھی۔ کمان کی شکل ملی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن واقع میں ملی ہوئی نہ تھی۔ دونوں کے بیچ میں کچھ فرق تھا۔ دونوں ابروے کے درمیان ایک رگ تھی کہ غصہ کے وقت پھول جاتی تھی۔ چشم مبارک بڑی تھیں۔ اور سپیدی میں سُرخی آمیز تھیں۔ پتلیاں نہایت سیاہ کہ بلا سُرمہ ایسی معلوم ہوتی تھیں گویا سُرمہ لگا ہوا ہے۔ پلکیں بڑی بڑی تھیں۔ خوبصورت رخسارہ مبارک پُرگوشت و نرم نہ پھولے ہوئے نہ دبے ہوئے ناک بلند اور نورانی کان نہ چھوٹے نہ بڑے بلکہ متوسط خوبصورت تھے۔ دندان مبارک سفید چمکدار بوقت تبسّم بجلی کی مانند چمک معلوم ہوتی تھی۔ آگے کے دانتوں میں کھڑکی معلوم ہوتی۔ چہرہ مبارک نہ لمبا نہ گول بلکہ کسی قدر گولائی تھی۔ چودھویں رات کے چاند کی طرح درخشاں تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی تھی۔ گھنے بال سینہ مبارک پُر کہتے تھے۔ اور ان کو آپ کترواتے نہ تھے۔ اور مونچھیں کترواتے تھے اور آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں سترہ بال سفید تھے۔ گردن مبارک صاف شفاف بہت خوبصورت گویا سانچہ میں ڈھلی ہوئی تھی۔ دوش مبارک پرگوشت و خوبصورت ہاتھ لمبے لمبے تھے ہتھیلیاں کشادہ پُرگوشت اور بہت نرم بغلیں سفید خوشبودار اور ان میں بال نہ تھے۔ انگلیاں دست مبارک کی لمبی اور خوشنما۔ سینہ مبارک چوڑا تھا اور اس پر

ایک باریک خط بالوں کا تا بناف تھا۔ پشت مبارک گویا چاندی کی ڈھلی ہوئی۔ دونوں کندھوں کے درمیان میں مہر نبوت تھی۔ اور وہ گوشت کا پارا اُبھرا ہُوا مانند بیضیہ کبوتر کے تھا۔ اُس کے گرد تِل اور بال تھے۔ اور یہ مشہور ہے کہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ یہ محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہاتھوں پر اور کندھوں پر اور سینہ پر اور پنڈلیوں پر آپ کے بال تھے۔ اس کے سوا بدن مبارک پر بال نہ تھے۔ شکم مبارک خوب سفید صاف اور شفاف تھا۔ سینہ و شکم برابر تھا۔ یعنی شکم مبارک سینہ سے نکلا ہُوا نہ تھا۔ ساق مبارک صاف اور گول تھیں اور فی الجملہ باریکی ان میں تھیں۔ قدم مبارک کی کف پائے پُر گوشت اور بیچ سے خالی تھی۔ اور اُنگلیاں پائے مبارک کی اور خوش نما اور انگھوٹھے کے پاس کی اُنگلی انگوٹھے سے بڑی تھی۔ غرضیکہ ؎

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس پشت سے بھی آپ کو ویسا ہی نظر آتا تھا جیسا کہ سامنے سے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ آپ کا بدن مُبارک نور کا تھا۔ جیسی شمع کہ اس کا رو و پشت یکساں ہوتی ہے اور سب طرف کی چیز یکساں معلوم ہوتی تھی۔ اور اسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ آپ کی رفتار کسی قدر گردن جھکا کر اور بقوت تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا پاؤں جما کر اُٹھاتے ہیں اور بلندی سے نیچے کو تشریف لاتے ہیں +

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے زیادہ تیز رو نہیں دیکھا۔ آپ بلا تکلف چلا کرتے تھے اور ہم نہایت مشقت سے آپ کیساتھ نبھتے تھے۔ اور پاؤں پاس پاس رکھ کر چلتے۔ جسم مُبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ جو آپ سے مصافحہ کرتا تھا تمام دن اُس کے ہاتھ میں خوشبو آتی تھی۔ جس گلی میں آپ نکل جاتے تھے۔ وہ خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ اور لوگ پہچان لیتے تھے کہ آپ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ پسینہ مُبارک میں ایسی خوشبو تھی کہ وہ دلہنوں کے لگایا جاتا تھا۔ اور وہ خوشبو تمام خوشبوؤں پر غالب ہوتی تھی۔ آپ جہاں قضا حاجت بیٹھتے وہاں سے خوشبو آتی اور زمین آپ کے فضلہ کو چھپا لیتی۔ پیشاب میں آپ کے قذارت اور بدبو نہ تھی۔ دُنیا کی چیزوں میں آپ کو خوشبو اور

اچھا کھانا اور عورتیں بہت پسند تھیں۔ دو چیزوں سے آپ نے حظ اٹھایا۔ اور تیسری چیز یعنی طعام سے آپ متمتع نہ ہوتے بلکہ قصداً آپ بھوکے رہتے یہاں تک کہ شکم مبارک پہ پتھر باندھتے اور باوصف ایسے بھوکے رہنے کے مباشرت نساء پر اس قدر قادر تھے کہ ایک رات میں سب ازواج مطہرات کے پاس ہو آتے تھے اور یہ از قبیل معجزات ہے۔ آپ کے آب دہن مبارک سے کھاری کنوئیں شیریں ہو جاتے تھے مکھی بدن پر نہیں بیٹھتی تھی آپ کے جامہ مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی۔ آپ کو پاکیزگی اور صفائی بہت پسند تھی اور میلا کچیلا پریشان صورت رہنے کو بہت ناپسند فرماتے۔ بالوں کو دھونے اور تیل لگانے کا آپ نے حکم دیا ہے لیکن نہ اس قدر کہ اکثر اوقات اسی میں مشغول رہے۔

اخلاق کریمہ

آپ کے خلق کا اندازہ اسی سے کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآن شریف میں عظیم فرماتا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آپ ایسے باوقار تھے کہ جو اچانک آپ کو دیکھتا ہیبت کھاتا۔ مگر جب شرف حضور سے مشرف ہوتا اور بات چیت کرتا تو آپ کی محبت اس کے دل میں آجاتی۔ آپ کی عادت یہ تھی کہ جس سے ملتے اوّل سلام کرتے اور جو کوئی آپ کو کسی کام کے لئے کھڑا کر لیتا، تو آپ توقف نہ فرماتے۔ جب تک وہ شخص خود نہ جاتا۔ اور جو شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو آپ اس سے ہاتھ نہ چھڑاتے۔ یہاں تک کہ وہ خود آپ کے نہ چھوڑ دیتا۔ اور جب اپنے اصحاب میں سے کسی سے ملتے تو اوّل مصافحہ کرتے۔ پھر اس کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالتے۔ اور خوب مضبوط گرفت فرماتے کھڑے ہوتے اور بیٹھتے تو ذکر اللہ کیا کرتے اور اگر آپ کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی آبیٹھتا تو اپنی نماز مختصر کر دیتے اور اس سے پوچھتے کہ تم کو کوئی کام ہے۔ اور جب اس کے کام سے فارغ ہوتے تو پھر نماز پڑھنے لگتے اور آپ کی اکثر نشست یہ تھی۔ کہ دونوں ساقوں کو کھڑی کر کے ان کے گرد سے دونوں ہاتھ گوٹ مارتے

طرح پکڑ لیتے تھے آپ کی نشست آپ کے اصحاب کی نشست سے متمیز نہ تھی جہاں آپ کو نشست کی جگہ ملتی تھی۔ اسی جگہ بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی آپ کو کسی نے نہیں دیکھا کہ اپنے پاؤں اصحاب میں پھیلائے ہوں اور ان پر جگہ تنگ ہو گئی ہو۔ ہاں اگر مکان وسیع ہوتا اور پاؤں پھیلانے سے تنگی نہ ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ اور آپ کی نشست قبلہ رُخ ہوتی۔ اور جو آپ کے پاس آتا تھا اس کی خاطر اور تعظیم فرماتے حتیٰ کہ جن میں اور آپ میں کسی طرح کی قرابت اور دودھ پینے کا علاقہ نہ تھا ان کے لئے اپنی چادر بچھا کر ان کو بٹھلاتے اور جو تکیہ آپ کے نیچے رہتا تھا آنے والے کیلئے اس کو نکال کر حوالہ فرماتے اور اگر وہ لینے سے انکار کرتا۔ تو آپ قسم دیتے کہ اسی پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔ اور جس کسی نے آپ سے محبت کی اس کو بھی گمان ہوتا کہ سب سے زیادہ آپ مجھ پر کرم فرماتے ہیں۔ اپنے جلیسوں میں سے ہر ایک کی طرف حصّہ رسد توجّہ فرماتے اپنے اصحاب کو ان کی خاطر و دلداری کے واسطے ان کی کنیتوں سے پکارتے اور جس کی کنیت نہ ہوتی۔ اس کی کنیت آپ خود مقرر فرماتے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ دیر میں آپ کو غصّہ آتا۔ اور سب سے جلد راضی ہو جاتے۔ لوگوں پر نہایت درجہ کی شفقت فرماتے اور ان کے حق میں سب سے بہتر اور نافع تھے۔ آپ کی مجلس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں۔ اور جب مجلس سے اٹھتے تو فرماتے۔ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔ اور یہ فرماتے کہ مجھے یہ کلمات جبرئیل علیہ السّلام نے سکھائے ہیں۔ آپ سب سے زیادہ فصیح اور شیریں تقریر تھے۔ اور فرماتے میں عرب میں زیادہ فصیح ہوں آپ کم سخن نرم گفتار تھے۔ جب بولتے زیادہ کلام نہ فرماتے۔ آپ کا کلام گویا موتیوں کے دانوں کی لڑی کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے چلا آیا کرتا تھا۔ اثنائے کلام کو توقف ہوتا تھا کہ سُننے والے اس کو یاد کر لے۔ آپ کی آواز بلند اور لہجہ سب سے اچھا تھا۔ سکوت بہت فرماتے اور بدوں حاجت لب مبارک گفتگو کو نہ ہلاتے۔ نامعقول لفظ زبان پر نہ لاتے۔ اور حالت رضا اور غضب میں بجز سچ کے اور کچھ نہ فرماتے جو کوئی بُرا لفظ بولتا اُس کی طرف سے منہ پھیر لیتے۔ اور جو لفظ آپ کو بُرا معلوم ہوتا اور بہ مجبوری کہنا پڑتا تو اس کو صراحتہً فرماتے۔ اشارۃً ارشاد فرما دیتے۔ جب آپ خاموش ہو جاتے، تو

جلیس پولتے آپ کے پاس کوئی ایک دوسرے کی بات نہ کاٹتا خیر خواہی کے بدلے ہنسی کے نصیحت فرماتے۔ اپنے اصحاب کے رُوبرُو سب سے زیادہ تبسم اور خندہ فرماتے اور ان کی باتوں سے زیادہ تعجب فرماتے اور بعض اوقات اتنا خندہ فرماتے کہ آپ کی کچلیاں کھل جاتیں۔ آپ کے اصحاب کا خندہ آپکے سامنے بسبب اقتدار اور توقیر کے تبسم ہوتا۔ اور دل خوش رہتے بشرطیکہ آپ پر قرآن مجید نازل نہ ہوتا یا قیامت کا ذکر یا خطبہ اور وعظ نہ فرماتے ہوتے۔ اور جب آپ خوشی اور راضی ہوتے تو سب سے بہتر رضا کی حالت میں ہوتے اور اگر وعظ فرماتے تو واقعی طور پر فرماتے نہ ہنسی کے طور سے۔ اور اگر آپ غصہ ہوتے اور غصہ بجز خدا کیواسطے نہ ہُوا کرتے تھے تو کسی چیز کو آپ کے غصہ کے سامنے ٹھہرنے کی تاب نہ تھی۔ اور آپ اپنے سب کاموں میں ایسے ہی تھے۔ آپ جو موجود پاتے کھا لیتے اور جس کھانے پر بہت سے ہاتھ ہوتے وہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا اور اور جب دستر خوان بچھایا جاتا تو بسم اللہ فرماتے۔ اور اکثر جب آپ طعام تناول فرمانے بیٹھتے تو بائیں زانوں پر بیٹھتے اور داہنا کھڑا کر لیتے اور گرم کھانا آپ نہ کھاتے۔ اور فرماتے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی اور اللہ تعالےٰ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی سو اس کو ٹھنڈا کر لو۔ اور اپنے قریب سے آپ کھایا کرتے اور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور بعض اوقات چوتھی سے سہارا لیتے اور دو انگلیوں سے نہ کھاتے اور فرماتے یہ طور شیطان کے کھانے کا ہے۔ آپ بدوں چھنے جو کے آٹے کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے اور ککڑی تر خرما کے ساتھ اور نمک کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ اور تر میووں میں آپ کو خربوزہ اور انگور بہت پسند تھے۔ اور آپ خربوزہ روٹی کے ساتھ اور مصری کے ساتھ تناول فرماتے اور کبھی خربوزہ خرما تر کے ساتھ کھاتے اور کھانے میں دونوں ہاتھوں سے مدد لیتے تھے۔ اور کبھی آپ انگوروں کا خوشہ منہ میں رکھ لیتے یعنی کئی کئی ایک دفعہ کھاتے۔ اور آب انگور آپ کی ریش مبارک پر موتیوں کی طرح اترتا معلوم ہوتا۔ اور آپ کا اکثر کھانا پانی اور خرما ہوتا تھا۔ اور کبھی آپ ایک گھونٹ دُودھ کا پی لیتے۔ اور اوپر سے ایک خرما کھاتے۔ پھر اسی طرح کرتے اور دُودھ اور خرما کو طیبین فرماتے (یعنی دو عمدہ چیزیں)

اور سب سے زیادہ محبوب کھانا آپ کے نزدیک گوشت تھا۔ اور فرماتے تھے، کہ گوشت شنوائی کی قوت بڑھاتا ہے اور دنیا و آخرت میں کھانوں کا سردار ہے۔ اور اگر میں اپنے پروردگار سے درخواست کرتا کہ مجھ کو ہر روز گوشت عطا کرے۔ تو بیشک عطا کرتا۔ اور آپ ثرید کو گوشت اور کدو کے ساتھ کھاتے اور کدو کو پسند فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ پیڑ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ارشاد فرماتے کہ تم جب ہنڈیا پکاؤ تو اس میں کدو بہت ڈالا کرو وہ غمگین دل کو بہت تقویت دیتا ہے۔ اور جس پرند کا شکار ہوتا اس کو تناول فرماتے آپ شکار نہ مارتے مگر کوئی شکار کر کے لا دیتا تو اس کے کھانے کو پسند کرتے اور جب گوشت کھاتے تو سر مبارک کو اس کے لیے نہ جھکاتے بلکہ اس کو منہ کے پاس لا کر دانت سے کاٹتے اور روٹی گھی تناول فرماتے اور بکری میں سے آپ کو دست اور شانہ پسند تھا۔ اور ہنڈیا میں سے کدو اور روٹی لگا کر کھاتے۔ کھانے کی چیزوں میں سے سرکہ اور کھجور میں سے عجوہ پسند فرماتے۔ اور ساگ کی قسم میں سے آپ کاسنی اور بجان اور خرفہ پسند کرتے اور گردوں کو آپ بُرا جانتے تھے۔ اس وجہ سے کہ پیشاب کے قریب رہتے ہیں اور بکری میں سے سات چیزیں نہ کھاتے تھے۔ ذکر اور فوطے اور پھکنا اور پتہ اور غدہ اور خون اور ان کو بُرا جانتے تھے۔ اور کچا لہسن اور پیاز اور گندنا تناول نہ فرماتے تھے۔ اور کسی کھانے کو کبھی بُرا نہیں فرمایا۔ بلکہ اچھا ہوا تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا اور اگر بُرا جانا تو دوسرے کی نظر میں اس کو ناپسند نہیں کیا اور ضب اور تلی سے آپ نفرت رکھتے تھے مگر ان کو حرام نہ فرماتے تھے۔ اور اپنی انگلیوں سے رکابی چاٹتے اور فرماتے کہ پچھلے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ اور کھانے کے بعد اپنی انگلیاں اتنی چاٹتے کہ سرخ پڑ جائیں اور اپنا دست مبارک رومال سے نہ پونچھتے جب تک کہ ایک ایک انگلی نہ چاٹ لیتے اور فرماتے کہ معلوم نہیں کونسے کھانے میں برکت ہے۔ اور جب آپ گوشت روٹی خاص کر کھاتے تو ہاتھوں کو خوب دھوتے پھر بقیہ پانی کو منہ پر پونچھ لیتے اور آپ پانی تین دفعہ پیتے اور اس میں بسم اللہ اور تین مرتبہ الحمد للہ کہتے۔ اور پانی کو

چوس چوس کر پیتے بڑے گھونٹ سے نہ پیتے۔ اور کبھی ایک ہی سانس میں پانی پینے سے فراغت پاتے اور برتن میں پیتے وقت سانس نہ لیتے۔ بلکہ اس سے علیحدہ ہو کر سانس لیتے اور اپنا اُلش اس کو مرحمت فرماتے جو آپ کے داہنی طرف ہوتا۔ اور کبھی بائیں طرف والا رتبہ میں بڑا ہوتا تو داہنی طرف والے سے اجازت لیتے کہ طریق سنّت تو یہی ہے کہ تجھ کو دے لیکن اگر تجھ کو پسند ہو تو بائیں طرف والے کو اپنے نفس پر ترجیح دے۔

ایک بار آپ کی خدمت میں ایک برتن آیا۔ جس میں شہد اور دودھ تھا۔ آپ نے اس کے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا دو پینے کی چیزیں ایک دفعہ میں۔ اور دو سالن ایک برتن میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں ان کو حرام نہیں کرتا ہوں۔ مگر فخر اور دُنیا کے فضول کا قیامت میں محاسبہ ہونے کو بُرا جانتا ہوں اور تواضع کو پسند کرتا ہوں کہ جو کوئی اللہ تعالےٰ کے واسطے تواضع کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو بلند کرتا ہے۔ کھانا گھر والوں سے نہ مانگتے اور ان پر کسی کھانے کی فرمائش کرتے اگر انہوں نے کھلا دیا تو کھا لیا۔ اور جو سامنے لا رکھا قبول فرمایا اور جو پلایا وہ پی لیا اور بعض اوقات اپنے کھانے یا پینے کی چیز خود کھڑے ہو کر لیتے۔ کپڑوں میں جو آپ کو ملتا تہمد یا چادر یا کرتہ یا جبہ یا اور کچھ اور پہن لیتے اور آپ کو سبز کپڑے اچھے معلوم ہوتے تھے اور آپ کی اکثر پوشاک سفید ہوتی اور فرماتے کہ اس کو اپنے زندوں کو پہناؤ اور اموات کو اسی میں کفناؤ۔ اور لڑائی کے وقت قبائے پنبہ دار پہنتے اور بدوں بھراؤ کے بھی پہنتے اور ایک قبا دیبا کی آپ کے پاس تھی اس کو آپ پہنتے تو اس کی سبزی آپ کے رنگ کی سفیدی میں اچھی معلوم ہوتی۔ اور آپ کے سب کپڑے ٹخنوں سے اوپر چڑھے رہتے۔ اور تہمد ان سے بھی اوپر نصف ساق تک ہوتا۔ اور آپ کی قمیص کے بند بندھے رہتے۔ کبھی آپ صرف چادر پہنتے اور کوئی کپڑا بدن پر نہ ہوتا۔ اور آپ کے پاس ایک چادر پیوند لگی ہوئی تھی۔ اس کو پہنتے اور فرماتے کہ میں بندہ ہوں پہنتا ہوں۔ جیسے بندہ پہنتا ہے۔ اور جمعہ کا جوڑا آپ کا خاص تھا۔ سوائے اور دنوں کے کپڑوں کے اور کبھی آپ ایک چادر تہمد کی پہنتے۔ دوسری چیز بدن پر نہ ہوتی اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان گرہ لگاتے اور کبھی جنازوں پر اس سے امامت

کرتے اور کبھی مکان کے اندر ایک ہی تہمد لپیٹ کر اور دونوں کناروں کو شانوں پر اِدھر اُدھر ڈال کر نماز پڑھتے اور آپ کے پاس ایک چادر سیاہ تھی - اس کو آپ نے کسی کو دے ڈالا تھا - اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات دیکھا کہ ہم کو ظہر کی نماز ایک چھوٹی چادر میں پڑھائی جس کے کناروں کو آپ نے گرہ دے لی تھی - اور آپ انگوٹھی پہنتے اور کبھی باہر تشریف لاتے اور آپ کی انگوٹھی میں کسی چیز کی یادداشت کیلئے دھاگا بندھا ہوتا - اور ٹوپیاں آپ عماموں کے نیچے اور بدوں عماموں کے پہنتے اور کبھی ٹوپی کو سر مبارک سے اُتار کر اس کا سُترا کرتے اور اُس کی طرف کو نماز پڑھتے اور آپ کے ایک عمامہ کا نام سحاب تھا - اور جب آپ کپڑا پہنتے تو داہنی طرف سے شروع کرتے اور جب کپڑا اتارتے تو بائیں طرف سے ابتدا کرتے اور جب نیا کپڑا پہنتے تو پرانا کپڑا کسی مسکین کو عنایت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ جو مُسلمان کسی مُسلمان کو اپنے پُرانے کپڑے پہنائے اور پہنانا صرف خدائے تعالیٰ کے واسطے ہو وہ حالت موت و حیات میں خدا تعالیٰ کے ضمان اور پناہ اور برکت میں رہیگا - جب تک کہ مسلمان پہنے گا ؎ اور آپ کا ایک چمڑا کا گدا تھا جس میں خرما کی چھال بھری تھی - اس کا طول ۲ دو گز اور عرض ایک گز اور ایک بالشت کے قریب تھا - اور آپ کا ایک کمبل تھا کہ اس کو ہر جگہ اٹھا کر آپ کے نیچے ۲ دو تہ کرکے بچھا دے اور آپ بوریہ پر سوتے کہ اس کے سوا اور بستر نہ ہوتا آپ سب سے زیادہ حلیم تھے - اور باوجود قدرت کے مجرم کا قصور معاف فرما دیا کرتے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہود عورت آپؐ کی خدمت میں ایک بکری زہر ملی ہوئی لائی - تاکہ آپؐ اس میں سے تناول فرمائیں - اس عورت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لائے - آپؐ نے اس سے زہر کا حال پوچھا - اس نے عرض کیا کہ مجھ کو منظور تھا کہ آپ کو مار ڈالوں - آپؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو منظور نہیں ہے کہ تجھ کو اس امر پر قادر کرے - لوگوں نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالیں - آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ؎

ایک اور یہودی نے آپؐ پر جادو کیا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اس

حال کی اطلاع دی تھی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اس جادو کو نکلوا کر گرہ کھولی تھی۔ تو اس سے آفاقہ ہو گیا۔ اور اس یہودی سے کبھی اس کا تذکرہ نہ فرمایا اور نہ اس پر یہ ظاہر کیا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ارشاد فرماتے کہ تم میں سے کوئی میرے اصحاب کی طرف سے کوئی بات مجھ سے نہ کہا کرو کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سینہ صاف ہو کر آؤں۔ آپ کی خفگی اور رضامندی آپ کے چہرہ سے معلوم ہو جاتی تھی۔ اور جب آپ کو غصہ بہت آتا تھا تو اپنی ریش مبارک کو بہت ہاتھ لگاتے۔ کسی کے سامنے وہ بات نہ فرماتے جو اس کو بُری معلوم ہو۔ اور ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور زرد خوشبو لگائے ہوئے تھا۔ آپ کو بُری معلوم ہوئی۔ مگر اُسے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس سے کہدو کہ اس کا استعمال نہ کرے تو اچھا ہو۔ اور ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کیا۔ اصحابہؓ اس پر چڑھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ اُس کا پیشاب مت روکو۔ پھر اس سے فرمایا کہ یہ مسجد یں اس واسطے نہیں کہ کوئی کوڑا کرکٹ یا پیشاب یا پاخانہ ان میں کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سب سے زیادہ سخی اور جواد تھے۔ اور ماہ رمضان المبارک میں اندھی کی طرح ہوتے تھے کہ کوئی چیز بدوں دئیے نہ چھوڑتے اور کبھی کسی چیز کا سوال آپ سے نہیں ہُوا کہ آپ نے اس کو نہیں دیا۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ مگر تجھ کو جو ضرورت ہے وہ کسی شخص سے میرے نام پر قرض لے لے۔ جب ہمارے پاس کچھ آئیگا ہم اس کو ادا کر دینگے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس چیز کی آپ کو قدرت نہیں اس کی تکلیف خدائے تعالیٰ نے آپ کو نہیں دی۔ آپ کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ آپ خرچ کئے جائیے اور مالک عرش بریں سے خوف مفلسی کا نہ فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرۂ مبارک پر سرور معلوم ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سب سے زیادہ قوی و بہادر تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم نے اپنے تئیں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی

نپاہ پکڑتے تھے۔ اور آپ ہم سب کی نسبت دشمن سے قریب تر تھے۔ اور حضرت علی رضؓ کا قول ہے کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوتا تھا۔ اور دونوں صفیں مل جاتی تھیں تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آڑ میں ہو جاتے تھے۔ پس آپ کی نسبت دشمن سے زیادہ قریب کوئی نہ ہوتا۔ اور جب لوگوں کو قتال کا حکم فرماتے تو بنفس نفیس مستعد ہوتے اور سب لوگوں سے زیادہ لڑاک تھے۔ لڑائی کے وقت ٹولی سے جب کوئی آگے بڑھتا تھا تو اوّل آپ ہی ہوتے تھے۔ اور جب آپ کو مشرکوں نے گھیر لیا۔ تو آپ اپنے خچر سے اتر پڑے اور فرمانے لگے

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

تو اس روز کوئی ایسا نہیں نظر آیا۔ کہ آپ سے زیادہ قوی دل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلّم اپنے علو منصب میں سب لوگوں سے زیادہ تواضع وانکسار فرماتے۔ ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لائے تو وہ آپ کی ہیبت سے کانپنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ خوف مت کر میں بادشاہ نہیں ہوں میں قریش کی ایک عورت کا فرزند ہوں اور اپنے اصحاب میں ایسے مل جل کر بیٹھتے کہ گویا انہی میں سے آپ بھی ہیں۔ اجنبی شخص آتا۔ تو بدون پوچھے نہ معلوم کرتا کہ آپ کون سے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ رضؓ نے التماس کیا کہ آپ ایسی جگہ پر بیٹھا کریں کہ اجنبی آپ کو پہچان لیا کریں۔ چنانچہ آپ کے لئے مٹی کا ایک چبوترا بنا دیا کہ اس پہ آپ نشست فرماتے۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ خدائے تعالیٰ مجھ کو آپ پر قربان کرے اور آپ تکیہ لگا کر کھانا تناول فرمایا کیجئے کہ یہ آپ پر احسان پڑیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سر مبارک اتنا جھکایا کہ قریب تھا پیشانی زمین پر لگ جائے۔ فرمایا کہ میں ایسے کھاؤنگا جیسے بندہ کھاتا ہے اور ایسے بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔ اور جب آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تو اگر وہ آخرت کے باب میں گفتگو کرتے۔ تو ان کے ساتھ وہی تقریر فرماتے۔ اور اگر وہ کھانے پینے کی بات کرتے تو ویسا ہی ذکر فرماتے اور اگر وہ دنیا کے باب میں کلام کرتے تو آپ بھی وہی کرتے اور کبھی اصحاب رضؓ آپ کے سامنے شعر پڑھتے۔ اور کچھ باتیں جاہلیت کی ذکر کرتے اور ہنستے تو ان کے ہنسنے کے وقت آپ بھی تبسم فرماتے اور جھڑ

حرام ہے اُن کو اور چیز سے زجر نہ فرماتے ❊

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو چیز آپ کو بُری لگی اُس میں سے آپ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ یہ تو نے کیوں کی اور جب کسی نے آپ کے گھر والوں میں سے ملامت کی تو آپ نے یہی ارشاد فرمایا۔ کہ اُس کو کچھ مت کہو۔ تقدیر میں یہی ہونا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب گاہ میں عیب نہیں لگا۔ اگر کسی نے بچھونا بچھا دیا تو لیٹ رہے۔ اور اگر بستر نہ ہوا تو زمین پر لیٹ رہے آپ اپنا جوتا گانٹھتے اور کپڑے میں پیوند لگاتے اور اپنے گھر کا کام کرتے اور ازواج مطہرات رض کے ساتھ گوشت کاٹتے۔ سب لوگوں سے زیادہ حیادار تھے۔ کہ کسی کے چہرے پر آپ کی نگاہ نہ جمتی تھی ❊

ہدیہ قبول فرماتے خواہ ایک گھونٹ کے دُودھ کا ہوتا یا ران کے خرگوش کی اور ہدیہ کی مکافات فرماتے۔ ہدیہ کو تناول فرماتے اور صدقہ نہ کھاتے۔ اپنے پروردگار کی خاطر غصہ فرماتے اپنے نفس کے واسطے غصہ نہ فرماتے۔ حق کو جاری فرماتے۔ گو اس میں آپ کا اور آپ کے اصحاب رض کا نقصان ہوتا۔ ایک موقع پر ایک گروہ مشرکوں نے آپ سے درخواست کی کہ ہم آپ کے طرف دار ہو کر دُوسرے مشرکوں سے عوض لیں۔ اور اس وقت آپ کے پاس آدمیوں کی اتنی قلت تھی۔ کہ اگر ایک شخص بھی آپ کے ساتھیوں میں زیادہ ہوتا تو اس کی بھی ضرورت تھی۔ مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں مشرک سے مدد نہیں لیتا ہوں۔ ولیمہ کی دعوت قبول فرماتے۔ بیمار کی عیادت کرتے اور جنازہ کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔ دشمنوں میں بلا نگہبان پھرتے۔ جو لوگ اخلاق میں افضل ہوتے، اُن کا اکرام کرتے اور اہل شرف کے ساتھ سلوک کر کے ان کو پرچاتے۔ جو آپ کے سامنے عذر کرتا اُس کو قبول فرماتے ❊

آپ سے اثنائے قتال میں عرض کیا گیا کہ آپ اعدا پر لعنت کریں تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رحمت کیلئے مبعوث ہوا ہوں نہ لعنت کے لیے۔ اور جب آپ سے التماس کیا جاتا کسی مسلمان یا کافر عام یا خاص کے لئے بد دعا فرمائیے تو آپ بد دعا سے اعراض کر کے دعائے خیر

فرماتے۔ آپ نے دست مبارک کا وار کسی پر نہیں کیا بجز جہاد فی سبیل اللہ کے۔ اور جو برائی آپ سے کی گئی اس کا بدلہ آپ نے کبھی نہیں لیا۔ مگر یہ کہ پردہ دری حرمت الٰہی کی ہو آپ مذاق فرماتے۔ مگر سچ کے سوا اور کچھ نہ فرماتے۔ مسکراتے اور زور سے نہ ہنستے۔ مباح کھیل کود دیکھتے اور منع نہ فرماتے۔ اپنی اہل کے ساتھ دوڑتے کہ کون آگے نکلے۔ آپ کے سامنے آوازیں بلند ہوتیں اور آپ صبر فرماتے۔ آپ کے پاس لونڈیاں اور غلام تھے کھانے اور پہننے میں آپ ان سے برتری نہ فرماتے۔ کوئی وقت آپ پر ایسا نہ گزرتا جس میں آپ اللہ تعالےٰ کے لیے کام یا اپنے نفس کی بہتری کے لئے امر ضروری نہ کرتے ہوتے۔ اپنے اصحاب رضؓ کے باغوں میں تشریف لے جاتے۔ کسی مسکین کو اس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب سے حقیر نہ جانتے اور نہ کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہت کی وجہ سے ڈرتے بلکہ دونوں کو برابر اللہ تعالےٰ کی طرف بلاتے ؏

عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

چونکہ مقصود آفرینش عالم سے عبادت ہے۔ بقولہ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ پس کسی فرد کو بلا عبادت چارہ نہیں اور راہ راست اور قرب وصول حق عبادت ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ۔ اور جس شخص کو جس قدر قرب زیادہ ہوتا ہے اسی قدر اس پر اللہ تعالےٰ کی معبودیت اور اپنی عبدیت کی زیادہ حقیقت کھلتی ہے۔ اور جس پر جس قدر یہ حقیقت زیادہ کھلے گی اسی قدر وہ حق عبدیت ادا کرنے میں زیادہ مصروف ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کسی کو قرب نہ تھا۔ اس سبب سے آپ سے زیادہ کوئی اپنے تئیں عبادت کرنے کا حق نہیں سمجھتا تھا۔ آپ ہر نماز کے واسطے وضو کیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات ایک وضو سے بھی چند فریضہ ادا کئے ہیں۔ اور ہر نماز پر آپ مسواک کیا کرتے تھے۔ اور اس کی نہایت فضیلت بیان فرماتے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر تہمت وخوف مشقت نہ ہوتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا واجب کر دیتا۔ ارشاد

فرمایا۔ مسواک کرنا سبب طہارت دہن اور موجب رضاء حق تعالےٰ ہے۔ ارشاد فرمایا جب کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں مسواک کرنے کی تاکید ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تین چیزیں میرے اوپر فرض ہیں وتر۔ مسواک ۲۔ قیام لیل۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مسواک کے واسطے مامور ہوا حتیٰ کہ مجھ کو خوف ہوا کہ مجھ پر فرض ہو جائیگی۔ مگر حدیثوں سے آپ پر واجب ہونا ثابت ہے فرض نہیں۔ لیکن اجماع اس پر ہے کہ اُمت پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ ہر وضو کے ساتھ سنت مؤکدہ ہے۔ اور درصورت عدم موجودگی مسواک کے انگلی بھی دانتوں پر پھیرنا۔ اور کپڑے سے ملنا بھی کفایت کرتا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ مسواک درخت اراک کی ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کی کرتے تھے۔ اور اسی کا امر فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو میں تھوڑا پانی صرف کرتے تھے اور اُمت کو وضو میں پانی کے اسراف پر تحذیر و منع فرماتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آپ کا گذر ہوا اور وہ اس وقت وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ مَا ھٰذَا السرف یاسعد انہوں نے عرض کیا۔ ھل فی الماءِ اسراف؟ آپ نے فرمایا۔ نعم وان کنت علیٰ نھر جار۔ اعضا کو آپ تین مرتبہ دھوتے اور کبھی کبھی تعلیم اُمت کے واسطے ایک اور دو مرتبہ پر ہی اقتصار فرماتے کہ گویا اسی قدر کافی ہے۔ اور تین مرتبہ سے زیادہ دھونا کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ نہی وارد ہے۔ اور وضو سے اوّل بسم اللہ پڑھتے اور بعد وضو یہ پڑھتے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بعد شہادتین اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ بھی پڑھنا آیا ہے۔ شیخ دہلوی نے لکھا ہے کہ جو احادیث کی اذکار کہ وضو میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ بلکہ محدثین نے ان کی نسبت وضع کا حکم دیا ہے البتہ شیخ ابن الہمام نے ہر عضو کے غسل پر شہادتین کا پڑھنا مستحب کہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتتاح نماز اللہ اکبر سے کرتے اور زبان سے نیت کہنا

آپ سے مروی نہیں ہے۔ اور تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اکثر کانوں تک پہنچاتے بعد ازاں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھتے اور دعاء استفتاح سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ الخ اور بعد دعا استفتاح استعاذہ کرتے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور بعد استعاذہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے بعد ازاں فاتحہ پڑھتے۔ اور آخر فاتحہ پر آمین کہتے اور بعد فاتحہ کوئی سورۃ پڑھتے اور جب قرأت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے اور رکوع میں جاتے۔ اور رکوع میں ہر دو کف دست سے زانو کو سخت پکڑتے اور انگلیوں کو پھیلا دیتے۔ کہتے ہیں کہ حالات نماز میں آپ کی انگلیوں کی تین صورتیں ہوتی تھیں۔ رکوع میں پھیلی ہوئی۔ سجدہ میں جڑی ہوئی اور تشہد میں اور احرام میں بحال رہتی تھیں۔ نہ پھیلی ہوئی اور نہ جڑی ہوئی۔ اور کہنیوں کو پہلو سے دور رکھتے اور پشت کو راست کر دیتے۔ اور شریعت کے برابر رکھتے نہ اونچا نہ نیچا۔ اور تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ فرماتے اور یہ ادنیٰ تعداد تسبیح کی ہے مگر ادنیٰ کامل ہے۔ اور اگر تین سے زیادہ جس قدر عدد طاق کہے افضل ہے مگر حالتِ انفراد میں اور در صورت امام مقتدیوں کی رعایت ضروری ہے۔ اور جب سجدہ میں جاتے پہلے زانوؤں کو زمین پر رکھتے۔ بعد ازاں ہاتھ بعد ازاں پیشانی و سر مبارک اور سات عضو سے سجدہ کرتے۔ منہ۔ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے۔ دونوں قدم۔ پیشانی اور ناک دونوں سے سجدہ کرتے اور سجدہ میں ہاتھ پہلو سے اس قدر دور رکھتے تھے۔ کہ بغلی مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔ اور بازوؤں اور شکم کو ران سے علیحدہ رکھتے۔ اور سجدہ میں سر مبارک دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھتے تھے۔ اور قومہ اور جلسہ رکوع و سجود کے اندازہ سے ہوتا تھا۔ یعنی اگر قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجود و قومہ جلسہ سب طویل ہوتا۔ اور اگر قیام خفیف ہوتا تو قومہ، جلسہ، رکوع و سجود سب خفیف ہوتے۔ اور کبھی کبھی اس قدر طویل ہوتا تھا کہ شبہ ہو جاتا تھا کہ نماز بھول گئے۔ قومہ جلسہ کے اطمینان اور اعتدال میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئیں۔ مگر ادنیٰ یہ ہے کہ پشت کی ہڈی سیدھی ہو جائے۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بُری چوریوں میں نماز کی چوری ہے،

عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں کس طرح چوری ہے۔ فرمایا رکوع اور سجود کو تمام نہ کرے اور جب سجدہ سے سر نہ اُٹھاتے تو دُوسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوتے اور جب اُٹھتے تھے ران یا گھٹنے پکڑ کر اُٹھتے تھے۔ باختلاف روایت۔ اور جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور داہنا پیر کھڑا رکھتے تھے۔ اور انگلیاں پیروں کی متوجہ قبلہ رکھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوؤں پر رکھتے اور دست راست سے عقد وا شارہ کرتے اور رفع سبابہ یمینی تشہد میں کرتے۔ لیکن اس کی صورت میں اختلاف روایات بہت ہے اور بعد تشہد داہنے اور بائیں جانب سلام اس طرح پھیرتے تھے کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر پڑنے لگتی تھی اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھتے۔ بعد ازاں اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کہتے۔ اور ہر نماز کے بعد معوذتین کا پڑھنا آیا ہے۔ اور ایک روایت میں بعد از نماز صبح و مغرب قبل اُٹھنے کے دس مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا پڑھنا آیا ہے اور نیز بعد فرائض ۳۳ تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۴ چونتیس مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھنا۔ اور بعد ہر فرض آیۃ الکرسی بھی مشاہیر اوراد سے ہے اور بعض حدیث میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ بھی زیادہ لکھا ہے۔ جن فرائض کے بعد سُنت ہیں اس میں سوا، تین مرتبہ استغفار اور دعا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ اور ادعیہ بعد سنت ادا کرنا اولیٰ ہے ؁

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز تہجد کبھی نہ سفر اور نہ حضر میں ترک کرتے اور اس کی نہایت محافظت کرتے اور اگر کبھی فوت ہو جاتی تو قبل از زوال بارہ رکعت اس کا بدل گزارتے اور بظاہر اس ادا و قضا سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد آپ پر واجب تھا۔ اور نماز تہجد کھڑے ہو کر گزارتے۔ پہلے ۲ دو رکعت خفیف گزارتے اور بعد طویل قرأت پڑھتے مثل سورۃ بقر اور آل عمران، نساء و مائدہ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم کر جاتے، اور

پھوٹ جاتے اور کسی رات تمام نماز میں ایک ہی آیت کا تکرار فرماتے ۔ اور وہ آیت یہ ہے ۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ط اور رکوع و سجود باندازہ درازیٔ قرأت کرتے اور وتر عشاء کو کبھی آپ اوّل شب میں گذارتے ۔ ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اندیشہ ہو کہ آخر شب نہ اُٹھ سکیگا اُس کو جائز ہے کہ اوّل شب میں پڑھ لے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم بعد وتر دو رکعت ہلکی ہلکی پڑھا کرتے تھے ۔ اور اس میں اوّل رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ الخ اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الخ اور بعض نے ان دو رکعت کا انکار بھی کیا ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى الخ اول رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الخ دوسری رکعت میں اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ تیسری رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور جب وتر کا سلام پھیرتے تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے اور بعض روایت میں رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ بھی ساتھ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کے پڑھنے آیا ہے ۔ اور تیسری مرتبہ قدوس کو باواز بلند اور کشش حروف سے پڑھتے ۔ اور بعد ازاں رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھتے ۔ بعد سُنّت صبح آپ پہلوئے راست پر آرام فرماتے ۔ اور اکثر ان سُنتوں میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے اور کبھی کبھی آیت سورۂ بقر قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الاٰیۃ اول رکعت میں اور آیت سورۂ آل عمران قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا الاٰیۃ دوسری رکعت میں پڑھی ہے ۔ بعد ازاں مسجد میں تشریف لاتے اور خود ہی امامت کرتے ۔ اس وقت طوال مفصّل پڑھا کرتے ساٹھ سے سَو آیت تک گاہ سورۂ قاف پڑھتے اور گاہ سورۂ رُوم اور کُوِّرَت ۔

اور عبد اللہ بن سائب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مکہ میں فجر کی نماز پڑھائی ۔ اور اس میں سورۂ مومنون پڑھنا شروع کیا ۔ حتیٰ کہ آیت ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ پر پہنچے ۔ پس آپ کو کھانسی آئی پھر آپ نے رکوع کر دیا ۔ اور کبھی قرأت میں تخفیف بھی کرتے ۔ اور سفر میں معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ بھی پڑھا ہے ۔ بعد نماز اور دُعا اصحاب کی جانب

متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے اور وہ اپنے خواب یا پچھلے ایام جہالت کا ذکر کیا کرتے اور ان کو سُن سُن کر آپ مسکرایا کرتے تھے۔ اور اکثر بعد بقدر نیزہ بلند ہونے آفتاب کے ۲ دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کی فضیلت بیان فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھے اور ذکر خدا میں تا طلوع آفتاب بیٹھا رہے اور پھر ۲ دو رکعت نماز پڑھے تو اس کی اجر مثل حج و عمرہ کے پورا پورا ہوگا۔ اور آپ نے نماز ضحیٰ بھی پڑھی ہے۔ اور اس کے پڑھنے کی اُمت کو رغبت دی ہے۔ اور اس کی تعداد رکعت کی احادیث مختلف میں ۲ دو سے لے کر ۱۲ بارہ تک پائی جاتی ہیں ۞

نیز حدیث میں آیا ہے کہ بعد زوال چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کی صلوٰۃ فی الزوال کہتے ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں اس بات کو کہ اس ساعت میرے عمل صالح صعود کریں۔ اور اکثر اس کو گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت قبل از ظہر پڑھتے اور چار رکعت فرض ظہر پڑھتے اس میں بھی طوال مفصل پڑھتے اور گاہ گاہ سورہ سبح واللیل و اعلیٰ بھی پڑھتے۔ اس کے بعد ۲ دو رکعت اور کبھی چار بھی پڑھی ہیں۔ اور گرما میں ابراد کرکے اور سرما میں اوّل وقت نماز ظہر ادا فرماتے۔ عصر کے وقت قبل از فرض چار رکعت اور کبھی ۲ دو رکعت بھی پڑھی ہیں۔ بعد ازاں چار فرض پڑھتے۔ اور اس میں اکثر اوساط مفصل پڑھتے۔ مغرب کے وقت آفتاب غروب ہوتے ہی تین رکعت فرض پڑھتے اور اس میں قصار مفصل پڑھتے اور کبھی سورہ طور اور سورہ مرسلات اور حم دخان اور دونوں رکعت میں سورہ اعراف بھی پڑھی ہے بعد ازاں دو رکعت سنت پڑھے اور اس میں اکثر قرأت قل یا ایہا الکفرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے بعد ازاں اوابین پڑھتے۔ عشا کے وقت پہلے چار رکعت سنت بعدہٗ چار فرض پڑھتے۔ اور اس میں اوساط مفصل سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی و وَالشَّمْسِ و وَاللَّيْلِ وغیرہ پڑھتے۔ بعد ازاں ۲ دو یا چار سنت پڑھا کرتے۔ بعد ازاں وتر پڑھتے۔ اور اگر اوّل شب میں نہ پڑھتے ہوتے تو اس کا ذکر نماز تہجد میں آچکا ہے۔ اور سونے سے قبل سورہ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھتے۔ اور گاہ سورہ دخان اور سورہ زمر بھی پڑھتے ۞

یوم جمعہ کی آپ بہت فضیلت بیان فرماتے۔ اور فرمایا۔ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَ اَعْظَمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ۔ فضائل جمعہ بہت ہیں منجملہ ایک یہ ہے کہ اس میں ایک ساعت ہے کہ اس وقت جو کچھ اللہ تعالےٰ سے مانگو وہ قبول ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن نماز صبح میں الم سجدہ اور دہر پڑھتا اور نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون یا سبح اسم ربک اور سورہ غاشیہ اور نماز مغرب میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور نماز عشا میں بھی سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا سنّت ہے ؛ ارشاد فرمایا کہ جو شخص پڑھے سورہ کہف جمعہ کے روز قیامت میں اس کے واسطے ایک نور قدموں سے آسمان تک ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ کثرت سے جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجو اس کو فرشتے میرے پاس لے جاتے ہیں جمعہ کے روز آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم غسل فرماتے۔ لباس اجمل با طہارت عزت اسلام پہنتے اور عمامہ اسود بھی باندھتے اور اس کا شملہ بھی مابین کتفین لٹکاتے۔ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم منبر پر خطبہ شروع کو ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ آپ کے سامنے اذان کہتے۔ اور جب آپ خطبہ پڑھتے تھے، اس طرح پڑھتے تھے کہ گویا کوئی شخص کسی قوم کو جتلاتا ہو کہ تم پر شبخون پڑنے والا ہے، ہوشیار ہو جاؤ اور اس کے مقابلے کے واسطے آمادہ ہو جاؤ۔ اور خطبہ پڑھتے وقت آپ کی آنکھیں سرخ آواز بلند ہوتی تھی اور غضب زیادہ ہوتا۔ اور خطبہ میں اکثر سورۂ قاف پڑھتے اور گاہ گاہ و نادوا یا مالک الآیۃ بھی پڑھتے۔ اور خطبہ آپ بہ نسبت نماز کے کوتاہ پڑھتے ؛

د نماز عید، مدینہ مطہرہ سے باہر ایک مکان ہے وہاں ادا کرتے۔ اور بارش میں مسجد میں ادا کرتے اور اس روز بھی غسل فرماتے اور لباس عمدہ پہنتے۔ اور عید فطر میں قبل مصلےٰ جانے کے چند خرمے نوش فرماتے اور اس کی تعداد میں رعایت وتر فرماتے۔ اور عید الضحیٰ میں مصلّےٰ سے واپس تشریف لاکر قربانی میں سے نوش فرماتے۔ اور آپ مصلّےٰ کو پیدل تشریف لے جاتے۔ اور جس راستہ سے تشریف لے جاتے اس سے واپس نہ آتے بلکہ دوسرے سے مراجعت فرماتے۔ اور مصلے کو آتے اور جاتے تکبیر فرماتے اور نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے۔

اور نماز عید الضحےٰ جلد گزارتے۔ اور جس وقت مصلّے پر پہنچتے نماز شروع کر دیتے اور اذان و اقامت و الصلوٰة نہ ہوتی۔ نماز عیدین کی تکبیرات میں روایات مختلف ہیں۔ مگر مختار حنفیہ اوّل رکعت میں قبل قرأت تین تکبیر ہیں۔ اور دوسری رکعت میں بعد قرأت تین تکبیر ہیں۔ اس نماز میں اکثر سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ اور ق والقرآن المجید و اقتربت الساعۃ پڑھتے۔ آپ کے وقت میں عیدگاہ میں منبر نہ تھا۔ بعد کو مروان بن الحکم کے وقت ہوا ہے۔ اور جب آپ نماز سے فارغ ہوتے خطبہ شروع کرتے اور خطبہ آپ کبھی قوس پر کبھی عنزہ پر اعتماد کر کے پڑھتے۔ اور نیز حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر اعتماد کر کے پڑھا ہے۔

عبادت صیام کے آپ نہایت حریص تھے۔ خصوصاً رمضان شریف کا آپ نہایت اہتمام کرتے۔ اور ان ایام میں لوگوں پر بخشش و کرم رکھتے۔ اور صدقہ و خیرات دن اور رات اور ایام کی نسبت مضاعف کرتے۔ اور ہر وقت کیا رات کیا دن ذکر و نماز تلاوت و اعتکاف میں معمور رکھتے اور ہر شب حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے ملاقات کرتے۔ اور ان سے قرآن شریف کا دور کرتے۔ اور بعد یقین غروب آفتاب جلد افطار کرتے۔ اور سحر میں تاخیر کرتے۔ اور صحابہؓ کو بھی اس تعجیل و تاخیر کی ترغیب فرماتے۔ اور تعریف کرتے۔ اور چند خرمے سے روزہ افطار کرتے۔ اور اگر خرمہ موجود نہ ہوتا تو چند گھونٹ پانی پی لیا کرتے۔ وقت افطار یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ۔ اس کے سوا اور بھی دعوات افطار ہیں۔ اور روزہ میں صائم کو فحش بکنے غیبت کرنے لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتے اور اگر رمضان میں سفر کا موقع ہوتا تو کبھی روزے رکھتے اور کبھی افطار کرتے۔ اور رمضان شریف میں شب کو غسل کی حاجت ہوتی تو شب ہی کو غسل فرما لیتے۔ اور کبھی تاخیر بھی کرتے۔ اور بعد صبح بھی غسل فرما لیتے۔ مگر مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ نہ فرماتے۔ اور روزہ نفل آپ اس قدر پیاپے رکھتے کہ لوگوں کو گمان ہوتا کہ اب آپ افطار نہ کرینگے۔ اور کبھی ایسا پیاپے افطار کرتے کہ گمان ہوتا کہ اب آپ کبھی روزہ نہیں رکھینگے مگر کوئی مہینہ روزہ سے خالی نہ چھوڑتے۔ اور ایام بیض کے روزہ کی تاکید فرماتے حتیٰ کہ خود

سفر میں بھی رکھتے - اور صیام دہر کو منع کرتے - اور دو شنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے - اور عشرہ ذی الحجہ کو اس سے اوّل ۹ نو روز مُراد ہیں روزہ رکھتے - اور ارشاد فرماتے کہ عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی ایام عمل صالح کے واسطے نہیں ہیں - اور روز عاشورہ کا بھی روزہ رکھتے - اور آخر عمر شریف میں فرمایا کہ اگر زندہ رہے تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے - اور شوال کے چھ ۶ روزوں کی نہایت تاکید فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ چھ ۶ روزے رمضان کے ساتھ صیام دہر کے برابر ہیں - اور تمام رمضانوں میں عشرہ آخر کا اعتکاف فرمایا ہے - البتہ ایک رمضان میں فوت ہو گیا تھا - اور اس کی ماہ شوال میں قضا کی - اور ایک مرتبہ عشرہ اوّل میں اعتکاف اور ایک مرتبہ عشرہ وسط اور ایک مرتبہ عشرہ آخیر میں کیا - اور جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ شب قدر آخیر میں ہوتی ہے تو پھر عشرہ اخیری پہ ہی مواظبت فرماتے - اور بعض رمضان کی راتوں کو بھی کچھ نہ کچھ کھاتے - پے در پے برابر روزہ رکھتے - مگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بوجہ کمال رحمت و شفقت ایسے روزہ رکھنے سے منع فرماتے - اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس متابعت کے واسطے التجا کی آپ نے فرمایا - ایکم مثلی انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی ۔

ہجرت کے بعد آپ نے صرف ایک حج کیا - اور اُس کو حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں - کہ اس میں لوگوں کو تعلیم احکام فرمائے اور فرمایا کہ شاید سال آئندہ مجھ کو نہ پاؤ - آپ نے اپنی عمر میں تریسٹھ اونٹ ذبح کئے اور یہ تعداد اور یہ آپ کی سالہا عمر کے موافق ہے - سن شریف تریسٹھ سال کا ہوا ہے - آپ ہر وقت ذکر حق میں مشغول رہتے - اور آپ کا کلام حمد و ثناء و تمجید و توحید و تسبیح و تقدیس و تہلیل اور تکبیر وعدہ وعید امر و نہی و تشریع و تعلیم احکام و ذکر جنت و بہشت میں ہوتا - اور ہر لحظہ اور ہر آن اُمت کو راہ نجات اور اعمال راستگاری کی ترغیب فرماتے ۔

ارشادات :- ارشاد فرمایا جس کسی کو یہ پسند ہو کہ جنت کے مرغزاروں میں چرے اُس کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کا ذکر بہت کرے - کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ اعمال میں سے کونسا افضل ہے - ارشاد فرمایا - افضل یہ ہے کہ ایسے حال میں مرو کہ ذکر اللہ سے

تر زبان ہو۔ ارشاد فرمایا کہ صبح و شام خدا تعالےٰ کے ذکر سے تر زبان رہو۔ تاکہ صبح و شام کو ایسے ہو جاؤ۔ کہ تمہارے اوپر کوئی خطا نہ ہو۔ ارشاد فرمایا کہ صبح و شام کو خدا تعالےٰ کا ذکر کرنا راہ خدا میں تلواروں کے توڑنے اور پانی بہانے کی طرح مال کے دینے سے افضل ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ جلّ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ یعنی میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اور جب مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس کے مجمع سے بہتر میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر میری طرف ایک بالشت قریب آیا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف کو آہستہ چلتا ہے تو میں اس کی طرف جھپٹتا ہوں۔ یعنی جلد دُعا قبول کر لیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ سات شخص ایسے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ اپنے سایہ میں جگہ دیگا اس روز کہ بجز اس سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کیا۔ اور اس کے خوف سے رویا ہو۔ ارشاد فرمایا بھلا میں تم کو وہ بات نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہتر ہو۔ اور تمہارے مالک کے نزدیک بہت ستھری اور تمہارے درجات میں سب سے اونچی اور تمہارے حق میں سونے اور چاندی کے دینے سے بہتر ہو۔ اور تمہارے لیے اس امر سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں سے دوچار ہو۔ ان کی گردنیں مارو۔ اور تمہاری گردنیں کاٹیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کیا بات ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ہمیشہ ذکر کرنا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس کسی کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دیگا۔ اس کو وہ چیز دونگا کہ جو کچھ مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اس سے بہتر ہو۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان کا ذکر اپنے پاس کے لوگوں میں یعنی ملاءِ اعلیٰ میں کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو لوگ اکٹھے ہو کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس ذکر سے بجز اُس کی رضا کے اور کچھ مقصود نہیں ہوتا۔ تو ان کو ایک منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ اٹھو تمہاری مغفرت ہو گئی۔ اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل گئیں ؂

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی جگہ میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کا ذکر نہ کریں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود نہ بھیجیں گے تو قیامت کو ان کے لیے حسرت ہو گی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے فرشتے نامہ اعمال لکھنے والوں کے سوا زمین میں ذکر کے حلقے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ جب کسی قوم کو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف چلو۔ سب فرشتے وہاں آتے ہیں۔ اور آسمان سے دُنیا تک نیک ذکر کرنے والوں کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے اُس حال میں کہ چھوڑا کہ تیری حمد اور بڑائی اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بھلا انہوں نے مجھے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں نہیں۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ اگر دیکھ لیں تو زیادہ تر تیری تسبیح اور تحمید اور تمجید کریں۔ پھر پوچھتا ہے، وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دوزخ سے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ فرماتا ہے کہ اُس کو دیکھیں کہ کیسے ہو۔ عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر دیکھ لیں تو اُس سے زیادہ تر گریز اور نفرت کریں۔ پھر پوچھتا ہے۔ کہ وہ کیا مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں جنت کے سائل ہیں۔ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے اُس کو دیکھا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ فرماتا ہے کہ اگر دیکھ لیں تو کیا ہو۔ عرض کرتے ہیں کہ اگر دیکھ لیں تو اس کے زیادہ تر حریص ہو جائیں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں نے اِن کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی ان میں فلاں شخص تھا۔ وہ ان کے ارادہ سے نہیں آیا تھا۔ بلکہ اپنے کسی کام کو آیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اُن کا ہم نشین اُن کے طفیل میں محروم نہیں رہتا۔

ارشاد فرمایا۔ افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو کوئی ہر روز سَو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہُ الملک ولہُ الحمد وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر کہے اُس کے لئے دس بُردے آزاد کرنے کے برابر ہو گا۔ اور سَو نیکیاں اس کے واسطے لکھی جائینگی۔ اور سَو بُرائیاں اِس

کی دُور کی جائیں گی۔ اور اس روز شیطان سے اس کو شام تک پناہ میں رکھیں گے۔ اور اس کے عمل سے بڑھ کر کسی کا عمل نہیں۔ بجز اس شخص کے کہ اس سے زیادہ کلمہ پڑھے ؛

ارشاد فرمایا کہ دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی برابر ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ بحمدہٖ کہے اس کے لئے ایک درخت جنت میں لگا دیا جاویگا ؛

ارشاد فرمایا کہ جو شخص سَو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرے اس کیلئے ہزار تو نیکیاں لکھی جائینگی اور ہزار برائیاں اس سے دُور کی جائیں گی ؛

ارشاد فرمایا۔ پڑھو قرآن شریف پس تحقیق وہ آئیگا دن قیامت شفاعت کرنے والا واسطے پڑھنے والوں اپنے کے۔ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز کوئی شفیع خدا تعالےٰ کے نزدیک قرآن سے بڑھ کر مرتبہ میں نہیں نہ کوئی نبی ہے۔ اور نہ فرشتہ اور نہ کوئی اور شخص۔ ارشاد فرمایا۔ کہ افضل عبادت تلاوت قرآن شریف ہے۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھاوے۔ ارشاد فرمایا۔ قرآن والے اللہ والے اور اُس کے خاص لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دل لوہے کی طرح زنگ سے کھایا جاتا ہے۔ عرض کیا۔ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی جلا کی چیز ہے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید کی اور موت کو یاد کرنا۔ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی پڑھے ایک حرف کلام اللہ کا پس اس کیلئے نیکی ہے اور نیکی برابر دس نیکی کی نہیں کہتا ہیں کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف۔ یعنی الٓمٓ کہنے سے تیس ۳۰ نیکیاں لکھی گئیں ؛

ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اس بات سے راضی نہیں کہ جو کوئی تمہاری اُمت میں سے تم پر درُود بھیجے۔ تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں۔ اور جو تم پر تمہاری اُمت میں سے تم پر سلام بھیجے۔ تو میں اس پر دس سلام بھیجوں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درُود بھیجے اس پر فرشتے درود بھیجتے ہیں جب

تک کہ مجھ پر درود شریف پڑھے۔ پس چاہئے کہ کوئی بندہ تھوڑا درود پڑھے۔ یا بہت مرتبہ پڑھے۔ نقل ہے کہ ابی بن کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ آپ پہ درود بہت بھیجوں۔ پس کس قدر مقرر کروں۔ آپ کے درود کے واسطے اس وقت میں سے کہ میں نے دعا کے واسطے معین کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جس قدر چاہے۔ ابی بن کعبؓ نے عرض کیا۔ چوتھائی حصہ اپنے ورد کا مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا جس قدر چاہے۔ لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر عرض کیا کہ آدھا وقت مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا۔ جس قدر چاہے۔ لیکن زیادہ کرنا تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر عرض کیا۔ دو تہائی مقرر کروں۔ ارشاد فرمایا کہ جس قدر چاہے۔ لیکن اگر زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہوگا۔ تب عرض کیا کہ تمام وقت اپنے ورد کا آپ کے درود میں صرف کرونگا۔ ارشاد فرمایا۔ کفایت کیا جائیگا تو اور دیئے جائیں گے مقاصد دنیا اور آخرت کے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے قریب تر آدمیوں سے وہ ہوگا جو ان میں سے درود مجھ پہ بہت پڑھتا ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ ایمان دار کو اتنا ہی بخل بہت ہے کہ میرا ذکر اس کے سامنے ہو اور وہ مجھ پہ درود نہ پڑھے۔ ارشاد فرمایا۔ خوار ہو وہ کہ ذکر کیا جاؤں میں اس کے پاس پس نہ درود بھیجے مجھ پر۔ ارشاد فرمایا جو کوئی درود بھیجے ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دس بار۔

ارشاد فرمایا جمعہ کے دن درود مجھ پر کثرت سے پڑھو۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص میری امت میں سے مجھ پر درود بھیجے۔ اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاوینگی۔ اور اس کی دس برائیاں مٹائی جائینگی۔ ارشاد فرمایا کہ زمین پہ کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ میری امت کا سلام مجھ پر پہنچاتے رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر لکھنے میں درود پڑھے۔ تو فرشتے اس کے لئے مغفرت چاہیں گے جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں رہیگا۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید۔ اللّٰھم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید۔ اللّٰھم صل علی محمد عبدك ورسولك النبی

الامی وعلی الہٖ و اصحابہٖ وسلم تسلیماً۔ اللّٰھم صل علیٰ رُوحِ محمدؐ فی الارواحِ اللّٰھم صلّ علی جسدہٖ فی الاجساد اللّٰھم صلّ قبرہٖ فی القبور اللّٰھم صلّ علی محمدن النبی الامی و الہٖ وسلم اللّٰھم صلّ محمدّ و الہٖ وسلم کما تحب وترضی اللّٰھم صلّ علی محمدٍ وّال محمدٍ کما ھو اھلہ ومستحقہ اللّٰھم صلّ علی محمدّ وعلیٰ ال محمد انت اھلہ۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ کلما ذکرہٗ الذاکرون وصلّ علیٰ سیدنا محمد کلما غفل عن ذکرہِ الغافلونَ۔ اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمد وعلیٰ ال سیدنا محمد صلوٰۃ تنجینا بھا من جمیع الاحوال والاٰفاتِ وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع السیئاتِ وترفعنا بھا علی الدرجات وتبلغنا بھا اقصی الغایاتِ من جمیع الخیرات فی الحیات وبعد الممات انک علیٰ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ سیّدنا محمد وعترتہ بعدد کُلّ معلوم لک۔ اللّٰھم صل علی محمدٍ وعلیٰ اٰل محمد بعدد اسمائک الحسنیٰ و بعد دکُلِ معلوم لک اللھم صل علی محمدٍ و الہٖ و اصحابہٖ و اولادہٖ وازواجہٖ و ذریتہٖ و اھلبیتہٖ و اصھارہٖ و انصارہٖ واشیاعہٖ ومحبیہ و امتہٖ و علینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین۔

ارشاد فرمایا کہ دین بنایا گیا ہے ستھرائی پر۔ ارشاد فرمایا۔ طہارت نصف ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا طاہر مثل صائم ہے۔ ارشاد فرمایا طلب کرنا حلال کا فرض ہے ہر مسلمان پر۔ ارشاد فرمایا جو شخص اپنے عیال کو حلال مال کما کر کھلاوے وہ ایسا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اور جو شخص دنیا کو بوجہ حلال پارسائی کے ساتھ طلب کرے۔ وہ شہیدوں کے درجہ میں ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص چالیس روز حلال کھاوے اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو روشن کر دیتا ہے۔ اور اس کے دل سے حکمت کے چشمہ اس کی زبان سے جاری کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اپنی غذا پاک اور حلال کر تیری دُعا قبول ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس پر ہر رات پکارتا ہے کہ جو شخص حرام کھائیگا اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہ ہوگا ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک کپڑا دس درم کو مول لے اور اس کی قیمت میں ایک درم حرام ہو تو جب

تک وہ کپڑا اُس کے بدن پر رہیگا اللہ تعالےٰ اُس کی نماز قبول نہ کریگا۔ ارشاد فرمایا جو گوشت کہ حرام سے بڑھے اُس کے لئے دوزخ شایان ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے مال کماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی پرواہ نہیں کریگا۔ کہ کہاں سے دوزخ میں داخل کریگا۔ ارشاد فرمایا۔ عبادت دس جز ہیں۔ تو ان میں سے طلب حلال ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص شام کرے طلب حلال سے تھک کر وہ رات کریگا اس حال میں کہ اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور صبح اُٹھے گا۔ اس کیفیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔ ارشاد فرمایا جو شخص گناہ سے مال پیدا کرے پھر اس سے صلہ رحم کرے یا صدقہ دے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اللہ تعالےٰ ان سب خرچوں کو اکٹھا کریگا۔ پھر ان کو دوزخ میں ڈال دیگا۔ ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالےٰ کو حالت ورع میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب تمام اسلام کا عنایت کریگا +

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کا حساب لیتے ہوئے مجھ کو شرم آتی ہے +

ارشاد فرمایا کہ درم سود کا اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسلمانی کی حالت میں تمیس ۳ زنا کی نسبت کہ سخت ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قاریوں میں سے زیادہ بُرے وہ ہیں جو امیروں سے جا کر ملتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ عالم اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں۔ جب تک سلطان سے اختلاط نہ کریں اور جب ایسا کریں تو انہوں نے رسولوں کی خیانت کی۔ ان سے پرہیز چاہیئے۔ ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجرین! دنیا داروں کے پاس مت جاؤ کہ دنیا روزی کو خفا کر دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اے عالم جب اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اور جب علم سے خزانہ جمع کرنا چاہتا ہے تو ہر چیز سے خود ڈرتا ہے۔ ارشاد فرمایا یہ اُمّت ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی حمایت اور پناہ میں رہے گی جب تک کہ اس کے قاری امراء کی اعانت اور موافقت نہ کرینگے۔

ارشاد فرمایا کہ آپس میں ہدیہ دو اور دوست ہو۔ ارشاد فرمایا جو چیز لوگوں کو جنت

میں داخل کریگی وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنا اور خوش خلقی ہے - ارشاد فرمایا کہ جس شخص کیساتھ اللہ تعالےٰ بہتری چاہتا ہے اس کو دوست نیک بخت عنایت فرماتا ہے - کہ اگر وہ بھُولے تو یاد دلا دے - اور یاد کرے تو اُس کی مدد کرے - اور ارشاد فرمایا - ایمان والا اُلفت کرنے والا اور اُلفت کیا گیا ہوتا ہے - اس شخص میں خیر نہیں جو الفت نہ کرے اور نہ اُس سے کوئی اُلفت کرے - ارشاد فرمایا کہ دُور رہو بدگمانی سے کہ بدگمانی کاذب تر بات ہے - ارشاد فرمایا کہ ایک دوسرے کا بھید مت ٹٹولو - ایک دوسرے کو تاکتے مت رہو - باہم کٹاکٹم مت رہو - آپس میں منقطع مت ہو - اور اللہ تعالیٰ کے بندے باہم بن جاؤ - ارشاد فرمایا - جو شخص اپنے بھائی کا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کریگا - ارشاد فرمایا - اللہ تعالےٰ کے بُرے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے پھریں - اور دوستوں میں جُدائی ڈالیں ◆

ارشاد فرمایا - ایماندار کا غصہ بھی جلد ہوا کرتا ہے - اور راضی بھی جلد ہوا کرتا ہے ارشاد فرمایا - آدمی کو اتنی ہی بُرائی کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے - ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہیں جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں - ارشاد فرمایا علیحدہ کر ایذا کی چیز کو مسلمان کے راستے سے - ارشاد فرمایا کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے - آپس میں ملیں تو ایک اُدھر کو منہ پھیر لے اور ایک اِدھر کو - اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو اوّل سلام کرے ◆

ارشاد فرمایا - نہیں ہم میں سے جو عزت نہ کرے ہمارے بڑے کی - اور نہ رحم کرے ہمارے چھوٹے پر - ارشاد فرمایا - دوزخ حرام ہے جو نرم اور منکسر اور آسان گیر اور ملنسار ہو - ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ آسانی والے اور کشادہ پیشانی کو دوست رکھتا ہے - ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو بتادوں جو نماز اور روزوں اور خیرات کے درجہ سے افضل ہو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمائیے - آپ نے فرمایا کہ آپس میں صلح کرا دینی ہے - اور باہم پھوٹ ڈالنے والا دین کا مٹانے والا ہے - ارشاد فرمایا جھوٹا نہیں ہے وہ جو دو شخصوں میں صلح کرائے - پس کہے بہتر بات یا اصلاح کے لئے خبر اچھی ایک طرف سے دوسری طرف پہنچائے -

ارشاد فرمایا۔ اے گروہ ان لوگوں کے جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان دل میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت مت کرو۔ ان کے عیبوں کے درپے نہ ہو۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے عیب کے درپے ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے عیب کے درپے ہوتا ہے۔ اور جس شخص کے عیب کے خدا تعالےٰ درپے ہوتا ہے وہ اس کو رسوا کر دیتا ہے گو اپنے گھر کے اندر ہی رہے۔ ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کر دے تو گویا تمام عمر اللہ تعالیٰ کی خدمت کی۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایمان دار کو راحت پہنچا دے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کو آرام دے گا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات یا دن میں ایک ساعت اپنے بھائی کے کام میں چلیگا۔ خواہ اس کو پورا کرے یا نہ کرے یہ امر اس کے حق میں دو مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہوگا ارشاد فرمایا۔ جو شخص غمزدہ ایمان دار کی مشکل آسان کرے یا کسی مظلوم کی مدد کرے اللہ تعالےٰ اس کے تہتر گناہ بخش دیتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ مریض کی عیادت کامل یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ کیسے ہو؟ اور اسلام تکمیل مصافحہ ہے۔ ارشاد فرمایا جب کوئی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو رحمت میں داخل ہوتا ہے۔ اور جب بیمار کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اس کے اندر مستحکم ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے مسلمان کی عیادت یا زیارت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو اچھا ہوا۔ اور تیری رفتار طیب ہوئی۔ اور تو نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا۔ ارشاد فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اور روز آخرت پر اس کو چاہیئے کہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔ ارشاد فرمایا کوئی بندہ ایمان دار نہ ہوگا جب تک کہ اس کا ہمسایہ اس کی آفات سے بے خوف نہ ہو۔ ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو معلوم ہے ہمسائے کا کیا حق ہے۔ اس کے حق یہ ہیں کہ اگر تم سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرو۔ اور قرض مانگے تو قرض دو۔ اور اگر تم سے کوئی کام پڑے تو پورا کرو۔ اور بیمار ہو تو عیادت کرو۔ اور مر جائے تو جنازہ کے ہمراہ جاؤ۔ اور اس کو کچھ بہتری حاصل ہو تو

مبارکباد کہو۔ اور مصیبت پڑے تو تعزیت کرو۔ اور بدوں اس کی اجازت کے اپنی عمارت اونچی مت کرو۔ کہ اُس کے ہوا رکے۔ اور کوئی میوہ خرید کرو تو اس کو ہدیہ دو۔ ورنہ چھپا کر اپنے گھر میں لے جاؤ۔ اور اپنے بچہ کو میوہ دے کر باہر نہ جانے دو۔ تاکہ بچہ کو رنج نہ ہو۔ اور اپنی ہانڈی کے خوشبودار بگھار سے اُس کو ایذا مت دو۔ مگر اس صورت میں کہ ایک چمچہ اس کے یہاں بھیجو۔ تم کو معلوم ہے کہ ہمسایہ کے حقوق کیا ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہمسایہ کا حق اُسی سے ادا ہوگا جس پر خدا تعالےٰ رحم کرے÷

ارشاد فرمایا۔ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالےٰ بہتری چاہتا ہے۔ اُس کو ہمسایہ کی نظر میں شیریں کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں رحمٰن ہوں۔ یہ رحم ہے اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ جو کوئی اس کو ملا دیگا۔ میں اس کو ملاؤں گا۔ اور جو کوئی اس کو قطع کریگا میں اس کو قطع کروں گا÷

ارشاد فرمایا جس شخص کو خوشی معلوم ہو کہ اس کی عمر دراز ہو۔ رزق میں برکت ہو تو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ سے ڈرے۔ اور اپنے رشتہ قرابت کو ملا رکھے۔ ارشاد فرمایا کہ افضل وہ ہے جو اللہ تعالےٰ سے زیادہ ڈرے اور صلۂ رحم بیشتر کرتا ہو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بہت کرتا ہو۔ ارشاد فرمایا کہ مساکین پر صدقہ کرنا ایک ہی صدقہ ہے اور قرابت والے کو دینا دو صدقہ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ افضل دینا اُس قرابتی کا ہے جو باطن میں عداوت رکھتا ہو÷

ارشاد فرمایا والدین کے ساتھ سلوک کرنا نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جنّت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے مگر فرزند نافرمان اور قرابت کا توڑنے والا اس کو نہ سونگھیگا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ماں کے ساتھ سلوک کرنا باپ کی نسبت دونا ہے۔ ارشاد فرمایا جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا کروں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مکارم اخلاق کو پسند فرماتا ہے۔

اور اُن میں سے بُرے اخلاق سے بغض رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کا محیط مکارم اخلاق اور محاسن اعمال سے کر دیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ سب سے بھاری چیز قیامت کے دن جو میزان اعمال میں رکھی جائیگی خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی ہو گی۔ کسی نے آپؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم دین کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نیک خلق وہ داہنے بائیں سے آ کر یہی پوچھتا تھا۔ آپؐ ہر بار یہی جواب دیتے۔ آخر کو آپؐ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ دین یہی ہے کہ تو غصہ میں نہ آیا کر۔ لوگوں نے آپؐ سے دریافت کیا فاضل ترین اعمال کیا ہے۔ فرمایا خُلق نیک کسی نے آپؐ سے عرض کیا۔ یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو جہاں ہو خدا سے ڈر۔ اس نے عرض کیا اور کچھ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔ ہر بُرائی کے بعد بھلائی کیا کر تاکہ بھلائی اُس بُرائی کو مٹا دیا کرے۔ اس نے عرض کیا کہ کچھ اور فرمائیے۔ ارشاد فرمایا۔ خلق سے خوش خلقی کے ساتھ ملا کر۔ ارشاد فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ نے جسے خوش خوئی اور خوب روئی عنایت فرمائی ہے۔ اُسے دوزخ میں نہ ڈالیگا۔

آپؐ سے کسی نے پوچھا۔ کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو تہجد پڑھتی ہے مگر بدخلق ہے۔ ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اس میں کچھ خیر نہیں ہے وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ خوئے بد عبادوں کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا کہ شہد کو سرکہ خراب کرتا ہے۔

آپؐ سے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم نے بندہ کو عنایت فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ نیک خلق۔ ارشاد فرمایا۔ نیک خلق گناہوں کو اس طرح نیست و نابود کرتا ہے جس طرح آفتاب برف کو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ خوئے نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر و قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے۔ کسی نے آپؐ سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے مختصر سا کام جس میں امید حسن انجام ہو فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ قصداً خشمگین نہ ہوا کر۔ ہر چند اس نے پوچھا۔ آپؐ نے بار بار یہی جواب فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جیسا ایلوا

شہد کو۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اپنا عذاب اُس پر سے اُٹھا لیتا ہے۔ اور جو کوئی اُن حق تعالیٰ کی تقصیر میں عذر کرتا ہے۔ حق تعالیٰ اُس کا عذر قبول کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے۔ اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالیٰ اُس کے دل کو رضامندی سے بھر دیگا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اُس میں سے کوئی اندر نہیں جانے کا۔ مگر وہ شخص جس نے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو گھونٹ آدمی پیتا ہے اُن میں سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالیٰ کے نزدیک دوست نہیں ہے۔ اور جو بندہ غصہ کا گھونٹ پیتا ہے حق تعالیٰ اُس کے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے +

ارشاد فرمایا حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ ارشاد فرمایا حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ ارشاد فرمایا آپس میں حسد نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے سے ملنا چھوڑو۔ نہ بغض کرو۔ نہ ناتا توڑو۔ اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی +

ارشاد فرمایا۔ دل کو کثرت خورش اور کھانے پینے سے مُردہ مت کرو۔ کہ دل مثل کھیتی کے ہے۔ جب اس پر پانی زیادہ پہنچتا ہے تو جاتی رہتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آدمی نے کوئی برتن زیادہ خراب اپنے پیٹ سے بھرا۔ ارشاد فرمایا۔ اُون پہنو۔ اور منتعی رہو اور نصف پیٹ کھاؤ۔ آسمان کے فرشتوں میں داخل ہو گے +

ایک حدیث میں ہے۔ کہ حضرت ابو حجیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس اقدس میں ڈکار لی۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز وہی زیادہ بھوکا ہوگا جس نے دنیا میں زیادہ پیٹ بھرا ہو۔ ارشاد فرمایا۔ جو شکم سیر ہوتا ہے اور سوتا ہے۔ اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نور حکمت کا گرسنگی ہے۔ اور اللہ سے دُور ہونا شکم سیر ہے۔ اور قرب الٰہی محبت مساکین کی اور ان کے قریب ہوتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا شکم سیر مت ہو۔ کیونکہ نور حکمت اس سے بُجھتا ہے۔ اور جو شخص رات کو تھوڑی سی غذا میں نماز پڑھتا ہے اُس کے گرد صبح تک حوریں رہتی ہیں۔ جب دُنیا اور اس کے خزانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے

پیش کئے گئے - تو آپ نے اُن سے اعراض کیا - اور ارشاد فرمایا - نہیں - بلکہ ایک روز بھوکا رہوں - اور ایک روز شام سیر ہوں - تاکہ جب بھوکا ہوں - تو صبر اور تضرع کروں - اور جب شکم سیر ہوں - تو شکر کروں - ارشاد فرمایا - تہائی غذائی - تہائی پانی - تہائی سانس - ارشاد فرمایا - میری اُمت سے برے لوگ وہ ہیں - جو دولت سے پرورش ہوتے ہیں - اور اُسی پر اُن کے جسم بڑھے ہیں - اور ان کی ہمت صرف اقسام غذا اور انواع لباس ہے - اور کلام میں باچھیں پھاڑتے ہیں - یعنی اظہار فصاحت کرتے ہیں - ارشاد فرمایا - اپنی غذا کو ذکر اور نماز سے ہضم کرو - اور اس پر سو مت رہو - ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائینگے -

ارشاد فرمایا - جو چپ رہا اُس نے نجات پائی - ارشاد فرمایا سکوت حکمت ہے - اور اس کے کرنے والے کم ہیں - - ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے - آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان روک اور چاہیئے کہ گنجائش کرے تجھ کو تیرہ گھر یعنی گھر سے باہر مت نکل - اور اپنی خطا پر گریہ کر *

ارشاد فرمایا کہ جو شخص ضامن ہو مجھ سے اپنے دو[2] جبڑوں کی بیچ کی کا - یعنی زبان کا - اور دو[2] ٹانگوں کے درمیان کی چیز کا - میں ضامن ہوتا ہوں اس کے جنت کا - ایک شخص نے عرض کیا - کہ جس کا آپ کو مجھ پر زیادہ خوف ہوا وہ کیا ہے - آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا - کہ یہ ہے - ارشاد فرمایا - نہیں ٹھیک ہوتا ایمان بندے کا جب تک نہ ٹھیک ہو اُس کا دل - اور نہیں درست ہوتا دل جب تک نہ درست ہو زبان - اور نہیں داخل ہوتا جنت میں وہ شخص کہ مامون نہ ہو - اس کا ہمسایہ اس کے شروں سے - ارشاد فرمایا - جس کو سلامت رہنا اچھا لگے - وہ سکوت لازم کرے - ارشاد فرمایا - اکثر خطائیں بنی آدم کی اس کی زبان میں ہیں - ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے اللہ تعالٰی اس کی برہنگی یعنی عیب چھپاتا ہے - ارشاد فرمایا کہ روک اپنی زبان کو مگر بہتر بات کو تو اس کے باعث غالب آویگا شیطان پر - ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہر کہنے والے کی زبان کے پاس ہے - پس جو شخص کچھ کہے - اس کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرے - ارشاد فرمایا -

جب تم دیکھو مومن کو چپکا اور صاحب وقار پس اُس کے قریب ہو کر اس کو حکمت تلقین کی جاتی ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ حکمت ہوتی ہے ٭

ارشاد فرمایا۔ آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک غنیمت لُوٹنے والا۔ جو اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اور ایک آفتوں سے محفوظ جو خاموش ہے۔ اور ایک ہلاک ہونے والا جو باطل میں خوض کرتا رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مومن کی زبان دل کے پیچھے رہتی ہے۔ جب بولنا چاہتا ہے تو اوّل دل میں سوچ لیتا ہے تب زبان سے نکالتا ہے۔ اور منافق کی زبان دل کے آگے ہوتی ہے۔ بے سوچے سمجھے جو چاہتا ہے بک دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جس کی گفتگو زیادہ زیادہ ہوئی۔ اور جن کی بُری بات زیادہ ہوگی۔ اس کے گناہ زیادہ ہونگے۔ اور اس کے دوزخ زیادہ لائق ہے۔ ارشاد فرمایا۔ انسان کی اسلام کی خوبی میں سے ہے۔ چھوڑنا ایسی چیز کا جو اس کو مفید نہ ہو ٭

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تجھے ایسا عمل بتادوں کہ بدن پر ہلکا ہے اور میزان پر بھاری۔ انہوں نے عرض کیا کہ بہت بہتر فرمائیے۔ آپ نے فرمایا سکوت اور خوش خلقی اور غیر مفید چیز کا چھوڑنا۔ ارشاد فرمایا۔ خوشخبری ہو اس شخص کو جو زبان کو زائد بات سے روکے۔ اور زائد مال کو خرچ کرے۔ ارشاد فرمایا کہ آدمی کو زبان کی زیادہ گویائی سے بڑھ کر کوئی چیز بُری نہیں عنایت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ آدمی ایک بات بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہم نشینوں کو خوش کرتا ہے اس کے باعث ثریا سے دُور تر گر پڑتا ہے۔ ارشاد فرمایا سب سے بڑا خطا میں قیامت کے دن وہ ہوگا جو اکثر امر باطل میں خوض کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اپنے بھائی کی بات مت کاٹ اور نہ اُس سے ٹھٹھا کر۔ اور ایسا وعدہ اُس سے نہ کر کہ جس کا خلاف کرے۔ ارشاد فرمایا۔ بات کاٹنی چھوڑ دو۔ کیونکہ نہ اس کی حکمت سمجھی جاتی ہے اور نہ اس کے فتنہ سے مامون رہا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص بات کاٹنی چھوڑ دے اور وہ حق پر ہو۔ اس کے لیے جنت اعلیٰ میں مکان بنایا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اوّل جو عہد مجھ سے میرے رب نے لیا۔ اور مجھ کو جس سے منع کیا۔ بتوں کی عبادت اور شراب پینے کے بعد لوگوں سے جھگڑا

باندھنے سے۔ ارشاد فرمایا نہیں گمراہ ہوئی قوم بعد اس کے کہ خدا نے اُسے ہدایت کیا۔ مگر دی گئی۔ اُن کو خصومت۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں پورا کرتا ہے کوئی بندہ ایمان کی حقیقت یہاں تک کہ بات کاٹنی چھوڑ دے۔ اگرچہ حق پر بھی ہو۔ ارشاد فرمایا۔ رحم کرے اللہ اُس شخص پر کہ روکے زبان اپنی اہل قبلہ سے بجز سب سے اچھے قول کے جو اس سے ہو سکے۔ ارشاد فرمایا۔ بُرا آدمیوں میں سے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص کسی خصومت میں بے جانے لڑے ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے بر آمد ہو۔ ارشاد فرمایا۔ تم کو جنت میں جگہ دے گا۔ طیب کلام اور کھانا کھلائے گا۔

ارشاد فرمایا جب تم کو دُعا دیوے کوئی۔ تو تم بھی دُعا دو اُس سے بہتر یا وہی۔ ارشاد فرمایا کہو لوگوں کو نیک بات۔ ارشاد فرمایا کلمہ پاک صدقہ ہے یعنی عمدہ لفظ بولنا بھی داخل خیرات ہے۔ ارشاد فرمایا۔ میں اور میری اُمت کے پرہیزگار لوگ تکلیف سے بری ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں سے میرے نزدیک بُرے اور نشست میں مجھ سے دُور وہ لوگ ہیں۔ جو بکّی اور پُرگو اور کلام میں بناوٹ کرنے والے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ بچاؤ تم اپنے تیئں فحش سے کہ خدا نہیں دوست رکھتا فحش اور تفحش کو یعنی حد سے گذرنے اور بیہودہ کہنے کو۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں ہوتا مومن طعنہ کرنے والا۔ اور نہ لعنت کرنے والا نہ فحش کرنے والا نہ زبان دراز۔ ارشاد فرمایا ہر بیہودہ گو پر جنّت میں داخل ہونا حرام ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ نہیں دوست رکھتا فاحش بیہودہ گو بازار میں چیخنے والے کو۔ ارشاد فرمایا فحش اور بیہودہ گوئی اسلام میں سے کسی چیز میں شمار نہیں اور اچھا زیادہ اسلام میں لوگوں میں سے وہ ہے جو اُن سب میں خلق میں اچھا ہو۔ ارشاد فرمایا۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ اور اُس سے قتال کفر ہے۔ ارشاد فرمایا۔ مومن لعنت کرنے والا نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بیشک لعنت کرنے والے قیامت میں نہ شفیع ہونگے نہ گواہ۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص لعنت کرے کسی مومن کو تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس کو جان سے مار ڈالے۔ ارشاد فرمایا جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ارشاد فرمایا۔ قسم ہے اللہ کی نہیں دوست رکھتا ہوں میں اِس بات کو کہ میں کسی آدمی کی نقل اُتاروں

اور مجھ کو کچھ ملے - ارشاد فرمایا کہ جس بات میں آدمی خود مبتلا ہے اس پر دوسرے کو کیوں ہنستا ہے - ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کو گناہ کا عیب لگائے جس سے اُس نے توبہ کر لی - نہیں مرے گا یہاں تک کہ خود وہی عیب کرے - ارشاد فرمایا جب آدمی کوئی بات کہے اور چلا جائے تو وہ امانت ہے - ارشاد فرمایا - بات تمہارے درمیان میں امانت ہے ؛

ارشاد فرمایا - وعدہ مثل قرض کے ہے - ارشاد فرمایا - جس شخص میں تین باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے - گو نماز روزہ کرے اور زبان سے کہے جائے کہ میں مسلمان ہوں - وہ تین باتیں یہ ہیں :-

بات[1] کہے تو جھوٹی - وعدہ[2] کرے تو پورا نہ کرے - کوئی[3] کچھ امانت اس کے پاس رکھ جائے تو پوری نہ کرے ؛

ارشاد فرمایا - کہ جب آدمی دوسرے سے وعدہ کرے - اور نیت پورا کرنے کی ہو - مگر کسی مانع سے پورا نہ کر سکے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں ہے - ارشاد فرمایا - بچو تم جھوٹ سے کہ وہ بدکاری کیساتھ ہے - اور دونوں دوزخ میں ہیں - اور لازم پکڑو سچ کو کہ وہ نیکی کے ساتھ ہے - اور وہ دونوں جنت میں ہیں - ارشاد فرمایا - بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے کہ وہ تو اس میں تجھ کو سچا جانتا ہو - اور تو اُس کو اُس میں جھوٹا جانے - ارشاد فرمایا - بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور اسی کا اندازہ کرتا رہتا ہے - یہاں تک کہ خدا کے نزدیک دروغ گو کہا جاتا ہے ؛

ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر دو[2] شخصوں پر ہوا - کہ وہ ایک بکری کا معاملہ کر رہے تھے - ایک تو قسم کہہ رہا تھا کہ میں اتنے سے کم نہ لوں گا - اور دوسرا قسم کہتا تھا کہ میں اتنے سے زیادہ نہ دوں گا - پھر جو آپ نے ملاحظہ فرمایا تو بکری خریدار نے مول لے لی - آپ نے فرمایا - کہ ان میں سے ایک پر گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہو گئے ؛

ارشاد فرمایا جھوٹ کم کرتا ہے روزی کو - ارشاد فرمایا - تاجر فاجر ہوتے ہیں - لوگوں نے عرض کیا - یا حضرت اللہ تعالےٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام - پس ان کے

فاجر ہونے کا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہے کہ قسم کھا کھا کر گنہگار ہوتے ہیں۔ اور کچھ کہتے ہیں۔ تو جھوٹ بولتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ تین شخص ایسے ہیں جن سے خدا تعالیٰ قیامت کے دن نہ بات کریگا اور ان پر نظر شفقت ہو گی۔ ایک تو وہ کہ کسی کو دے کر احسان جتاوے۔ دوسرا وہ کہ جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچے۔ تیسرے وہ جو ازار ٹخنوں کے نیچے رکھے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی خدا کی قسم کھا کر کچھ کہے اور مچھر کے پر کے برابر بھی اس میں اپنی طرف سے کچھ ملا دے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ قیامت تک رہیگا۔

ارشاد فرمایا۔ تین آدمیوں کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے ایک وہ کہ صف قتال میں اپنا سینہ بھڑکا کر کھڑا ہو جائے۔ کہ یہاں تک کہ شہید ہو جائے یا اُس کی جیت ہو۔ دوسرے وہ کہ کسی موذی کے پڑوس میں وہ کر اُس کی ایذا پر صبر کرے حتیٰ کہ موت یا سفر کے سبب دونوں میں جُدائی ہو جائے۔ اور ایک وہ شخص کہ سفر میں ایک قافلہ کیسا تھ ہو۔ اور وہ اتنا چلے کہ زمین پر لیٹنے سے ترس جائے۔ پھر اتر پڑے۔ اس شخص نے کنارہ ہو کر نماز پڑھنی شروع کی۔ تاکہ کوچ کے واسطے اُن کو جگا دے۔ ارشاد فرمایا۔ ہلاکی ہو اس کو جو بات کہے۔ اور جھوٹ بولے۔ تاکہ اس سے لوگ ہنسیں۔ ہلاکی ہے اس کو۔ تباہی ہے اس کو۔ ارشاد فرمایا۔ تین آدمیوں سے خدا دشمنی رکھتا ہے۔ ایک سوداگر یا بیچنے والا کہ بہت قسم کھاوے۔ دوسرا فقیر متکبر تیسرا بخیل جو دے کر احسان جتاوے۔

عبداللہ بن جراد سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مومن زنا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کبھی ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مومن جھوٹ بولتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ۔

ارشاد فرمایا۔ تین شخص ہیں کہ نہ کلام کریگا اُن سے خدا اور اُن کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ اور نہ ان کو پاک کریگا۔ اور ان کو عذاب دردناک ہو گا۔ اوّل بوڑھا زناکار۔ دوسرا بادشاہ جھوٹا۔ تیسرا فقیر متکبر۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے گھر تشریف لائے میں اس وقت لڑکا تھا۔ کھیلنے چلا گیا۔ میری ماں نے پکارا کہ یہاں آ یہ لے۔ آپ نے فرمایا کیا دینے کو بلایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ خرما۔ آپ نے فرمایا اگر نہ دیتیں تو ایک جھوٹ تم پر لکھا جاتا۔ ایک بار آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے فرمایا۔ کہ تم سب کو بڑا کبیرہ بتاتا ہوں۔ شرک خدا اور نافرمانی والدین ہے۔ پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ کہ جان کہ جھوٹا قول بھی سب میں بڑا کبیرہ ہے۔ ارشاد فرمایا جب آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ ایسی بدبو اس کی پھیلتی ہے کہ فرشتہ ایک کوس دور چلا جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا۔ کہ اگر چھ باتیں میری مان لو۔ تو میں تمہارے لیے جنت کا کفیل ہوتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایک یہ کہ جب کہو جھوٹ نہ بولو۔ دوسرے یہ کہ وعدہ کرو۔ تو خلاف نہ کرو۔ تیسرے یہ کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ بدنگاہ نہ کرو۔ پانچویں یہ کہ کسی کو ایذا نہ دو۔ چھٹے یہ کہ شرم گاہ کی حفاظت کرو۔ ارشاد فرمایا۔ شیطان فرمایا کہ شیطان کے لیے چٹنی اور سرمہ اور خوشبو مقرر ہے اس کی چٹنی تو جھوٹ ہے۔ اور کثرت خواب سرمہ۔ اور غضب خوشبو ہے۔

ارشاد فرمایا۔ جو شخص قسم کھا دے گناہ پر تاکہ ناحق اس سے مال کسی مسلمان کا لے لیوے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا ایسے حال میں کہ خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہو۔ ارشاد فرمایا۔ ہر ایک خصلت ایمان دار کی طبیعت میں ہو سکتی ہے سوائے خیانت اور دروغ کے۔ ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جب تجھ میں ہوں تو دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ ہو۔ تجھ کو کچھ ضرر نہیں۔ راست گفتاری۔ حفظ امانت۔ خوش خلقی اور غذائے حلال۔ ارشاد فرمایا۔ نصیحت کرتا ہوں میں تجھ کو خدا سے تقویٰ کی۔ اور راست گفتاری اور ادائے امانت اور عہد کے پورا کرنے کی۔ اور کھانا دینے اور تواضع کی۔ ارشاد فرمایا۔ جھوٹا نہیں ہے وہ جو صلح کرائے دو میں۔ اور رکھے اچھی بات یا بیان کرے خیر کو۔ ارشاد فرمایا۔ ہر ایک جھوٹ آدمی پر لکھا جاتا ہے۔ مگر وہ آدمی جو دو مسلمانوں میں صلح کرائے۔ ارشاد فرمایا۔ آپس میں حسد نہ کرو نہ بغض۔ نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ اور ہو جاؤ اللہ کے بندہ بھائی۔ ارشاد فرمایا۔ بچو تم غیبت سے کہ غیبت سخت تر

ہے زنا سے ۔ ارشاد فرمایا ۔ اے گروہ لوگوں کے کہ زبان سے ایمان لائے ہو اور دلوں سے ایمان نہیں لائے ۔ مسلمانوں کی غیبت مت کرو ۔ اور نہ ان کی غیبت کے درپے ہو ۔ جو کوئی اپنے بھائی کی غیبت کے درپے ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اُس کی غیبت کے درپے ہوتا ہے ۔ اور جس شخص کی غیبت کے اللہ تعالیٰ درپے ہوتا ہے اُس کو اُس کے گھر کے اندر رسوا کرتا ہے ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز روزہ رکھنے کو ارشاد فرمایا ۔ اور یہ بھی فرمایا ۔ کہ جب تک میں اجازت نہ دوں ۔ تب تک کوئی افطار نہ کرے ۔ غرض لوگوں نے روزہ رکھا ۔ جب شام ہوئی ۔ تو آپ کی خدمت میں ایک ایک آدمی نے آنا شروع کیا ۔ اور عرض کرتے گئے کہ میں نے روزہ رکھا تھا مجھ کو اجازت افطار کی ہو آپ اجازت دیتے گئے ۔ ایک شخص نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عورتیں ہیں ۔ انہوں نے بھی روزہ رکھا ہے ۔ آپ اجازت دیں تو افطار کریں ۔ آپ نے منہ پھیر لیا ۔ اُس نے پھر عرض کی ۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے روزہ نہیں رکھا ۔ جو آدمی دن بھر لوگوں کا گوشت کھاوے اُس کا روزہ کیسے ہو گا ۔ تو جاکر ان سے کہہ کہ تمہارا روزہ ہے تو قے کرو ۔ اُس نے عورتوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، کا حکم سنایا ۔ انہوں نے قے کی تو ایک کے منہ سے جما ہوا خون نکلا ۔ اس نے آکر آپ کی خدمت میں ماجرا بیان کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میرا دم ہے ۔ اگر یہ خون کے لوتھڑے اُن کے پیٹوں میں رہ جاتے تو اُن کو دوزخ کھا جاتا ۔

ارشاد فرمایا ۔ کہ اگر ایک درم سُود کا آدمی لے تو خدا کے نزدیک گناہ میں چھتیس ۳۶ زنا سے بڑھ کر ہے ۔ اور سُود سے بھی بڑھ کر مسلمان آدمی کی آبروریزی ہے ۔ ارشاد فرمایا ۔ آگ خشکی میں اتنی جلدی نہیں لگتی جتنی غیبت بندہ کے حسنات کو خشک کرتی ہے ۔ ارشاد فرمایا خوشخبری ہو اُس کو اپنا عیب لوگوں کے عیب سے مانع ہو ۔ ارشاد فرمایا ۔ جنت میں چغل خور داخل نہیں ہو گا ۔ ارشاد فرمایا تم میں سے اللہ کے نزدیک محبوب وہ ہوں گے جو خلق میں اچھے ہوں گے ۔ جن کے پہلو نرم ہیں ۔ ایسے کہ اوروں سے اُلفت کرتے ہیں اور لوگ اُن سے اُلفت کرتے ہیں ۔ اور تم میں سے خدا کے نزدیک بُرے وہ ہیں ۔ جو

چغلی کھاتے پھرتے ہیں۔ اور بھائیوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور صاف آدمیوں کے عیب ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان پر ایک لفظ سے اشارہ کرے تاکہ اس پر ناحق عیب لگاوے۔ اللہ تعالیٰ اسی لفظ سے اس کو قیامت کے دن دوزخ میں عیب لگائے گا۔ ارشاد فرمایا جو شخص گواہی دے کسی مسلمان پر ایسی بات کی کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے تو چاہیئے کہ تلاش کرے اپنا ٹھکانا دوزخ میں۔ ارشاد فرمایا بدترین آدمیوں میں سے وہ ہے کہ اس سے لوگ اس کی برائی کی جہت سے ڈریں ٭

ارشاد فرمایا۔ چغل خور حلال زدہ نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص دُورویہ دُنیا میں ہوگا۔ یعنی دُو رُخی بات کہتا ہے قیامت کے دن اس کے لیے دو زبانیں آگ کی ہونگی ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے بندوں میں بہت بُرا دورویہ آدمی کو پاؤگے جو اُن سے کچھ کہتا ہوگا۔ اور اُن سے کچھ ارشاد فرمایا۔ مال و جاہ کی محبت نفاق کو دل میں ایسا ابھارتی ہے جیسے پانی ساگ کو۔ ارشاد فرمایا۔ لوگوں میں سے بُرا وہ ہے جس کی تعظیم اس کے شر کے خوف سے کی جاوے۔ ارشاد فرمایا۔ جب تو نے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی۔ تو اس کی گردن پر اُسترا پھیرا۔ فرمایا کہ تعریف کرنے والے کے مُنہ پر خاک ڈالو ٭

ارشاد فرمایا۔ طلب کرو علم اور علم کے ساتھ حلم و وقار کو تلاش کرو۔ اور نرمی کرو۔ جس کو کچھ سکھلاؤ اور جس سے خود سیکھو۔ اور جابل علماء میں سے مت ہو کہ تمہارا جہل علم پر غالب آجائے۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی مجھ کو تو نگر کر علم سے زینت دے حلم سے اور بڑھا تقویٰ سے اور جمال دے تندرستی سے ارشاد فرمایا۔ مل تو اس سے جُدا ہو۔ اور دے تو اس کو جو تم کو محروم رکھے۔ اور حلم کر اس پر جو تجھ پر جہل کرے۔ ارشاد فرمایا مسلمان آدمی کو حلم کے باعث وہ درجہ ملتا ہے جو شب بیدار اور روزہ دار کو ملتا ہے ٭

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے ملتا ہوں وہ مجھ سے کنارہ کرتے ہیں۔ اُن سے نیکی کرتا ہوں وہ مجھ سے بدی کرتے ہیں۔ میں حلم کرتا

ہوں۔ وہ جہالت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر یہی حال ہے تو تم اُن کے پیٹوں میں آگ بھرتے ہو۔ یعنی تمہاری داد و دہش اُن کے حق میں اچھی نہ ہوگی۔ اور جب تک تم ایسا کرتے رہو گے خدا کی طرف سے تم پہ مدد و حشتی رہے گی ؀

ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے بردبار حیادار۔ تونگر پارسا سے و متقی کو اور دشمن جانتا ہے بیہودہ کو۔ زبان دراز سائل لیچڑ کو۔ ارشاد فرمایا جب روز قیامت اللہ تعالیٰ خلق کو جمع کریگا تو ایک پکارنے والا پکاریگا کہ اہل فضل کہاں ہیں۔ تو تھوڑے سے لوگ اٹھیں گے اور جنت کو دوڑیں گے۔ فرشتے جو ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ تم دوڑ کر چلتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ ہاں ہم اہل فضل ہیں۔ وہ پوچھیں گے تم میں کیا فضل تھا۔ جواب دینگے کہ ہمارا یہ حال تھا کہ ہم پہ اگر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے۔ اور اگر کوئی ہم بدسلوک کرتا تو بخش دیتے۔ اور اگر کوئی جہالت کرتا تو حلم کرتے۔ فرشتے کہیں گے تو آپ جنت میں تشریف لے جائیے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی تجھ کو ننگ دلاوے تیرے عیب سے تو تو اس کو ننگ مت لگا۔ اس کے عیب کا۔ ارشاد فرمایا۔ دو آپس میں گالی دینے والے شیطان ہیں۔ کہ ایک دوسرے کو جھوٹ بکتے ہیں ؀

ارشاد فرمایا۔ بہتر وہ ہے کہ دیر میں خفا ہو اور جلد من جاوے۔ اور بدتر وہ ہے کہ جلد غصہ ہو اور دیر میں راضی ہو۔ ارشاد فرمایا۔ مسلمان کینہ ور نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا۔ تواضع نہیں بڑھاتی ہے بندہ کو مگر برتری۔ پس تواضع کرو۔ خدا تم کو برتر کریگا۔ اور معاف کرنا نہیں بڑھاتا ہے بندہ کی مگر عزت۔ پس معاف کرو خدا تعالیٰ تم کو مدد دیگا۔ صدقہ نہیں زیادہ کرتا ہے مال میں مگر برکت اور کثرت۔ پس صدقہ دو رحم کریگا تم پر اللہ تعالےٰ ؀

ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کسی کو بہرہ رفق سے ملا ہے اس کو بہرہ دنیا و آخرت کی برکت سے ملا ہے۔ اور جس کسی کو بہرہ رفق کے بہرہ سے محرومی ہوئی۔ اس کو دنیا و آخرت کے بہرہ سے محرومی ہوئی۔ ارشاد فرمایا اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کو سب کاموں میں نرمی پسند ہے ؀

ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ ان کے درمیان رفق ونرمی کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ملائمت پر اتنا دیتا ہے کہ جہالت پر نہیں دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو چاہتا ہے تو اس کو ملائمت دیتا ہے۔ اور جو اہل بیت ملائمت سے محروم رہتے ہیں وہ جنت سے محروم رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ ملائمت برکت کی چیز ہے اور جہالت اور کج خلقی نحوست ہے۔

ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھیں۔ اور ان کی سواری میں ایک اونٹ شوخ تھا۔ اس کو کبھی داہنے کبھی بائیں طرف پھراتی تھیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سہولت اور ملائمت کر یہ ایسی شے ہے کہ جس چیز میں ہو تو اس کی زینت ہو جائے اور جس چیز میں نہ ہو اس کو معیوب کر دے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مردار بکری پر گذرے اور اصحاب سے فرمایا۔ کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے یا نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر ذلیل نہ ہوتی۔ تو یہاں ڈال دیتے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے زیادہ ذلیل ہے۔ اور اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر اچھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ ارشاد فرمایا۔ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ ارشاد فرمایا۔ دنیا ملعون ہے۔ اور جو اس میں چیزیں ہیں وہ بھی ملعون ہیں۔ بجز ان اشیاء کے جو خدا کے واسطے ہوں۔ ارشاد فرمایا جو دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے۔ اور جو آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ دُنیا کا ضرر کرتا ہے۔ پس اختیار کرو۔ باقی چیز کو فانی پر۔ ارشاد فرمایا۔ دُنیا کی محبت ہر ایک خطا کی جڑ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک روز ایک گھوڑے پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو ارشاد فرمایا۔ کہ آؤ دُنیا دیکھو۔ اس گھوڑے پر سے ایک سڑا ہوا کپڑا اور گلی ہوئی ہڈیاں لیے کر فرمایا۔ کہ یہ دُنیا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ زینت دُنیا بھی ان کپڑوں کی طرح جلد

کہنہ ہو جاویگی - اور جو جسم دنیا میں پرورش پاتے ہیں وہ ان ہڈیوں کی طرح سڑ گل جاوینگے
ارشاد فرمایا اللہ جلّ شانہ نے کوئی مخلوق زیادہ بُری اپنے نزدیک دُنیا سے نہیں پیدا
کی - اور اس نے اس کو جب سے پیدا کیا ہے اس کی طرف نہیں دیکھا - ارشاد فرمایا - دنیا
اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو - اور اس کا مال ہے - جس کے پاس مال نہ ہو - اور اس کو جمع
کرتا ہے - جس کو عقل نہ ہو - اور اس پر وہ عداوت کرتا ہے جس کو علم نہ ہو - اور اس پر وہ
حسد کرتا ہے جس کو سمجھ نہ ہو - اور اس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے - جس کو یقین نہ ہو -
ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے آوینگے کہ ان کے عمل وادی تہامہ
کے پہاڑوں جیسے ہونگے - ان کیلئے حکم ہوگا کہ دوزخ میں لے جاؤ - لوگوں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ نمازی ہوں گے - آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ نماز
بھی پڑھتے ہونگے - روزہ بھی رکھتے ہونگے - اور کچھ رات سے جاگتے بھی ہوں گے - الّا
ان میں یہ بات ہوگی کہ جب دُنیا کی ادنیٰ چیز ان کے سامنے ہوتی تھی تو اس پر کود
پڑھتے تھے ؎

ارشاد فرمایا کسی کو تم میں سے یہ منظور ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو بینا کر دے اور اندھا
پن جاتا رہے - جان رکھو کہ جس شخص کی رغبت دُنیا کی طرف ہوگی اور اس میں طول امل
کریگا - تو اسی قدر اللہ تعالےٰ اس کو اندھا کریگا اور جو کوئی اپنے امل بھی مختصر رکھے گا
اور دنیا میں زہد کریگا تو خداوند کریم اس کو بے سیکھے علم دیگا - اور بے کسی کے بتلائے ہدایت
کریگا - اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارے بعد عنقریب ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کے پاس
سلطنت بدوں ظلم وکشت وخون نہ رہے گی - نہ تونگری بدوں فخر اور بخل اور نہ محبت
بدوں غرض کے پس جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے - اور باوجود قدرت تونگری کے
فقر پر صبر کرے - اور دشمنی اور ذلت کو باوجود قدرت محبت وعزت کے برداشت
کرے اور اس صبر وتحمل سے بجز رضائے مولیٰ اور کچھ مطلب نہ ہو - تو ایسے شخص کو خدا
تعالیٰ پچاس صدیقوں کا ثواب عنایت فرماوے گا - ارشاد فرمایا - بہت مشغول نہ
کرو - اپنے دلوں کو دُنیا کے ذکر سے ؎

ارشاد فرمایا۔ اگر تم جانو اس بات کو کہ میں جانتا ہوں۔ تو بہت سا گریہ کرو۔ اور تھوڑا ہنسو۔ اور ذلیل ہو جائے تمہارے نزدیک دنیا۔ اور اختیار کرو تم آخرت کو۔ ارشاد فرمایا۔ مجھ کو دنیا سے کیا کام ہے۔ اور دُنیا کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار گرمی کے دن میں چلے۔ اور اس کو کوئی پیڑ ملے۔ اور اُس کے سایہ کے نیچے ایک ساعت سو رہے۔ پھر چل دے اور اُسے چھوڑ آئے۔ ارشاد فرمایا۔ دنیادار کی مثل ایسی ہے جیسے پانی میں چلنے والا کہیں ممکن ہے کہ پانی میں چلے۔ اور پاؤں تر نہ ہوں۔

ارشاد فرمایا کہ دُنیا کی مقدار آخرت میں ایسی ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ انگلی پر کس قدر پانی آیا۔ ارشاد فرمایا کہ دُنیا کا حساب ہے اور حرام عذاب۔ ارشاد فرمایا۔ دُنیا حلال بھی عذاب ہے۔ مگر یہ حرام کی نسبت خفیف ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص طلب کرے دُنیا کو بطریق حلال۔ زیادہ حاجت ہے واسطے اظہار فخر کے اُس سے ملاقات کریگا اللہ تعالےٰ دن قیامت کے جس حالت میں غصہ اور ناراض ہوگا۔ اُس پر اور جو شخص طلب کرے دنیا کو بغرض بچنے کے محتاجی سے۔ اور واسطے حفاظت اپنے نفس کے ہلاکی سے۔ تو وہ قیامت کے دن اس طرح اُٹھے گا کہ مُنہ اس کا مثل ماہ دو ہفتہ کے چمکتا ہوگا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ بکریوں کے گلہ میں دو بھوکے بھیڑیئے چھوڑ دیئے جائیں تو اس میں اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا محبّت مال اور شرف کی مسلمان آدمی کے دین میں نقصان کرتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ہلاک ہوئے زیادہ مال والے۔ مگر وہ شخص کہ کہہ گیا ہو مال کو اللہ کے بندوں میں ایسے ایسے یعنی دعلیت خیرات کر گیا ہو۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ آپ کی اُمت میں سب سے شریر کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تونگر۔ ارشاد فرمایا۔ کہ دُنیا کو دُنیاداروں کے لیے چھوڑ دو۔ اس لئے کہ جو کوئی دُنیا مقدار کفایت سے زیادہ حاصل کریگا۔ وہ اپنی موت حاصل کریگا۔ اور اس کو خبر بھی نہ ہوگی۔

ارشاد فرمایا۔ کہتا ہے۔ ہر انسان مال میرا مال میرا۔ اور نہیں ہے تیرا تیرے مال میں سے۔ مگر جو تو نے کھا کر کھو دیا۔ یا پہن کر پُرانا کر دیا۔ یا صدقہ کیا۔ بس چلتا گیا۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ میں موت کو نہیں

چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ مال ہے اُس نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے مال کو آخرت کے لئے دے ڈال۔ کیونکہ ایمان دار کا دل مال کے ساتھ رہتا ہے اگر دے دیا ہوگا تو یہ چاہے گا۔ کہ میں اُس سے بھی جا ملوں۔ اور اگر پیچھے چھوڑ دیگا تو یہ چاہے گا کہ کاش میں بھی ساتھ اس کے دنیا میں رہتا ؂

ارشاد فرمایا۔ آدمی کے دوست تین ہیں۔ ایک تو قبض روح تک ساتھ رہتا ہے۔ دوسرا قبر تک تیسرا قیامت تک۔ قبض روح کا ساتھی تو مال ہے اور قبر کے ساتھی اِس کے گھر والے۔ اور قیامت کے ساتھی اس کے اعمال۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی تو روزی آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بقدر بسر اوقات کر۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی تو مجھ کو مسکین زندہ رکھ۔ اور مسکین مار اور مسکینوں کی جماعت میں مجھ کو اُٹھا۔ ارشاد فرمایا۔ ہلاک ہو بندہ دینار۔ ہلاک ہو بندۂ درم کرے اور نہ اُٹھے۔ اور جب اُس کے کانٹا لگے نہ نکال سکے ؂

ارشاد فرمایا۔ اگر ہوں آدمی کے پاس دو جنگل سونے کے تو چاہے گا ان کے سوا تیسرا۔ اور نہیں بھرتی ہے آدمی کا شکم مگر خاک۔ اور جو کوئی توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بوڑھا ہوتا ہے آدمی اور جوان ہوتی ہے اُس کے ساتھ اُمید اور مال محبّت۔ ارشاد فرمایا۔ خوشی ہے اس کو کہ اسلام کی ہدایت کی جاوے۔ اور معیشت بسر اوقات ہو۔ اور اس پر قانع ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کوئی فقیر اور غنی ایسا نہیں جس کو قیامت میں یہ تمنا نہ ہو۔ کہ دنیا میں بقدر قوت یعنی گذران دیا جاتا ؂

ارشاد فرمایا۔ تونگری کثرت اسباب سے نہیں ہے۔ تونگری نام نفس کے تونگر ہونے کا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جبریل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ پھونک دیا ہے کہ کوئی نفس نہیں مرنے کا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور میانہ روی کرو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تجھ کو سخت بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پہ کفایت کر اور دنیا پہ لات مار۔ ارشاد فرمایا۔ نماز ایسی پڑھ جیسے کوئی رخصت ہونے والا پڑھتا ہے۔ (یعنی پھر شاید اتفاق پڑھنے کا نہ ہوگا۔ یہی نماز آخری ہے) اور ایسی بات کر کہ جس کا کل کو عذر نہ کرنا پڑے۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس موجود ہے اُس

سے ناامید ہو یعنی کسی کے مال کی طمع مت رکھ - ارشاد فرمایا - جو میانہ روی کرتا ہے - وُہ مفلس نہیں ہوتا - ارشاد فرمایا - تین چیزیں نجات دینے والی ہیں - ایک خوف خدا ظاہر و باطن میں - دوسرے میانہ روی تونگری اور فقیری میں - تیسرے اعتدال حالت رضا اور غضب میں - ارشاد فرمایا - میانہ روی اور حسن سلوک اور نیک ہدایت ایک حصہ ہے کچھ اوپر بیس نبوت کے حصوں میں سے ؛ ارشاد فرمایا - جو شخص میانہ روی کرے - اُس کو خدا تونگر کرتا ہے - اور بے جا خرچ کرتا ہے اس کو خدا محتاج کرتا ہے - اور جو ذکر خدا کرے خدا اُس سے محبت کرتا ہے - ارشاد فرمایا - لوگوں سے بے پرواہ ہونا ایماندار کی عزت ہے - ارشاد فرمایا کہ دُنیا میں اپنے آپ سے کم کو دیکھو - زیادہ پر نظر نہ کرو ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا - کہ اعمال سے افضل کونسا عمل ہے ارشاد فرمایا - صبر اور سخاوت - ارشاد فرمایا - کہ خدا تعالےٰ نے اپنے سب اولیاء کو سخاوت اور حسن خلق پیدا کیا ہے - ارشاد فرمایا - کہ دو عادتیں اللہ تعالیٰ کو اچھی معلوم ہوتی ہیں - اور دو بُری - دُو عادتیں کہ اس کو محبوب ہیں وہ حسن خلق اور سخاوت ہیں - اور جو اس کو ناپسند ہیں وہ خلق بد اور بخل ہیں - اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بہتری چاہتا ہے تو اس سے لوگوں کی حاجتیں پوری کراتا ہے - ارشاد فرمایا - مغفرت موجبات میں سے ہے - کھانا دینا اور ہر ایک سے السلام علیکم کہنا - اور اچھی طرح کلام کرنا ؛

ارشاد فرمایا - کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے رحیم بندوں سے عطا کی درخواست کرو - اور ان کی پناہ میں زندگی بسر کرو - کہ میں نے ان پر اپنی رحمت بھر دی ہے - اور سخت دل والوں سے مت مانگو ان پر میں نے اپنا غضب نازل کیا ہے - ارشاد فرمایا - سخی کے گناہ سے درگزر کیا کرو - اس لئے کہ جب وہ لغزش کرتا ہے - خدا اس کا ہاتھ تھامتا ہے - ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانے والے کے پاس اتنا رزق پہنچتا ہے کہ اتنی جلدی اونٹ کی گردن پر چھری بھی کارگر نہیں ہوتی - اور خداوند کریم کھانا کھلانے والوں سے فرشتوں سے فخر فرماتا ہے - یعنی انسان میں اس طرح کی صفات ہیں جو تم میں نہیں ؛

ارشاد فرمایا - اللہ تعالیٰ سخی ہے - اور سخاوت پسند کرتا ہے - اور عمدہ اخلاق کو پسند

کرتا ہے۔ اور حقیر اور نکمّے اخلاق کو بُرا جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ سخی کا کھانا دوا ہے۔ اور بخیل کا مرض۔ ارشاد فرمایا۔ جنّت سخی لوگوں کا گھر ہے۔ ارشاد فرمایا۔ احسان کر اُس کے ساتھ جو اہل ہو اُس کا۔ اور جو اہل نہ ہو۔ اس لیے کہ اگر یہ تو احسان کریگا تب تو اہل پر ہی ہُوا۔ اور اگر نا اہل پر ہوگا۔ تو اہل احسان میں ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے ابدال جنّت میں کچھ روزہ نماز کے سبب سے داخل نہ ہوں گے۔ بلکہ نفس کی سخاوت۔ اور سینہ کی سلامتی۔ مسلمان کی خیر خواہی کے باعث جنت میں جاوینگے۔ ارشاد فرمایا۔ جو سلوک تونگر اور فقیر کے ساتھ کرے وہ صدقہ ہے۔

ارشاد فرمایا۔ بخل سے بچو کہ اسی کے باعث تم سے پہلے لوگ خونریزی اور حرام چیزوں کے حلال جاننے اور قطع ارحام میں مبتلا ہوئے۔ ارشاد فرمایا نہیں داخل ہوگا جنت میں بخیل اور مکار اور نہ خیانت والا۔ اور نہ بد خلق۔ ارشاد فرمایا۔ الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بخل سے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ سخی گنہگار خدا کے نزدیک بخیل عابد سے اچھا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بخل اور ایمان کسی بندہ کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔ ارشاد فرمایا دو عادتیں ایمان دار میں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بد خلقی۔ ارشاد فرمایا کسی ایمان دار کو نہیں چاہیئے کہ بخیل یا نامرد ہو۔

ارشاد فرمایا۔ زیادہ تر خوف کی چیز جس سے میں اپنی اُمت پر ڈرتا ہوں ریا اور پوشیدہ شہوت۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں قبول کرتا اللہ تعالےٰ ایسے عمل کو جس میں ذرہ برابر ریا ہو۔ ارشاد فرمایا۔ ذرا سا ریا بھی شرک ہے۔ ارشاد فرمایا نہیں داخل ہوگا جنت میں وہ شخص کہ ہوگا اس کے دل میں رائی کے برابر غرور۔ ارشاد فرمایا کہ جبار اور متکبّر قیامت میں چیونٹیوں کی صورت اُٹھیں گے۔ اور لوگ اُن کو پامال کرینگے۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو ذلیل سمجھا تھا۔ ارشاد فرمایا۔ دوزخ میں ایک مکان ہے جس میں متکبوں کو ڈال کے بند کر دینگے۔ ارشاد فرمایا جو تین باتوں سے بری ہو کر مریگا جنت میں داخل ہوگا۔ اوّل ان میں سے تکبّر ہے۔ دوم قرض۔ سوم خیانت۔

ارشاد فرمایا نہیں تواضع کی کسی نے مگر اونچا کیا اس کو اللہ تعالےٰ نے۔ ارشاد فرمایا۔

بڑائی تقویٰ ہے اور شرف تواضع اور یقین تونگری ۔ ارشاد فرمایا ۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اس کو ملتی ہیں جس کو خدا دوست رکھتا ہے ۔ اوّل ۔ سکوت جو عبادت کا آغاز ہے دوم توکّل خدا پر ۔ سوم تواضع ۔ چہارم ۔ دُنیا میں زُہد ۔ ارشاد فرمایا ۔ جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اِس کو ساتویں آسمان تک بلند کرتا ہے ۔ ارشاد فرمایا ۔ کہ تواضع بندہ کو برتری کرتی ہے ۔ پس تواضع کرو ۔ خدا تم پر رحم کریگا ۔

ارشاد فرمایا ۔ توبہ کرنے والا اللہ تعالےٰ کا پیارا ہے ۔ ارشاد فرمایا ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اُس شخص کے ہے جس پر گناہ نہ ہو ۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی سر زمین ناموافق اور مہلک پر فروکش ہو ۔ اور اس کے ساتھ اُس کی سواری ہو ۔ جس پر اس کا کھانا پینا وغیرہ لدا ہو ۔ یہ شخص اپنا سر رکھ کر سو رہے اور پھر جاگے تو سواری نہ پاوے اور اُس کو ڈھونڈنے لگے ۔ یہاں تک کہ جب اُس پر دُھوپ اور پیاس اور جو خدا کو منظور ہو ۔ اس کی شدت ہو ۔ اور غلبہ ہو تو کہے کہ میں جہاں تھا وہیں لوٹ چلوں اور سوار ہوں ۔ تا کہ مر جاؤں ۔ اور پہنچ کر مرنے کے لیے اپنے ہاتھ کو تکیے رکھ کر سو رہے اور پھر جب آنکھ کھلے تو دیکھے کہ جس سواری پر توشہ وغیرہ تھا ۔ وہ پاس کھڑی ہے تو جتنی خوشی اس شخص کو اپنی سواری ملنے کی ہے اس سے زیادہ خدا تعالےٰ بندہ مومن کی توبہ سے خوش ہوتا ہے ۔ ارشاد فرمایا کہ اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر نادم ہو ۔ تو اللہ تعالےٰ تمہاری توبہ قبول کریگا ۔ ارشاد فرمایا ۔ گناہ کا کفارہ ندامت ہے ۔ ارشاد فرمایا ۔ مومن اپنے گناہ کو ایسا جانتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اوپر آگیا ۔ اب سر پر گر پڑیگا ۔ اور منافق اپنی خطا کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی اور اُس کو اُڑا دیا ۔ ارشاد فرمایا کہ بعضے گناہ ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ صرف رنج ہی ہوگا ۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ فکر طلب معیشت اس کا کفارہ ہوتا ہے ۔ ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور اعمال ان کے کفارہ کے لیے نہیں ہوتے ۔ اللہ تعالےٰ اُس پر بہت رنج ڈالتا ہے یہی اُس کے گناہ کے کفارہ ہو جاتے ہیں ۔ ارشاد فرمایا ۔ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں ۔ کہ معیشت میں اگر مبتلا ہوں ۔ تو توبہ کریں ۔ ارشاد

فرمایا۔ مومن مثل بالی کے ہے کبھی معصیت سے رجوع کرتا ہے۔ کبھی اس کی طرف جھکتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ آدمی سب خطا دار ہیں اور خطا داروں سے بہتر وہ ہیں۔ جو توبہ کریں۔ اور عفو کے خواہاں ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ ایمان دار پھاڑنے والا ہے اور پیوند لگانے والا۔ سو بہتر وہی ہے جو پیوند لگا کر مرے۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اُس کی عقل اُس سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بندہ گناہ کرنے کے سبب رزق سے محروم ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ زمانہ سے جو بات تم کو بُری معلوم ہو اُس کو اپنے اعمال کے بدل ڈالنے سے سمجھو۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ اپنی شہوت کو میری طاعت پر مقدم سمجھتا ہے تو اس کی ادنےٰ سزا یہ ہے کہ اس کو اپنی مناجات سے محروم کر دیتا ہے ؛ ارشاد فرمایا کہ جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی لوگوں کی ناراضی سے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشقت سے اس کو بچا دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ خدا کی ناراضگی لوگوں کی رضامندی میں چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو لوگوں ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔

(ارشاد فرمایا۔ گھیری گئی ہے بہشت مکروہ چیزوں سے اور گھیری گئی ہے دوزخ خواہشوں سے)؛

ارشاد فرمایا۔ صبر آدھا ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو چیز تجھ کو بُری معلوم ہوتی ہے اُس پر صبر کرنے میں بہت خیر ہے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایمان کو پوچھا کہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صبر کرنا اور سخاوت کرنا۔ ارشاد فرمایا۔ اگر صبر کوئی آدمی ہوتا تو کریم ہوتا۔ اور اللہ تعالےٰ کو اچھے معلوم ہوتے ہیں صبر کرنے والے ؛

ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے صبر کیا اُس نے فتح پائی۔ جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اصحابؓ سے پوچھا۔ کہ تم ایماندار ہو۔ سب چپ ہو رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ ہم ایماندار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے ایمان کی کیا پہچان ہے؟ اصحابؓ نے عرض کیا۔ کہ ارزانی پر شاکر رہتے ہیں مصیبت پر صابر اور حکم الٰہی پر راضی۔ آپ نے فرمایا قسم ہے خدائے کعبہ کی ایماندار ہو۔ ارشاد فرمایا۔ عبادت کر اللہ کی رضا سے اور اگر تو رضا نہ کر سکے۔ تو جو چیز تجھ کو بُری معلوم ہو اُس پر صبر کرنے میں بڑی بہتری ہے۔

ارشاد فرمایا۔ ہجرت کرنے والا وہ ہے جو برائی کو چھوڑے اور جہاد کرنے والا وہ ہے جو اپنی خواہش نفس سے لڑے۔ ارشاد فرمایا خدا تعالےٰ کی تعظیم اور اُس کے حق کی شناخت میں سے یہ بات ہے کہ تو اپنے درد کا شکوہ نہ کرے۔ اور مصیبت کا مذکور نہ کرے۔ ارشاد فرمایا احمق وہ ہے کہ اپنے نفس کو اُس کی خواہشوں کا تابع کرے اور اللہ تعالےٰ پر تمنا کرے۔ ارشاد فرمایا۔ کھانے والا شکرگذار مثل روزہ دار صابر کے ہے۔ ارشاد فرمایا میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے باپ اپنے بیٹے کے لیے۔ ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص جنت میں بدوں اللہ تعالےٰ کی رحمت کے داخل نہ ہوگا۔

ارشاد فرمایا جو شخص دنیا میں اپنے سے کمتر کو دیکھے اور دین کی بات میں اپنے آپ سے بہتر کو۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو صابر و شاکر لکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جب کسی بندہ پر خدا تعالیٰ کی نعمت زیادہ ہوتی ہے تو اُس کی طرف لوگوں کی حاجتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں پس اگر وہ ان سے سستی برتتا ہے تو اِس نعمت کے کھونے کے درپے ہوتا ہے۔ اور اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔" ارشاد فرمایا۔ کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے۔ اور اُس پر کوئی شدت یا مصیبت دنیا میں پہنچ جاتی ہے تو خدا تعالیٰ اس بات سے غنی ہے کہ اس کو دوبارہ عذاب دے۔ ارشاد فرمایا جس کی اللہ تعالےٰ بہتری چاہتا ہے اُسے مصیبت دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں بندہ پر مصیبت بدن کی یا مال یا اولاد کی بھیجتا ہوں۔ اور وہ اس کو صبر جمیل کے ساتھ سہتا ہے تو قیامت کے روز مجھ کو شرم آتی ہے کہ ایسے شخص کے لیے عمل کی ترازو کھڑی کروں۔ یا دفتر اعمال کھولوں ؁

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ میرا مال جاتا رہا اور جسم بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا جس بندہ کا مال نہ جاوے اور مریض نہ ہو اس میں کچھ بہتری نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُس کو مبتلا کرتا ہے اور جب مبتلا کرتا ہے تو صبر عنایت فرماتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ آدمی کے واسطے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا درجہ ہوا کرتا ہے۔ جس پر کہ وہ عمل کے باعث نہیں سکتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ

اس کے جسم پر کوئی مصیبت بھیج دیتا ہے کہ اُس کے باعث وہ درجہ اُس کو مل جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جب خدا تعالےٰ کو کسی بندہ کی بہتری منظور ہوتی ہے اور اس سے دوستی کیا چاہتا ہے تو اس پر مصیبتوں کو ڈال دیتا ہے۔ اور حوادث کی بوچھاڑ اس پر گراتا ہے جب وہ بندہ خدا تعالےٰ کو پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ آواز تو جانی بوجھی ہے۔ اور اگر دوبارہ پکارتا ہے اور یارب کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے بندہ کیا کہتا ہے میں حاضر ہوں۔ جو کچھ تو مجھ سے مانگے گا میں دونگا۔ اگر یہاں تجھ سے کوئی بہتر چیز ہٹا دونگا تو تیرے لیے اس سے بہتر اپنے پاس رکھ چھوڑوں گا۔

ارشاد فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو عمل والے حاضر ہونگے۔ اور ان کے اعمال نماز۔ روزہ اور صدقہ اور حج سب ترازو میں تولے جاوینگے۔ اور پورا پورا ثواب عنایت ہوگا۔ مگر جب مصیبت والے آوینگے تو اُن کے لیے نہ ترازو کھڑی ہوگی نہ نامۂ اعمال کھولا جائیگا۔ اور ثواب اُن پر ایسے ہی ڈالا جائیگا جیسے بلا ڈالی گئی تھی۔ اس وقت جن لوگوں کو دنیا میں عافیت رہی تھی یہ تمنا کریں گے۔ کہ کیا خوب ہوتا ہمارے جسم مقراضوں سے کاٹے جاتے اور ایسا ثواب ہم کو عنایت ہوتا۔ جیسا کہ اہل مصائب کو ملا۔

ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مُراد دئیے جاتا ہے۔ اور وہ اپنی خطا پر مُصر ہے۔ تو جان لو کہ یہ امر اس کی مہلت دینے کیلئے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دو گھونٹوں سے زیادہ بندہ کا کوئی گھونٹ محبوب تر نہیں ہے۔ اوّل غصے کا گھونٹ کہ حلم کے باعث پی جاوے۔ دوم مصیبت کا گھونٹ جو صبر کے سبب سے پی جاوے اور نہ کوئی قطرہ محبوب تر خدا کے نزدیک دو قطروں سے ٹپکتا ہے۔ ایک قطرہ خون جو اس کی راہ میں گرے۔ دوم قطرۂ اشک جو شب تاریک میں بندہ کی آنکھ سے سجدہ کی حالت میں گرے۔ اور اس کو سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی نہ دیکھتا ہو۔ اور نہ کوئی قدم بندہ کا خدا تعالیٰ کے نزدیک دو قدموں سے محبوب تر ہے۔ ایک فرض نماز کیلئے دو قدم قرابتیوں سے میل کرنے کیلئے۔

ارشاد فرمایا تم میں سے جو کوئی مرے وہ حسن ظن ہی رکھتا ہو اللہ کے ساتھ۔ ارشاد فرمایا

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں - ارشاد فرمایا تپ جہنمؔ کی لپٹ میں سے ہے - اور یہ ایمان دار کا حصہؔ ہے دوزخ سے ؛

ارشاد فرمایا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ زمین کی مقدار میرے پاس گناہ لے کر آویگا - میں بھی اُس سے اُسی قدر مغفرت سے ملاقات کرونگا - ارشاد فرمایا آگ میں نہ داخل ہوگا وہ شخص جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا - ارشاد فرمایا کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو مجھ کو تم پر ایسی چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بُری ہے - لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عجب ہے - ارشاد فرمایا - کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم) کی جان ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندۂ مومن پر زیادہ رحم کرتا ہے بہ نسبت مادر مشفقہ کے رحم کے اپنی اولاد پر ؛

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز ایسی مغفرت کریگا کہ کبھی کسی کے دل پر نہ گزری ہو - یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا منتظر ہوگا - کہ شاید مجھ کو بھی مغفرت پہنچ جائے - ارشاد فرمایا - حکمت کی اصل خوف الٰہی ہے - جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اُس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے - اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے - اُس کو اللہ تعالےٰ ہر چیز سے ڈراتا ہے - ارشاد فرمایا - تم میں سے عقل کا زیادہ ہے جو سب سے زیادہ خوف کرے اللہ کا اور جن باتوں کا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے - اور جن کو منع فرمایا ہے ان کو سب سے اچھی طرح غور کرے - ارشاد فرمایا جو شخص کہ خدا تعالےٰ کے خوف سے رویا ہے - دوزخ میں نہ جائیگا جب تک کہ پستان کے اندر دودھ نہ لوٹ جائے ؛

ارشاد فرمایا - اپنی زبان بند رکھ اور گھر سے مت نکل اور اپنی خطا کر رویا کر - ارشاد فرمایا - الٰہی مجھ کو دو آنکھیں کثرت سے پانی بہانے والی روزی کر کہ جو گرانے سے تسکین دیں پہلے اس سے کہ آنسو خون ہو جائیں - (اور ڈاڑھیں چنگاریاں) ؛

ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیلؑ کبھی نہیں آئے مگر اس صورت سے کہ خوف خدائے جبار سے کانپتے تھے - ارشاد فرمایا - خدا تعالےٰ سے مل فقیر ہو کر اور نہ مل غنی ہو کر - ارشاد فرمایا - دبہتر اس اُمت کے فقیر ہیں) اور جنت میں جلد تر لوٹے لگانے والے اُمت کے ضعیف

لوگ ہیں - ارشاد فرمایا - کہ میں بہشت میں جھانکا تو اکثر اس کے لوگوں کو فقیر دیکھا - اور دوزخ میں جو جھانکا تو اس کے لوگ اکثر غنی اور عورتیں نظر آئیں - ارشاد فرمایا - جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس کو مبتلا کرتا ہے - اور جب نہایت درجہ کی اس سے محبت کرتا ہے تو اس کو چھانٹ لیتا ہے ؞

ارشاد فرمایا - کہ جب تو فقیر کو آتے دیکھے - تو کہہ مرحبا بشعار الصالحین - اور جب غنی کو آتے دیکھے تو کہہ کسی گناہ کا عذاب جلد آگیا - ارشاد فرمایا (اے عائشہ رضی) اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو فقراء کی سی زندگی اختیار کرنا - اور تو نگروں کے پاس مت بیٹھنا - اور اپنا دوپٹہ مت اتارنا جب تک اس میں پیوند نہ لگا لے - ارشاد فرمایا - اے فقیروں کے گروہ - اللہ تعالیٰ کی رضامندی اپنے دلوں سے کرو کہ تم کو ثواب تمہارے فقر کا ملے - ورنہ نہیں ملے گا ؞

ارشاد فرمایا - کہ ہر ایک شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کلید مساکین کی محبت ہے، اور صابر فقیر قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے جلیس ہوں گے - ارشاد فرمایا کہ بندوں میں سے محبوب تر خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس کے رزق پر قانع ہے اور خدا تعالیٰ سے خوش ہے - ارشاد فرمایا - کوئی فقیر کی نسبت افضل نہیں ہے، جبکہ وہ راضی ہو - ارشاد فرمایا - خدا تعالےٰ قیامت کے روز فرمائیگا کہ میری خلق میں سے برگزیدہ لوگ کہاں ہیں فرشتے عرض کرینگے - الٰہی وہ کون ہیں - فرمائیگا - مسلمان فقیر جو قانع رہے میری دہش پر اور راضی رہے میرے حکم پر - ان کو جنت میں داخل کرو - پس وہ لوگ جنت میں جا کر کھاویں پیویں گے - اور لوگ حساب میں پڑے ہوں گے ؞

ارشاد فرمایا - اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے فقیر نہ سوال کرنے والے عیالدار کو - ارشاد فرمایا - جس شخص کے پاس آوے - کچھ اس مال سے بے سوال اور بدوں مانگے کے تو وہ ایک رزق ہے - کہ خدا تعالیٰ نے صرف اس کے لئے بھیجا ہے - تو اس کو واپس نہ کرے - ارشاد فرمایا - آدمی کا حق صرف تین چیزوں میں ہے - اول کھانا کہ اس کی پشت کو سیدھا کرے - دوم کپڑا کہ اس کی برہنگی کو چھپاوے - سوم گھر کہ اس کو پناہ دے - ارشاد

فرمایا۔ سائل کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر آوے۔ (ارشاد فرمایا کہ سائل کو ہٹاؤ۔ اگرچہ جلی ہوئی کھری نہ کیوں ہو)۔ ارشاد فرمایا۔ لوگوں سے سوال مت کرو۔ اور سوال جتنا ہی کم ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہایت عمدہ آدمی کا کھانا اپنی کمائی سے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کو دنیا ہی کا تردّد ہو۔ اللہ تعالےٰ اس کا کام ابتر اور روزی پریشان کر دیتا ہے۔ اور افلاس اُس کے پیش نظر کرتا ہے۔ اور اس کو دُنیا سے اُسی قدر آتا ہے۔ جتنا اُس کے لئے لکھا ہُوا ہے۔ اور جس شخص کو صرف آخرت کی فکر ہو۔ اللہ تعالیٰ اُس کی ہمت مجتمع رکھتا ہے اور اُس کی معیشت کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور تونگری اُس کے دل میں ڈالتا ہے۔ اور اس کے پاس دنیا ذلیل و خوار آتی ہے ؛

ارشاد فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے۔ تو اُس کو دُنیا میں زاہد کرتا ہے۔ اور آخرت کا راغب اور اپنے عیبوں کا بینا بنا دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا جو شخص چاہے کہ اللہ تعالےٰ اُس کو علم بے سیکھے اور ہدایت بے راہنمائی کے دیدے تو اس کو چاہئیے کہ دُنیا میں زہد کرے ؛

ارشاد فرمایا۔ جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خیرات کی طرف دوڑتا ہے۔ اور جو دوزخ سے ڈرتا ہے۔ وہ شہوات کو بھول جاتا ہے۔ اور جو موت کا منتظر رہتا ہے۔ وہ لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دُنیا میں زہد کرتا ہے۔ اور اس پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم لوگ اللہ تعالےٰ پر جیسا چاہئیے ویسا توکل کرو تو تم کو خدائے تعالیٰ ایسی طرح روزی دے جیسی پرندوں کو دیتا ہے۔ کہ صبح کو بھوکے اُٹھتے ہیں۔ اور شام کو سیر شکم ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے۔ اُس کو اللہ تعالےٰ ہر ایک مشقت سے بچا دیتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے اُس کو روزی دیتا ہے۔ کہ وہ نہ جانے۔ اور جو شخص دُنیا کا ہو رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو اُس کے حوالہ کر دیتا ہے ؛

ارشاد فرمایا کہ جو شخص بندوں سے عزت چاہے۔ اُس کو خدا تعالیٰ ذلیل کرتا ہے۔

ارشاد فرمایا۔ جب کوئی تجھ سے مانگے۔ مت روک اور جب تجھ کو دیا جاوے تو مت چھپا۔

ارشاد فرمایا۔ خدا تعالےٰ پسند کرتا ہے کہ عمل کیا جاوے اُس کی رُخصت پر جیسا کہ پسند کرتا ہے کہ ادا کی جاویں اُس کی عزیمتیں۔ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے ظالم پر بددُعا کرتا ہے۔ وہ اپنا بدلہ لے لیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ دوا کرو اللہ تعالےٰ کے بندو کہ جس نے مرض اُتارا ہے اُسی نے دوا اُتاری ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کے گروہ پر اور لوگوں کی نسبت زیادہ سخت مصیبت ہوتی ہے۔ پھر اسی طرح درجہ بدرجہ کم ہوتی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ مصیبت بندے پر بقدر ایمان ہوا کرتی ہے۔ پس اگر ایمان اُس کا سخت اور پکا ہوگا تو مصیبت بھی سخت ہوگی۔ اگر اس کے ایمان میں ضعف ہوگا تو مصیبت بھی ضعف ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس پر بلا بھیجتا ہے۔ وہ اگر اس پر صبر کرتا ہے تو اُس کو مجتبےٰ کرتا ہے۔ اور اگر اس پر راضی ہوتا ہے تو مُصطفٰے کرتا ہے ۞

ارشاد فرمایا۔ ایک دن کا بخار سال بھر کا کفارہ ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا۔ جب تک کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اس کے نزدیک اس کے ماسوا سے محبوب تر نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ بندہ مومن نہیں ہوتا کہ جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے گھر والوں سے اور مال اور سب لوگوں سے محبوب تر نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ سے اس سبب سے محبت کرو کہ وہ ہر صبح اپنی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اور مجھ سے محبت اس لیے کرو کہ خدا تعالیٰ مجھ سے محبت رکھتا ہے ۞

ارشاد فرمایا۔ اختیار کرو اللہ تعالیٰ کے اخلاق۔ افضل سعادت طول عمر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ہے۔ ارشاد فرمایا۔ حیا کی نصف ایمان ہے۔ ارشاد فرمایا تم آگ پر پروانہ کی طرح گرتے ہو اور میں تمہاری کمر تھامتا ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کر لیتا ہے۔ تو کوئی گناہ اس کو ضرر نہیں کرتا۔ اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ وہ کہ جس کے ذمہ گناہ ہی نہ ہوا۔ ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا دیتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے اور جس سے نہیں رکھتا ہے دونوں کو۔ اور ایمان نہیں دیتا ہے مگر اُسی کو جس سے محبت رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا

تو اُس کے لیئے اُس کے نفس میں سے ایک نصیحت کرنے والا مقرر کر دیتا ہے۔ اور ایک جھڑکنے والا اُس کے دل میں ہے کہ وہ اُس کو امر ونہی کرتے رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب اللہ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اُس کو اُس کے نفس کے عیبوں کا بینا کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ملنے کو اچھا جانتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے ملنے کو اچھا جانتا ہے۔

ارشاد فرمایا۔ جو شخص کسی بُرائی میں حاضر ہو۔ پس راضی ہو اس سے تو گویا اُس نے وہ بُرائی کی۔ ارشاد فرمایا۔ بُرائی کا بتانے والا مثل اس کے کرنے والے کے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی بندہ مشرق میں مارا جائے اور دُوسرا شخص مغرب میں اس کے قتل کرنے سے راضی ہو تو وہ دُوسرا بھی اس کے قتل میں شریک ہوگا۔

ارشاد فرمایا۔ کہ ایمان کی مضبوط رسیّوں میں سے محبّت فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بندہ کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ چیز کی قلت اس کے نزدیک کثرت کی نسبت محبوب نہ ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں۔ اُس کا ایمان پُورا ہو۔ اللہ تعالےٰ کے باب میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی عمل کیا جاوے۔ اور جب اس کے سامنے دو عمل پیش ہوں۔ ایک دُنیا کا اور دوسرا آخرت کا۔ تو آخرت کے امر کو اختیار کرے۔

ارشاد فرمایا تین باتیں ہیں جو شخص ان سے بہرہ ور ہو تو اس کو آل داؤد علیہ السلام کے برابر حصّہ ملا۔ یکساں رہنا حالت رضا اور غصّہ میں۔ دوم میانہ روی تونگری اور مفلسی میں۔ سوم خدا کا خوف ظاہر و باطن میں۔

ارشاد فرمایا۔ اعمال معتبر نیتوں ہی پر ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بلاشک جسم میں ایک پارہ گوشت ہے کہ اگر وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن اس کے سبب سے درست ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا۔ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے۔ چھوڑ دینا اُمور بے فائدہ کا۔

ارشاد فرمایا - زیادہ کرو ذکر موت کا کہ وہ گناہوں کو صاف کر دیتی ہے - ارشاد فرمایا سب میں زیادہ تیرا دشمن تیرا نفس ہے جو پہلو میں ہے - ارشاد فرمایا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ دشمن رکھ اپنے نفس کو کہ تحقیق وہ کھڑا ہے میری دشمنی کے واسطے ؀

ارشاد فرمایا - اے گروہ نوجوانان لازم پکڑو اپنے اُوپر نکاح کو - اور جس کو قدرت نہ ہو - اس کو چاہئیے کہ روزہ رکھے کہ روزہ رکھنا اُس کے حق میں خصیؔ ہونا ہے - ارشاد فرمایا - نامحرم کو دیکھنا تیر زہر آلودہ ہے - ابلیس کے تیروں سے جو شخص اُس کو خدا کے خوف سے چھوڑے - اللہ تعالیٰ اُس کو ایسا ایمان عطا کرے جس کی حلاوت اپنے دل میں پاوے ؀

ارشاد فرمایا - میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ جو مردوں کو زیادہ مضر ہو نہیں چھوڑا - ارشاد فرمایا - بچو تم دُنیا کے فتنہ اور عورتوں کے فتنہ سے - کہ اوّل فتنہ بنی اسرائیل کا عورتوں کی ہی طرف سے تھا - ارشاد فرمایا - ہر آدمی کے لیے زنا سے کچھ بہرہ ہے - اُن لئے کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں - اور اُن کا زنا دیکھنا ہے - اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور اُن کا زنا پکڑنا ہے - اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور اُن کا زنا چلنا ہے - اور منہ زنا کرتا ہے اور اُس کا زنا بولنا - اور دل قصد اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کو سچا کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے ؀ ارشاد فرمایا - جو شخص عاشق ہوا اور پارسا رہا - اور عشق کو چھپایا - پھر مر گیا تو وہ شہید ہے - ارشاد فرمایا - معاف ہے تیرے لیئے اوّل بار دیکھنا (بلاقصد) اور وبال ہے دوسری دفعہ کا دیکھنا - ارشاد فرمایا - عورتیں شیطان کی جال ہیں - اگر یہ شہوت نہ ہوتی - تو عورتوں کو مردوں پر قابو نہ ہوتا ؀

معجزات

جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے اخلاق و افعال و احوال و عادات و عجائبات جو باتیں جو آپ نے دقیق مسائل میں ارشاد فرمائے مشاہدہ کرے

حالانکہ آپ اُمّیؐ محض تھے۔ نہ علم کی مزاولت کی نہ کتابوں کا مطالعہ کیا نہ علم کی طلب میں کبھی سفر کیا۔ ہمیشہ جہال عرب میں رہے۔ اور باایںہمہ یتیم اور بےکس تھے۔ اُس کو کسی طرح شبہ نہیں رہ سکتا۔ کہ ایسی باتیں قوت بشری سے باہر ہیں اور بلاتائید غیبی اور قوت لاریبی ممکن نہیں۔ اور صورت ایسی باتوں کے نہ کسی معجزہ کی ضرورت ہے نہ کسی نشانی کی۔ مگر تاہم اللہ تعالےٰ نے آپ کے ہاتھوں سے اس قدر معجزہ ظاہر کرائے کہ جس کی حد و غایت نہیں اس جگہ اجمالاً چند ذکر کئے جاتے ہیں۔ منجملہ ازاں ایک مکہ میں چاند کا پھٹنا۔ جب کہ آپ سے قریش نے معجزہ طلب کیا ؛

ایک بار حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکان پر بروز خندق سیر بھر جو میں بہت سے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور اُسی طرح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکان پر تھوڑی سی غذا سے بہت کو شکم سیر کر دیا۔ اور ایک بار ایک صاع جو ایک بکری کے بچہ سے اسّی ۸۰ آدمیوں کو کھانا کھلایا۔ اور ایک بار حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کی چند روٹیاں اپنے ہاتھ میں لے گئے۔ اُن کو اسّی ۸۰ آدمیوں سے زیادہ کو کھلایا۔ اور ایک بار تھوڑے سے خرمے بشر کے بیٹے اپنے ہاتھوں میں لائے۔ اُن سے آپ نے سب لشکر والوں کا پیٹ بھر دیا۔ اور پھر بھی بچ رہے۔ اور چھوٹا سا پیالہ تھا کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ پھیل نہ سکتا تھا۔ اُس میں آپ نے دست مبارک کیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ نکلا۔ جس سے تمام لشکر نے وضو کیا اور پانی پیا۔ اور سب پیاسے تھے۔ اور آپ نے ایک بار وضو کا پانی تبوک کے چشمہ میں ڈال دیا۔ اور اس میں پانی نہ تھا۔ تو اُس میں اتنا پانی چڑھ آیا کہ لشکر والوں نے جو ہزاروں تھے پانی پیا اور چھک گئے۔

اور ایک بار حدیبیہ کے کنوئیں میں بقیہ وضو ڈالا تو اس میں باوجودیکہ پانی نہ تھا۔ مگر ایسا پانی جوش کر آیا کہ پندرہ سو آدمیوں نے پیا۔ اور جو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ کہ تھوڑے سے خرمے جو سب مل کر شتر کے لیٹھے کے برابر تھے۔ چار سو سواروں کو داد حوالہ کیا۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے سب زادہ بھی دیا۔ اور اُسی قدر بچ رہے۔ اور آپ نے ایک مٹھی مٹی کی کفار کے لشکر کی طرف پھینکی اور وہ سب کی آنکھوں میں پڑی۔ اور بیکار کر دیا۔

جب آپ کیلئے ممبر تیار ہُوا۔ تو جس ستون کے سہارے آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے اُس نے نالہ کیا۔ یہاں تک کہ اُس کی آواز مثل آواز شتر کے اصحاب نے سُنی۔ آپ نے اُس کو سینہ سے لگایا وہ خاموش ہو گیا۔ کسی صحابہؓ کی آنکھ نکل کر گر پڑی تھی۔ آپ نے اُس کو اپنے دست مبارک سے اُسی جگہ رکھ دیا۔ اور وہ دونوں میں صحیح اور خوبصورت زیادہ ہو گئی۔ اور خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ آپ نے اپنا لب مُبارک لگادیا۔ اُسی وقت اچھی ہو گئیں۔ اور آپ نے اُن کو جھنڈا دے کر روانہ کیا۔

حضرت عثمان غنی رضؓ کو خبر دی کہ تم کو بلوہ پہنچے گا جس کے بعد جنت ہے۔ چنانچہ آپ بلوہ ہی میں شہید ہوئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے باب میں ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے سبب سے مُسلمانوں کی دو بھاری جماعتوں میں صلح کریگا۔ چنانچہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی۔ اور ایک شخص کو جس نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہو گا۔ تو ایسا ہی ہُوا۔ یعنی اُس شخص نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا۔ اور ایک صحابیؓ کی ٹانگ میں ضرب آئی تھی۔ آپ نے اُس پر دست مُبارک پھیر دیا۔ وہ فوراً اچھی ہو گئی۔

اور حکم بن العاص خبیث نے آپ کی رفتار کی نقل تمسخر کے طور پر کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ تو ایسا ہی رہ۔ پس وہ ہمیشہ لڑکھڑاتا چلتا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

آپ نے ایک بھیلا بکری کے تھن کو ہاتھ لگا دیا۔ جس نے کبھی دُودھ نہ دیا تھا۔ پس وہ دُودھ دینے لگی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے آپ نے خبر دی تھی کہ کربلا میں شہید ہوں گے۔ مطابق اُس واقع ہُوا۔

فتح بیت المقدس کی آپ نے خبر دی تھی۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں فتح ہُوا۔ آپ نے خبر دی تھی کہ سفید محل کسریٰ میں جو خزانہ ہے۔ مسلمانوں پر تقسیم ہو گا۔ مُطابق اُس کے حضرت عمرؓ کے عہد میں واقع ہُوا۔ حضرت عمرؓ کی نسبت آپ نے خبر دی تھی۔ کہ فتنہ و فساد ان کے سبب سے بند رہے گا۔ چنانچہ ان کے عہد میں

انتظام خلافت خوب رہا ۔

آپ نے خبر دی تھی کہ ازواج مطہرات میں آپ سے پہلے وہ ملحق ہوگی ۔ جو زیادہ سخی ہے ۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سب سے پہلے انتقال ہوا ۔ اور وہ تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ سخی تھیں ۔

اس کے سوا آپ کے ہزاروں معجزے ہیں ۔ کہ جن کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ۔ یہ بھی اس جگہ چند تبرکاً لکھ دیئے گئے ہیں ۔

ما ان مدحت محمد اً بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمدؐ

حالات امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت سال فیل سے دو سال اور کچھ کم چار مہینے کے بعد ہوئی ۔ ساتویں پشت آپ کا نسب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے ۔ آپ کی اٹھارہ سال کی عمر تھی کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیہ سورۃ احقاف حتیٰ اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ ابوبکرؓ میں نازل ہوئی ۔ اور قصہ اس کا یہ ہے کہ جب صدیق اکبرؓ عمر بیس سال کی ہوئی ۔ تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بقصد تجارت جانب شام گئے ۔ اور ایک مقام پر بیری کے درخت کے نیچے نزول فرمایا ۔ اس کے نزدیک ایک درویش کتابی رہتا تھا ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے ۔ اس نے پوچھا ۔ کہ بیری کے درخت کے نیچے کون ہے ۔ ابوبکرؓ نے کہا محمدؐ بن عبداللہ بن عبد المطلب ۔ اس راہب نے کہا ۔ واللہ یہ نبی ہیں ۔ بعد حضرت عیسٰی ابن مریم علیہما السلام کے اس درخت کے سایہ میں کوئی نہیں بیٹھا مگر محمدؐ نبی اللہ ۔ سو یہ

کلام اُسی وقت سے صدیق اکبر رض کے دل میں جم گیا۔ اور نقش فی الحجر ہو گیا۔ اور اُسی دن سے ابوبکر رض نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صحبت و محبت اختیار کی۔ یہاں تک کہ چالیس برس کے ہوئے۔ اور ابوبکر رض اسلام لانے کے وقت اڑتیس برس کے تھے۔ فرمایا۔ کہ ایک روز قبل بعثت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نور عظیم آسمان سے بام کعبہ پر اُترا ہے۔ اور پھر تمام مکّہ کے گھروں میں پھیلا ہے بعد ازاں وہ نور ایک جگہ جمع ہو گیا۔ اور میرے گھر میں آگیا۔ فرمایا۔ کہ صبح اُٹھ کر اس خواب کو میں نے ایک احبار یہود سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ یہ خواب خیال ہے۔ چند سال کے بعد میرا سفر جانے کا اتفاق ہُوا۔ اور ایک جگہ ایک راہب سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ اُس نے کہا۔ کہ تم کون ہو۔ میں نے کہا۔ کہ میں ایک قریش ہُوں۔ اُس نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ تم سے ایک پیغمبر پیدا کریگا۔ اُس کی حیات میں تم اُس کے وزیر ہو گے۔ اور اُس کے بعد اُس کے ایک خلیفہ ❊

چنانچہ جب جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم مبعوث ہوئے۔ اور آپ نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہٗ پر اسلام پیش کیا۔ تو آپ نے بلا تامّل اور بلا ایک لمحہ کے توقف کے قبول فرمایا ❊

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم آپ کے فضائل میں اوروں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں اور ابوبکر رض میں یہ فرق ہے کہ ابوبکر رض نے اسلام بلا حجت قبول کیا۔ اور تم نے بہ حجت۔ جس وقت سے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔ سفر و حضر میں کبھی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے علیحدہ نہیں ہوئے اِلّا باجازت آپ کی ذات سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ ابتدا اسلام میں جب کفار اپنے زیر دست مسلمانوں کو بہت ایذا دیا کرتے۔ تو آپ رُوپیہ دے کر اُن کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑا لیا کرتے تھے ❊

چنانچہ حضرت بلال رض اور حضرت عامر بن فہیرہ رض کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ اور جناب رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اِن کے مال میں اسی طرح تصرف فرماتے تھے جیسے کہ کوئی اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔ اور جس روز حضرت ابابکر صدیق ایمان لائے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رض کا مظلوموں کو کفار کی دستبرد سے چھڑوانا

اُس روز اُن کے پاس چالیس ہزار دینار اور بقول بعض چالیس ہزار درہم تھے۔ وہ سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر خرچ کر دئیے۔ جب مدینہ کی جانب ہجرت کی تو آپ کے پاس پانچ ہزار دینار تھے۔ وہ تمام اعانت اسلام و مسلمانوں میں خرچ کر دئیے ؏

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضرت صدیق اکبرؓ کی وضع پر تشریف لانا

ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس فقط ایک عبا پہنے ہوئے کہ اُس میں بجائے تکمہ کے ایک کانٹا لگا ہوا تھا۔ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے ابوبکر رضؓ یہ کیا وضع ہے۔ انہوں نے ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا۔ کہ اتنے میں حضرت جبرائیل بھی اُس ہئیت سے تشریف لائے۔ اس سے آپ کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ اُن سے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج اللہ تعالے نے ہم کو حکم صادر فرمایا ہے۔ کہ جس طرح ابوبکر رضؓ نے زمین پر اپنی وضع بنائی ہے تم آسمان پر بناؤ۔ اور مجھ کو اللہ تعالے نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کہ ابوبکر رضؓ سے میرا سلام کہو۔ اور دریافت کرو کہ اس حال میں تم مجھ سے راضی ہو۔ یہ سُن کر ابوبکر صدیق رضؓ نے تین مرتبہ زور سے نعرہ مارا کہ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں ؏

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ اے ابوبکر رضؓ آج تم سے کیا کام ایسا ہوا ہے کہ جس سے خدا تعالے نے اپنا سلام اور پیغام رضا بھیجا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت جبرئیل نے فرمایا۔ کہ آپ کو خبر نہیں ہے انہوں نے اپنا تمام مال و اسباب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا ؏

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ کو کسی کے مال سے اتنا نفع نہیں ہوا جس قدر کہ ابوبکر رضؓ کے مال سے ؏

جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن ورد دولت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر باجماعت مہاجرین و انصار حاضر تھا۔ اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے کہ آنجناب تشریف لائے اور فرمایا کس شغل میں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر یہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر رضؓ پر کسی کو فضیلت مت

دیکھو۔ اس لئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت میں ؂
جابرؓ سے بسند صحیح روایت ہے کہ ایک روز میں ابوبکرؓ کے آگے آگے جاتا تھا دفعتہً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ فرمایا۔ تم اس شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ واللہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہیں ہوا۔ بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر کہ بہتر ہو ابوبکرؓ سے۔ اور نیز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم پر ابوبکرؓ کو کثرت نماز روزہ کے سبب سے فضیلت نہیں دیتا۔ بلکہ اس چیز کے سبب سے فضیلت دیتا ہوں کہ اُس کے سینہ میں ہے ؂
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار ہو۔ اے ابوبکرؓ یقیناً تو سب میری اُمت سے پہلے جنت میں جاویگا ؂
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک سب آدمیوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والا ابوبکرؓ ہے۔ اور اگر کسی کو میں سوائے خدا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن بھائی چارہ اسلام کا موجود ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم میرے رفیق حوض ہو۔ اور تھے رفیق غار میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کا ایمان تمام جن و انس کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابوبکرؓ کے ایمان کا پلہ جھکتا رہیگا ؂
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا سب سے مہربان میری اُمت پر ابوبکرؓ ہے۔ اور فرمایا جب مجھ کو آسمان پر معراج واقع ہوئی۔ جس آسمان پر گذرتا تھا اُس پر اپنا نام لکھا پاتا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُس کے بعد ابوبکرؓ کا ؂
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے میرے ساتھ کچھ سلوک کیا۔ اُس کا بدلہ میں نے اُس سے زیادہ کر دیا۔ مگر ابوبکرؓ کا میرے اوپر احسان ہے ؂ خدا تعالیٰ اُس کا بدلہ دے۔ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہجرت ہوئے تو آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کریگا۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ؂

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اوّل اُن میں سے ہوں کہ پھٹ جلویگی زمین پھر ابو بکرؓ پھر عمرؓ۔

ابن ابی ملیکہؓ نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابہؓ ایک تالاب پر تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر شخص اپنے رفیق کی جانب تیرے۔ پس ہر شخص اپنے اپنے رفیق کی طرف تیرا۔ لیکن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کسی کی طرف نہ تیرے۔ پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کی جانب تیرے اور آپ نے اُن سے معانقہ کیا۔ اور فرمایا۔ اے ابو بکرؓ اگر میں کسی کو خلیل بناتا اپنے مرتے تک تو تجھ کو بناتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خیر کے تین سو خصائل ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی خصلت اُن میں سے اُسے عطا کرتا ہے۔ اور وہ اُس خصلت ہی کے سبب سے جنت میں داخل کریگا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے یا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم میں سب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوستی ابو بکرؓ کی اور شکر اس کا تمام اُمت میری پر واجب ہے۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس وقت ایک شخص آتا ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے میرے بعد اُس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی مانند ہوگی۔ جابر کہتے ہیں کہ دیر نہ گذری تھی۔ کہ حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے۔ اِن سے بغل گیر ہوئے۔ اور اُن کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں جابجا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے فضائل میں آیات نازل ہوئی ہیں چنانچہ جب آپ نے حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں سورہ واللیل نازل کی۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آیۃ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ

سکینہ میں صاحب سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ مراد ہیں ؎

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ قولہ تعالیٰ شاورھم فی الامر ابوبکرؓ و عمرؓ کی شان میں نزول ہوئی۔ جس وقت کہ آیۃ ان اللّٰہ وملائکتہ الخ نازل ہوئی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا۔ کہ اللّٰہ تعالےٰ نے جو کچھ آپ پر نازل فرمایا۔ اُس میں ہم کو نہ دم شریک کہا۔ لیکن اس میں نہیں۔ پس یہ آیتہ نازل ہوئی ھوالذی یصلی علیکم وملائکتہ الخ

غزوہ تبوک میں بوجہ گرمی شدید اور مسافت بعیدہ لوگوں نے جانے میں سستی کی تو اللّٰہ تعالےٰ نے تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا۔ اور حضرت صدیق رضؓ کو مستثنےٰ کر دیا۔ الا تنصروہ فقد نصرہُ اللّٰہ۔ کیونکہ آخر کار اس غزوہ میں ستر ہزار آدمی شریک ہوئے تھے لیکن سامان حرب کچھ نہ تھا۔ اور اس کا نام جیش العسرۃ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلّم نے رکھا۔ اور فرمایا کہ جو اس لشکر کی تدبیر و بند و بستی کرے اس کو بہشت ہے۔ چنانچہ اکابر صحابہ رضؓ نے بہت کچھ مال دیا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے اپنا تمام مال آپؐ کے حضور میں پیش کر دیا۔ جس طرح حضرت صدیق اکبر رضؓ نے جناب رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے زر و مال کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی۔ اسی طرح جان کو بھی کچھ مال نہیں سمجھا۔ چنانچہ جناب رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم مع حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہجرت کو روانہ ہوئے۔ اور غار میں آکر قیام فرمایا۔ تو اس غار میں سوراخ تھے۔ جو حضرت صدیق رضؓ نے اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیئے تھے۔ لیکن ایک سوراخ کے بند کرنے کو کچھ موجود نہ تھا۔ آپ نے اپنے پاؤں کی ایڑی لگا دی۔ اس سوراخ میں سانپ تھا۔ اُس نے آپ کے پاؤں میں کاٹ لیا۔ مگر چونکہ جناب رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم آپ کے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے سوتے تھے آپ نے جنبش نہ کی ؎

حضرت علی رضؓ سے منقول ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم ایک چھولداری میں مقیم تھے۔ ہم نے صلاح کی کہ کوئی شخص موجود رہے کہ مشرک اس طرف نہ آئیں۔ لیکن اس امر کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور اس طرح اُن کے پاس کسی کو نہ آنے دیا ؎

اور حضرت ابابکر صدیق رضؓ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ قریش نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا - اور کوئی آپ کو ادھر کھینچتا تھا - اور کوئی اُدھر - اور کہتے تھے کہ تو ہی کہتا تھا کہ خدا واحد ہے - اور آپ کو چھڑانے کا کسی کو منہ نہ پڑا - سوائے ابوبکر رضؓ کے کہ انہوں نے سب کو ہٹا دیا - اور کہا کم بختو! ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو اللہ تعالےٰ کہتا ہے - پھر حضرت منہ پر چادر رکھ کر رونے لگے - اور فرمایا - بتلاؤ - کہ مومن آل فرعون بہتر ہے - یا ابوبکر رضؓ یہ سُن کر خاموش ہو گئے - پھر خود فرمایا - کہ ایک ساعت ابوبکر رضؓ کی آل فرعون کی ہزار ساعتوں سے بہتر ہے - کہ وہ اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا - اور انہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا ؂

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا حضرت صدیق اکبر رضؓ کے فضائل بیان کرنا -

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کئی دن وفات سے پہلے خطبہ پڑھا - اور اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی بہت تعریف ارشاد فرمائی - چنانچہ یہ بھی فرمایا - کہ کسی کے مال کا احسان اور سلوک حق الخدمت بدن اور جان کا مجھ پر اس قدر نہیں ہے جس قدر ابوبکر رضؓ کا ہے - اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی اور مجھ سے مہر نہ لیا - اور بلال رضؓ کو اپنے خالص مال سے مول لے کر آزاد کیا - اور مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے سفر میں سب اسباب زاد و راحلہ کا درست کر کے مجھ کو پہنچایا - اور اپنی جان اور مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا - سو اب سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو - سوائے ابوبکر رضؓ کے دروازے کے کہ اس کو کھلا رہنے دو - اس کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مرض موت لاحق ہوا - اور مرض کی زیادتی ہوئی تو آپ نے حکم فرمایا - ابوبکر رضؓ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے - اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عذر فرمایا - کہ میرا باپ رقیق القلب ہے - آپ کی جگہ کھڑے ہونے کی تاب نہ لائیں گے لیکن آپ نے بمبالغہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کو امامت کے واسطے فرمایا - چنانچہ حسب الامر حضرت ابوبکر رضؓ نے لوگوں کو پانچ دن تک نماز پڑھائی ؂

اگرچہ اس وقت حضرت علی رضؓ و دیگر قریشی موجود تھے مگر ابوبکر رضؓ کی تخصیص امامت گویا اپنی حیات میں خلیفہ بنانے کی طرف اشارہ ہے - جس طرح کہ کوئی بادشاہ اپنی زندگی میں

کسی کو تخت و چھتر شاہی دلوائے - اور یہ علامت اس امر کی ہے کہ بادشاہ نے اس کو اپنا ولی عہد بنا دیا - جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا انتقال ہو گیا - اس وقت خبر پہنچی کہ انصار نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر یہ تجویز کی ہے کہ سعد بن عبادہ کو امیر کر لیں - اس کو سُن کر حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح ثقیفہ ساعدہ کو گئے - وہاں پہنچ کر حضرت ابوبکر رضؓ نے ایک نہایت برجستہ تقریر کی جس میں انصار کے بڑے فضائل و مناقب بیان کیے اور اُن کے حقوق کو بھی تسلیم کیا - مگر خلافت کے بارہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھی کہ الائمة من القریش یعنی سردار اور بادشاہ قریش میں سے ہوں - اور فرمایا - کہ ان دو آدمیوں حضرت عمر رضؓ اور ابو عبیدہؓ میں سے ایک کے ہاتھ پر بیعت کر لو - حضرت عمر رضؓ کہتے ہیں - کہ تمام تقریر میں مجھ کو یہی فقرہ ناگوار گذرا - اور مجھ کو اپنی گردن ماری جانی منظور تھی - بہ نسبت اس بات کے کہ اُن کا امام ہُوں - جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہُوں - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا - آپ کے ہوتے کون امام ہو سکتا ہے - ہاتھ بڑھائیے انہوں نے ہاتھ بڑھایا - اور حضرت عمر رضؓ نے بیعت کی اور ان کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ رضؓ اور جملہ حاضرین بیعت ہوئے ؛

اس کے دُوسرے دن حضرت ابوبکر رضؓ منبر پر چڑھے - مگر انہوں نے ابھی کچھ فرمایا نہیں تھا - کہ حضرت عمر رضؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا - کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے کاموں کا مرجع ایسے شخص کو بنایا - جو ہم سب میں بہتر ہے - صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہے - ثانی اثنین فی الغار ہے - اٹھو اور اس کی بیعت کرو - چنانچہ سب اُٹھے اور بیعت عام کی - پھر حضرت ابوبکر رضؓ نے بعد حمد و ثنا فرمایا - کہ اے لوگو میں تمہارا والی ہوا ہوں - اور حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں - اگر میں تمہارے ساتھ بھلائی کروں - تو تم میری مدد کرنا - اور اگر بُرائی کروں میری اصلاح کرو - صدق امانت ہے اور کذب خیانت - مگر اس بیعت میں حضرت علی رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ شریک نہ تھے - ایک روز حضرت صدیق رضؓ منبر پر چڑھے اور قوم کی جانب دیکھا - حضرت زبیر رضؓ اور حضرت علی رضؓ کو موجود نہ پا کر بلوایا -

اور فرمایا۔ کیا یہ چاہتے ہو۔ کہ اگر وہ مسلمان ٹوٹ جائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمارے نہ آنے پر کچھ خیال نہ فرمائیے۔ اور بیعت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا۔ کہ میں دن رات میں کسی وقت امارت کا کچھ حریص نہ تھا۔ اور نہ اس کی رغبت تھی۔ اور نہ میں نے اللہ تعالے سے سراً و علانیۃً چاہا۔ لیکن میں فتنہ سے ڈرا۔ اور مجھ کو امارت میں آرام ہی کیا ہے۔ میں نے اپنی گردن پہ ایک بوجھ ڈال لیا ہے۔ کہ جس کے اُٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ لیکن بتقویت اللہ تعالیٰ کے حضرت علی رضہ اور حضرت زبیر رضہ نے فرمایا۔ کہ ہم کو آپ کا خلیفہ ہونا ناگوار نہیں۔ بلکہ اس بات کی شکایت ہے کہ آپ نے ہم کو مشورہ میں کیوں نہ شریک کیا۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ آپ سب میں احق ہیں۔ کہ آپ صاحب غار ہیں۔ اور اُس کی شرافت و عظمت کو پہچانتے ہیں۔ اور آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں امام نماز بنا دیا تھا ؛

غرضیکہ آپ کی خلافت پر سب کا اتفاق رہا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے لوگوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہ دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضہ نے اُن کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت عمر رضہ نے آپ سے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ اُلفت و نرمی اختیار کیجئے۔ یہ لوگ وحشی جانوروں کے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اے عمر رضہ مجھ کو اُمید نہ تھی کہ امور خلافت میں تم میری مدد کرنے گے مگر تم اس مشورہ سے مجھ کو رسوا کرنا چاہتے ہو۔ تم تو زمانہ جاہلیت میں بڑے جبّار تھے۔ اسلام میں کیوں سست ہو گئے۔ اور فرمایا۔ میں ضرور اس شخص کو قتل کرونگا جس نے زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کی۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے اس مسئلہ میں آپ کو شرح صدر کر دیا۔ اِدھر تو اہل عرب اس سرکشی پہ تھے۔ کہ زکوٰۃ نہ دیں۔ اور حضرت ابوبکر رضہ کا ارادہ کہ جو زکوٰۃ نہ دیں اُن کو قتل کریں ؛

اُدھر اسامہ بن زید رضہ کو مع لشکر روانہ کیا کہ اپنے والد اور دیگر شہدا کا انتقام لے۔ یہ لشکر خود حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وقت میں روانہ ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کا لوا باندھا تھا۔ مگر چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر شدت مرض طاری ہوگئی تھی - اس کا جانا ملتوی ہوگیا تھا - مگر بہت جلد بعد وفات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق رضؓ نے خلیفہ ہوتے ہی اس لشکر کو روانہ کردیا - اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے عرض کیا گیا کہ اہل عرب مرتد ہوگئے - پہلے انہیں سے مقابلہ کیا جاویگا - اس لشکر میں جوان مرد اور بہتر مرد ہیں - اس وقت ان کی روانگی ملتوی کی جائے - حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا - کہ مجھ کو اپنا مرنا بہ نسبت اس کی زیادہ پسند ہے - کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شروع کئے ہوئے کام کو ختم نہ کروں اور یہ کہہ کر لشکر روانہ کردیا - البتہ حضرت عمر رضؓ کو حضرت اسامہ رضؓ سے مانگ لیا کہ چھوڑتے جاویں - کہ ان کے مشورہ کی مجھ کو ضرورت ہے ؏

اگرچہ زمانہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کی شجاعت زبان زد عام ہے - اور مؤرخین نے حضرت خالد رضؓ کی خصوصیات سے لکھا ہے - لیکن جو کام حضرت صدیق رضؓ نے اس وقت کیا ہے اُس سے تاج شجاعت آپ ہی کے سر مبارک پر زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے ؏

اسی سال میں مسیلمہ کذّاب نے یمامہ کی طرف دعویٰ نبوّت کیا - اس کے قتل کرنے کو حضرت خالد رضؓ کو مع لشکر روانہ کیا - انہوں نے وہاں پہنچ کر محصور کرلیا - اور کئی روز کے محاصرہ کے بعد اس کو وحشی حضرت امیر حمزہ رضؓ کے قاتل نے قتل کیا - مسیلمہ کی عمر اُس وقت ڈیڑھ سو برس کی تھی - حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد سے پہلے پیدا ہوا تھا - اُس میں قراء بکثرت شہید ہوئے - حضرت عمر رضؓ نے حضرت صدیق رضؓ سے کہا کہ جس قدر اس لڑائی میں قرا شہید ہوئے اگر کسی اور لڑائی میں شہید ہوتے - تو قرآن شریف کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے - قرآن شریف کا ایک جگہ جمع ہونا بہت ضروری ہے - حضرت صدیق رضؓ نے زید بن ثابت رضؓ سے کہا کہ تم جوان عاقل ہو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی تھے - تم جمع کرو - انہوں نے کچھ معذرت کے بعد یہ عظیم الشان کام شروع کیا - اور چمڑوں اور کھجور کے پٹھوں اور بکری کے شانوں سے جہاں جہاں دستیاب ہوا وہ لوحوں میں جمع کیا - یہ قرآن شریف حضرت صدیق رضؓ کی زندگی میں اُن کے پاس - اُنکی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ کے پاس آگیا - حضرت علی رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو

حضرت صدیق رضؓ کا قرآن شریف جمع کرنا

قرآن کی وجہ سے زیادہ اجر ملے گا۔

آپ نے دو سال اور سات مہینہ خلافت کی جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتقال ہُوا تھا۔ اُس کے صدمہ سے آپ روز بروز ضعیف اور کمزور ہوتے جاتے تھے۔ ۷ جمادی الاخری سنہ ۱۳ھ کو آپ سردی میں نہائے اور اس کی وجہ سے آپ کو تپ عارض ہو گئی۔ اور مرض کو طول کھچ گیا۔ اور آپ کی وفات قریب ہُوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وصیت کی کہ مجھ کو جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں، ان کو دھو کر انہیں میں کفنانا۔ لوگوں نے آپ کے پاس آکر کہا کہ ہم کسی طبیب کو بلائیں۔ جو آپ کا حال دیکھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے طبیب نے مجھے دیکھ کر یہ کہہ دیا ہے کہ انی فعال لما یرید۔ یعنی میں جو چاہوں گا سو کروں گا۔

حضرت سلمان فارسی رضؓ آپ کے پاس عیادت کو تشریف لائے۔ اور کہا اے ابوبکر رضؓ کچھ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے لئے دنیا فتح کرنے کو ہے۔ اُس میں بقدر بسر اوقات لینا۔ اور یاد رکھو۔ جو کوئی صبح کی نماز ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں جاتا ہے۔ ایسا نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کرو۔ اور یہ عہد شکنی تم کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گی۔

جب حضرت صدیق اکبر رضؓ بوجہ زیادتی مرض گھر سے باہر نہ نکل سکے تو آپ سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر کر دیں۔ آپ نے فرمایا میں نے عمر رضؓ کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ ایسے تند مزاج اور سخت دل کو نائب مقرر کرتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دینگے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ جواب دونگا کہ یا اللہ جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر تھا۔ اُس کو نائب کیا۔ پھر حضرت عمر رضؓ کو بلوایا۔ اور فرمایا۔ کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دن کے حقوق ہیں کہ اُن کو رات میں قبول نہیں کرتا۔ اور کچھ رات کے ہیں کہ اُن کو دن میں نہیں قبول کرتا۔ اور نفل کو قبول نہیں کرتا جب تک فرض ادا نہ کرو۔ اور قیامت کے دن جو بھاری پلہ والوں کے پلہ بھاری ہونگے۔ تو یہی وجہ ہوگی۔ کہ انہوں نے دنیا میں حق کا اتباع کیا ہوگا۔ اور اپنے اوپر اسی کو بھاری سمجھا ہوگا۔ اور

اِس ترازو کے لیے جس میں بجز حق کے اور کچھ نہ رکھا جائے شایاں یہی ہے۔ کہ وزن زیادہ ہو۔ اور ہلکے پلہ والوں جو قیامت میں ہلکے پڑے ہونگے۔ تو اس کی وجہ یہ ہوگی۔ کہ دُنیا میں انہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی۔ اور اس کو اپنے اوپر ہلکا معلوم کیا ہوگا۔ اور جس ترازو میں کہ باطل کے سوائے اور کچھ نہ رکھا جائے۔ اس کو ہلکا ہونا زیبا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر اُن کے اعمال میں سے بہتر لکھیا تھ کہا ہے۔ اور اُن کی برائی سے درگزر فرمایا۔ تو کہنے والا یوں کہتا ہے۔ کہ میں اُن لوگوں سے کم ہوں۔ اور اُن کے درجہ کو نہیں پہنچا۔ اور دوزخ والوں کا ذکر اُن کے بدترین اعمال سے کیا ہے۔ اور جو عمل نیک انہوں نے کیا ہے۔ اس کو اُن پر واپس کر دیا۔ تو کہنے والا یوں کہتا ہے۔ کہ میں اُن لوگوں سے افضل ہوں۔ اور آیۃ رحمت اور آیۃ عذاب کو ذکر فرمایا ہے۔ کہ مومن کو رغبت اور خوف دونوں رہیں۔ اور اپنا ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اور اللہ تعالےٰ سے بجز حق کے اور کسی کی تمنا نہ کرے۔ پس اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر تم میری نصیحت یاد رکھو گے۔ تو موت سے زیادہ غائب چیز تمہارے نزدیک محبوب ہوگی۔ اور اس کا آنا تم پر ضروری ہے۔ اور اگر میری وصیت تلف کر دو گے تو موت سے زیادہ کوئی غائب چیز تم کو بُری معلوم نہ ہوگی۔ اور اس سے تم بھاگ نہ سکو گے نہ اس کو تھکا سکو گے۔

نقل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے گالی دی۔ فرمایا کہ جو میرا حال تجھ پر پوشیدہ ہے۔ وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ ۲۲ جمادی الآخری ۱۳ھ تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی وصیت کے موافق حضرت کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضؓ نے آپ کو نہلایا۔ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے پانی ڈالا۔ اور آپ کی وصیت کے موافق جو کپڑے آپ پہنے ہوئے تھے۔ ان ہی میں آپ کو کفنایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درمیان قبر اور منبر کے چار تکبیروں کے نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں۔ چنانچہ وہیں آپ کی قبر کھودی گئی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک کے پاس آپ کا سر مبارک رکھا۔ حضرت عمرؓ

حضرت عثمانؓ - اور حضرت طلحہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے آپ کو قبر میں اتارا ؞

ایک بار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے غلام کی کمائی کا دودھ پی لیا پھر جو اس سے دریافت کیا - تو اس نے کہا - میں نے ایک قوم کی کہانت کی تھی - اُنھوں نے مُجھ کو یہ دودھ دیا تھا - آپ نے اپنے منہ میں انگلی ڈال کر تے کر ڈالی ؞

حضرت انیسہؓ فرماتی تھیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تین سال ہمارے پاس آئے ہیں دو برس قبل خلافت اور ایک سال بعد خلافت - ہمارے پڑوس میں قبیلہ تھا وہ اپنی بکریاں دوہانے کے واسطے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس لائے تھے - اور حضرت ابوبکرؓ اِن کو دودھ دیا کرتے ہیں - حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں بڑھیوں اور اندھوں کے پاس پانی وغیرہ لانے کے خیال سے جاتا تھا - تو سب امور اُن کے تیار پاتا تھا - مجھ کو تلاش ہوئی - کہ دیکھوں - تو کون ہوں جو ان کا کام کر جاتا ہے - تلاش کی تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کر جایا کرتے تھے ؞

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں - کہ ایک روز ابوبکرؓ نے خطبہ پڑھا - اور فرمایا - کہ خدا سے حیا کرو - قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے - جنگل میں جس وقت پاخانہ پھرتا ہوں - بوجہ حیا کے اپنے سر کو ڈھکتا ہوں - اور ایک حدیث میں ہے کہ اپنی کمر کو دیوار سے لگاتا ہوں ؞

ایک پرندہ کو آپ نے سایہ میں بیٹھا دیکھ کر ٹھنڈا سانس مارا - اور فرمایا - اے پرندہ تیری زندگی اور عیش بہت اچھا ہے - تو درخت کے پھل کھاتا ہے - اور اس کے نیچے سایہ میں بیٹھتا ہے - اور اس کا حساب نہیں دیگا - اے کاش میں بھی تیری مانند ہوتا ؞

جس وقت آپ کی کوئی تعریف کرتا - آپ فرماتے خدایا میری نسبت میرے نفس کا تو زیادہ عالم ہے - اور میں ان لوگوں کی نسبت اپنے نفس کا خود زیادہ عالم ہوں - خداوندا ان کے گمان سے زیادہ مجھ کو بہتر کر اور بخشش کر جس کا ان کو علم نہیں ہے - اور مجھ سے مواخذہ نہ کر جو کچھ یہ کہتے ہیں - فرمایا - کاش میں مومن کے بدن کا بال ہوتا - فرمایا - کاش میں درخت ہوتا کھایا جاتا - اور کاٹا جاتا - فرمایا - کاش میں گھاس ہوتا کہ چارپائے کھاتے - فرمایا مسلمان

کو ہر چیز کا اجر دیا جائیگا۔ کانٹے کے لگنے میں اور تسمہ کے ٹوٹنے میں۔ فرمایا۔ کہ جو شخص خالص محبت الٰہی سے مزہ چکھتا ہے وہ ذائقہ طلب دنیا سے اس کو روک دیتا ہے۔ اور تمام آدمیوں سے اس کو وحشت دلاتا ہے۔ فرمایا۔ العجز عن درک الادراک ادراک۔ فرمایا حق بات گراں ہوتی ہے اور باوجود گرانی کے خوش گوار ہے۔ اور امر باطل سبک ہے۔ اور باوجود اس کے بُرا ہے۔ فرمایا۔ اللھم ارنی الحق حقا وارزقنی اتباعہ وارنی الباطل باطلا وارزقنی اجتنابہ ولا تجعل متشابھا علی فاتبع الھوٰی۔ فرمایا دعا بھائی کی بھائی کے لیے قبول کی جاتی ہے۔ آپ گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور جاڑوں میں افطار کرتے تھے۔ آپ دُعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ لِقَائِکَ۔ غرضیکہ خیر البشر بعد انبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

مبیں اندر کمالات نبوّت زامت بہتر صدیق اکبرؓ

آپ سفید رنگ نحیف العارض بلند پیشانی اور غائر العینین تھے۔ ہمیشہ چہرہ مبارک غمناک رہتا تھا۔ آپ کی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکتی رہتی تھی۔ اور آپ اس کے وعید سے متنفر تھے۔ حنا اور کتم ایک قسم کا گھاس ہے۔ اس کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ آپ نے تمام عمر یعنی ایام جاہلیت سے لے کر نہ کبھی شعر کہا اور نہ کبھی شراب پی ؛

حالات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ

آپ کو انتساب علم باطن میں باوجود محبت حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے۔ آپ اصل میں مجوسی تھے۔ عالم جوانی سے طلب حق میں ساعی تھے۔ علماء یہود و نصاریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بکمال صبر و استقامت اس راہ میں شدید تکالیف برداشت کیں۔ اور قریب قریب دس مرتبہ نوبت بنوبت فروخت ہوئے۔ اور آخر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ سونا دلوا کر آپ کو ایک یہودی سے آزاد کرایا۔ اور جب سے وہ خدمت اقدس میں رہنے لگے۔

غزوہ خندق میں خندق کھودنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مابین مہاجرین و انصار تقسیم فرمائی۔ تو سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں نزاع واقع ہوئی۔ مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان رضی اللہ عنہٗ ہمارے ساتھ ہیں اور انصار کہتے تھے ہمارے ساتھ ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا۔ سلمان اہل البیت۔ حضرت سلیمان رضؓ اصحاب صفہ سے ہیں۔ اور اُن لوگوں میں سے ہیں کہ بہشت ان کا مشتاق ہے۔

حضرت سلمان رضؓ کی بسر اوقات

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے ان کو اپنے ایام خلافت میں حاکم مدائین مقرر کر دیا تھا۔ لو پانچ ہزار درم بیت المال سے مقرر کر دیئے تھے۔ آپ تمام روپیہ فقیروں میں تقسیم کر دیتے۔ اور خود زنبیل بافی سے اپنی بسر اوقات کرتے۔ آپ کے پاس ایک کملی اونٹ کے بالوں کی تھی۔ دن کو اپنے اوپر اس کو لپیٹ لیا کرتے۔ اور رات کو اوڑھ لیا کرتے اور رات کو اوڑھ لیا کرتے تھے۔ بکری کے بالوں کی آپ رسیاں اور جھول بنایا کرتے تھے۔ اور لڑائی کو جھول اور کسی کو رسی دے دیتے تھے ॥

حضرت سلمان رضؓ کی عاجزانہ وضع

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ اپنے ایام حکومت میں آپ شہر مدائن کے بازار میں جاتے تھے۔ اور کسی شخص اسباب لے جانے کے واسطے ایک مزدور کی تلاش تھی۔ آپ کو کمل پہنے ہوئے دیکھا۔ اور آپ پر اسباب اٹھوا کر چل دیا۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ میں کون ہوں راستہ میں ایک شخص ملا۔ اور کہا۔ اے امیر آپ نے یہ بوجھ کیوں اُٹھایا۔ اس شخص نے تب معلوم کیا کہ آپ امیر شہر ہیں۔ اُس نے اپنا سر قدم پر رکھا۔ اور بہت سی معذرت کی آپ نے فرمایا۔ کہ تو نے اپنے مکان تک لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اب وہاں پہنچا ہی کر واپس ہوں گا۔

حضرت سلمان رضؓ کا آخری وقت اور حسرتِ ارتحال

جب آپ کا وقت آخیر ہوا۔ آپ بہت بیقرار ہوئے اور زار زار رونے لگے۔ لوگ جو عیادت کو آئے تھے۔ دریافت کرنے لگے۔ کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا۔ نہ مجھ کو موت کا خوف ہے اور نہ دُنیا کی خواہش۔ بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ کہ اگر مجھ سے قیامت میں ملنا چاہتا ہے۔ تو دنیا جمع نہ کرنا۔ اور دُنیا سے اسی طرح جانا۔ جس طرح میں جاتا ہوں۔ اور اب میرے پاس اسباب جمع ہو گیا ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپؐ کے جمال سے محروم نہ رہوں۔ اور اسباب ہیں آپ کے پاس لوٹا

پالان ۔ پوستین اور کمبل تھا۔ آپ کا سن شریف بروایت ڈیڑھ سو برس ۱۵۰ کا ہوا سنہ ۳۳ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے ایک شب میں بکرامت مدینہ سے مدائن تشریف لے جا کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔ اور اسی شب مدینہ سکینہ کو واپس آ گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہم چار سابقین ہیں۔ میں سابقین عرب سے۔ بلال رض حبش سے۔ صہیب رض روم اور سلمان رض فارس سے ۔

نقل ہے کہ حضرت سلمان رض کو ایک شخص نے گالیاں دیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ تو جو کچھ تو کہتا ہے۔ اس سے بھی میں بدتر ہوں اور اگر گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو تیری بات سے مجھے ڈر ہے ۔

حضرت سلمان رض نے حضرت ابو داؤد کو ایک خط لکھا کہ اے برادر اتنی دنیا مت جمع کرنا جس کا شکر تم سے ادا نہ ہو سکے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ مال دار نے اپنے مال کو خدا تعالیٰ کے فرمانے کے بموجب صرف کیا ہوگا۔ وہ قیامت کو حاضر کیا جاوے گا۔ اس کا مال سامنے ہوگا۔ جب پل صراط پر ادھر اُدھر جھکنے لگے گا۔ تو اُس کا مال کہے گا۔ کہ چلا کیوں نہیں جاتا۔ تو مجھ سے اللہ تعالیٰ کا حق دے چکا ہے۔ پھر ایسا مال دار آوے گا جس نے حکم خدا کے موافق نہ کیا ہو۔ اس کا مال اس کے شانوں پر رکھا جائیگا۔ جب پل صراط میں جھکنے لگے گا۔ تو اس کا مال کہے گا۔ کہ خرابی ہو تجھ کو تو نے مجھ میں خدا کا حکم کیوں نہ دیا۔ اسی طور پہ اس کا حال رہے گا۔ یہاں تک کہ واہی تباہی مچائے گا ۔ فقط

حالات حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم

علم باطن میں آپ کو حضرت سلمان فارسی سے انتساب ہے۔ اور اپنے جد بزرگوار کی نعمت اُن کے وسیلہ سے حاصل کی۔ اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شانہ فیض نشانہ میں تربیت پائی۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی صحبت سے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کی نسبت بھی حاصل کی تھی۔ آپ کبار تابعین و فقہاء سبعہ مشہورین سے ہیں۔ امام

اہل زمانہ اور اپنے وقت کے بے نظیر تھے ۔

یحییٰ بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا کہ جس کو قاسم بن محمد پر فضیلت دوں ۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرمایا کرتے تھے کہ اگر معاملہ خلافت میرے اختیار میں ہوتا ۔ تو میں امام قاسم کے سپرد کرتا ۔ اور آپ حضرت امام زین العابدین رض کے خالہ زاد بھائی تھے ۔ آپ کا سن شریف ستر سال کا ہوا ۔ اور ۱۰۸ھ میں یا ۱۰۲ھ میں انتقال فرمایا ۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ اعلم ہیں یا سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔ فرمایا کہ وہ مرد مبارک ہیں ۔ زبان سے یہ نکلا چاہتا تھا کہ وہ اعلم ہیں ۔ مگر رک گئے کہ کہیں جھوٹ نہ ہو ۔ اور یہ بھی فرمایا ۔ کہ میں اعلم ہوں ۔ کہ خلاف تزکیہ نفسی ہے ۔ فقط ۔

حالات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم باطن میں اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز اپنے والد امام زین العابدین سے انتساب ہے ۔ آپ کا مقولہ ہے کہ ولدنی ابو بکر مرتین ۔ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں دو مرتبہ پیدا ہوا ۔ ایک ولادت ظاہری کہ میری والدہ کے باپ قاسم بن محمد ابی بکر تھے ۔ دوم ولادت باطنی کہ علم باطن بھی انہیں سے میں نے پایا ۔ حضرت امام کو صادق بوجہ آپ کے صدق مقال کے کہا کرتے تھے ۔ آپ سادات اہل بیت سے تھے ۔ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن زین العابدین سید الشہدا امام حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ۔ امام ابو حنیفہ یحییٰ بن سعید انصاری رح و ابن جریح رح و امام مالک رح و محمد بن اسحاق رح و موسیٰ بن جعفر رح و سفیان بن عیینہ آپ کے شاگرد تھے ۔ آپ کی امامت و سیادت پر سب کا اتفاق ہے ۔

عمر بن المقدوم کا مقولہ ہے کہ جس وقت امام جعفر صادق رض کو دیکھتا ہوں معلوم ہو جاتا ہے کہ خاندان نبوت سے ہیں ۔ آپ کے اخلاق حسنہ و فتوحات ظاہری تفسیر قرآن بلکہ جملہ علوم میں اسرار جلیلہ و اشارہ جمیلہ ہیں ۔ آپ صاحب زہد و ورع کامل تھے

شہوات ولذات سے نہایت مجتنب اور سراپا ادب تھے - مدینہ منورہ میں آپ لوگوں کو افاضہ و افادہ فرماتے - بعدازاں عراق تشریف لے گیے - اُس جگہ مدت تک قیام فرمایا - مگر کبھی معترض امامت نہ ہوئے ؂

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کچھ نصیحت فرمائیے کہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے - آپ نے فرمایا کہ بھلا تم کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے تم خود زاہد زمانہ ہو - انہوں نے کہا کہ آپ کی فضیلت تمام پر ثابت ہے - آپ کو واجب ہے کہ سب کو پند و نصیحت فرمائیں - انہوں نے فرمایا - اے اباسلیمان مجھ کو خود اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن میرے جد مجھ سے فرمائیں - کہ تو نے متابعت کیوں نہ بجالایا اے اباسلیمان - یہ کام نسب پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ شائستہ رکھنے والوں پر موقوف ہے - یہ سُن کر حضرت داؤد رحؒ بہت روئے کہ جب ایسے شخصوں کا کہ جن کی معجون طینت آب نبوت سے ہو - اور جس کے جد رسولؐ اور ماں بتولؓ ہو یہ حال ہے تو داؤدؒ بیچارہ کس حساب میں ہے ؂

ایک روز آپ مع اپنے خادموں کے درمیان بیٹھے تھے - فرمانے لگے آؤ آپس میں بیعت و اقرار کریں - کہ ہم میں سے جس کو نجات ہو وہ سب کی شفاعت کرے - سب نے عرض کیا - اے فرزند رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم آپ کو ہماری شفاعت کی کیا احتیاج ہے - کہ آپ کے جد شفیع خلائق ہیں - فرمایا - کہ مجھ کو اپنے افعال سے شرم آتی ہے کہ ان کو لے کر اُن کے روبرو ہُوں ؂

ایک مرتبہ سفیان ثوری رحؒ نے کہا کہ کچھ وصیت فرمائیے - فرمایا - اے سفیان دروغ گو کو مروّت نہیں ہوتی - اور حاسد کو راحت نہیں ہوتی - بدخلق کو سرداری نہیں ہوتی - اور ملوک کو اخوت نہیں ہوتی - عرض کیا کچھ اور فرمائیے - فرمایا - اے سفیان اپنے تئیں اللہ تعالےٰ کے محارم سے بچانا - تاکہ عابد ہو اور جو کچھ قسمت میں ہو گیا اس پر راضی ہو تاکہ مسلم ہو - فاجر سے صحبت مت رکھ کہ تجھ پہ فجور غالب ہو جائیگا - اپنے معاملہ میں ایسے آدمیوں سے مشورت کر کہ جو طاعت خدا خوب کرتے ہیں - عرض کیا کچھ اور فرمائیے - فرمایا

حضرت صادقؓ کا ارشاد بنسبت شفاعت

حضرت کی نصیحت

اے سفیان جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عزت بلا ذات و قبیلہ کے ہو۔ اور ہیبت بلا حکومت ہو اس سے کہو کہ گناہ چھوڑ دے اور طاعت اختیار کرے۔ عرض کیا کچھ اور فرمائیے۔ فرمایا۔ اے سفیان رضؓ۔ جو شخص ہر آدمی کے ساتھ صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا اور جو کوئی بُرے راستہ جاتا ہے۔ اُس کو اتہام لگتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔ فرمایا۔ جو کوئی اللہ تعالےٰ سے انس رکھتا ہے۔ خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔ فرمایا۔ بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور بہت سی ایسی عبادت ہیں کہ جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالےٰ سے دُور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مطیع مغرور گنہگار ہوتا ہے۔ اور گنہگار نادم مطیع ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے امام ابی حنیفہ رضؓ سے دریافت کیا کہ عقلمند کس کو کہتے ہیں۔ حضرت امام ابی حنیفہ رضؓ نے کہا کہ جو خیر و شر میں تمیز کرے انھوں نے فرمایا کہ یہ تمیز تو بہائم میں بھی ہوتی ہے کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں تمیز رکھتے ہیں۔ ابو حنیفہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ آپ کے نزدیک عقلمند کون ہے۔ فرمایا عقلمند وہ ہے جو دو خیر اور دو شر میں امتیاز کرے۔ اور خیر میں خیر الخیرین کو اختیار کرے اور شر میں شر الشرین کو۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ میں تمام خوبیاں ہیں آپ زاہد بھی ہیں۔ آپ میں کرم باطن بھی ہے۔ اور آپ قرۃ العین خاندان نبوت بھی ہیں۔ لیکن آپ متکبر کمال ہیں۔ فرمایا میں متکبر نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی مجھ پر پرتوہ ہے۔ آپ نے کسی سے دریافت کیا کہ درویش صابر فاضل تر ہے یا تونگر شاکر۔ فرمایا۔ درویش صابر۔ کیونکہ تونگر کا دل کیسہ میں لگا رہتا ہے۔ اور درویش کا اللہ تعالےٰ میں۔ فرمایا۔ عبادت بلا توبہ درست نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔ جس جگہ فرمایا ہے۔ التائبون العابدون، تو یہ ابتدا مقامات اور عبودیت انتہا مقامات و درجات ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص کی اشرفیوں کی تھیلی گم ہوگئی۔ اس نے حضرت امام سے

ناواقفی میں کہا۔ کہ تم نے لی ہے۔ حضرت امام رضؓ نے فرمایا۔ کہ کس قدر دینار تھے۔ اس نے کہاکہ ہزار تھے۔ آپ اس کو اپنے گھر لے گیے اور ہزار دے دیئے۔ جب وہ شخص اپنے گھر واپس گیا۔ وہاں اُس کو اپنی تھیلی مل گئی۔ یہ حضرت امام رضؓ کے پاس گیا۔ اور عرض کہ مجھ سے خطا ہوئی۔ مجھ کو اپنی تھیلی گھر مل گئی۔ آپ اپنے واپس لے لیجئے۔ حضرت امامؓ نے فرمایا کہ تم لے جاؤ۔ ہم جو کچھ دے دیتے ہیں پھر واپس نہیں لیتے۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ کسی نے کہا۔ کہ یہ امام جعفر صادق رضؓ ہیں۔ وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے اپنے وزیر سے کہا کہ صادق رضؓ کو لاؤ۔ کہ قتل کریں۔ وزیر نے کہا کہ انہوں نے گوشہ عبادت اختیار کر رکھی ہے۔ ملک سے ہاتھ کو کوتاہ کر لیا ہے۔ اب ان کے قتل سے کیا فائدہ؟ خلیفہ نے کہا نہیں ان کو ضرور لاؤ وزیر نے ہر چند ٹالا۔ مگر خلیفہ نہ ٹلا۔ آخر کار وزیر اُن کے بلانے کو گیا۔ اُس کے جانے کے بعد خلیفہ نے غلاموں سے کہہ دیا کہ جس وقت امام صادق رضؓ آویں۔ اور میں سر سے ٹوپی اتاردوں تو تم ان کو قتل کر ڈالنا ؂

اسی اثنا میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ ان کو دیکھتے ہی منصور تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور مسند پر ان کو بٹھا کر آپ باادب تمام آگے بیٹھا۔ اور عرض کیا کیا حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے اپنے پاس نہ بلانا۔ اور آپ تشریف لے گئے۔ فی الفور خلیفہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اور کئی وقت اور کئی روز تک ہوش نہ آیا۔ جب افاقہ ہوا۔ تو وزیر نے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ آپ نے جواب دیا کہ جس وقت حضرت امام اندر آئے ایک اژدہا اُن کے ساتھ منہ پھیلائے ہوئے تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں نے ان کو کچھ بھی تکلیف دی تو وہ مجھ کو کھا جائیگا۔ اس خوف سے میں نے عذر کیا۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑا ؂

نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضؓ جاتے تھے۔ کیا دیکھا کہ ایک بڑھیا کے آگے ایک گائے پڑی ہوئی ہے اور وہ عورت مع اپنے بچہ کے روتی ہے حضرت نے رنے

حضرت امام اور خلیفہ منصور وقت پر کرامت

کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ کہ یہ ایک گائے تھی۔ اُس کے دودھ سے ہماری پرورش ہوتی تھی۔ یہ مرگئی ہے۔ اب حیران ہیں کہ ہماری گزر کس طرح ہوگی۔ آپ نے فرمایا کیا تجھ کو یہ منظور ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کو زندہ کرے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ ہم پر تو یہ مصیبت پڑی ہے۔ اور تم ہنسی کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ میں ہنسی نہیں کرتا۔ پھر آپ نے ایک ٹھوکر ماری اور وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور آپ عام لوگوں میں جا ملے کہ کوئی شناخت نہ کرے؛

آپ مدینہ منورہ میں ۸۰؁ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۴۸؁ھ ہجری میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ فقط؛

حالاتِ حضرت سُلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶؁ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ کو حضرت امام جعفر صادق رضؓ سے انتساب تھا۔ اور آپ کی تربیت روحانیت حضرت امام سے ہوئی۔ کیونکہ آپ کی پیدائش حضرت امام کے بعد ہوئی ہے۔ اگرچہ تذکرۃ الاولیا کی بعض حکایات سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کو حضرت امام کی صحبت نصیب ہوئی ہے لیکن تحقیق یہی ہے کہ آپ نے حضرت امام کو نہیں دیکھا۔ آپ کے جد رو بسار بسطام سے گبر تھے۔ اسلام اختیار کر لیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے نقل ہے کہ ایام حمل میں جب میں شبہ کا لقمہ کھا لیتی تو اندر بیقراری شروع ہو جاتی۔ تاوقتیکہ قے نہ کر دیتی آرام نہ آتا۔ جب آپ نے مکتب میں پڑھنا شروع کیا۔ اور سورۃ لقمان کی آیت پر پہنچے (ان اشکرلی ولوالدیک)۔ آپ نے اُستاد سے اجازت چاہی اور اپنے والدین کے پاس گئے۔ اور اُن سے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ مجھ سے دو کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ یا تو اللہ تعالیٰ سے اُس کا شکر معاف کرادو۔ یا اپنا شکر بخش دو۔ اِن کی والدہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے اپنا حق بخشا اور تجھ کو بالکل اللہ تعالےٰ کا کر دیا۔ حضرت بایزید یہ سُن کر بسطام سے روانہ ہوئے۔ اور

تیس۳۰ سال تک ملک شام کے جنگل میں مصروف ریاضیات و مجاہدات رہے۔ جس وقت نماز پڑھتے اُن کے سینہ کی ہڈیوں سے ہیبت حق و تعظیم شریعت سے ایسی زور سے آواز نکلتی کہ لوگوں کو سُنائی دیتی ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ اُن سے کسی نے کہا کہ فلاں جگہ ایک بڑے بزرگ ہیں۔ یہ اُن کی ملاقات کو گیے۔ جب اُن کے پاس پہنچے۔ انہوں نے قبلہ کی جانب تھوکا۔ حضرت بایزیدؒ یہ دیکھ کر واپس آگیے۔ اور فرمایا۔ کہ اگر اس شخص کو طریقت میں کچھ دخل ہوتا۔ تو خلاف ادب اس سے صادر نہ ہوتا ۔

نقل ہے کہ آپ کے گھر سے مسجد تک چالیس۴۰ قدم کا فاصلہ تھا۔ مگر بوجہ تعظیم مسجد کبھی راہ میں نہیں تھوکا ۔

نقل ہے کہ آپ نے سفر مکہ کیا۔ اور ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے۔ یہاں تک کہ بارہ۱۲ برس میں مکہ شریف پہنچے۔ فرمایا کہ یہ دُنیا کے بادشاہ کی بارگاہ نہیں ہے کہ ایک بارگی چلا جائے۔ اس سال مدینہ نہ گئے۔ اور کہا حج کی تبعیت میں زیارت کرنا۔ ادب نہیں ہے۔ دوسرے سال مدینہ منورہ گئے۔ راستہ میں ایک شہر میں گیے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کے گرد بہت ہجوم کیا۔ آپ نے چاہا کہ کسی طرح یہ لوگ علیحدہ ہوں۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ان کی طرف متوجہ ہو کر قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی۔ (انی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدون)۔ لوگوں نے کہا۔ یہ شخص دیوانہ ہے اور ان کو چھوڑ کر چلے گیے۔ آپ کے پاس ایک اُونٹ تھا۔ کہ اس پر اپنا اور اپنے مریدوں کا اسباب لاد کر چلا کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ اس بیچارہ پر کس قدر بوجھ لاد دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ غور سے دیکھو اس پر کچھ بوجھ ہے۔ دیکھا تو اس کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔ فرمایا۔ سبحان اللہ! عجب معاملہ ہے۔ کہ اگر اپنا احوال تم سے پوشیدہ رکھوں تو ملامت کرو اور اگر ظاہر کردوں۔ اس کی تم کو طاقت نہیں ہے ۔

فرمایا کہ تم میں سے بعض شخصوں کو میری زیارت سے لعنت ہوتی ہے اور بعض پر رحمت ہوتی ہے۔ فرمایا۔ لعنت اس وجہ سے کہ وہ آیا اس وقت کہ مجھ پر حالت

غالب ہوئی۔ اور مجھ کو آپ میں نہ پایا۔ ناچار میری غیبت کر لیگیا۔ دُوسرا آیا حق کو مجھ پر غالب پایا۔ مجھ کو معذور رکھا۔ اُس پہ رحمت ہو گی۔ فرمایا۔ یہ دل چاہتا ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کی طرف اپنا خیمہ لگالوں کہ وہ دیکھ کر مجھ کو پشت ہو جائے۔ اور خلق خدا کو راحت ملے۔ فرمایا۔ کہ ایک بار اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا۔ یا اللہ تیرا راستہ کس طرح ہے۔ فرمایا (دع نفسك وتعال) یعنی (اپنے نفس کو چھوڑ اور آ) فرمایا۔ نماز سے سوا کھڑے ہونے کے اور روزہ سے سوا گرسنگی کے کچھ نہ پایا۔ مجھ کو تو جو کچھ ملا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ملا ہے نہ عمل سے کیونکہ جہد و کوشش سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو قبض ہو گیا۔ طاعت سے ناامید ہو کر ارادہ کیا کہ بازار سے زنار خرید کر کمر میں باندھیں۔ بازار میں پہنچے ایک زنار کی قیمت دریافت کی اور دل میں خیال کیا کہ ایک درم ہو گی۔ مگر دوکاندار نے کہا۔ ہزار درہم۔ یہ سن کر خاموش ہو گئے ہاتف غیبی نے آواز دی۔ کہ جو زنار تو باندھے اس کی قیمت ہزار درہم ہی ہونی چاہئے فرمایا۔ میرا دل خوش ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی میرے حال پر عنایت ہے۔ فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مجھ کو الہام ہوا۔ کہ اے بایزید جو تو عبادت کرتا ہے۔ اس سے بہتر لا۔ اور ایسی چیز کہ میری درگاہ میں نہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ بار خدایا تیرے کیا نہیں۔ الہام ہوا بیچارگی۔ عجز و نیاز و شکستگی نہیں ہے۔ وہ لا ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلوت میں اُن کی زبان سے سبحانی ما اعظم شانی نکلا۔ جب خودی میں آئے۔ مریدوں نے بیان کیا۔ کہ آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔ فرمایا تم پر خدا کی مار۔ اگر پھر ایسا مجھ سے سنو۔ تو مجھ کو ٹکڑہ ٹکڑہ کر دو۔ اور ایک ایک چھری سب کو دے دی۔ پھر ان سے یہ کلمہ سرزد ہؤا۔ مریدوں نے ارادہ ان کے قتل کا کیا لیکن تمام گھر ان کی شکل سے پُر پایا۔ مُرید چھری مارتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا۔ گویا پانی میں مارتے ہیں۔ آخر کار صعوہ کی طرح محراب میں بیٹھے نظر آئے۔ مُریدوں نے پھر تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے بایزید تو یہ ہے جس کو تم دیکھتے ہو۔ وہ

بایزید نہ تھا ؂

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ شفیق بلخی۔ ابو تراب اور بایزید بسطامی کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک مرید تھا۔ وہ کھانے میں شریک نہ تھا۔ ابو تراب رح نے فرمایا۔ کہ آؤ کھانا کھاؤ۔ اِس نے کہا میرا روزہ ہے۔ فرمایا۔ کھانا کھاؤ۔ ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب لو۔ اُس نے منظور نہ کیا۔ پھر شفیق بلخی رح نے کہا کہ کھاؤ۔ ایک برس کے روزوں کا ثواب لو۔ اُس نے منظور نہ کیا۔ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جانے دو راندہ درگاہ ہو گیا۔ تھوڑے دن نہیں گزرے تھے کہ وہ چوری میں پکڑا گیا۔ اور اُس کے دونوں ہاتھ کاٹے گیے۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ تمہارا پیر کون ہے۔ فرمایا۔ کہ ایک بوڑھی عورت پوچھا وہ کیونکر۔ فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ غلبہ شوق میں میں جنگل چلا گیا تھا۔ وہاں ایک بڑھیا کو دیکھا کہ بوجھ لاتی ہے۔ مجھ سے کہا کہ یہ بوجھ اٹھائے مجھ سے نہیں اُٹھتا۔ فرمایا۔ اس وقت میری ایسی حالت تھی کہ مجھ سے اپنے وجود کا بوجھ نہیں اُٹھ سکتا۔ بڑھیا کا کیا اُٹھاتا۔ ایک شیر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ آیا۔ میں نے اُس کی پشت پر رکھ دیا۔ اور بڑھیا سے کہا کہ جب تو شہر میں جائیگی تو کیا بیان کرے گی۔ کہ میں نے کس کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ کہوں گی کہ ایک ظالم کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا کس طرح۔ اُس نے پوچھا شیر مکلف ہے یا غیر مکلف۔ میں نے کہا۔ کہ غیر مکلف۔ بڑھیا نے کہا۔ کہ جس کو خدا تکلیف نہ دے۔ اس کو تو تکلیف دے۔ تو ظالم ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ ظالم ہے۔ بڑھیا نے کہا۔ کہ پھر اس پر تو چاہتا ہے۔ کہ شہر کے لوگ معلوم کریں کہ شیر تیرے تابع ہیں اور تو صاحب کرامت ہے ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ گورستان سے آتے تھے۔ ایک جوان بسطام کے رئیسوں سے گانا بجاتا چلا آتا تھا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ جوان نے اپنا باجا ان کے سر پر اس زور سے مارا کہ باجا بھی ٹوٹ گیا۔ اور شیخ کا سر بھی ٹوٹ گیا۔ اس کے دوسرے دن صبح کے وقت حضرت بایزید رح نے باجہ کی قیمت اور کسی قدر حلوا اپنے مرید کے ہاتھ اس جوان کے

پاس بھیجا۔ اور کہا۔ کہ اس سے کہنا۔ کہ بایزیدؒ نے عذر کیا ہے اور یہ قیمت بھیجی ہے۔ اس کا اور باجا خرید لو۔ اور یہ حلوا بھیجا ہے کہ اس کو کھاؤ۔ تاکہ رات کا غم و غصہ دفع ہو۔ جوان نے یہ معاملہ دیکھا۔ آ کر حضرت بایزیدؒ کے قدموں پر گرا۔ اور توبہ کی۔ اور بہت رویا۔ اور مرید ہوا۔ اور اس کے ہمراہی بھی اس کی موافقت میں مرید ہوئے۔ اور یہ حضرت خواجہ کی خوش خلقی کا نتیجہ تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہؒ نے اپنے میں ذوق عبادت نہ پایا۔ خیال جو کیا تو گھر میں ایک خوشہ انگور رکھا تھا۔ فرمایا کسی کو دے دو۔ میرا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے۔ چنانچہ اسی وقت وہ خوشہ کسی کو دے دیا گیا۔ اور فی الفور حضرت خواجہ کی عبادت میں لذت پیدا ہو گئی۔

نقل ہے۔ کہ حضرت خواجہؒ کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہا کرتا تھا۔ وہ سفر کو گیا اس کا بچہ اندھیری رات کی وجہ سے روتا۔ حضرت خواجہؒ اپنا چراغ اس کے گھر لے جاتے تب وہ خوش ہو جاتا۔ جب وہ آتش پرست سفر سے واپس آیا۔ اس کی بیوی نے حال اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا۔ جب خواجہؒ کی روشنی ہمارے گھر میں آ گئی۔ تو اب کیا اندھیرے میں رہیں۔ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

نقل ہے۔ کہ ایک آتش پرست سے کسی نے کہا۔ کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا۔ اگر مسلمانی ایسی چیز ہے جیسے بایزیدؒ کرتے ہیں۔ وہ تو مجھ سے نہیں ہو تی۔ اور جیسی تم کرتے ہو۔ ایسی کوئی چیز نہیں۔

نقل ہے۔ کہ حضرت نے ایک مرتبہ کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز امام نے پوچھا۔ کہ آپ کا کھانا پینا کہاں سے چلتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ذرا صبر کرو۔ پہلے میں نماز کا اعادہ کر لوں۔ تب تمہاری بات کا جواب دوں۔ کہ جو شخص روزی دینے والے کو جانے۔ اس کے پیچھے نماز روا نہیں۔ فرمایا۔ اگر کسی روز بلا نہیں آتی۔ تو کہتا ہوں۔ الٰہی روٹی بھیجی اور سالن نہ بھیجا۔

کسی شخص نے پوچھا کہ مجھ سے کچھ اپنے مجاہدہ کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا۔ کہ اگر

بڑی بات بیان کروں۔ تو اس کی تم کو طاقت نہیں۔ لیکن ایک چھوٹی سی بات سُناتا ہُوں۔ کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے نفس سے کچھ کام لینا چاہا۔ اُس نے کہنا نہ مانا۔ ایک سال اُس کو پانی نہ دیا۔ کہا۔ اے نفس یا عبادت کر یا پیاسا مر۔ آپ کے پاس ایک مُرید تیس ۳۰ برس سے تھا۔ ہر روز اُس سے پوچھا کرتے کہ تیرا کیا نام ہے۔ وہ ہر روز بتا دیتا۔ آخر کار ایک روز اس نے کہا۔ اے شیخ میں تیس ۳۰ سال سے آپ کے پاس رہتا ہوں۔ آپ ہر روز میرا نام دریافت کرتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہنسی نہیں کرتا۔ جب سے اُس کا نام دل میں آگیا ہے۔ کچھ یاد نہیں۔ ہر روز تیرا نام پوچھ لیتا ہوں۔ اور ہر روز بھول جاتا ہوں ❊

ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی تعلیم کیجئے کہ جس سے نجات ہو۔ فرمایا۔ کہ دو باتیں یاد کر لے کافی ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ تیرے ہر حال سے آگاہ اور جو کچھ تو کرتا ہے وہ دیکھتا ہے۔ اور تیرے عمل سے بے نیاز ہے ❊

ایک روز کسی نے عرض کی کہ اپنے پوستین کا ایک ٹکڑا مجھ کو دیجئے۔ کہ آپ کی برکت حاصل ہو۔ فرمایا اگر میرا پوست بھی پہن لے تو کیا ہوتا ہے جب تک کہ میرے عمل نہ کرے۔ فرمایا سچا عابد اور سچا عامل وہ ہے۔ کہ تیغ جہد سے تمام مرادات کا سر کاٹ لے۔ اور اس کی تمام شہوات و تمنا محبّت حق میں فنا ہو جائیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو دوست ہو وہی اُس کو بھی دوست ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی آرزو ہو وُہی اس کی بھی ہو۔ فرمایا اللہ تعالےٰ کے پہچاننے کی یہی نشانی ہے کہ خلق سے بھاگے۔ ادنیٰ بات جو عارف کو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ملک و مال سے پرہیز کرے ❊

فرمایا۔ نیکوں کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے۔ اور بدوں کی صحبت کار بد سے بد ہے۔ فرمایا۔ جس نے اپنی خواہشات ترک کیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچ گیا۔ فرمایا۔ تو اپنے تئیں ایسا ظاہر جیسا کہ تو ہو۔ فرمایا ذکر کثرت عدد سے نہیں ہے۔ کہ حضور بے غفلت کا نام ہے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی محبّت یہ ہے کہ دُنیا اور آخرت کو دوست نہ رکھے۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے زیادہ وہ ہے کہ جو بار خلق کھینچے۔ اور

خوئے خوش رکھے۔ کسی نے دریافت کیا کہ کس طرح حق کو پہچاننا چاہئیے۔ فرمایا۔ کہ اندھا اور بہرا اور لنگڑا بن کر۔ کسی نے دریافت کیا کہ آپ بھوک کی اس قدر کیوں تعریف کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا۔ (انا ربکم الاعلیٰ) نہ کہتا۔ کسی نے دریافت کیا کہ متکبر کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص تمام عالم میں اپنے سے زیادہ کوئی خبیث چیز دیکھے۔ فرمایا۔ مردوں کا کام ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے دل نہ لگائیں۔ آپ کی وفات ۱۴ شعبان ۱۷۱ھ سنہ ہجری کو ہوئی۔ بسطام میں دفن ہوئے۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا مجھ سے دریافت کیا کہ کیا لایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی درویش اگر درگاہ شاہی میں آتا ہے۔ تو اسے یہ نہیں کہتے کہ کیا لایا ہے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کیا چاہئیے۔ فقط

(حضرات القدس جلد اول)

نقل ہے کہ شیخ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تصوّف کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا۔ آرائش ترک کرنا۔ اور محنت اختیار کرنا ؎

حالات حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف میں بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ کیونکہ آپ کی ولادت بعد وفات حضرت بایزید بسطامی رح ہوئی ؎

نقل ہے کہ شیخ بایزید بسطامی رح ہر سال دہستان قبور شہدا کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب راہ میں خرقان پہنچتے اس جگہ کھڑے ہوتے اور اس طرح سے سانس لیتے جیسے کہ کوئی کچھ سونگھتا ہے۔ مرید عرض کرتے کہ حضرت ہم کو تو کچھ خوشبو نہیں آتی۔ آپ کیا سونگھتے ہیں۔ جواب دیتے کہ اس چوروں کے گاؤں سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ اس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن رح ہے۔ اور اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہونگی اس پر بار عیال ہوگا۔ کھیتی کریگا۔ اور درخت لگایا کریگا ؎

نقل ہے کہ خواجہ ابوالحسن رحؒ ابتدا میں بارہ سال تک عشا کی نماز خرقان میں بجماعت پڑھ کر سلطان العارفین کے مزار پُر انوار پر جاتے اور وہاں متوجہ رُوح پر فتوح ہو کر منتظر و مترقب برکات و اضافات کھڑے رہتے۔ اور التجا کرتے کہ الٰہی جو خلعت تو نے بایزید رحؒ کو عطا کیا ہے۔ اس میں سے ابوالحسن کو بھی عطا فرما۔ پھر واپس آتے اور عشا ہی کے وضو سے صبح کی نماز باجماعت پڑھتے۔ خواجہ مولانا بن روزبہان اصفہانی نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رحؒ کے شرح وصیت نامہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن رحؒ کا سلسلہ چند واسطہ سے حضرت بایزید بسطامی رحؒ سے اس طرح بھی ملایا ہے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحؒ مرید ابی مظفر مولانا ترک طوسی اور وہ مرید خواجہ اعرابی یزید عشقی۔ اور وہ مرید خواجہ محمد مغربی رحؒ اور وہ مرید سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم شیخ ابوالعباس قصاب نے فرمایا تھا۔ کہ یہ میرا معاملہ ارشاد بعد میرے خرقانی کی جانب رجوع ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نقل ہے کہ چالیس ۴۰ سال تک آپ نے سر تکیہ پر نہیں رکھا۔ اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ شیخ رحؒ کو مع جماعت کثیر درویشاں خانقاہ میں سات روز گزر گئے۔ کہ کچھ کھانے کو نہ ملا۔ کہ ایک شخص آٹا اور بکری لایا۔ اور آواز دی کہ صوفیوں کے واسطے لایا ہوں۔ شیخ رحؒ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے جو صوفی ہو لے۔ میری ہمت نہیں پڑتی کہ صوفی ہونے کا دعویٰ کروں۔ غرضیکہ کسی شخص نے نہ لیا۔ اور وہ ہر دو جنس واپس لے گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت خواجہ رحؒ کے پاس آیا۔ اور عرض کی۔ آپ مجھ کو اپنا خرقہ پہنائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلے ایک مسئلہ کا جواب دے کہ اگر عورت مرد کے کپڑے پہن لے تو وہ مرد ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ پھر خرقہ سے کیا فائدہ۔ اگر تو مرد نہیں ہے تو خرقہ سے مرد نہیں ہو سکتا۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے عرض کی۔ کہا کہ آپ اجازت دیں۔ کہ میں خلق خدا کو

اللہ تعالیٰ کی دعوت کروں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا خبردار اپنی طرف نہ کرنا۔ اُس نے عرض کی کہ اپنی طرف کیسی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اپنی طرف کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی اور شخص اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرے۔ اور تجھ کو ناخوش آئے تو یہ علامت اس کی ہے کہ اپنی طرف دعوت کرتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی زیارت کے واسطے آیا۔ اور آپ کے گھر پر آکر آواز دی کہ شیخ کہاں ہے۔ آپ کی بیوی نے جواب دیا کہ اس زندیق کذاب کو تو کیا کریگا۔ اس کے سوا خدا جانے اور کیا کیا کہا۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ جس کی بیوی ایسی منکر ہے۔ اس میں کیا رکھا ہوگا۔ پھر یہ جنگل کو شیخ کی تلاش میں گئے کیا دیکھا۔ کہ آپ ایک شیر پہ لکڑیوں کا بوجھ رکھ کر چلے آتے ہیں۔ یہ شخص سامنے گیا اور عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ گھر کا وہ حال باہر کا یہ حال۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ جب تک ایسے بھیڑیئے کا یعنی بیوی کا، بوجھ نہ کھینچے گا۔ ایسا شیر اس کا بار نہ اٹھائیگا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی کا خرقان پر گزر ہوا۔ ایک قاصد حضرت شیخؒ کے بلانے کو بھیجا۔ اور اس سے کہدیا کہ اگر حضرت آنے میں تامل کریں۔ تو آیت اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم پڑھنا۔ چنانچہ قاصد آیا۔ اور پیام سلطان حضرت شیخؒ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا مجھ کو معاف کرو۔ اس نے آیت مسطورہ بالا پڑھی حضرت شیخؒ نے فرمایا۔ کہ میں اطیعوا اللہ میں اس قدر مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول سے بھی نادم ہوں اور اولی الامر منکم بجائے خود رہا۔ یہ جواب آکر قاصد نے سلطان سے کہا سلطان آبدیدہ ہوا۔ اور کہا۔ اٹھو چلو۔ اور ایاز کو اپنے کپڑے پہنائے اور دس عورتوں کو غلاموں کے کپڑے پہنا کر آپ ایاز کے آگے آگے خادموں کی مانند ہو گیا۔ اور مع ہمراہیاں حضرت شیخؒ کے صومعہ کا رخ کیا۔ جس وقت صومعہ پر پہنچا۔ سلام کیا۔ شیخؒ نے جواب سلام دیا۔ لیکن تعظیم نہ دی۔ اور محمود کی جانب دیکھا۔ اور ایاز کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ محمود نے کہا کہ سلطان کی تم نے کیوں تعظیم نہ

کی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ سب فریب ہے۔ اور محمود کو ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔ محمود نے کہا۔ کہ کچھ فرمائیے۔ فرمایا کہ ان نامحرموں کو باہر بھیجو۔ محمود نے اشارہ کیا۔ تمام کنیزک باہر ہو گئیں۔ محمود نے کہا کہ کچھ بایزیدؒ کی باتیں سنائیے۔ فرمایا کہ بایزیدؒ نے کہا۔ کہ جس نے مجھ کو دیکھا شقاوت سے محفوظ رہا۔ محمود نے کہا۔ کہ کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی زیادہ تھے۔ کہ ابوجہل اور ابولہب نے دیکھا اور وہ شقی ہی رہے۔ شیخؒ نے کہا۔ کہ منہ سنبھال کر بات کرو۔ اور اپنی بساط سے پاؤں باہر نہ رکھو۔ ابوجہل نے اپنے بھتیجے محمدؐ کو دیکھا تھا۔ نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو۔ یہ بات محمود کو اچھی لگی۔ اور کہا کہ مجھ کو نصیحت فرمائیے۔

فرمایا۔ کہ چند باتوں کا خیال رکھنا۔ منہیات سے پرہیز نماز باجماعت اور خلق خدا پر سخاوت شفقت کرنا۔ محمود نے کہا کہ میرے واسطے دعا خیر فرمائیے فرمایا کہ میں تو ہر روز دعا کرتا ہوں (اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات) کہ دعا کیجئے فرمایا۔ اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد محمود نے ایک اشرفی تھیلی پیش کی۔ شیخؒ نے جو کی روٹی محمود کے آگے پیش کی۔ اور کہا کہ کھا۔ محمود چباتا تھا۔ اور گلے سے نہیں اترتی تھی۔ شیخؒ نے فرمایا کہ شائد گلا پکڑتی ہے۔ کہا کہ جی ہاں گلا پکڑتی ہے۔ فرمایا کہ تمہاری اشرفیوں کی تھیلی بھی میرا اسی طرح گلا پکڑتی ہے۔ اس کو لے جاؤ کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔ محمود نے کہا۔ کہ کچھ تو قبول فرمائیے۔ فرمایا کہ نہیں پھر محمود نے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی نشانی دیجئے۔ آپ نے اپنا پیراہن عطا فرمایا۔

محمود جب واپس ہونے لگا کہ صومعہ تو خوب ہے۔ شیخؒ نے فرمایا۔ کہ جہاں سب کچھ ہے۔ یہ بھی رکھنا چاہیئے چلنے میں شیخؒ محمود کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے محمود نے کہا کہ جس وقت میں آیا تھا۔ اس وقت آپ نے التفات بھی نہیں کیا تھا۔ اور اب تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے کیا معنی۔ فرمایا۔ کہ اوّل تو امتحان کو رعونت شاہی آیا تھا اب فقر کے انکسار میں جاتا ہے۔

غیر سلطان وہاں سے چلا آیا۔ اور جب سومنات پر چڑھائی کی۔ اور عین حالت

جنگ میں کہ جس وقت مخالف کا پلّہ غالب ہونے کو تھا۔ گھوڑے پر سے کود کر اور حضرت شیخ رح کے پیراہن کو ہاتھ میں لے کر دعا مانگی۔ کہ الٰہی بطفیل اس پیرہن کے فتح نصیب کر۔ کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح دی۔ لکھا ہے کہ اسی شب محمود نے خواب میں حضرت شیخ رح کو دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ محمود تو نے ہمارے خرقہ کی کچھ عظمت نہ کی۔ اگر اللہ تعالیٰ سے چاہتا کہ تمام کافر مسلمان ہو جائیں۔ تو سب مسلمان ہو جاتے ؛

راقم الحروف نے ہنوز اس راہ میں قدم نہیں رکھا تھا۔ کہ یہ حکایت خواجہ ابوالحسن خرقانی و سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہما کی ایک شخص کی زبانی عام مجلس میں سنی یہ اوّل تیر تھا۔ کہ کانوں کی راہ سے دل میں جاگزیں ہوا۔ اس کو سن کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص دلبستگی پیدا ہو گئی۔ اور ان کے مزید حالات دریافت کرنے کو تذکرۂ اولیائ کا مطالعہ شروع کیا۔ اور آپ کے تمام و کمال حالات پڑھے۔ ان کے پڑھنے سے عجیب قسم کا جذب دل پیدا ہوتا تھا۔ جس وقت کہ سلسلہ مجددیہ میں حضرت غوث زمان قطب دوران ماہر علوم جلی و خفی حضرت سیدنا و مرشدنا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور یہ معلوم ہوا کہ شیخ ابوالحسن رح خرقانی اس سلسلہ کے پیروں میں سے ہیں اس وقت کی خوشی کچھ بیان نہیں کر سکتا۔ اس بات کا دل کو یقین آ گیا۔ کہ حضرت شیخ ہی کی تصرف و جذب سے اس خاندان عالی شان میں داخل ہونا نصیب ہوا۔ وگرنہ میں خراب کجا و صلاح کار کجا ؛

ایک روز حضرت شیخ رح اپنے مریدوں میں بیٹھے تھے۔ سب سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا چیز بہتر ہوتی ہے۔ مریدوں نے عرض کیا۔ کہ شیخ آپ ہی فرمائیے۔ فرمایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہو۔ کسی نے دریافت کیا کہ صوفی کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ صوفی مرقع اور سجادہ سے نہیں ہوتا۔ صوفی وہ ہے جو نہ ہو۔ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو نہ ہو۔ فرمایا کہ صوفی وہ ہے کہ دن کو اس کو آفتاب کی ضرورت نہ ہو۔ اور رات کو چاند اور ستاروں کی۔ کسی نے دریافت کیا۔ کہ صدق کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ صدق یہ ہے کہ دل باتیں کرے۔ یعنی وہ بات کہے کہ جو دل میں ہو۔ کسی نے دریافت کیا۔ کہ

اخلاص کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے واسطے تو کرے۔ وہ اخلاص ہے۔ اور جو خلق کے واسطے کرے وہ ریا ہے۔ فرمایا کہ ایسے آدمی کے پاس مت بیٹھو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کہو اور وہ کچھ اور کہے۔ فرمایا کہ اندوہ پیدا کرو۔ کہ تیری آنکھ سے پانی نکلے کہ اللہ تعالیٰ بندہ گریاں و بریاں کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا جو شخص سرود بجائے۔ اور اس کے ذریعے سے خدا کو چاہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ قرآن پڑھے اور خدا کو چاہے فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فعل کی اقتدا کرے۔ نہ وہ کاغذ سیاہ کرے۔ فرمایا۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں۔ فرمایا۔ یہ بھی ایک خواہش ہے۔ فرمایا۔ چالیس سال گذرے کہ میرا نفس ٹھنڈا پانی اور ترش چھاچھ چاہتا ہے۔ ابھی تک نہیں دیا۔ فرمایا۔ کہ جہاں میں عالم اور عابد بہت ہیں۔ تم کو ان سے گذرنا چاہیئے۔ کہ رات اس طرح بسر کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ پسند کرے۔ اور دن اس طرح بسر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ فرمایا نماز روزہ سب کرتے ہیں لیکن مرد وہ ہے کہ ساٹھ سال اس پر گذر جائیں۔ اور بائیں جانب کا فرشتہ کچھ نہ لکھے۔ کہ اس سے اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔

فرمایا کہ جو شخص دنیا سے نیک مردی کا نام لے جاوے۔ وہ ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو جائے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں بھیجے۔ اس کو وہ ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائے۔ فرمایا ملائکہ کو تین جگہ اولیاؤں کا خوف آتا ہے ایک ملک الموت کو جان نکالنے کے وقت۔ دوسرے کراماً کاتبین کو لکھتے وقت تیسرے منکر نکیر کو سوال کرتے وقت۔ فرمایا۔ مردانِ خدا کو شادی و غم نہیں ہوتا۔ اور اگر اندوہ و غم ہوتا ہے تو اسی سے ہوتا ہے۔ فرمایا۔ کہ صحبت اللہ تعالیٰ سے رکھو۔ خلق کے ساتھ نہیں۔ کہ ایک غلطی سے بقدر دو سالہ راہ کے اللہ تعالےٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ اگر تو طالب دنیا ہوگا۔ دنیا تجھ پر غالب ہوگی۔ اور اگر اس سے منہ پھیرے گا تو اس پر غالب ہوگا۔ فرمایا۔ درویش وہ ہے کہ دنیا اور عاقبت کی رغبت نہ

کرے۔ کہ یہ ایسی چیز نہیں ہیں۔ کہ ان کا دل سے تعلق ہو۔ فرمایا۔ مردوں کا کام طہارت سے بلند ہوتا ہے نہ کثرت کام سے۔ فرمایا۔ علماء کہتے ہیں کہ ہم وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ بعض معاملات رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے ہم میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے درویشی اختیار فرمائی تھی۔ ہم نے بھی درویشی اختیار کی ہے۔ کہ جس دل میں اللہ تعالےٰ کے سوا کچھ اور بھی ہو وہ دل مردہ ہے۔ اگرچہ سراپا اطاعت ہو۔ دین کو شیطان سے اندیشہ نہیں ہے بلکہ عالم حریص دنیا اور زاہد بے علم سے فرمایا کہ چالیس سال سے میں نے روٹی وغیرہ کچھ نہیں پکائی البتہ مہمانوں کے واسطے اور میں اس میں طفیلی رہا ہوں۔ فرمایا۔ کہ اگر جہان کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ رکھا جائے پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوا ؂

فرمایا سب سے روشن وہ دل ہے کہ اس میں خلق ہو۔ اور سب سے بہتر وہ کام ہے کہ اس میں اندیشہ مخلوق کا نہ ہو۔ اور سب سے حلال وہ لقمہ ہے۔ کہ جو اپنی کوشش سے ہو اور سب سے بہتر وہ رفیق ہے کہ اس کی زندگانی اللہ کے واسطے ہو ؂

فرمایا۔ تین چیزوں کی انتہا مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ اور انتہائے درجات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معلوم نہیں ہوئی۔ انتہائے کید نفس معلوم نہیں ہوئی۔ اور انتہائے معرفت معلوم نہیں ہوئی۔ فرمایا۔ عافیت تنہائی میں ہے۔ اور سلامتی خاموشی میں۔ فرمایا جس نے مجھ کو پہچانا۔ اور دوست رکھا۔ اور حق نے اس کو دوست رکھا ؂

فرمایا۔ جوانمردوں کا کھانا۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی ہے۔ فرمایا جس وقت اللہ تعالےٰ نے خلائق کا رزق قسمت کیا۔ اندوہ جوان مردوں کو دیا۔ اور انہوں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ نماز روزہ اچھی چیز ہے لیکن غرور و حسد دل سے دور کرنا زیادہ اچھا ہے۔

فرمایا۔ بہت روؤ اور مت ہنسو۔ اور بہت خاموش رہو۔ اور بات نہ کرو۔ اور بہت دو اور مت کھاؤ۔ اور بہت جاگو اور مت سوؤ۔ فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلام کی حلاوت و لذت نہ چکھی۔ اور دنیا سے چلا گیا۔ وہ گویا تمام بھلائی اور آرام سے محروم گیا۔ فرمایا خلائق کے ساتھ صحبت خاطر داری سے رکھنا چاہیئے مصطفیٰ

صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ متابعت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاکی سے کیونکہ وہ پاک ہے اور پاک کو پسند رکھتا ہے۔ فرمایا اگر کوئی ایک آرزو نفس کی پوری کرے اس کو سینکڑوں خرخشہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ ایک لمحہ کے واسطے اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا خلائق زمین وآسمان کے اعمال سے بہتر ہے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی اس شخص کے دل میں نہیں ہوتی جس کو خلق پر شفقت نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ اگر تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی تو نے اللہ تعالیٰ کو آزردہ کیا ہو۔ اور اس نے معاف بھی کر دیا ہو تاہم تمام باقی مدت العمر اس کی حسرت نہ جائے کہ ایسے مالک کو میں نے کیوں آزردہ کیا۔

فرمایا۔ بہت سے آدمی ایسے ہیں۔ زمین پر چلتے ہیں اور وہ مردہ ہیں۔ اور بہت سے آدمی ایسے ہیں۔ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں اور زندہ ہیں۔ فرمایا ستر سال گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہو رہا ہوں۔ اس مدت میں ایک مرتبہ بھی نفس کی مراد پوری نہیں کی۔ فرمایا مجھ کو ایک روز الہام ہوا کہ جو کوئی تیری مسجد میں آئے اُس کا گوشت و پوست آتش دوزخ پر حرام ہو۔ اور جو شخص تیری مسجد میں دو رکعت نماز تیری زندگی میں یا تیرے بعد ادا کرے۔ قیامت کے روز عابدوں میں اُٹھے۔ فرمایا یہ مجھ کو گوارا ہے کہ دُنیا سے قرض دار جاؤں۔ اور قیامت کے روز قرض خواہ وہاں دامنگیر ہوں۔ مگر یہ گوارا نہیں کہ کوئی سائل مجھ سے سوال کرے اور اس کی حاجت رد کروں۔

نقل ہے کہ جب شیخ کی وفات نزدیک ہوئی۔ وصیّت کی میری قبر تیس ۳۰ گز گہری کھودنا کہ شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کی وفات بمقام خرقان ۴۲۴ھ ہجری میں ہوئی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ط

حالات شیخ ابی علی فارمدی طوسی قدس سرہٗ

شیخ ابی علی فارمدی طوسی قدس سرہٗ کو تصوف میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

سے انتساب ہے۔ اِن کے سوا شیخ ابی القاسم گرگانی طوسی سے بھی کہ وہ بھی شیخ ابوالحسن خرقانی رح کے مرید تھے۔ نیز شیخ ابی علی فارمدی رح تذکیر و وعظ میں امام ابی القاسم قشیری صاحب تفسیر و رسالہ کے شاگرد ہیں۔ فرمایا کہ ابتداء جوانی میں مَیں نیشاپور علم ظاہری پڑھنے گیا تھا وہاں میں نے سُنا کہ شیخ ابوسعید ابی الخیر رح مہینہ سے آئے ہوئے ہیں۔ اور وعظ فرماتے ہیں۔ مَیں اُن کی زیارت کو گیا۔ اور اُن کی صورت دیکھ کر مجھ کو ان سے ایک عشق سا ہوگیا۔ اور اس طائفہ کی محبت میرے دل پر غالب آگئی۔ ایک روز گھر بیٹھا تھا کہ یکایک میرے دل میں شیخ ابوسعید رح کی زیارت کا شوق بشدت پیدا ہُوا۔ اور وقت شیخ رح کے باہر نکلنے کا نہ تھا۔ ارادہ کیا کہ ابھی نہ جاؤں۔ مگر صبر نہ ہوسکا۔ ناچار اُٹھ کر باہر گیا۔ جب چوراہے پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ رح مع مریدوں کے چلے جاتے ہیں۔ میں اُن کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب وہ ایک جگہ پر پہنچے۔ میں بھی اُن کے ہمراہ چلا گیا۔ اور ایک گوشہ میں جا کر اس طرح بیٹھ گیا کہ شیخ رح کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ وہاں سماع شروع ہوگیا۔ اور شیخ کو وجد عظیم پیدا ہُوا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ جب سماع سے فارغ ہولیے۔ کپڑے اتارے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ ایک آستین علیحدہ رکھی۔ اور آواز دی ابا علی طوسی کہاں ہے مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ تو مجھ کو جانتے بھی نہیں اور دیکھتے بھی نہیں۔ کوئی ابا علی اِن کا مرید ہوگا۔ جس کو پکارتے ہیں۔ یہ سوچ کر خاموش ہوگیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ شیخ نے پھر پکارا۔ مگر میں نے جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ جب پکارا۔ تب کسی نے کہا کہ تم ہی کو شیخ پکارتے ہیں ۞

جب میں اُٹھ کر اُن کے پاس گیا۔ شیخ رح نے وہ ترِیز اور آستین مجھ کو دی اور فرمایا۔ کہ جاؤ اس کو اچھی طرح سے بحفاظت رکھنا۔ کہ تو مجھ کو مثل اس آستین اور ترِیز کی ہے۔ یعنی جو تعلق کہ آستین اور ترِیز میں ہے۔ وہی مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ میں وہ کپڑا لے کر ادب بجا لایا۔ اور بہت حفاظت سے رکھا۔ اور مجھ کو اُن کی خدمت میں بہت فائدہ اور حال وارد ہوئے ۞

جب وہ نیشاپور سے چلے گئے۔ میں امام ابوالقاسم قشیری رح کے پاس گیا۔ اور جو کچھ میرے

اوپر احوال وواردات گذری تھیں وہ بیان کیں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے فرزند ابھی علم پڑھو چنانچہ میں علم پڑھتا رہا۔ لیکن ہر روز روشنائی بڑھتی جاتی تھی۔ کہ تین سال تک میں تحصیل علم میں مشغول رہا۔ ایک روز قلم دوات سے نکالا تو سفید نکلا۔ میں نے امام ابی قاسم رحؒ سے یہ حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اب علم نے تجھ سے منہ پھیر لیا۔ اب تو بھی اس سے منہ پھیر لے۔

چنانچہ میں مدرسے سے خانقاہ میں گیا۔ اور امامؒ کے اُستاد کی خدمت میں مشغول ہوا۔ ایک روز اُستاد امام تنہا غسل خانے میں گئے۔ میں نے چند ڈول غسل خانے میں ڈال دیئے۔ جب اُستاد باہر آئے۔ نماز پڑھی۔ فرمایا کہ یہ کس نے غسل خانے میں پانی ڈالا۔ میں نے مارے خوف کے کچھ نہ کہا۔ کہ شاید مرضی کے خلاف ہو۔ پھر دریافت کیا۔ پھر بھی میں نے جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت فرمایا۔ تب میں نے عرض کیا۔ کہ میں تھا۔ فرمایا۔ اے ابا علی جو کچھ کہ ابوالقاسم کو ستر سال میں ملا تجھ کو ایک ڈول پانی میں مل گیا۔ اس کے بعد مدتوں تک اِن کی خدمت میں مجاہدہ کیا۔

ایک روز میں بیٹھا تھا کہ کچھ ایسا حال وارد ہوا کہ میں اُس میں گم ہو گیا۔ یہ حال میں نے اپنے استاد امام سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے ابی علی اس سے زیادہ میرا سلوک نہیں ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ مجھ کو ابھی اور پیر کی ضرورت ہے کہ اس مقام سے نکالے۔ میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی کا نام سُنا تھا۔ ان کے پاس طوس کی جانب روانہ ہوا۔ جب اِن کی خدمت میں پہنچا۔ وہ اس وقت اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دو رکعت تحیۃ المسجد گزاری۔ اور ان کے سامنے آیا۔ وہ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ سر اُٹھایا۔ اور فرمایا۔ آؤ کیا بات ہے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔

شیخ رحؒ نے فرمایا۔ ہاں ابتداء تمہاری اچھی ہے۔ اگر تمہاری تربیت ہو تو مرتبہ بلند پہ پہنچ جاؤ۔ میں نے اپنے دل میں جان لیا کہ میرے پیر یہی ہیں۔ اور وہیں قیام کیا۔ انہوں نے مدت دراز تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدہ اور ریاضتیں کرائیں۔ بعد ازاں اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کیا۔ ابھی شیخ رحؒ نے مجھ سے وعظ فرمانے کو نہیں کہا تھا کہ ایک روز میں نے

شیخ ابی سعید رحؒ کے پاس مہنیہ میں گیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اے ابا علیؒ بہت جلد تجھ سے مثل طوطی سے باتیں کرائیں گے ۔

ابو علی فارمدی رحؒ کا قول ہے کہ اس بات کو بہت دن نہیں گذرے تھے۔ کہ شیخ ابو القاسم نے مجھ سے وعظ کرنے کو فرمایا۔ آپ کی وفات بمقام طوس ۴۷۷ہجری میں ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

حالات حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ ابو علی فارمدی قدس سرہٗ سے انتساب ہے۔ لیکن شرح وصایا خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی بے واسطہ شیخ ابو الحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ اور خرقہ شیخ عبد اللہ جوینی قدس سرہٗ سے پہنا۔ اور شیخ حسن سمنانی کی صحبت میں بھی حاضر رہے اور آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ آپ کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال کی تھی کہ بغداد۔ اصفہان۔ عراق خراسان۔ سمرقند۔ بخارا وغیرہ میں استفادہ افادہ کیا۔ حدیث شریف پڑھی۔ وعظ فرمایا لوگوں کو ان سے نفع پہنچا۔ فتاوے و احکام شرعیہ میں دست قدرت کامل حاصل تھی۔ علوم و معارف میں قدم راسخ تھا۔ جم غفیر علماء و فقہاء کا آپ کی خانقاہ و مجلس میں حاضر رہتا۔ آذربیجان۔ عراق اور خراسان کے لوگوں کی تربیت فرمائی ۔

خواجہ ابو یوسف ہمدانی اُن مشائخ سے ہیں۔ کہ جن کی صحبت میں حضرت محی الدین۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ حاضر رہے ہیں۔ ایک روز حضرت خواجہ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے کہ ابھی آپ جوان تھے فرمایا۔ کہ تم وعظ کہو۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح بات کروں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ تم کو فقہ۔ اصول فقہ۔ اختلاف مذاہب و لغت و تفسیر قرآن یاد ہے۔ تم سب طرح سے اس کی صلاحیت رکھتے ہو کہ منبر پر آؤ اور وعظ کہو۔ کہ میں تم میں وہ چیز پاتا ہوں کہ جس کی اصل و فرع زمین و آسمان میں پہنچے ہوئے ہیں ۔

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی کا مذہب حنفی تھا۔ مرو میں مقیم تھے۔ پھر ہرات میں چلے آئے تھے۔ وہاں سے مرو کو آتے تھے کہ راستہ میں انتقال فرمایا۔ ساٹھ سال سے زیادہ مسندِ ارشاد پر قائم رہے۔ اور قبولیت عظیم ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے غوث تھے۔ سالہا کوہ آذر میں مقیم رہے۔ اور عادت تھی کہ سوائے جمعہ کے باہر نہ تشریف لاتے ؞

ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ یوسفؒ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ ابھی میں شیخ احمد غزالیؒ کے پاس تھا۔ وہ درویشوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ کہ اسی اثنا میں ان کو غیبت ہو گئی۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں۔ اور میرے منہ میں لقمہ رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے فرمایا تلک خیالات ترببی بہا اطفال الطریقۃ۔ یعنی یہ خیال ہیں کہ جس سے اطفال طریقہ پرورش کیے جاتے ہیں ؞

پرورش اطفال طریقہ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت روتی پیٹتی آپ کے پاس آئی۔ اور عرض کیا۔ کہ فرنگی میرے لڑکے کو پکڑ کر لے گئے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ وہ آجائے۔ آپ نے فرمایا کہ تو صبر کر اور مکان کو جا۔ تیرا لڑکا تجھ کو گھر پہ ملے گا۔ وہ عورت واپس آئی۔ تو دیکھا فی الواقع لڑکا موجود تھا۔ اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں ابھی قسطنطنیہ میں قید تھا۔ نگہبان میرے گرد تھے۔ ناگاہ ایک شخص جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ظاہر ہوا۔ اور ایک طرفۃ العین میں اس جگہ مجھ کو لے آیا۔ وہ عورت حضرت خواجہؒ کے پاس گئی۔ اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو حکم خدا سے تعجب آتا ہے ؞

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہؒ وعظ فرماتے تھے۔ دو فقیہ بھی اس جگہ موجود تھے۔ انھوں نے حضرت خواجہ کو کہا۔ کہ چپ رہو تم بدعتی ہو۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ کہ تم خاموش ہو۔ تم کو موت آئی۔ چنانچہ اس جگہ اسی وقت دونوں فقیہ مر گئے ؞

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں وعظ فرماتے تھے کہ ایک فقیہ ابن سقا نامی تھا۔ اور کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ کہ تیرے کلام سے بوئے کفر

آئی ہے۔ اور تیری موت دین اسلام پر نہ ہوگی۔ اس کی مدت کے بعد ایک نصرانی خلیفہ کے پاس روم سے آیا۔ ابن سقا اس کے پاس گیا۔ اور نشست و برخاست شروع کی۔ اور آخر کار اس سے کہا کہ میں دین اسلام ترک کرنا چاہتا ہوں۔ اور تمہارا دین قبول کرونگا چنانچہ وہ اس کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ اور بادشاہ روم سے ملاقات کرائی۔ اور نصرانی ہوگیا۔ اور اسی پر اس کی موت آئی ؛

حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ کی ۴۴۰ھ میں ولادت ہوئی۔ اور ۵۳۵ھ ہجری میں وفات ہوئی۔ اور آپ کی قبر مرو کے راستہ میں تھی۔ جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا بعد ازاں وہاں سے نعش مبارک مرو میں آئے۔ اور اب مزار مبارک اسی جگہ ہے ؛

حالات حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ سر حلقہ سلسلہ خواجگان ہیں۔ آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ سلطان روم کی نسل سے تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار عبد الجمیلؒ امام کبار اولیاء عظماء اتقیاء سے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے ؛

حضرت کی نسبت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی بشارت

نقل ہے کہ خضر علیہ السلام نے امام شیخ عبد الجمیل کو بشارت دی تھی کہ تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام عبد الخالق رکھنا۔ اس کو ہم اپنی فرزندی میں لیں گے۔ اور اپنی نسبت سے بہرہ مند کرینگے۔ اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ امام شیخ عبد الجمیل بسبب حوادث زمانہ روم سے ماوراء النہر آگئے۔ اور ایک قصبہ غجدوان میں کہ متصل بخارا ہے اقامت پذیر ہوئے اور وہاں حضرت خواجہ عبد الخالقؒ متولد ہوئے ؛

نقل ہے کہ آپ اپنے اُستاد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر پڑھتے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین تو اُستاد سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ جو خفیۃً فرمایا ہے۔ اس کا کیا طریقہ ہے۔ اگر ذاکر بلند کہے یا بروقت ذکر اعضا کو حرکت دے۔ اور اس پر غیر واقف ہوجائے۔ وہ خفیہ نہیں رہتا۔

اور اگر دل سے ذکر کرے تو پھر چونکہ بحکم حدیث دالشیطان یجری فی عروق ابن آدم مجری الدم، وہ واقف ہو جاتا ہے۔ اُستاد نے فرمایا۔ کہ علم لدنی ہے۔ اگر حق سبحانہٗ کے ارادہ میں ہے کہ کوئی اہل اللہ تجھ کو تعلیم کریگا۔ چنانچہ حضرت خواجہ ہمیشہ ایسے شخص کے انتظار میں رہتے تھے۔ اتفاقاً جمعہ کے روز اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص ضعیف العمر آئے۔ حضرت خواجہ نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ ان بزرگ نے فرمایا۔ کہ اے جوان میں تجھ میں آثار بزرگی دیکھتا ہوں۔ کہیں تو بیعت ہوا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدت گزری اسی بات کی تلاش میں ہوں۔ پیرمرد نے فرمایا اے جوان میں خضرؑ ہوں۔ تجھ کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ ایک سبق تجھ کو بتلاتا ہوں۔ اس پر ملازمت رکھنا تیری کشایش کام ہوگی۔ پھر فرمایا کہ حوض میں غوطہ مار اور دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا۔ اور یہ سبق لے کر اپنے کام میں مشغول ہوئے اور کشائش عظیم ہوئی۔

حضرت خضر علیہ السلام کی تعلیم

بعد ازاں جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ بخارا میں آئے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ ان کی صحبت میں حاضر ہوتے۔ مگر تکرار اسی سبق کا کرتے یہاں تک کہ مدت تک حضرت خواجہ یوسفؒ بخارا میں رہے۔ اور حضرت خواجہ بالالتزام حاضر خدمت رہتے اور فوائد کثیرہ اُن کی صحبت سے اخذ کیئے۔

پیر سبق حضرت خواجہ کے حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اور پیر صحبت و خرقہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ تھے۔ اگرچہ حضرت خواجہ یوسفؒ کا طریقہ ذکر جہر کا تھا لیکن چونکہ حضرت خواجہ عبدالخالقؒ کو حضرت خضر علیہ السلام نے ذکر خفیہ کی تعلیم فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ ابو یوسفؒ نے ان کو جہر کا حکم نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے۔ اسی طرح کئے جاؤ۔ جب حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ یوسفؒ کی خدمت سے علیحدہ ہوئے۔ مدت دراز تک مشغول مجاہدات و ریاضت رہے اور کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ کہ حضرت خواجہؒ کیا کرتے ہیں۔

ایک روز اپنے عبادت خانہ میں رو رہے تھے تو مریدوں نے عرض کیا کہ آپ کے ایسے

عمدہ اطوار اور ایسے خوش اوقات پھر اس خوف اور رونے کی کیا وجہ ہے؟ فرماتے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو خیال کرتا ہوں۔ نزدیک ہو جاتا ہے۔ جان قلب سے باہر ہو جائے۔ اور یہ اس سے خوف آتا ہے۔ کہ شائد بے قصد اور بے اطلاع مجھ سے ایسا کام سرزد ہو گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ جس جگہ آپ بیٹھتے بوجہ خوف خدا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آپ کو قتل کرنے کے واسطے بٹھایا ہے۔

فرمایا کہ میری بائیس سال کی عمر تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے میری تربیت کے واسطے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رح کو وصیت فرمائی۔ ایک درویش نے حضرت خواجہؒ سے دریافت کیا کہ تسلیم کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تسلیم یہ ہے کہ روز الست جو نفس و مال فروخت کرکے بہشت خریدا ہے آج بھی تسلیم کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ تسلیم نفس و مال اس طرح ہوتا ہے۔ کہ اپنے نفس کو مملوک حق سبحانہٗ تعالیٰ سمجھے اور اپنے تئیں وکیل خرچ حق جلا وعلا جانے اور جہاں تک ہو سکے اپنے نفس اور مال سے بندگان خدا تعالیٰ کے ساتھ بے منت نیکی کرے ۔ اور مال دنیا کو باطن میں جگہ دے۔ اور اپنے تئیں حکم و قضا حق تعالیٰ کے تسلیم کرے ۔

ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ فراغت کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا۔ فراغت دل یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پائے۔ اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے فرمایا۔ فاذا فرغت فانصب۔ یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل فارغ ہو جائے۔ اس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت اور خلق سے معاملہ و داری میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے۔ ان کی تعریف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ اگر ان میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ ورنہ ان لوگوں کے جان و مال سے خدمت کرنے میں تقصیر نہ کرنا اور ان کے واسطے اسباب جمعیت فراغت مہیا رکھو۔ تاکہ انکی دولت میں تمہارا تعلق رہے۔ اور

جو طاعت و عبادت اس لقمہ کی قوت سے اِن لوگوں سے ہو اس کا ثواب اس شخص کو بھی ملے۔ اور ان کے درجات و مقامات اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں۔ اور قیامت کے روز ان کی خدمت اور محبت میں محشور رہو المَرءُ مَعَ مَن اَحَبَّ۔ اور یہ حضرات خاصیت لِی مَعَ اللّٰہِ وَقتٌ رکھتے ہیں۔ جس وقت قابل تصرف جذبات الوہیت ہوتے ہیں۔ اہل زمین و آسمان کے عقدے کھل جاتے ہیں کہ جذبۃ من جذبات اللّٰہِ توازی عمل الثقلین۔ اور اس وقت اس جانی اور مالی خدمت کرنے والے کا جو کچھ نصیب ہوتا ہے کہ اہل مشرق و مغرب اس کا حساب نہیں کر سکتے پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں کہ فرمایا وابتغ فیما اٰتٰک اللّٰہ الدار الاٰخرۃ لا تنس نصیبک من الدنیا۔ یعنی جو کچھ تیرا حصہ دنیا کا ہے۔ اس کو اللہ تعالےٰ کی رضا میں صرف کر۔

حضرت کے کلمات قدسیہ

حضرت کے کلمات قدسیہ سے چند کلمے ہیں۔ کہ بنا طریقہ حضرات خواجگان اسی پر مبنی ہے۔ ہو ہذا۔

(ہوش در دم) یعنی ہوشیار ہونا سالک کا ہر نفس میں کہ بیدار ہے یا غافل۔

(نظر بر قدم) یعنی سالک کو چاہئیے کہ راہ چلنے میں نظر اپنے قدم گاہ سے تجاوز نہ کرے۔ اور ہر وقت نشست نظر کو روبرو رکھے۔ راست و چپ نہ دیکھے۔ کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے ؎

(سفر در وطن) انتقال کرنا۔ سالک کا صفات بشریہ خبیثہ سے بجانب صفات ملکیہ ؎

خلوت در انجمن۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سالک جمیع اوقات خلوت و جلوت کھانے پینے چلنے پھرنے بات چیت میں اپنا قلب اللہ تعالےٰ سے مشغول رکھے ؎

یاد کرد۔ اس سے مراد ذکر اللہ تعالےٰ سے ہے۔ کہ ہر وقت اس میں مشغول رہے ؎

باز گشت سے یہ مراد ہے کہ چند بار ذکر کرکے بکمال تضرع یہ دُعا کرے۔ کہ

الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ اور رضا تیری اپنی محبت اور معرفت مجھ کو عطا کر۔

نگہداشت سے مراد خطرات اور حدیث نفس کا قلب سے دور کرنا ہے۔

یادداشت سے مراد توجہ سالک طرف ذات بیچون و بے چگون حق سبحانہ بغیر الفاظ و خیال کے۔

وقوف زمانی و ہوش در دم ایک ہی چیز ہے۔

وقوف عددی۔ ذکر میں سانس چھوڑتے وقت عدد طاق کا لحاظ رکھنا۔

وقوف قلبی سے مراد توجہ سالک بجانب قلب ہے کہ زیر پستان چپ واقع ہے۔

حضرت کا اپنے فرزند کو نصیحت کرنا

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہؒ نے اپنے فرزند خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر یہ وصیت فرمائی:۔

"اے فرزند تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ کو اپنا شعار بنانا اور روزِ لطف اور عبادت کی ملازمت رکھنا۔ اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول الصلوٰۃ والسلام کا حق ادا کرنا۔ والدین کے حق کا بھی خیال رکھنا۔ کہ ان خصلتوں سے اللہ تعالیٰ تک مشرف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا کہ وہ تیرا محافظ رہے۔ قرآن شریف خواہ یاد ہو یا نا دیکھ کر پڑھنا لازم رکھنا۔ قرآن شریف کو بہ تفکر و تدبر و حزن و گریہ پڑھنا۔ طالب علم سے ایک قدم نہ ہٹنا۔ علم فقہ اور حدیث پڑھنا۔ جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا۔ عوام الناس سے دور رہنا۔ کہ یہ راہ دین کے دزد ہیں۔ اور مسلمانوں کے راہزن۔ ملازمت سنت و جماعت کرنا۔ ائمہ سلف کے مذہب پہ رہنا کہ جو کچھ محدث ہے گمراہی ہے۔ جوانوں اور عورتوں اور مردوں اور اہل بدعت سے صحبت مت رکھنا۔ کہ تیرا دین برباد کرینگے۔ دو گز روٹی پہ راضی رہنا اگر کسی سے صحبت رکھے تو فقیروں سے رکھنا۔ خلوت اختیار رکھنا۔ حلال کھانا کہ حلال مفتاح خیر ہے۔ حرام سے بچنا۔ کہ حق تعالےٰ سے دور ہو جائیگا۔ اسی پر رہنا کہ کل قیامت کو دوزخ میں نہ جلے۔ حلال پہننا کہ حلاوت عبادت میں حلاوت پائے۔ نماز رات دن میں بہت گزارنا۔ جماعت ترک نہ کرنا۔ امام و مؤذن نہ ہونا۔

دستاویزوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔ قاضیوں کی کچہری میں حاضر نہ ہونا۔ لوگوں کی وصیت کے درمیان نہ گزرنا۔ آدمیوں سے اِس طرح بھاگنا جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔ کوشش کرنا کہ گمنام رہے۔ تاکہ دین خراب نہ ہو۔ سفر کرنا کہ نفس کو ذلت ہو۔ خانقاہ میں نہ بیٹھنا۔ اور نہ خانقاہ بنانا۔ کسی برائی کرنے سے غمگین نہ ہونا۔ کسی کی مدح سے مغرور نہ ہونا۔ لوگوں سے حسن سلوک کے ساتھ معاملہ کرنا۔ ہر حال میں نیک ہو یا بد باادب رہنا۔ تمام خلائق پر مرحمت کرنا۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسنا۔ کہ قہقہہ غفلت سے ہوتا ہے اور دل کو مردہ کرتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر تم کو معلوم ہو جائے تم تھوڑا ہنسو اور بہت روؤ۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بے ڈر نہ ہونا۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ درمیان خوف و رجائے کے زندگانی کرنا کہ سالکوں کا یہی مقام ہوتا ہے۔ کبھی خوف اور کبھی رجا۔ اے فرزند اگر ہو سکے نکاح نہ کرنا کہ دُنیا کا طالب ہو جائیگا۔ اور دنیا کی طلب میں برباد ہو جائیگا اور اگر نفس کا مشتاق ہو تو مجاہدہ کرنا۔ ہمیشہ آخرت کا غم رکھنا۔ موت کو بہت یاد رکھنا ریاست کا خواہاں نہ ہونا۔ جو طالب ریاست ہو اس کو سالک طریقت نہیں کہنا چاہئے۔ چاہئے کہ ہمیشہ روزہ رکھے کہ نفس کی سرکوبی کرتا ہے۔ سفر میں پاکیزہ رہنا۔ سبک بار با دیانت باورع باپرہیز رہنا۔ اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں حلیم اور ثابت قدم ہونا۔ مشائخ کی مال و تن و جان سے خدمت کرنا۔ اور ان کے حال کا خیال رکھنا۔ کسی مشائخ کا انکار مت کرنا۔ البتہ جو امر خلاف شرع ہو۔ اگر مشائخ کا انکار کریگا۔ نجات نہیں ہوگی۔ لوگوں سے کچھ مت مانگ۔ اپنے واسطے کچھ جمع نہ کرنا۔ حق تعالیٰ کی ضمانت پر اعتماد کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی آدم میں ہر روز تیرے واسطے روزی پہنچاتا ہوں تو اپنے تئیں تکلیف مت دے۔ توکل کے بھروسہ پر قدم رکھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔ یعنی جس نے خدا تعالےٰ پر توکل کیا حق جل وعلا اس کو کافی ہے۔ یقین کر کہ رزق قسمت کا ہے۔ جوانمرد ہو۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تجھ کو دیا ہے۔ تو خلق کو دے۔ بخل اور حسد سے بچتے رہنا۔ کیونکہ بخیل اور حاسد

قیامت کو دوزخ میں جائینگے۔ اپنا ظاہر آراستہ مت کر کہ آرائش ظاہری بسبب خرابی باطن ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر اعتماد کرنا سب خلق سے ناامید ہونا ہے کسی سے اُمید نہ رکھنا۔ ان سے محبت نہ کرنا۔ سچی بات کہنا۔ اور خوف نہ کرنا چاہیئے کہ نفس کے درپے ہونا کہ اسے درستی پر لائے۔ اپنے نفس کو عزیز رکھنا۔ غیر ضروری باتوں سے خاموش رہنا۔ ہمیشہ خلق کو نصیحت کرنا۔ کھانا پینا کم کرنا۔ تاوقتیکہ احتیاج طعام نہ ہو۔ کچھ نہ کھانا۔ سوائے ضرورت کلام نہ کرنا۔ جب تک کہ نیند کا غلبہ نہ ہو نہ سونا۔ اور پھر جلد اُٹھ بیٹھنا۔ سماع میں بہت نہ بیٹھنا۔ کہ سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ بہت سماع دل کو مردہ کرتا ہے۔ سماع کا انکار نہ کرنا کہ اصحاب سماع بہت ہیں سماع اس شخص کو روا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ۔ اور جس میں یہ بات نہ ہو۔ اس کو نماز روزہ میں مشغول ہونا اولیٰ ہے" ؎

"چاہیئے کہ تیرا دل ہمیشہ فکرمند ہو۔ تن نماز میں ہو۔ عمل خالص ہو۔ دعا تیری مجاہدہ تیرے کپڑے پرانے۔ تیرے ساتھی درویش۔ تیرا گھر مسجد۔ تیرا مال مسئلہ کی کتابیں تیری آرائش ترک دنیا۔ دوست تیرا خدا تعالےٰ۔ جب تک کسی شخص میں یہ پانچ باتیں نہ ہوں۔ اُس سے برادری نہ کرنا۔ اور فقیری کو امیری پر ترجیح دے۔ دوسرے علم کو دُنیا کے کاموں پر ترجیح دے۔ تیسرے ذلت کو عزت سے بہتر جانے۔ چوتھے علم ظاہر و باطن کا بینا ہو۔ پانچویں موت کے واسطے مستعد ہو۔"

"اے فرزند! دنیا پر مغرور نہ ہونا۔ صبح یا شام کوچ ہو جائیگا۔ چاہیئے کہ خلوت میں تنہا ہو۔ اور خوف خدا سے دل شکستہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کی بخشش میں غرق ہو جائے۔ دُنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنا۔ گویا مسافر ہے۔ دنیا سے اس طرح مجرد جانا۔ کہ قیامت کے دن یہ معلوم نہ ہو کہ تو کس گروہ سے تھا۔ اے فرزند! جس طرح میں نے اپنے پیر سے یہ وصایا سُن کر یاد کیا تھا۔ اور عمل کیا تھا۔ اس طرح تو بھی یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا۔ اللہ تعالےٰ تیرا دین و دُنیا میں حافظ ہو گا۔ اور جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں اس کو پیر ہونا مسلم ہے۔ اور جو شخص اس کی اقتدا کریگا

انشاءاللہ تعالیٰ منزل مقصود پر پہنچے گا۔"

کسی درویش نے حضرت خواجہؒ سے دریافت کیا کہ عالم کی عقوبت کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جس وقت مردِ عالم طلب آخرت سے رہ کر دُنیا میں مشغول ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو دنیا میں یہ عقوبت دیتا ہے کہ حلاوت و لذت و طاعت اس سے لے لیتا ہے۔ اور وہ کاہل ہو کر نیکیوں سے رہ جاتا ہے۔ اس وقت اُس کو عقوبت آخرت میں مبتلا کرتا ہے۔

کسی شخص نے حضرت خواجہؒ سے دریافت کیا کہ نماز میں خشوع کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ نمازی کو اس قدر خوف و خشیۃ اللہ ہو کہ اگر اُس کے تیر بھی ماریں تو اس کو خبر نہ ہو۔ فرمایا تین کام ہیں جو ان میں سے ایک بھی دوست رکھے گا۔ دوزخ اس کے رگ گردن سے بھی نزدیک ہو جائیگا۔

اوّل عمدہ کھانا۔ دوم۔ امیروں کی صحبت میں بیٹھنا۔

تیسرے۔ عمدہ پوشاک پہننا۔ کیونکہ غالب یہ ہے کہ یہ تینوں کام ہوائے نفس سے ہوتے ہیں۔ اور جو شخص تابع ہوا نفس کے اس کی جگہ دوزخ ہے۔

حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ایک روز میں اپنے کوٹھے پر مشغول عبادت تھا۔ میرے پڑوس میں ایک عورت رہا کرتی تھی۔ وہ اپنے خاوند سے جھگڑتی تھی اور کہتی تھی کہ اس قدر مدت گزری کہ میں تیرے گھر میں آئی۔ بھوک میں پیاس میں صبر کیا۔ گرمی سردی کی تکلیف برداشت کی۔ جو تو نے دیا۔ اس پہ قناعت کی۔ زیادہ کا نام نہ لیا۔ تیری عزت و آبرو کی حفاظت کی۔ یہ سب باتیں صرف اس واسطے سہیں کہ تو میرا رہے اور میں تیری رہوں۔ لیکن اگر تیرا دوسری طرف خیال ہوگا تو میرا ہاتھ اور خواجہ عبدالخالق کا دامن ہوگا۔ اور جب تک میں اپنا انصاف نہ کرا لونگی ان کا دامن نہ چھوڑوں گی۔

حضرت خواجہؒ فرماتے ہیں کہ میرے دل پر اس بات کا بہت اثر ہوا۔ اور خیال آیا۔ کہ ایک عورت مخلوق کی محبت میں اس قدر ثابت قدم ہے کہ اس کے واسطے

تمام شدائد برداشت کیں۔ یہ بات سالک راہ کو ایک سبق ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے خیال کیا کہ تو قرآن شریف سے بھی اس کی شہادت ملی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَكَ بِهٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمام گناہ تو لاوے اور شرک نہ ہو تو سب بخش دوں گا۔ اور اگر شرک ماسوا کو باطن میں راہ دیگا تو ہماری رحمت سے محروم رہیگا ۔

ایک روز حضرت خواجہؒ کے حضور میں کسی درویش کے مُنہ سے نکلا۔ کہ اگر مجھ کو بہشت اور دوزخ میں مخیّر کریں تو میں دوزخ اختیار کروں۔ کیوں کہ میں نے کبھی نفس کی مُراد پوری نہیں کی ہے۔ اور بہشت مراد نفس سے ہے۔ اور دوزخ مراد محبوب ہے۔ پس مراد محبوب اختیار کروں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ کہ بندہ کو اختیار سے کیا مطلب جس جگہ بھیجے۔ وہاں جائے۔ جس جگہ رکھے وہاں رہے۔ بندگی کا طریقہ تو یہی ہے ۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہؒ مع جمع کثیر بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ ایک جوان زاہدانہ لباس پہنے ہوئے جانماز کندھے پر ڈالے ہوئے آیا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہؒ نے اِس کو دیکھا۔ اور پہچانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جوان اٹھا اور کہا حدیث شریف میں آیا ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ اپنا زنّار توڑ ڈال اور ایمان قبول کر۔ جوان نے کہا خدا نہ کرے میرے کیوں زنّار ہوتا۔ حضرت خواجہؒ نے خادم کو اشارہ کیا خادم نے اُس کے کپڑے اتار کر دیکھا تو زنّار موجود تھا۔ جوان نے فی الفور توبہ کی اور ایمان قبول کیا ۔

نقل ہے کہ ایک عورت مجذوبہ برہنہ تمام گلی کوچہ میں پھرا کرتی تھی۔ لوگوں نے جو اس سے کہا۔ کہ تو کپڑے کیوں نہیں پہنتی۔ اس نے جواب دیا کہ اس شہر میں مرد کون ہے کہ اس سے پردہ کروں۔ ایک روز صبح کے وقت نان بائی کی دکان پہ گئی۔ تنور گرم تھا۔ اس میں جا بیٹھی۔ اور کہا کہ اس کا منہ بند کر دو۔ کہ ابھی ایک مرد اس شہر میں آیا ہے۔ اس سے اپنے تئیں چھپاتی ہوں۔ تھوڑی دیر میں تنور کا منہ کھولا۔ اور

دریافت کیا۔ کہ کیا حال ہے۔ اُس نے کہا کپڑے لاؤ۔ کہ میں پہنوں۔ چنانچہ کپڑے لائے تنور سے نکلی۔ ایک بال میں بھی نقصان نہیں آیا تھا۔ سب حیران رہ گئے۔ اور معلوم کیا کہ یہ ولیہ ہے۔ اس نے کپڑے پہنے۔ سب نے قسم دے کر پوچھا کہ سچ بتا وہ مرد کون ہے جس سے تو پردہ کرتی ہے۔ کہا میرے ساتھ آؤ کہ میں اُن کی زیارت کو جاتی ہوں۔ اور حضرت خواجہؒ کے پاس گئی۔ وہ اُسی وقت غجدوان سے داخل نجارا ہوئے تھے۔ حضرت خواجہؒ دیکھ کر اس کی تعظیم کو اُٹھے۔ اور آپس میں کچھ باتیں ہوئیں۔ کہ فریقی سمجھی یا ماورائی سمجھا ؟

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہؒ مع مریدوں کے حج بیت اللہ کو جاتے تھے۔ راہ میں سب پر تشنگی نے غلبہ کیا۔ ناگاہ ایک کنوئیں پر پہنچے۔ مگر وہاں رسی اور ڈول نہ تھا۔ نہایت مایوسی ہوئی۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ میں تو نماز پڑھتا ہوں۔ تم پانی پیو۔ اور وضو کرو۔ مریدوں نے جو یہ سُنا سمجھ گئے کہ اس میں کچھ بھید ہے۔ اور کچھ پانی کی اُمید پڑی۔ پھر کنوئیں پر گئے۔ دیکھا تو حضرت خواجہؒ کی برکت سے کنواں منہ تک بھر گیا تھا۔ سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ ایک شخص نے ایک برتن پانی سے بھر لیا۔ فی الفور پانی کنوئیں کی تہ پر پہنچ گیا۔ یہ بات کسی نے حضرت خواجہؒ سے عرض کی۔ فرمایا۔ کہ یاروں نے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ نہ کیا۔ ورنہ قیامت تک پانی تہ پر نہ پہنچتا ؟

نقل ہے۔ کہ جب حضرت خواجہؒ کا وقت آخر آیا۔ مرید و فرزند وہاں موجود تھے حضرت نے آنکھ کھول کر فرمایا کہ اے عزیزو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی ہے۔ اور بشارت رضا دی ہے۔ تمام اصحاب رونے لگے اور عرض کی ہمارے واسطے بھی دُعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم کو بھی بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے، کہ جو شخص اس طریقہ پر تا آخر استقامت رکھے گا۔ میں اس پر رحمت کرونگا۔ اور اس کو بخشوں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ سے علیحدہ نہ ہو۔ اور قائم رہو۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز آئی۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

اصحاب نے جو خیال کیا تو حضرت خواجہؒ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ ہجری میں ہوئی۔ بعد وفات آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ زیر عرش ایک تخت نورانی پر بیٹھے ہیں۔ اور ملائکہ آپ کے گرد جمع ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا سلام پہنچاتے ہیں ۞

حالات حضرت عارف ریوگری قدس سرہٗ

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ اعظم خلفا، حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے تھے۔ تا حیات حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور فائدہ باطنی حاصل کیا۔ بعد وفات حضرت خواجہؒ مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ علم و حلم زہد و تقویٰ و ریاضت و عبادت و متابعۂ سنت میں شان عالی رکھتے تھے۔ آپ کی وفات غرہ شوال ۶۱۶ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا مدفن ریوگر بفاصلہ اٹھارہ میل شہر بخارا سے ہے ۞

حالات حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ افضل و اکمل خلفاء حضرت خواجہ عارف ریوگری سے ہیں۔ جب حضرت خواجہ عارفؒ کا آخر وقت آیا۔ تو آپ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور دعوت خلق کی اجازت دی۔ آپ کا مولد ایک موضع انجیری فغنی متصل بخارا واقع ہے آپ وہاں ہی میں مقیم تھے اور وہیں تربیت و ہدایت خلق فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے بمقتضائے مصلحت طلاب کو ذکر جہر تعلیم کیا۔ اوّل شخص کہ جس نے اس سلسلہ میں ذکر جہر شروع کیا خواجہ محمودؒ تھے۔ ورنہ خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ و خواجہ عارف ریوگریؒ ذکر جہر نہ کرتے تھے۔ خواجہ کبیر قدس سرہٗ نے کہ فرزند و خلیفہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ تھے۔ خواجہ محمود پر اعتراض کیا۔ کہ آپ نے برخلاف پیران کبار ذکر جہر کیوں اختیار کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ مجھ کو حضرت پیر نے آخر نفس میں فرمایا تھا کہ ذکر جہر کہو۔ راقم الحروف

کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ آخر نفس میں حضرت خواجہ عارفؒ کا ذکر جہر فرمانا ایسا تھا جیسا دم اخیر پر مریض کے پاس باآواز بلند ذکر کلمہ یاد دلانے کے واسطے کہا کرتے ہیں اس سے حضرت خواجہ محمود اجازت ذکر جہر سمجھے ؂

نقل ہے کہ مولانا حافظ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علمار کبار سے اور حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ سے تھے۔ بادشاہ رئیس العلماء الائمہ حلوائی جمع کثیر علمار کے روبرو حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے دریافت کیا۔ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں۔ فرمایا کہ خفتہ بیدار ہو و غافل آگاہ ہو و باستقامت شریعت و طریقت اس راہ پر آئے وبحقیقت توبہ وانابت کی رغبت کرے۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کی نیت صحیح ہے۔ آپ کو یہ شغل مباح ہے لیکن ذکر جہر کی کچھ حد فرمائیے۔ جس سے حقیقت و مجاز و آشنا و بیگانہ ممتاز ہو جائے۔ حضرت خواجہ محمودؒ نے فرمایا کہ ذکر جہر اس شخص کو مسلم ہے کہ اس کی زبان دروغ و غیبت سے پاک ہو۔ حلق لقمہ شبہ و حرام سے صاف ہو۔ اس کا دل ریا سے مزکّٰی ہو۔ اور اس کا سر توجہ ماسوا، سے خالی ہو۔ حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ آپ کے خلیفہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش نے حضرت خواجہ سے دریافت کیا کہ اس وقت کے مشائخ میں ایسا کون ہے کہ جس کی اقتدار کی جائے انہوں نے فرمایا۔ کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی حضرت علی رامیتنی کے اصحاب کا مقولہ ہے کہ درویش سائل سے مراد خود حضرت خواجہ علی ہیں۔ آپ نے اس بات کو پوشیدہ رکھا کر حضرت علیہ السلام کی زیارت ہے ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رامیتنیؒ مع اصحاب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی مشغول ذکر تھے کہ یکایک ایک مرغ سفید رنگ کا ہوا میں اڑتا ہوا اوپر کو گذرا اور بزبان فصیح کہا کہ اے علی مردانہ ہو اور اپنے کام میں مشغول رہ۔ اس مرغ کے دیکھنے اور اس کلمہ کے سننے سے تمام اہل مجلس غایت فیض ظہور اسرار سے بے ہوش ہو گئے جس وقت افاقہ ہوا حضرت خواجہؒ سے دریافت کیا یہ کیا معاملہ تھا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ کہ یہ مرغ روح پر فتوح حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

ان کو قوت ادی ہے۔ کہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں۔ اس وقت خواجہ دہقان قلبی رحمۃ اللہ علیہ کہ خواجہ اولیاء کبیر کے اول خلیفہ سے ہیں۔ وقت اخیر تھا۔ انہوں نے دُعا کی تھی۔ کہ یا اللہ میرے آخر وقت میں میری مدد کو کوئی اپنا دوست بھیجنا کہ اس کی برکت سے ایمان سلامت لے جاؤں۔ چنانچہ باشارہ ربانی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کی رُوح مبارک حضرت خواجہ دہقان کے وقت پر پہنچے تھے چونکہ ان کا خاتمہ بخیر ہو گیا۔ اب واپس جاتے ہیں۔ چونکہ میرے حال پر فرط محبت وعنایت تھی۔ اس راہ سے گزرتے ہوئے تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا انتقال ۷۱۵ھ ہجری میں ہوا۔ اور آپ کا مدفن موضع انجیر فغنی میں ہے ؛

حالات حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ علی رامیتنی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کے کبار سے ہیں۔ جس وقت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا وقت قریب پہنچا۔ تب آپ نے حضرت خواجہ علی کو اپنی خلافت سپرد کی اور اپنے جمیع اصحاب کے تفویض کئے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور انہیں کے اشارے سے حضرت خواجہ کے مُرید ہوئے تھے۔ آپ کا مسکن قصبہ رامیتین میں تھا۔ لیکن بسبب بعض حوادث شہر باورد میں آ گئے اور وہاں مدت تک ارشاد خلق میں مشغول رہے۔ مگر وہاں بھی چین نہ ملا۔ شہر خوارزم آ گئے۔ اور وہاں بھی ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے۔ اس جگہ بھی آپ کے بہت سے مرید ومحب جمع ہو گئے۔ اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزان کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ اپنے تئیں فرمایا کرتے تھے۔ عزیزاں اس طرح کہتے ہیں۔ حضرت علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمعصر تھے۔ انہوں نے کسی درویش کی زبانی حضرت عزیزان کو کہلا کر بھیجا۔ کہ آپ اور میں دونوں آئندہ روندہ کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ کھانے میں تکلیف نہیں کرتے ہیں۔ اور میں کرتا ہوں۔ یعنی عمدہ عمدہ غذائیں کھلاتا ہوں۔ مگر آپ کی سب تعریفیں کرتے ہیں۔ اور میری شکایت کرتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے۔ حضرت عزیزاں نے

جواب دیا۔ خدمت کرنے والے اور احسان کرنے والے بہت ہیں۔ اور خدمت کرنے والے اور احسان مند ہونے والے بہت کم ہیں۔ دویم یہ کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ کی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے کی ہے۔ یہ کیا بات ہے۔ جواب دیا کہ جو اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوتے ہیں۔ خضر ان کے عاشق ہوتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ ذکر جہر کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ ذکر خفیہ کرتے ہیں۔ پس کا بھی ذکر جہر ہو گیا۔ حضرت عزیزاں نسّاجی کیا کرتے تھے۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ ایمان کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے اپنے پیشہ کے مناسب فرمایا کندن وپیوستن یعنی توڑنا اور جوڑنا۔ یعنی خلق سے توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔

فرمایا۔ اگر کوئی عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرزند موجود ہوتا۔ تو منصور حلاج سولی سے بچ جاتے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔ کیونکہ مصائب خاص مصائب خدا ہے۔ فرمایا ایسی زبان سے دُعا کرو کہ جس سے گناہ نہ کیا ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے سامنے عاجزی کیا کرو۔ تاکہ وہ تمہارے واسطے دُعا کریں۔ فرمایا عمل کیا کرو۔ اور ان کو ناکردہ استعمال کر کے اپنے تئیں مقصر جاننا چاہیئے۔ فرمایا۔ اگر نیکوں کے پاس بیٹھو گے نیک ہوگے اور اگر بدوں کے پاس بیٹھو گے بد ہوگے۔ فرمایا۔ اگر کسی آدمی کے پاس بیٹھے۔ اور خدا تعالیٰ کو بھولے۔ اُس کو شیطان سمجھ۔ اگرچہ آدمی کی صورت ہو۔ بلکہ ابلیس آدمی بدتر ہے۔ ابلیس جن سے کہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور ابلیس آدمی ظاہر طور سے فرمایا۔ **نظم**

باہر نشستی ونشد جمع دلت — وز تو نرہید زحمت آب و گلت
زنہار زصحبتش گریزاں می باش — ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

فرمایا۔ یار نیک کار نیک سے بہتر ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کار نیک سے تجھ کو عجب وپندار ہو۔ لیکن یار نیک راہ نیک ہی کی صلاح دیگا۔ فرمایا کہ مجھ سے بعضے دُور

والے نزدیک اور نزدیک والے دور۔ دور والے نزدیک وہ ہیں کہ بصورت ظاہر دُور ہیں۔ اور دل وجان سے حاضر ہیں۔ اور نزدیکان وہ دُور ہیں کہ بصورت ظاہر میرے پاس ہیں لیکن دل وجان سے میرے ساتھ نہیں ہیں یعنی دل وجان سے کاروبار دنیا ہوا و ہوس میں مشغول ہیں۔ فرمایا مجھ کو دُوران نزدیک بہتر ہیں۔ نزدیکان دور سے جان و دل کی نزدیکی کا اعتبار ہے۔ نہ آب و گل کی شعر

اگر در یمینے کہ بامنی پیش منی ۔۔۔ در پیش منی کہ بے منی در یمنی

کسی درویش نے حضرت عزیز اقدس سرہٗ سے دریافت کیا۔ کہ بالغ شریعت کس کو کہتے ہیں۔ اور بالغ طریقت کون ہے۔ فرمایا بالغ شریعت وہ ہے کہ جس سے منی نکلے اور بالغ طریقت وہ ہے۔ جو منی سے باہر آئے ولیعنی اس کی خود جاتی رہے۔ اس درویش نے یہ سُن کر سر زمین پر رکھ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا سر کے زمین پر رکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ سر میں ہے دلیعنی نخوت و غرور و پندار) وہ زمین پر رکھو۔ آپ کے فرزند اور جانشین حضرت خواجہ ابراہیم قدس سرہٗ نے دریافت کیا۔ کہ اس کے کیا معنی ہیں الفقیر لا یحتاج الی اللہ۔ یعنی فقیر نہیں حاجت رکھتا طرف اللہ کی۔ خواجہ نے جواب دیا لا یحتاج بالسؤال اللہ۔ یعنی فقیر سوال کرتا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ اس سے سوال کی کیا حاجت ہے۔ وہ سب کی حاجتیں جانتا ہے۔ فرمایا۔ کہ غنا بے پرواہی کو کہتے ہیں۔ اور یہ اگرچہ بصورت تونگر معلوم ہوتی ہے۔ مگر فقیری کے وصف سے ہے۔ فرمایا۔ اگر فقیر کے ہیں کچھ نہ ہو۔ اور دل میں بھی کچھ خواہش نہ ہو۔ پس وہ فقیر محمود الصفات ہے۔ اور اگر وہ الفقر فخری کہ سکے درست ہے۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھے مگر دل میں خواہاں ہو۔ وہ گدائے محلہ ہے۔ نہ تابع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں رکھے اور دل میں بھی خواہاں ہو وہ فقیر مذموم الصفات ہے۔ سواد الوجہ وکاد الفقران یکفر اس پہ صادق ہے ؞

نقل ہے کہ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ حدیث الفقر سواد الوجہ وکاد الفقر

ان یکون کفرا متناقض حدیث الفقر فخری ہیں۔ حضرت عزیزاںؒ نے فرمایا کہ اول کی دونوں حدیثیں ان فقیروں کے حق میں ہیں جو کہ اپنا فقر خلق پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کو ذریعۂ گدائی بطور الیا ہے۔ اور اس سے منافع حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر بندہ کو خطاب پہنچے کہ اے بندہ ہم سے کوئی حاجت چاہ شرط بندگی یہ ہے کہ بندہ خدا سے سوا خدا کے اور کچھ نہ چاہے۔ آپ کے صاحبزادہ خواجہ ابراہیم نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ منصورؒ نے انا الحق کہا۔ اور بایزیدؒ لیس فی جبتی سوائی۔ دونوں قول خلاف شرع ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ منصورؒ کو سولی دی اور بایزیدؒ کو کچھ نہ کہا۔ فرمایا دونوں قولوں میں فرق ہے۔ منصورؒ نے پہلے اپنی ہستی پیش کی کہ انا کہا۔ اور بایزیدؒ نے نیستی پیش کی اور لیس کہا۔ فرمایا اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو۔ مگر اس کے دل میں خواہش ہو۔ اس کو تجرید معنوی نہیں ہے۔ اور اگر کسی شخص کے پاس سب کچھ ہو مگر اس کے دل میں محبت نہ ہو اس کو تجرید معنوی حاصل ہے ؂

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ستر کتے یا قلادہ زریں تھے کہ آپ کی بکریوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اسی سے باقی سامان کا قیاس کرنا چاہئیے۔ اور آپ نے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کیسا وسیع ملک تھا۔ مگر آپ نے زنبیل بافی کرکے بسر اوقات کی۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ نہایت مالدار تھے اور بڑی کر و فر ظاہری سے رہتے۔ علیٰ ہذا القیاس بہت سے انبیاء اور اولیاء گزرے ہیں کہ جن کے مال و متاع بکثرت تھا۔ مگر بقدر ذرہ ان کے دل میں محبت نہ تھی۔ ان کی تجرید معنوی حاصل تھی ؂

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ مجھ کو بھول نہ جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ بازار جا کر ایک کوزہ خرید اور ہم کو لا کر تحفہ دے اس نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا۔ کہ اب جس وقت اس کو دیکھا کرونگا۔ تجھ کو یاد کرونگا ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک گروہ علماء کا حضرت عزیزاںؒ کی ملاقات کے واسطے

آیا۔ اثنائے سخن میں ایک عالم نے کہا۔ علماء پوست ہیں اور فقرا مغز۔ حضرت عزیزانؒ نے فرمایا کہ مغز پوست کی حمایت میں رہتا ہے ؂

نقل ہے کہ کسی شخص نے از روئے انکار کہا کہ حضرت عزیزانؒ بازاری ہے یعنی سوت کی خرید و فروخت کیواسطے آپ بازار جایا کرتے تھے۔ حضرت عزیزانؒ نے یہ سن کر فرمایا۔ کہ یار عزیزانؒ زاری چاہتا ہے تو کیوں نہ بازاری ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں زاری و تضرع و درد و سوز و نیاز مسکنت چاہیئے ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک مہمان حضرت عزیزانؒ کے گھر آیا۔ اس وقت آپ کے گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی ناگاہ ایک غلام کہ آپ کا مخلص تھا۔ روٹیاں فروخت کیا کرتا تھا۔ ایک ٹوکری روٹیوں کی بھری لایا۔ اور آپ کے سامنے پیش کی۔ اس وقت بہت خوش ہوئے۔ اور اس سے کہا کہ تو نے اس وقت بہت پسندیدہ خدمت کی۔ جو تیری مراد ہو مانگ۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تم ہو جاؤں یعنی تمہاری مانند ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہایت سخت بات ہے اور تو اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کہ میرا تو یہی مقصود ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسی طرح سہی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گئے۔ اور اس کے حال پر متوجہ ہوئے۔ جب باہر تشریف لائے۔ تو وہ باورچی ظاہر و باطن میں بالکل آپ کے مشابہ تھا۔ مگر اس کے چالیس۴۰ روز زندہ رہا۔ اس بوجھ کو زیادہ نہ اٹھا سکا اور مر گیا ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ باشارہ غیبی حضرت عزیزانؒ بنجارہ سے خوارزم آئے اور شہر کے دروازہ کے باہر قیام کر کے ایک درویش وہاں کے بادشاہ کے پاس بھیجا کہ فقیر تمہارے شہر کے دروازہ پہ آیا ہے۔ اگر تمہاری مصلحت کے خلاف نہ ہو تو شہر میں آجاوے ورنہ اس جگہ سے واپس ہو جائے۔ اور درویش سے کہ دیا اگر بادشاہ اجازت نہ دے تو اجازت نامہ مہری و دستخطی بادشاہ لیتے آنا۔ جب وہ درویش بادشاہ کے پاس گیا حضرت کا مدعا بیان کیا۔ تو بادشاہ مع اہل دربار ہنسنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یہ بھی

کیسے نادان اور سادہ طبیعت کے آدمی ہوتے ہیں اور مذاق کے طور پر ایک اجازت نامہ مہری دستخطی بادشاہ نے اس درویش کو دے دیا۔ وہ درویش لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ شہر کے اندر داخل ہوئے اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر بطریقہ حضرات خواجگان مشغول ہوئے۔ صبح کے وقت مزدور خانہ جاتے اور ایک دو مزدور لے آتے۔ اور ان سے فرماتے کہ وضو کرو اور نماز پڑھو۔ اور عصر کے وقت تک ہمارے پاس بیٹھو۔ اور ذکر کرو۔ بعد ازاں مزدوری دے کر ان کو رخصت کرتے وہ لوگ بہت خوشی سے یہ کام کرتے اور چونکہ ایک دن اس طرح ان کی صحبت رہتی۔ اگلے دن اس صحبت کے اثر سے اور حضرت کے تصرف سے آئے بغیر چین نہ پڑتی۔ آخر کار رفتہ رفتہ اس قدر اژدہام خلائق ہوا کہ وہاں کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ کوئی شخص اس جگہ آیا ہوا ہے۔ اس کی خلقت مرید ہوتی چلی جاتی ہے۔ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ لوگ بڑھ نہ جائیں۔ اور ملک میں کچھ فتنہ و فساد قائم نہ ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ کو اس بات کا وہم ہو گیا۔ اور اس نے آپ کے اخراج کا حکم دے دیا۔ آپ نے اس درویش کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ ہم تو تمہاری اجازت سے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اگر بدعہدی ہے تو ہم چلے جائیں۔ بادشاہ یہ سن کر نہایت شرمندہ ہوا اور آپ کی دوربینی کا بہت معتقد ہوا۔ اور مع مصاحبین آ کر مرید ہوا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک خواجہ محمد۔ ایک خواجہ ابراہیم۔ جب حضرت کی وفات قریب ہوئی۔ تو چھوٹے فرزند خواجہ ابراہیم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ لوگوں کے دلوں میں خیال آیا کہ بڑے فرزند کے ہوتے ہوئے چھوٹے کو آپ نے اپنا قائم مقام کیوں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بڑے کی عمر میرے بعد جلد ختم ہو جائیگی چنانچہ آپ کے انتقال کے انیس ۱۹ روز بعد ہی وہ فوت ہو گئے تھے۔ حضرت

عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال روز دوشنبہ ۲۸ ذی قعدہ ۷۲۱ ہجری کو،

ایک سو تیس برس کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مدفن

خوارزم میں ہے ٭

حالات حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی اکمل اصحاب خلفاء حضرت عزیزاں سے تھے ۔

نقل ہے ۔ کہ جب حضرت عزیزان رحؒ کا وقت آخر پہنچا ۔ آپ نے اپنے اصحاب میں حضرت بابا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ۔ اور جملہ مریدین کو فرمایا کہ ان کی ملازمت و متابعت کرو ۔ استغراق و بیخودی آپ کو بدرجہ غایت تھی ۔ سماسی میں آپ کا ایک باغ تھا ۔ گاہ گاہ آپ اس کی تاک کے شاخ کاٹا کرتے تھے ۔ شاخ کاٹتے کاٹتے آپ کو بیخودی ہو جاتی تھی ۔ اور وہ اندازہ سے زیادہ کٹ جاتی تھی ۔

نقل ہے کہ جب آپ کا گذر کوشک ہندوان پہ ہوتا ۔ فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد کی بو آتی ہے ۔ اور قریب ہے کہ کوشک ہندوان قصر عارفاں ہو حتیٰ کہ ایک مرتبہ جب اس جگہ پھر آپ تشریف لے گئے ۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرد پیدا ہو گیا ہے ۔ اس وقت حضرت خواجہ نقشبند کو تولد ہوئے صرف تین دن گذرے تھے ۔ چنانچہ حضرت کے جد امجد آپ کو لے کر حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر حاضر ہوئے ۔ حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے ۔ اور اس کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا ۔ اور اصحاب سے متوجہ ہو کر فرمایا ۔ کہ یہی وہ مرد ہے جس کی خوشبو مجھ کو آیا کرتی تھی ۔ اور اپنے خلیفہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس فرزند کے حق میں تربیت سے دریغ نہ رکھنا ورنہ تجھ کو معاف نہیں کرنے کا ۔ انہوں نے فرمایا ۔ کہ اگر میں اس میں قصور کروں تو مرد نہیں ہوں ۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھا کر ایک قرص نان مجھ کو عطا کی ۔ کہ اس کو اپنے پاس رکھ لے اور آپ کے ہمراہ روانہ ہوا ۔ راستہ میں اگر کچھ فتور اور خطور میرے دل میں گزرتا ۔ فرماتے کہ باطن کو نگاہ رکھو اور رفتہ رفتہ ایک مخلص کے مکان پر قیام فرمایا ۔ وہ مخلص آپ کے تشریف لے جانے سے بہت خوش ہوا ۔ لیکن کچھ مضطرب کبھی گھر میں آتا کبھی باہر جاتا ۔ حضرت

باباؒ نے دریافت فرمایا۔ کہ سچ بتا تجھ کو اضطراب کس بات کا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ دُودھ موجود ہے مگر روٹی نہیں۔ ہر چند کوشش کی۔ دستیاب نہ ہوئی۔ حضرت باباؒ نے مجھ سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ وہ روٹی لاؤ کہ اس کا دل تسکین پائے۔ اور فرمایا اے فرزند دیکھا۔ آخر وہ روٹی کام آئی۔

اس پر راقم الحروف کو حضرت مرشدنا و سیدنا مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصہ بعینہٖ اسی انداز کا اپنے چشم دید یاد آیا۔ کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک مقام سے وہ روانہ ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص نے مسور کی دال خام قریب سیر کے آپ کو لا کر دی۔ آپ نے ایک خادم کے سپرد کی اور فرمایا۔ کہ اس کو بحفاظت رکھنا۔ اور اس جگہ سے روانہ ہوئے۔ شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچے وہاں ایک شخص حاضر ہوا اس نے نہایت منت سے عرض کیا کہ میرا دل آپ کی دعوت کرنے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر میرے گھر صرف آٹا ہی ہے۔ دال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کچھ فکر مت کر دال تو ہم سے لے لے۔ چنانچہ وہ دال اس کے حوالہ کی۔ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۷۵۵ھ ہجری میں ہوئی ؎

حالاتِ حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ

حضرت سیّد امیر کلالؒ اجل خلفاء حضرت محمد بابا سماسیؒ سے ہیں۔ آپ سید صحیح النسب تھے۔ پیشہ کلالی کیا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ شریفہ فرمایا کرتی تھیں کہ جس وقت امیر کلال میرے شکم میں تھے۔ اس وقت اگر میں شبہ کا لقمہ کھاتی تھی تو مجھ کو درد شکم ہو جاتا۔ تاوقتیکہ قے نہ کرتی تھی۔ آرام نہ آتا تھا۔ جب چند مرتبہ یہ معاملہ وقوع میں آیا۔ تب میں سمجھ گئی کہ اس کی وجہ یہ طفل ہے۔ اس کے بعد پھر میں نے لقمہ میں احتیاط رکھی۔ حضرت امیر کلالؒ کو ایامِ جوانی میں کشتی کا نہایت شوق تھا۔ ایک روز حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا معرکہ کشتی پر گذر ہوا۔ اور آپ وہاں تماشا دیکھنے لگے۔ بعض مریدوں کے دل میں خیال گذرا۔ کہ حضرت خواجہ کا ایسے مجمع میں ٹھیرنے کا کیا موقع ہے۔ آپ نے اپنے

ایامِ حمل میں آپ کی والدہ شریفہ کی کیفیت

اشراق خاطر سے معلوم کر کے فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے۔ کہ اُس سے بہت سے آدمی درجہ کمال کو پہنچیں گے۔ میں نے اس کے شکار کے واسطے کھڑا ہوں۔ کہ اسی اثنا میں حضرت امیرؒ نے حضرت خواجہ کو دیکھا۔ اور دیکھتے ہی متاثر ہو گئے۔ چنانچہ فی الفور معرکہ کشتی چھوڑ کر حضرت خواجہؒ کے ہمراہ ہو لیئے۔ جب حضرت خواجہ اپنے مکان پر پہنچے۔ حضرت امیر کو خلوت میں طلب کر کے تلقین طریقہ فرمایا۔ اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت امیرؒ پھر کبھی کشتی و بازار میں نہیں گئے۔ اور بیس سال حضرت بابا کی خدمت میں حاضر باش رہے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اپنے مسکن سوخار سے سماس کو جاتے۔ اور واپس آجاتے تھے۔ اور تمام راہ شغل طریقہ میں اس طرح مشغول رہتے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی۔ یہاں تک کہ بدولت صحبت تکمیل اور ارشاد کو پہنچے۔ آپ کی وفات صبح کی نماز کے وقت بروز پنجشنبہ بتاریخ آٹھویں جمادی الاوّل ۷۷۲ھ ہجری ہوئی۔ آپ کا مزار قصبہ سوخار میں ہے۔ فقط۔

حالاتِ حضرت امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کا انتساب بحسب ظاہر حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور فی الحقیقت آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے اویسی ہیں اور ان کی رُوح پاک سے تربیت پائی۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم ۷۱۸ھ ہجری کو ہوئی۔ خردی ہی سے آثار ولایت و انوار کرامت پیشانی مبارک سے ظاہر تھے حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کی علو شان کی بشارت دی تھی۔ اور جب قصر ہندوان پر گزر ہوتا۔ فرمایا کرتے کہ قریب ہے کہ قصر ہندوان قصر عارفان ہو۔ اس جگہ سے ایک مرد کی بُو آتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ولادت کے تین دن بعد آپ کو حضرت خواجہ محمد بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے۔ اور آپ نے ان کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خلیفہ جلیل القدر تھے سپرد کر کے فرمایا تھا۔ کہ میں تم کو معاف کرونگا۔ اگر تم نے ان کی تربیت میں

حضرت بابا صاحب کی بشارت

دریغ کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر حضرت محمدؒ بابا سماسیؒ کے حالات میں بھی آچکا ہے۔ حضرت خواجہؒ کی توجہ کا یہ سبب ہوا کہ ابتداً ایک میل پر خاطر رکھتے تھے۔ خلوت میں بیٹھے ہوئے ہمہ تن اس کی توجہ ہو کر باتیں کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کے گوش مبارک میں ایک آواز آئی کہ اے بہاؤالدین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو سب کی جانب سے منہ پھیر کر ہماری درگاہ میں متوجہ ہو۔ یہ سُن کر حضرت خواجہ متغیر و بے قرار ہو گئے۔ اور وہاں سے نکل آئے۔ اسی وقت اندھیری رات میں ایک نہر پہ گئے۔ کپڑے دھوئے غسل انابت کیا۔ اور بکمال شکستگی دو رکعت نماز پڑھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ مدت گذر گئی اس آرزو میں ہوں کہ پھر ویسی ہی نماز پڑھوں۔ مگر میسّر نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ابتدا ء جذبہ میں مجھ کو الہام ہوا۔ کہ تو نے جو اس راستہ میں قدم رکھا ہے۔ کس طرح رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ میں چاہوں وہ ہو۔ خطاب آیا کہ نہیں۔ جو کچھ ہم کہیں وہ کرنا چاہیئے میں نے کہا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ ہاں۔ جو کچھ میں کہوں۔ اگر وہ ہو تو اسی راستہ میں قدم رکھتا ہوں ورنہ نہیں۔ دو مرتبہ اسی طرح سوال جواب ہوئے۔ بعد ازاں مجھ سے لاپرواہی کی۔ پندرہ روز تک میرا حال نہایت خراب رہا۔ اور میں خشک رہا۔ اور جب ناامیدی ہو گئی۔ خطاب پہنچا۔ اچھا جس طرح تم چاہتے ہو رہو۔ فرمایا۔

فیض باطنی

ایک مرتبہ مجھ کو سخت قبض ہوا اور چھ مہینہ تک رہا۔ مجھ کو یقین ہو گیا۔ کہ دولت باطنی میری قسمت میں نہیں۔ لاچار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ دنیا کا کوئی کام اختیار کروں۔ راہ میں ایک مسجد کے دروازے پہ یہ شعر لکھا ہوا نظر پڑا۔ شعر ؎

اے دوست بیا کہ ما ترائیم بیگانہ مشو کہ آشنائیم

اس کو دیکھتے ہی تمام حال عود آیا۔ اور میں مسجد کے گوشے میں آکر بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ

حضرت کا مزارات کی زیارت

جس زمانے میں مجھے جذبات و غلبات و بیقراری غایت تھی راتوں کو بخارا کے گرد مزاروں پر پھرا کرتا تھا۔ ایک رات مزاران متبرک پہ پہنچا۔ جس مزار پر جاتا۔ پھر دیکھتا کہ چراغ تیل سے بھرا ہوا ہے۔ ٹمٹما رہا ہے۔ اگر بتی کو ذرا سی بھی حرکت دی تو خوب روشن ہو جائے اوّل شب خواجہ محمدؒ واسع کے مزار پہ پہنچا۔ وہاں سے اشارہ ہوا کہ خواجہ محمد احمد اجیر فغنوی

نقدس سرہٗ کے مزار پر جانا چاہیئے۔ جب وہاں پہنچا۔ وہ تلواریں میری کمر میں باندھیں۔ اور مجھ کو گھوڑے پر سوار کر دیا۔ اور گھوڑے کی باگ خواجہ مزداخن کے مزار کی جانب پھیر دی۔ آخر شب میں اُن کے مزار پر پہنچا۔ وہاں بھی چراغ وبتی کو اسی انداز میں پایا۔ میں نے بتی کو سرکا دیا۔ اور متوجہ قبلہ ہو بیٹھا۔ مجھ کو غیبت ہوگئی۔ اس غیبت میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہوگئی ہے۔ ایک تخت پر ایک بزرگ آدمی کو بیٹھے دیکھا۔ اس کے آگے سبز پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہوئی۔ جس میں سے میں خواجہ محمد بابا سماسی رح کو پہچانتا تھا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ گزرے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ اور یہ جماعت کس کی ہے۔ کہ اسی اثنائے میں ایک شخص اُن میں سے اُٹھا اور بتلایا۔ کہ وہ بزرگ عبدالخالق غجدوانی رح ہیں۔ اور یہ جماعت اُن کے خلیفہ ہیں۔ اور سب کے نام بتائے اور اشارہ سے کہا کہ یہ احمد صدیق ہیں۔ اور خواجہ اولیائے کبیر اور یہ خواجہ عارف ریوگری۔ اور یہ خواجہ محمود انجیر فغنوی اور یہ خواجہ رامیتنی۔ اور صاحب خواجہ بابا سماسی کو بتایا۔ تو یہ بھی کہا کہ ان کو تم نے زندگی کی حالت میں بھی دیکھا ہے یہ تمہارے پیر ہیں اور تم کو کلاہ عطا فرمائی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اُن کو تو میں پہچانتا ہوں۔ مگر کلاہ کا قصہ بہت دنوں کا ہے۔ وہ مجھ کو یاد نہیں کہ کس جگہ رکھی ہے۔ فرمایا کہ کلاہ تمہارے گھر میں۔ اور تم کو یہ کرامت دی ہے۔ کہ جو بلا ہو وہ تمہاری برکت سے دفع ہو۔ پھر اس جماعت نے کہا۔ کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح تم سے کچھ فرمائیں گے کہ طریق سلوک کے حق میں وہ باتیں بہت ضرور ہیں۔ دھیان کر کے سُننا۔ میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت خواجہ کو سلام کروں۔ چنانچہ وہ سبز پردہ اُٹھایا اور میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ آپ نے چند کلمہ فرمائے کہ وہ ابتدا و وسط و نہایت سلوک میں بہت کارآمد ہیں ✧

منجملہ ازاں ایک یہ فرمایا کہ تو نے چراغ تیل سے بھرے ہوئے دیکھے تھے۔ وہ بشارت تمہاری استعداد اور قابلیت کی تھی۔ لیکن فتیلہ استعداد کو حرکت دینا چاہیئے

کہ اسرار پوشیدہ ظاہر ہوں۔ اور باندازہ قابلیت عمل کرنا چاہیئے کہ مقصود حاصل ہو۔ پھر اس امر کی نہایت تاکید اور مبالغہ فرمایا کہ عمل بعزیمت اور سنّت کرنا چاہیئے رخصت و بدعت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ و متفحص اخبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم و آثار صحابہ کرامؓ ہونا چاہیئے +

بعد ختم تقریر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے خلفاء نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے صدق و حقیقت کا شاہد یہ ہے۔ کہ تم مولانا شمس الدین انکیوی کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو۔ کہ فلاں ترک نے جو سقا پہ دعویٰ ہے۔ اس میں حق بجانب تُرک ہے۔ اور تم سقاّ کی رعایت کرتے ہو۔ اس سقانے ایک عورت سے زناہ کیا ہے۔ اس کے حمل رہ گیا بچہ ساقط کیا۔ فلاں جگہ دفن کر دیا ہے۔

بعد اس کے تین عدد مویز لے کر نسف کو جانا۔ جب جنگل میں ایک بڑے آدمی سے ملاقات ہوگی۔ وہ تجھ کو ایک گرم روٹی دیگا۔ وہ لے لینا۔ اور اس سے کچھ بات نہ کرنا۔ آگے چلنا ایک کاروان ملے گا۔ اس جنگل میں سوار ہوگا۔ اس کو نصیحت کرنا۔ وہ تیرے ہاتھ پہ توبہ کریگا۔ اور کلاہ عزیزانؒ جو تمہارے پاس ہے اس کو حضرت امیر کلالؒ کے پاس لے جانا۔ پھر اس جماعت نے مجھ کو ہوشیار کر دیا۔ صبح کو میں جلدی سے اپنے گھر کو گیا۔ اور وہاں اپنے گھر والوں سے کلاہ کا قصّہ دریافت کیا انہوں نے کہا کہ وہ تو مدتوں سے فلانی جگہ رکھی ہے۔ اس کو دیکھ کر میری اور ہی کیفیت ہوگئی۔ اور بہت رو دیا +

صبح کی نماز مولانا شمس الدین انکیویؒ کی مسجد میں پڑھی۔ اُن سے تمام قصّہ بیان کیا۔ سقا حقیقت ترک کا منکر ہوا۔ میں نے اُس کے زنا وغیرہ کا قصّہ ظاہر کیا۔ جس سے وہ بہت نادم ہوا۔ مولانا نے میرے حال پر بہت التفات فرمایا کہ تم کو درد و طلب ہے۔ اگر اس جگہ قیام کرو تو میں تمہاری تربیت کردوں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اَوروں کا فرزند ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ میرے منہ میں لپتان دیں۔ اور میں اس کو نہ چوسوں۔ مولانا نے سکوت فرمایا۔ اور مجھ کو اجازت چلے جانے کی دی۔ میں

اوّل ہی روز دو آدمیوں سے کمر مضبوط بند ھوا کر روانہ ہوا۔ جنگل میں جب پہنچا تو ایک بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ کو ایک روٹی دی۔ وہ روٹی میں نے لے لی۔ اور اس سے کوئی کلام نہ کیا۔ جب آگے بڑھا۔ ایک کاروان ملا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ اکینہ سے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کس وقت چلے تھے۔ میں نے کہا کہ طلوع آفتاب کے وقت اور وہ وقت چاشت کا تھا۔ ان کو سخت تعجب ہوا اور کہا کہ ہم اوّل شب وہاں سے چلے تھے جب آگے بڑھا تو ایک سوار ملا۔ اس نے کہا کہ تم کون ہو۔ تمہاری صورت دیکھ کر مجھ کو ڈر معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں وہ ہوں کہ جس کے ہاتھ پر تو توبہ کریگا چنانچہ وہ سوار فی الفور گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور توبہ کی۔ اور اپنے ساتھ بہت شراب لئے ہوئے تھا۔ اس کو پھینک دیا۔

اس جگہ سے میں حضرت امیر کلال رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہ کلاہ عزیزاں رح پیش کی۔ حضرت امیر رح نے بعد توجہ فرمایا کہ اس معاملہ میں ایسا اشارہ ہے کہ اس کو دو پردوں میں رکھو۔ میں نے قبول کیا۔ بعد ازاں حضرت امیر کلال رح نے مجھ کو بطریق نفی اثبات خفیہ مشغول کیا۔ اور مدّت تک میں نے ورزش کی۔ لیکن بموجب اشارہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ وعمل بر عزیمت ذکر جہر نہ کیا۔ بلکہ جس وقت حضرت امیر رح کے اصحاب ذکر جہر شروع کرتے اس وقت میں حلقہ سے اُٹھ آتا اور یہ بات میرے پیر بھائیوں پر گراں گذرتی۔

چنانچہ انہوں نے حضرت امیر رح سے چند مرتبہ شکایت کی کہ خواجہ آپ کی اطاعت و انقیاد نہیں کرتے۔ اور حضرت امیر رح کی توجہ و التفات میرے حال پر روز افزوں ہوتی جاتی تھی۔ اور میں بھی کوئی دقیقہ ادب کا فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ اور سر تسلیم آستان ارادت و متابعت امیر رح پر رکھتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز قریب پانسو آدمی کے جمع تھے کہ حضرت امیر رح نے فرمایا۔ کہ تم فرزندی بہاؤالدین کے حق میں بدگمانی کرتے ہو دراصل تم کو معلوم نہیں کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی نظر خاص اس پر ہے۔ اور نظر بندگان خدا

تابع لنظر حق سبحانہ ہے۔ اس کے معاملہ میں میرا کچھ اختیار نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ فرزندم بہاؤالدین تمہاری تربیت کی حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ موجب وصیت تمہاری طبیعت میں کوئی دقیقہ لبقدر طاقت خود اٹھا نہیں رکھا۔ اب تمہارا مرغ روحانیت بیضہ بشریت سے باہر آگیا ہے۔ لیکن مرغ ہمت بلند پرواز ہے۔ اب ترک تاجیک جس جگہ سے تمہاری ہمت کے موافق ملے۔ اس کے حاصل کرنے میں تقصیر نہ کرو۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو حضرت امیرؒ نے اجازت فرمائی کہ ترک تاجیک جس جگہ سے ممکن ہو حاصل کرو ؎

تو اسی اثنا میں میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حکیم اتا قدس سرہٗ نے کہ کبار مشائخ ترک سے تھے۔ میری کسی درویش سے سفارش کی ہے۔ صبح کو جب میں بیدار ہوا۔ تو اس درویش کی شکل مجھ کو خوب یاد تھی۔ یہ خواب میں نے اپنی جدہ سے کہ نہایت صالح تھیں بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھ کو مشائخ ترک سے حصہ پہنچے گا۔ میں ہمیشہ اس درویش کی تلاش میں رہا کرتا تھا۔ کہ ایک روز بخارا کے بازار میں اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کو پہچان لیا۔ اس کا نام خلیل تھا۔ لیکن اس وقت اس سے صحبت نہ ہوئی ؎

جب میں اپنے مقام پر واپس آیا۔ تو ایک قاصد نے مجھ سے کہا۔ کہ خلیل درویش تجھ کو بلاتے ہیں۔ یہ سن کر میں فی الفور کچھ ہدیہ لے کر بشوق تمام ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چاہتا تھا کہ اپنا خواب ان سے بیان کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ مجھ پر عیاں ہے کچھ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس سے میرے دل میں ایک اور میل محبت پیدا ہو گیا۔ اور اس کی صحبت میں عجیب عجیب احوال مشاہدہ ہوئے۔ اتفاقاً تھوڑے دنوں کے بعد وہ چلے گئے۔ اور بعد مدت مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ درویش بادشاہ ماوراء النہر ہو گیا۔ بعد چند روز کے بسبب واقعہ ایک قضیہ کے مجھ کو ان کی توسل کی ضرورت ہوئی۔ بعد ختم قضیہ انہوں نے مجھ کو ملازمت اور خدمت کے واسطے فرمایا۔ اس حالت سلطنت میں بھی ان سے میں نے بڑے بڑے حالات دیکھے

میرے اوپر نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ آداب خدمت تعلیم کرتے۔ چنانچہ وہ تعلیم مجھ کو اس راہ میں بہت کام آئی۔ چنانچہ چھ۶ سال میں ان کی خدمت میں رہا۔ مجلس عام میں ان کے آداب سلطنت بجالاتا۔ اور تنہائی میں ان کا محرم خاص تھا۔ اپنے خواص بارگاہ کے روبرو بارہا فرمایا کرتے کہ جو شخص محض رضاء اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کرتا ہے وہ خلق میں بزرگ ہوتا ہے مگر مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اس فرمانے سے کیا مطلب ہے اور کس کو کہتے ہیں۔ سات سال تک حضرت خواجہ مولانا عارف رحؒ کی خدمت میں بتعظیم تقدیم صحبت رہی کہ وہ حضرت سید امیر کلال کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت خواجہ سے سالہا پیشتر تربیت پا چکے تھے۔ اور صاحب تصرف وکرامات تھے۔ فرمایا کہ جب میں حج سے واپس طوس میں پہنچا۔ تو شاہ معزالدین حسینی والی ہرات کا قاصد مکتوب لے کر آیا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہوں۔ لیکن حاضر ہونا نہایت مشکل ہے ۔

اس پر میں بموجب واما السائل فلا تنہر۔ واذا رایت لی طالبا فکن لہ خادما ہرات کی جانب روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا اور ادا مراسم توقیر فقرا صحبت منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ آپ کو مشیخت آباؤ اجداد سے بطریق ارث پہنچی ہے۔ میں نے کہا نہیں باتوں کو درویشی کہتے ہیں۔ اور وہی تم میں نہیں ہیں میں نے کہا کہ جذبہ عنایت الٰہی مجھ پر پہنچا۔ اور بلا مسابقت ریاضت قبول فرمایا اور باشارہ حقانی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے بیعت ہوا ان کے ہاں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ کہ پھر ان کے یہاں کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ظاہر با خلق و باطن با حق بادشاہ نے کہا ایسا ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا ہاں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ فرمایا کہ خلوت میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت اور ہمارے خواجگان کا اصول ہے خلوت در انجمن وسفر در وطن و ہوش دردم و نظر بر قدم۔ اس کے علاوہ جو حضور وقوف ذکر جہر وسماع سے ہوتا ہے اس کو قیام نہیں۔ اور اگر وقوف قلبی پر مداومت کرے تو جذبہ پیدا

حضور وقوف دل کا ذکر تفصیل سے آگے اس کتاب کے آخر میں آئے گا۔

ہوتا ہے۔ اور جذبہ سے کام تمام ہو جاتا ہے۔ حقیقت ذکر خفیہ وقوف قلبی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ پھر دل کو خبر نہیں ہوتی۔ کہ ذکر میں مشغول ہے کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ ان علم القلب انہ ذاکر فاعلم انہ غافل یعنی اگر معلوم ہو قلب کو کہ وہ ذاکر ہے۔ پس جان تحقیق وہ غافل ہے وآیۃ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخشیۃ قال الحسن رحمۃ اللہ علیہ لا تظہر ذکرک لنفسک فتطلب لہ عوضا ولبعض بزرگوں کا قول ہے ذکر اللسان ہذیان وذکر القلب وسوسۃ اور یہ بیت پڑھی ؎

دل را گفتم بیاد او شاد کنم گفت
چوں من ہمہ او شدم کہ را یاد کنم

سبب لقب نقشبند رح

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ رح بادشاہ کی استدعا سے ہرات میں بادشاہی مکان میں داخل ہوئے خدم وحشم امیر و وزیر جس پر نگاہ کرتے۔ سب بیتاب ہو جاتے۔ دوسری مرتبہ جب حضرت حج کو جانے لگے۔ تو صرف مولانا زین الدین قدس سرہٗ سے ملاقات کے واسطے ہرات گئے۔ اور تین روز تک اُن سے صحبت گرم رہی۔ ایک روز بعد نماز صبح مولانا نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ برائے ماہم اے خواجہ نقشبند رح۔ یعنی توجہ فرما۔ حضرت خواجہ نے بر سبیل تواضع فرمایا۔ آمدیم تا نقش بریم۔ غالباً اسی روز سے حضرت خواجہ کا لقب نقشبند ہوا۔ اس حج سے واپس آکر باقی مدت العمر حضرت خواجہ بخارا میں رہے۔ اور کہیں نہیں گئے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات و اعراض

فرمایا۔ ایک روز میں حضرت امیر کلال رح کی خدمت میں جاتا تھا۔ راہ میں حضرت خضر علیہ السلام ایک سوار کے جامہ میں نظر آئے۔ ہاتھ میں ایک بڑی لکڑی گلہ بانوں کی طرح لئے ہوئے اور کلاہ پہنے ہوئے میرے پاس آئے۔ اور ترکوں کی زبان میں کہا کہ تم نے گھوڑے کو دیکھا ہے۔ اور اس لکڑی سے مجھ کو مارا۔ میں نے کچھ اُن سے نہ کہا اور انہوں نے چند مرتبہ میرا راستہ گھیر کر مجھ کو مشوش کیا۔ میں نے کہا کہ میں تم کو جانتا ہوں کہ تم خضر رح ہو۔ رباط اوّل تک وہ میرے پیچھے آئے۔ اور کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ کچھ دیر پاس پاس بیٹھیں۔ میں نے کچھ التفات نہ کیا۔ جب حضرت سید امیر کلال کے پاس پہنچا۔ دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ راہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ کچھ التفات

نہ کیا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں چونکہ آپ کی طرف متوجہ تھا۔ ان کی طرف التفات نہ کیا۔ فرمایا۔ کہ ہمارے خواجگان کی نسبت چار وجہ سے ہے۔ ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے دوسرے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تیسرے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جو ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذریعے سے پہنچی ہے اور چوتھے جو ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملی ہے اور اسی سبب سے ان کی نسبت کو نمک مشائخ کہتے ہیں۔ فرمایا ہمارا روزہ نفی ماسواء اللہ سے اور نماز کانات نرائیہ ہے۔ یہ شعر بھی آپ ہی کے ہیں۔ شعر ؎

تا روئے تو دیدہ ام اے شمع طراز | نے کار کنیم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز | چوں بے تو بوم نماز من جملہ نماز

فرمایا کہ وقوف قلبی اور وقوف عددی میں باختیار آنکھیں بند نہ کرنا چاہیئے کہ وہ سبب اطلاع خلق ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا۔ فرمایا کہ ابا العنق ارفع عنقک۔ ذکر اس طرح کرنا چاہئے کہ اہل مجلس میں کوئی نہ معلوم کرے۔ کہ حقیقت اخلاص بعد فنا حاصل ہوتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہے میسر نہیں۔ رباعی ؎

ساقی قدمے کہ نیم مستیم | مخمور صباحے الستیم
مارا تو بما ممان کہ تا ما | با خویشتنیم بت پرستیم

فرمایا ذکر رفع غفلت کا نام ہے۔ جس وقت غفلت رفع ہو گئی تو ذاکر ہے۔ اگرچہ ساکت ہی ہو۔ کہ رعایت وقوف قلب ہر حال میں چاہیئے۔ یعنی کھانے میں بات کرنے میں سننے میں چلنے میں خریدنے میں فروخت کرنے میں۔ عبادت میں نماز میں قرآن شریف پڑھنے میں۔ لکھنے میں پڑھانے میں۔ وعظ فرمانے میں ایک لمحہ غافل نہ ہو کہ مقصود حاصل ہو۔ شعر ؎

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی | شاید کہ نگاہے کنی آگاہ نباشی

بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر بقدر پلک جھپکانے کے اللہ تعالیٰ سے غافل ہوگا۔ تو باقی طول عمر اس نقصان کا تدارک نہ کر سکے گا۔ باطن کا نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے۔ لیکن بعنایت حق سبحانہٗ تعالیٰ و تربیت خاصان حق جلد میسر ہو جاتا ہے شعر

بے عنایت حق و خاصان حق   گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

دوستان خدا کی صحبت میں کہ ہم سبق ہوں۔ اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں۔ اور شرائط صحبت بجالائیں جلد حاصل ہو جاتا ہے اور کامل مکمل کے ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔

فرمایا کہ ارباب ارشاد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل و کامل مکمل و منفرد کامل مکمل نورانی و نور بخش ہے۔ کامل نورانی ہے مگر نور بخش نہیں۔ منفرد وہ کہ جو بحکم شیخ کام کرے فرمایا مرشد قطب ہونا چاہیئے۔ یا خلیفہ قطب ہو۔ بہرحال اپنے تئیں ذکر میں مصروف رکھے۔ فرمایا سالکان طریقت دو نوع کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ ریاضت و محنت و مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور ان کے ثمرات پاتے ہیں۔ اور مقصود کو پہنچتے ہیں۔ اور ایک فضلی ہے کہ سوا فضل خدا کچھ نہیں جانتے۔ توفیق طاعت و ریاضت بھی فضل سے جانتے ہیں۔ یہ طائفہ جلد مقصود کو پہنچتا ہے الحقیقۃ ترک ملاحظۃ العمل لا ترک العمل شیخ الاسلام ہروی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ عمل رہا ممکن لیکن گران بہا مکن۔ فرمایا کہ جو شخص صبح و شام ذکر میں مشغول رہے وہ غافلوں سے نہیں ہے۔ بلکہ ذاکروں سے ہوتا ہے۔ بحکم آیۃ شریف واذکر ربک فی نفسک تضرعاً و خفیۃً دون الجہر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین۔ بعض مفسروں کا قول ہے کہ غدو و آصال سے مراد مداومت ذکر ہے۔ دوسری آیۃ ادعوا ربکم تضرعاً و خفیۃً انہ لا یحب المعتدین۔ یعنی اپنے پروردگار کو بمسکنت و آہستگی یاد کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ بلند آواز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ صحابہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ تھے جب بلندی پر چڑھتے تھے آواز تکبیر و تہلیل بلند

کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ ایہا الناس اربعوا علیٰ انفسکم انکم لا تدعون غائباً واصما انکم لتدعون سمیعاً قریباً۔ یعنی اے لوگو اپنے نفسوں پر نرمی کرو کہ تحقیق تم غائب اور بہرے کو نہیں پکارتے ہو۔ بلکہ تم سمیع اور قریب کو پکارتے ہو۔ اور اتفاق علماء و مشائخ ہے کہ ذکر خفیہ افضل و اولےٰ ہے۔ فرمایا کہ مجھ کو مقام شیخ جنید و شیخ شبلی۔ و شیخ منصور حلّاج و بایزید بسطامی کی سیر ہوئی۔ اور جہاں تک وہ پہنچے میں بھی پہنچا۔ حتّٰی کہ ایک بارگاہ عالیشان پر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ محمدیؐ ہے علیہ الصلوٰۃ والسلّام۔ حضرت بایزید قدّس سرہٗ جب اس مقام پر پہنچے تھے انہوں نے چاہا۔ کہ وہاں کہ ہو۔ مگر دست رد اُن کی پیشانی پر رکھا گیا۔ اور میں نے اِن کی طرح گستاخی نہ کی و تعظیم سر آستانہ عزّت پر رکھا۔ و راہ ادب اختیار کی۔ مجھ کو وہاں کی سیر کرائی۔ فرمایا اگرچہ نماز روزہ و ریاضت و مجاہدے سے آدمی واصل ہو جاتا ہے۔ لیکن نفی و ترک اختیار و دید قصور اعمال اقرب طریق ہے ؂

فرمایا فقر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختیاری۔ ایک اضطراری۔ فرمایا ثانی بہتر اوّل سے ہے۔ کہ وہ باختیار حق ہے۔ فرمایا ظہور خوارق و کرامت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اصل چیز استقامت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت کہ اللہ تعالیٰ استقامت طلب کرتا ہے اور تیرا نفس کرامت چاہتا ہے اقوال اکابر سے ہے کہ اگر ولی کسی باغ میں جائے اور ہر برگ و درخت سے آواز یا ولی اللہ آئے تو اس پر التفات نہیں کرنا چاہئیے۔ بلکہ ہر لحظہ بندگی و تضرع و نیازمندی میں کوشش کرنا چاہئیے۔ فرمایا میرا طریقہ عروۂ وثقےٰ ہے۔ اتباع سنت پیغمبر علیہ السلام و اقتداء آثار صحابہ کرام رضؓ ہے۔ فرمایا کہ مجھ کو براہ فضل لائے ہیں۔ اور آخر تک میں نے فضل ہی دیکھا ہے۔ اپنے عمل سے کچھ نہیں دیکھا۔ فرمایا میرے طریقہ میں تھوڑا عمل زیادہ ہے۔ لیکن رعایت متابعت شرط ہے۔ فرمایا کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔ اور خلوت میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت اور جمعیت صحبت میں اور صحبت ایک دوسرے میں نفی ہونے کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ مرشد کو چاہئیے کہ طالب کے حال نا...

استقبال سے آگاہ ہو کہ اس کی تربیت کر سکے اور شرائط طلب سے یہ ہیں۔ کہ جس وقت کسی خدا کے دوست کی صحبت میں داخل ہو۔ اپنے حال کو معلوم کرے کہ کیسا ہے اور پھر بعد کچھ مدت کے اس کا گذشتہ احوال سے موازنہ کرے۔ اگر اپنے میں کچھ ترقی دیکھے تو اس کی صحبت فرض سمجھے۔ فرمایا۔ مراقبہ نسیان رویت مخلوق بدوام نظر الی الخالق ہے فرمایا کہ دوام مراقبہ نادر ہے۔ اور ہم نے اس کے حاصل کرنے کا طریق مخالف نفس پایا ہے۔ فرمایا۔ مشاہدہ سالک کے دل پر وارد غیبی کے نزول کے ملاحظہ کو کہتے ہیں۔ اگر وہ جلد گزرتا ہے تو ادراک میں نہیں آتا۔ فرمایا کہ محاسبہ یہ ہے کہ سالک ہر ساعت حساب کرتا رہتا ہے کہ مجھ پر کیا گزرتا ہے۔ اور کس طرح گزرتا ہے۔ اگر نقصان پایا جائے اس کا تدارک کرے اور اگر ترقی پائی جائے اس کا شکریہ ادا کرے۔ اُس عمل میں کوشش کرے۔

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بہ برکت حضرت خواجہ طالب اول قدم پر سعادت مراقبہ سے مشرف ہوتا تھا۔ اور جس وقت زیادہ توجہ فرماتے عدم پر پہنچ جاتا۔ اور اگر زیادہ توجہ فرماتے مقام فنا پر پہنچ جاتا۔ اُس وقت حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ میں صرف واسطہ تھا۔ اب مجھ سے منقطع کر کے مقصود حقیقی سے پیوست ہونا چاہیئے۔ فرمایا عبادت طلب وجود ہے و عبودیت تلف وجود۔ فرمایا اگر تو مقام ابدال پر پہنچنا چاہتا ہے تو مخالف نفس کر۔ فرمایا ہر ایک شیخ کے آئینہ کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ اور میرے آئینہ کے چھ رُخ ہیں۔

فرمایا کہ حضرت عزیزاں رحؒ کا قول ہے کہ زمین اس طائفہ کے سامنے مثل دستر خوان کے ہے اور میں کہتا ہوں کہ مثل روئے ناخن کے ہے۔ مگر حضرت عزیزاں رحؒ نے جس وقت فرمایا تھا۔ وہ دستر خوان پر تھے۔ فرمایا جو شخص اپنے تئیں سلامتی کے واسطے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے۔ اس کو دوسرے سے التجا کرنا شرک ہے۔ یہ شرک عوام سے معاف ہے اور خواص سے نہیں کہ متوکل کو چاہیئے کہ اپنے توکل کو اسباب میں پوشیدہ رکھے۔ فرمایا مجھ کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی خرابی کے واسطے پیدا کیا

ہے اور لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت چاہتے ہیں۔ فرمایا۔ اگر اس وجود سے زیادہ خراب کوئی وجود ہوتا۔ تو فقر کا خزانہ اُس جگہ رکھتے۔ فرمایا کہ اہل اللہ بار خلق اس سبب سے کھینچتے ہیں کہ تہذیب اخلاق ہو یا کسی ولی سے ملاقات ہو۔ کیونکہ کوئی ایسا ولی نہیں ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی نظر نہ ہو۔ جب اس ولی سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس نظر الٰہی سے فیضیاب ہوتا ہے۔ شعر

صد سفر در شمن بکشد طالب مقصود   باشد که یکے دوست بیابد بضیافت

فرمایا کہ جس نے ایک مرتبہ بھی میری جوتی سیدھی کی ہے اس کی شفاعت کرونگا فرمایا اوّل رجوع خستہ ہو پھر توجہ خاطر شکستہ۔ فرمایا کہ اس راہ میں صاحب پندار کا کام بہت مشکل ہے۔ شعر

گرچہ حجاب تو بروں از حد است   ہیچ حجابت چوں پندار نیست

فرمایا کہ درویش کو چاہیئے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے جو شخص بلا حال کہتا ہے۔ وہ اس حال کو نہیں پہنچتا۔ فرمایا یہ ضرور نہیں کہ جو دوڑے اس کو گیند مل جائے۔ مگر ملتی اس کو ہے جو دوڑتا ہے۔ اس سے اشارہ دوام کوشش و سعی کا ہے۔ فرمایا۔ کہ اولیاء کو اسرار پر اطلاع دیتے ہیں مگر بے اجازت اظہار نہیں کرتے فرمایا کہ جو رکھتا ہے وہ چھپاتا ہے۔ اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔ فرمایا کہ ببرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم مسخ صورت اس امت کا مرتفع ہو گیا۔ لیکن مسخ دل ہو جاتا ہے۔ شعر

اندریں اُمت نباشد مسخ تن   لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

فرمایا مجھ سے جو کچھ اظہار خاطر و اعمال و احوال خلق صادر ہوتا ہے۔ میرا اس میں کچھ درمیان نہیں۔ الہام سے مجھ کو اطلاع کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تصحیح نیت ہر امر میں نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ نیت وہی چیز ہے کسب کو تعلق نہیں۔ فرمایا کہ جس کی استعداد بوجہ فاسد کے فاسد ہو گئی ہو۔ اس کا کام دشوار ہے سوا صحبت اہل تدبیر اصلاح پر نہیں آ سکتی ؎

رُباعی

جز صحبت عاشقان مستان مپسند
در دل ہوس توم فرومایہ مبند

ہر طائفہ ات بجانب خویش کشند
چغد سوئی ویرانہ طوطی سوئی قند

فرمایا گاہ گاہ کی زیارت مع حضورِ قلب اس سے بہتر ہے کہ دوام ہو۔ اور بلا حضور ہو۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا "زُر غبّاً تزدد حبّاً"۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے استوین حنانہ کی آڑ میں ہو کر فی الفور شرف بملازمت ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم طاقت مفارقت نہیں رکھتا۔ فرمایا یہ بات حضرت ابوہریرہؓ نے کمال محبت کے کہی تھی لیکن اگر تعمیل حکم فرماتے تو بہتر تھا۔ فرمایا کہ اگر مرید کو پیر کے کسی کام میں مشکل اور شبہ ہو تو صبر کرے۔ اور اعتقاد برہم نہ کرے شاید کہ وہ بھید ظاہر ہو جائے۔ اور اگر مرید مبتدی ہو اور طاقت صبر نہ رکھے۔ مرشد سے دریافت کرے۔ اس کو سوال حلال ہے۔ اور متوسط اس عقدہ کے حل کو لب پر لائے کہ روا نہیں ہے۔ فرمایا۔ ارادہ الٰہی سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر گزرا ہے متابعت میرے اوپر بھی گزرا ہے ✦

فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مع اصحاب تنور میں روٹی لگائی ہے۔ سب کی روٹیاں پک گئیں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نہ پکی۔ فرمایا۔ ایک مرتبہ میں نے بھی مع یاراں تنور میں روٹی لگائی۔ سب کی روٹی پک گئی مگر میری نہیں پکی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رحمۃ اللعالمین تھے۔ اور آپ کے دست مبارک جو روٹی کو لگ گیا تھا۔ اس سبب سے آگ کا اثر اس پر نہ ہوا۔ اور چونکہ جناب خواجہ صاحب کمال اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کیا کرتے تھے اُس کی برکت سے آپ کا ہاتھ جس روٹی پر لگا۔ اس پر آنچ نے اثر نہ کیا ✦

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت خواجہؒ سے کرامت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اس قدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں۔ اور دھنس نہیں جاتا ✦

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ علاؤ الدین قدس سرہٗ سے دریافت فرمایا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوا ہے یا نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا۔ آسمان کی طرف دیکھو دیکھا تو حجاب دُور ہو گئے تھے۔ معلوم ہوا۔ تو ملائکہ آسمان ادائے فرض پیشین میں مشغول ہیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم تو کہتے تھے کہ وقت ہی نہیں۔ اس پر وہ نہایت محجوب ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ زیارت بیت اللہ کو گئے حاجیوں نے روز عید قربانی کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ایک لڑکا ہے اسی کو قربانی کیا۔ جب بخارا میں مراجعت فرمائی۔ معلوم ہوا تو عید قربان کے روز آپ کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے مع درویشوں کے کلاہ نوروزی تیار کی۔ اُس وقت آپ کو بسط عظیم تھا۔ جب وہ کلاہ پہنی فرمایا کہ اس وقت ہم نے کلاہ سلاطین پہنی ہے کس بادشاہ کو ماریں۔ ایک درویش نے حاکم ماوراء النہر کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اُس کو مارا اور امیر بخارا کو کہ حاکم ماوراء النہر کے خوف سے کابل بھاگ گیا تھا۔ لکھا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ چاہیئے کہ پانچسو دینار بدست حامل بھیجدو۔ بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ اسی روز ماوراء النہر کشتہ ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قصر عارفاں میں تھے کہ امیر برہان الدین پسر امیر سید کلال قدس سرہما روٹیاں لئے اور تنور میں لگانے لگے۔ ناگاہ ابر عظیم اور بارش ہوئی۔ سب حیران رہ گئے۔ اسی اثنا میں حضرت خواجہؒ نے امیر برہان الدین سے فرمایا کہ بارش سے کہو کہ جب تک ہم اس جگہ ہیں یہاں نہ آئے۔ امیر برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کہ میری کیا مجال کہ میں اس قسم کی بات کہوں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ہم تو کہتے ہیں۔ کہدو۔ امیر برہان الدین نے حضرت خواجہؒ کی امتثال امر میں اسی طرح کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اُس جگہ ایک قطرہ نہ برسا۔ اور سب جگہ برستا رہا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات خارج از شمار ہیں۔ اس جگہ تبرکاً چند لکھ دی گئی ہیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا وقت آخر آئیگا تو سب کو مرنا سکھلاؤں گا۔ چنانچہ جب آپ کا وقت آخر آیا۔ نفس آخر میں دونوں ہاتھ دُعا کے واسطے اُٹھائے اور مدت تک دُعا مانگتے رہے۔ جب بعد دُعا دونوں ہاتھ مُنہ پر پھیرے جان بحق تسلیم کی۔ آپ کا سن شریف تہتر ۷۳ برس کا تھا تاریخ ۲۰ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۷۹۱ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ؂

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے کلمہ شہادت اور قرآن شریف نہ پڑھیں کہ بے ادبی ہے۔ بلکہ یہ رباعی پڑھیں۔ رُباعی

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للہ از جمال رُوئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما — آفریں بر دست و بر بازوئے تو

حالات حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہٗ

حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہٗ خلیفہ اوّل و نائب مطلق و داماد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ کی ایام اخروی ہی سے طبع مُبارک مائل الفقر تھی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد طالب مال پدری نہ ہوئے۔ بلکہ مشغول حصول علم ظاہری ہوئے ابھی بچہ ہی تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی والدہ سے فرمایا کہ جب علاؤالدین بالغ ہو تو مجھ کو خبر کرنا۔ چنانچہ جب آپ بالغ ہوئے تو ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ خود قصر عارفان سے تشریف لائے۔ اور مدرسہ میں جہاں حضرت علاؤالدین عطار طالب علم تھے گئے۔ دیکھا کہ ایک حجرہ میں ٹوٹے ہوئے بوریہ پر اینٹ سرا ہنے رکھے ہوئے مطالعہ کر رہے ہیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت دیکھ کر تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی جگہ بٹھالیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میری لڑکی آج بالغ ہوئی ہے۔ اگر تم قبول کرو تو تم سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری عین سعادت ہے، مگر میرے پاس کچھ سامان نہیں ہے، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری لڑکی کی قسمت میں رزق مقرر ہے کہ وہ خزانہ

غیب سے پہنچتا رہے گا۔ تم اس کا فکر مت کرو۔ خیر ابہ بھتیجی معصومہ کا عقد حضرت علاؤالدین رحمۃ اللہ سے ہو گیا۔ بعد نکاح حضرت خواجہ علاؤالدین ملازم صحبت حضرت خواجہ نقشبند رحؒ ہوئے۔ حضرت خواجہ رحمہؒ کی بھی ان پر نظر خاص تھی۔ اپنے پاس اُن کو بٹھایا کرتے تھے۔ اور جلد جلد اُن کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ چنانچہ عرصہ قلیل میں اُن کو بمقام کمالِ تکمیل پہنچا کر اپنی زندگی میں طالبوں کو اُن کے حوالے کر دیا اور فرمایا کرتے تھے کہ علاؤالدین نے مجھ کو سبک بار کر دیا ہے بعد انتقال حضرت خواجہ رحؒ کے ان کے جمیع اصحاب نے حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحؒ سے بیعت کی۔ حتی کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے بھی جن کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند رحؒ نے فرمایا تھا کہ جو مجھ کو دیکھنا چاہے وہ محمدؒ پارسا کو دیکھے بیعت کی ❊

خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ صاحب طریقہ خاص ہیں۔ اِن کے طریقہ کو علائیہ کہتے ہیں۔ ان کے مناقب و مآثر زاید از حد ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے :۔

طریقہ علائیہ

کہ حضرت علاءالدین عطار قدس سرہٗ باوجود نسبت ولایت وشہادیت وصدیقیت از راہ معیت ذاتیہ بغیب ذات رفتہ اند و دراصل نقطہ نہایت گشتہ اند و در انجا لقائے پیدا کردہ اند چہ قطبیت ارشاد بلکہ قطبیت مدار موقوف بوصول آن نقطہ است تا در آں بمقام فنائے و بقائے پیدا نکنند بمقام ایں دو قطبیت نمیرسند و حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ از برائے وصول باین مطلب طریقی وضع کردہ اند و خلفا ایشاں از آں طریق ایں عبارت تفسیر فرمودہ اند کہ اقرب طرق طریقہ علائیہ است و الحق کہ ایں طریق اقرب طرق ہست از برائے وصول بنہایۃ النہایت از اولیا عظام کمتر کسے باین راہ رفتہ است چہ جائے آنکہ طریقی برائے وصول باین مطلب وضع کردہ باشند۔ حضرت خواجہ محمد پارسا و حضرت مولانا یعقوب چرخی در صحبت حضرت علاؤالدین عطار ازیں طریق نیز بہرہ یافتند و والد بزرگوار ایشاں خواجہ حسن عطار و خلفاء دیگر نیز باین راہ رفتہ اند و تسلیک سالکاں نیز بہمیں راہ میکردند حضرت خواجہ احرار از مولانا یعقوب چرخی ازیں طریق نصیبے برگرفتہ بودند امروز خلفاء ایشاں از برکت ایشاں باین طریق شہرت دارند و بعد بکہ ازیں راہ رسیدہ است افادہ

طالباں می نمایند و حضرت مولانا یعقوب چرخی از جذبہ بغیب براہ سیر انفسی متوجہ اند پس
معلوم شد کہ جذبہ حضرت خواجگان دو قسم است جذبہ از راہ معیت است تسلیک
سالکاں از راہ این جذبہ خاصہ علاؤ الدین عطار است۔ انتہی ؎

آپ کی کرامات و تصرفات زائد از حد ہیں ؎

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ علماء میں رویت و عدم رویت میں بحث ہوئی۔ سب نے بالاتفاق حضرت خواجہ علاؤ الدین رح کو حکم کیا۔ آپ نے منکران رویت سے فرمایا۔ کہ تم تین روز وضو کر کے ہماری صحبت میں حاضر رہو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے دن ان کو کیفیت ہوئی۔ اور خود بخود قائل رویت ہو گئے۔ اور اس کے بعد پھر کبھی آپ سے علیحدگی اختیار نہ کی۔ فرمایا۔ اگرچہ مرشد سے تعلق غیر ہے۔ اور آخر میں اس کی نفی کرنی چاہیئے۔ فرمایا۔ ریاضت سے مقصود نفی تعلقات جسمانیہ و توجہ تام بعالم ارواح ہے۔ اور سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے تعلقات موانع راہ سے گزرے۔ اور ہر ایک تعلق پر خیال کرے جس سے دل بستگی دیکھے اسی کو قطع کرے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ جب نیا کپڑا پہنا کرتے۔ فرما دیتے کہ یہ فلانے کا ہے۔ گویا اس کو عاریت پہنا کرتے تھے۔ اس قدر علاقہ بھی روا نہ رکھتے تھے فرمایا کہ التوفیق مع السعی۔ اسی طرح مرشد کی روح کی مدد بقدر سعی طالب کی پہنچتی ہے۔ فرمایا صفت جباری کی دیکھنے سے تضرع و زاری و توبہ انابت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا جب آدمی اپنے میں رضا کی جانب میل دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اور جب عدم رضا کی جانب میل دیکھے تو تضرع و زاری کرے اور صفت استغنائی سے ڈرے ؎

منکرین رویت کی تحقیق و درستی

فرمایا۔ مزارات مشائخ سے اسی قدر فیض حاصل ہوتا ہے جس قدر کہ ان کا اعتقاد ہے۔ اگرچہ زیارت قبور بزرگوں کے واسطے قرب صوری کو اثر عظیم ہے۔ لیکن در حقیقت ارواح طیبہ کی جانب متوجہ ہونے کو بعد مادی بھی مانع نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث صلوا علیّ حیث ما کنتم۔ اس پر دلیل ہے۔ فرمایا باایں ہمہ حضرت خواجہ نقشبند رح فرمایا

مزارات مشائخ سے فیض

کرتے تھے۔ مجاورت خلق سے مجاورت حق بہتر ہے۔ فرمایا کہ مقصود زیارات مزارات اکابر سے یہ ہونا چاہیئے کہ توجہ حق تعالےٰ کی طرف ہو۔ اور ان کی روح کو وسیلہ سمجھے اور یہی حال خلق کے ساتھ تواضع کرنے کا ہے کہ ہر چند تواضع ظاہری خلق کی جانب ہو۔ لیکن درحقیقت اللہ کے واسطے ہو۔ فرمایا طریقہ مراقبہ طریقہ نفی واثبات سے اعلیٰ و اولیٰ ہے۔ کہ طریقہ مراقبہ سے بمقام نورانیت و تصرف ملک و ملکوت میں پہنچ سکتا ہے۔ و اشراق خواطر حاصل ہوتا ہے اور بواطن طلاب کو منور کر سکتا ہے۔ و دوام جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خاموشی ان تین صفتوں سے خالی نہ ہو۔ نگاہداشت خطرات یا مطالعہ ذکر دل مشاہدہ احوال کہ دل پر گذرتا ہو۔ فرمایا کہ اہل اللہ کی دوام صحبت سے عقل معاد کو ترقی ہوتی ہے۔ فرمایا صحبت سنت مؤکدہ ہے۔ ہر روز یا ایک روز ناغہ کر کے ہونا چاہئیے۔ اور اگر بُعد صوری ہو تو ہر ماہ یا تیسرے ماہ اپنے احوال کی اطلاع بذریعہ مکتوب وغیرہ کے دیتا رہے ؀

جب حضرت رحؒ کو مرض موت ہوا۔ تو آخر کو فرمانے لگے کہ مجھ کو کوئی آرزو دل میں سوا اس کے نہیں رہی ہے کہ دوست آئیں اور مجھ کو نہ پائیں۔ اور شکستہ خاطر ہو کر واپس ہو جائیں۔ اور فرمایا کہ رسم عادت کو چھوڑ و۔ جو کچھ کہ رسم عادت خلق کی ہے اس کے خلاف کرو۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی بعثت رسم عادت و بشریت کے توڑنے کے واسطے تھی ؀

فرمایا۔ تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو۔ اور سنّت مؤکدہ پر مداومت کرنا۔ اور اسی اثنا میں کلمۂ توحید پڑھا اور انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀ آپ کی وفات ۲۰ رجب ۸۰۲ھ ہجری کو ہوئی ؀

آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک مُرید نے خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر انواع کی مہربانیاں فرمائیں منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ جو کوئی چالیس فرسنگ میری قبر کے گرد دفن ہو گا وہ بخشا جائیگا ؀

حالات حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا یعقوب چرخی رح کو اگرچہ اجازت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے ہے لیکن چونکہ آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوئی ۔ اس سبب سے انہیں کے خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ ابتداء میں کچھ مدت آپ نے جامع ہرات میں اور کچھ مدت مصر میں پڑھا ۔ بعد تحصیل علوم بجذب محبت الٰہی بارادہ ارادت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت روانہ ہوئے ۔ راستہ میں ایک مجذوب ملا ۔ اس نے کہا اے یعقوب جلد جلد قدم اٹھا ۔ وہ وقت آگیا کہ تو مقبولوں میں سے ہوا ۔ اور اس نے چند خط زمین پر کھینچے ۔ مولانا نے اپنے دل میں خیال کیا ۔ کہ اگر یہ خط طاق ہوں گے تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصد حاصل ہو جائیگا ۔ چنانچہ شمار کیا تو طاق ہی تھے ۔ بعد ازاں بخارا میں آئے ۔ قرآن شریف میں فال دیکھی ۔ تو اول سطر میں یہ آیت نکلی ۔ اولٰئک الذین ھدا ھم اللّٰہ فبھدا ھم اقتدہ ۔ اس اشارہ غیبی سے بہت خوش ہوئے ۔ اور حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ فرمایا جس وقت میں نے حضرت خواجہ رح سے اپنا ارادہ ظاہر کیا ۔ انہوں نے فرمایا ۔ کہ ہم مامور ہیں ۔ خود کوئی کام نہیں کرتے آج رات کو معلوم کرینگے ۔ جو کچھ اشارہ ہوگا ویسا ہی کیا جاویگا ۔ فرمایا کہ جیسی وہ شب میرے اوپر سختی سے گزری ہے ۔ ایسی کوئی شب نہیں گزری ۔ ڈرتا تھا کہ دیکھئے قبول کرتے ہیں یا نہیں ۔ بارے صبح کی نماز جب میں نے حضرت خواجہ رح کے ساتھ پڑھی اور انہوں نے فرمایا ۔ کہ مبارک ہو ۔ جس سے میں سمجھا کہ قبول فرمایا ۔ اور مجھ وقوف عددی تعلیم فرمائی ۔ اور فرمایا حتی المقدور رعایت عدد طاق کی رکھنا ۔ جب مجھ کو کچھ مدت حضرت خواجہ رح کی صحبت میں گزری تو حضرت خواجہ رح نے مجھ کو اجازت سفر دی اور یہ بھی فرمایا ۔ کہ جو کچھ تجھ کو ہم سے ملا ہے بندگان خدا کو پہنچانا ۔ اور تین مرتبہ فرمایا تجھ کو خدا کے سپرد کیا ۔ تجھ کو خدا کے سپرد کیا ۔ تجھ کو خدا کے سپرد کیا ۔ اور اس وقت

اشارہ متابعت حضرت خواجہ علاؤ الدین فرمایا۔ چنانچہ میں وہاں سے رخصت ہو کر کیش میں پہنچا۔ وہاں خبر پہنچی کہ حضرت خواجہ کا انتقال ہو گیا۔ نہایت محزون و مغموم ہوئے اور اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہیں طبیعت مائل بعالم ہو جائے۔ اور داعیہ طلب نہ رہے۔ چنانچہ اسی فکر میں کیش سے بدخشاں آیا۔ اور وہاں سے چرخ جانے کا ارادہ کیا۔ کہ ورد میں مشغول ہوں کہ اسی اثنا میں خواجہ علاؤ الدین عطار رح کا خط آیا اور اس میں حضرت خواجہ رح کی اشارت متابعت کو یاد دلایا بمجرد اس خط کے پہنچنے کے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے حال پر نہایت کرم فرمایا۔ اور مدتوں تک اُن کی صحبت میں رہا۔ حتیٰ کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ حضرت کے حکم کی تعمیل میں کوشش کی جائے اگرچہ میں اپنے تئیں لائق اس کام کے نہیں جانتا تھا۔ مگر خیال کیا۔ کہ حضرت خواجہ رح کا فرمانا حکمت سے خالی نہ ہو گا۔ حضرت مولانا صاحب تصانیف و تفاسیر گزرے ہیں ۸۵۱ھ میں انتقال فرمایا۔ اور مقام بلغنور میں مدفون ہوئے۔ فقط

حالات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ ماہ رمضان ۸۰۶ھ ہجری میں موضع باغستان توابع ملک تاشقند میں پیدا ہوئے۔ بعد تولد چالیس روز تک ایام نفاس میں اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہ فرمایا۔ جب انہوں نے غسل طہر فرمایا۔ تب پیا۔ آپ کے جد امجد خواجہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ قطب وقت تھے۔ دم اخیر میں جب اپنے پوتوں کو الوداع کرنے کو بلایا۔ اور خواجہ عبیداللہ احرار کہ اس وقت کم سن تھے۔ ان کے پاس گئے۔ وہ ان کو دیکھ کر تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور گود میں لے لیا اور فرمایا۔ کہ اس فرزند کے بارے میں مجھ کو بشارت نبوی ہے۔ کہ یہ پیر عالمگیر ہو گا۔ اور اس سے طریقت و شریعت کو رونق ہو گی۔

حضرت خواجہ احرار نے فرمایا کہ میں ایک سوداگر سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رح

کے مناقب ومآثر سن کر ان کی خدمت میں بمقام بلغنور روانہ ہوا۔ راہ میں بیمار ہو گیا اور بیس روز تک تپ لرزہ آیا۔ اسی عرصہ میں بعض آدمیوں نے مولانا کی غیبت و برائی بھی مجھ سے کی۔ اور میں نے چاہا کہ وہاں سے واپس ہو جاؤں۔ پھر خیال آیا کہ جب اس قدر مسافت طے کرلی تو بلا ملاقات واپس جانا معقول نہیں +

چنانچہ وہاں سے روانہ ہوا۔ اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نہایت تلخی و غصہ سے پیش آئے۔ اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ بدمزگی بسبب اس غیبت و فتور کے ہے۔ جو راہ میں پیش آئی تھی۔ مگر انہوں نے کچھ تصریح نہ فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر میں بلطف پیش آئے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند رحؒ سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا۔ بعد ازاں اپنا ہاتھ میری طرف بیعت کرنے کو بڑھایا۔ لیکن چونکہ ان کی پیشانی پر برص کا داغ تھا اُس سے مجھ کو کراہت پیدا ہو گئی۔ اشراق خاطر سے انہوں نے میری کراہت دریافت کر کے اپنا ہاتھ جلد کھینچ لیا۔ اور بطریق لبس و خلع الیسی دلربایانہ شکل میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ اور انہوں نے پھر اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جس نے یہ ہاتھ پکڑا۔ اس نے گویا خواجہ بہاؤ الدینؒ کا ہاتھ پکڑا۔ اس وقت میں نے بے توقف ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مجھ کو شغل وقوف عددی مشغول فرمایا۔ اور فرمایا کہ حضرت بزرگ یعنی حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے جو کچھ مجھ کو پہنچا ہے وہ یہی ہے۔ اور اگر تم بطریق جذبہ طلبہ کو تربیت کرو تو اختیار ہے۔ اس بات سے مولانا کے بعض اصحاب کو غیرت آئی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ احرار کو قوت و تصرف سب حاصل ہے۔ صرف اجازت کی دیر ہے۔ اور فرمایا کہ طالب کو اس طرح پیر کے پاس آنا چاہیئے۔ جیسے کہ عبید اللہ آیا ہے۔ کہ تیل بتی درست ہے صرف ایک آگ لگانے کی دیر ہے۔ فرمایا۔ جب میں نے حضرت مولانا سے اجازت چاہی تو انہوں نے حضرت خواجگان کی جملہ طریق بیان کئے۔ اور جب طریقہ رابطہ پر پہنچے فرمایا کہ اس کی تعلیم میں تم دہشت نہ کرنا۔ صاحب استعداد کو بتلا دینا۔ فرمایا اگر

تم حضرت خواجہ بہاؤ الدین رح کی صحبت میں نسبت حاصل ہو۔ اور پھر تم کسی اور بزرگ کے پاس جاؤ اور وہاں بھی وہی نسبت حاصل ہو۔ اور پھر تم کیا خیال کرو گے پھر خود ہی فرمایا۔ کہ جس جگہ سے یہ نسبت حاصل ہو۔ اس کو خواجہ بہاؤ الدین رح ہی سے خیال کرنا۔ اور اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔

کہ شیخ قطب الدین حیدر قدس سرہٗ کا ایک مرید شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گیا۔ بھوک غالب تھی اپنے پیر کے گاؤں کی جانب منہ کر کے شیئاً للہ یا قطب الدین حیدر۔ شیخ شہاب الدین رح نے اس کا حال معلوم کر کے کہا کہ اس کو کھانا کھلاؤ۔ بعد کھانا کھانے کے اس مرید نے پھر اپنے پیر کے گاؤں کی جانب منہ کر کے فرمایا۔ شکر للہ یا قطب الدین حیدر کہ مجھ کو کسی جگہ فراموش نہیں فرماتے۔ یہ ماجرا خادم نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ درویش عجب آدمی ہے کہ کھانا تو آپ کا کھایا اور شکر قطب الدین حیدر کا کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ مرید کو اس سے سیکھنا چاہئے۔ کہ ظاہر باطن جس قسم کا فائدہ ہو اپنے پیر ہی سے خیال کرتا ہے ؏

فرمایا زندگی سے اس شخص کو بہرہ ہے کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گرم۔ فرمایا کہ بعض اکابر کی ملازمت میں مجھ کو یہ بات حاصل ہوئی کہ جو کچھ میں لکھوں وہ جدید ہوگا قدیم نہ ہوگا۔ اور جو کچھ کہوں گا قبول ہوگا مردود نہ
ہوگا۔ فرمایا۔ پیر وہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مرضی میں فنا ہو گیا ہو وصف پیر
جو کچھ فرما دیا ہے اس پر قائم ہو۔ بلکہ اس کی تمام آرزوئیں مثل آئینہ کی ہوں۔ کہ اس کے سواء اخلاق و اوصاف نبوی کچھ معلوم نہ ہو۔ فرمایا کہ مرید وہ ہے کہ بتاثیر ارادت
اس کی تمام خواہشات سوختہ ہو گئی ہوں۔ اور کوئی مراد اس کی نہ رہی ہو۔ اور روئے وصف مرید
توجہ تمام جانب سے پھیر کر صرف پیر ہی کی طرف رکھے ؎

آنرا کہ در سرائے نگاریست فارغ است ۔ از بوستان و تماشائے لالہ زار

فرمایا جو شخص فقیروں کی صحبت میں آئے۔ چاہئے کہ اپنے تئیں نہایت مفلس

درویش کی دیوار کا ادب

ظاہر کرے۔ تاکہ اس پر ان کو رحم آئے۔ فرمایا کہ اگر درویش کی شکل دیوار پر کھینچی ہو تو اس کے نیچے سے بھی با ادب گزرنا چاہیئے۔ فرمایا بعض بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ بعد نماز دیگر ایک ساعت ہے۔ کہ اس ساعت کو بہترین اشغال میں صرف کرے۔ بعض کا قول ہے کہ بہترین اعمال محاسبہ کرے۔ کہ آیا تمام روز عبادت میں صرف ہوا تو شکر کرنا چاہیئے۔ اگر معصیت میں صرف ہوا ہو تو استغفار کرے اور بعض فرماتے ہیں کہ بہترین اعمال یہ ہے کہ اپنے تئیں ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اس کی صحبت میں ما سوا اللہ سے دل ہول ہو اور الی اللہ مائل اور منجذب ہو۔ فرمایا کہ اعمال و اخلاق کا اثر جمادات پر بھی پڑتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے کہ وہاں اعمال و اخلاق ناپسندیدہ ہوتے ہوں۔ تو وہ نماز ایسی پُر برکت و انوار نہ ہو گی جیسی کہ اگر ایسی جگہ ادا ہو جہاں ارباب جمعیت کی جمعیت کا اثر پہنچا ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ دو رکعت نماز حرم کعبہ اور جگہ کی ستر رکعت کی برابر ہیں۔

اعمال و اخلاق کا اثر

فرمایا۔ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہٗ کا مقولہ ہے کہ کوشش کرے کہ کوئی آرزو اللہ تعالیٰ کے سوا تیرے دل میں نہ رہے۔ اور اگر یہ بات حاصل ہو گئی تو تیرا کام پورا ہو گیا۔ پھر چاہے احوال و مواجید و کشف و کرامت ظاہر ہوں یا نہ ہوں کچھ غم نہیں ہے۔ فرمایا کہ حضرت سید الطائفہ قدس سرہٗ کا قول ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال تک کاتب شمال کوئی چیز نہ پائے کہ اس پر لکھے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی مرید سے کوئی گناہ ہی سرزد نہ ہو۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ کاتب شمالی کے لکھنے سے پہلے اس کا تدارک و استغفار کرے کہ لکھنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

فرمایا کہ حضرت مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہٗ شریعت و طریقت و حقیقت ہیں اس طرح مثال دیتے تھے۔ کہ جھوٹ منع ہے۔ پس اگر کوئی شخص اس طرح کوشش کرے کہ اس کی زبان پہ جھوٹ نہ جاری ہو لیکن دل میں داعیہ ہو۔ یہ شریعت ہے۔ اور دل سے بھی داعیہ جاتا رہے تو طریقت ہے۔ اور اگر باختیار و بے اختیار زبان و دل سے یہ بات بالکل جاتی رہے۔ وہ حقیقت ہے ؂

فرمایا کہ کشف قبور یہ ہے کہ میّت کی رُوح صُورت مناسب میں صاحب کشف پر قبر میں ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ شیطان کو تمثل اور تشکل میں قوت بہت ہے۔ اس سبب سے خواجگان قدس سرہم نے اس کشف کا کچھ اعتبار نہیں کیا۔ اور ان کا طریقہ ہے کہ جب کسی قبر پر گئے۔ اپنے تئیں نسبت و کیفیت سے خالی کر کے انتظار کرتے ہیں۔ کہ کیا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر جو کچھ معلوم ہو وہ صاحب قبر کا حال ہے۔ اور یہی طریقہ اور نسبت دریافت کرنے کا ہے۔ فرمایا۔ ارباب تحقیق کی نسبت ثابت ہے کہ ترقی بعد موت واقع ہے۔ فرمایا باوجود ترک ادب اگر کسی کا حال باطنی قائم رہے تو وہ مکر الٰہی ہے۔ فرمایا کہ یہ نسبت خواجگان مجمع و تفرقہ میں جو زیادہ ظاہر ہوتی ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ نسبت محبُوبی ہے محبُوب کو اگر خلوت میں بلاؤ تو شرماتا ہے۔ فرمایا کہ یہ نسبت ایسی لطیف ہے کہ اس کی جانب توجہ مانع ظہور ہے۔ جیسے مظاہر جمیلہ کی طرف اگر غور سے دیکھو تو شرما جاتے ہیں۔ فرمایا شغل بخلق ضد شغل بحق ہے۔ فرمایا مقصود کلی یہ ہے، کہ لطیفہ مدرکہ کو بر سبیل دوام حق سبحانہٗ کی طرف اقبال واقع ہو تاکہ انجام کار مقبول بنا دے۔ فرمایا کہ ہر زمانہ میں رجال الغیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں کہ رخصت سے اجتناب کرتا ہو۔ و عزیمت پر عمل کرتا ہو۔ رجال الغیب ارباب رخصت سے بھاگتے ہیں۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ حضرت خواجگان کا طریقہ عمل بر عزیمت ہے ؛

تعریف فنا

فرمایا فنا مطلق کے یہ معنی ہیں کہ اپنے جملہ افعال و اوصاف و افعال کو فاعل حقیقی کی طرف بطریق ذوق اثبات کرے۔ پھر مثالاً فرمایا کہ یہ جامہ جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ عاریتی ہے۔ لیکن مجھ کو اس کا عاریتی ہونے کا علم نہیں ہے۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ میرا ہی ہے۔ اس سبب سے مجھ کو اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر مجھ کو یہ علم ہو گیا۔ کہ یہ جامہ عاریتی ہے۔ فی الحال میرا تعلق اس جامہ سے منقطع ہو جائیگا۔ حالانکہ میں اس کو اسی طرح پہنے ہوئے ہوں جس طرح

کہ پہلے پہنے ہوئے تھا۔ جملہ صفات کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ تاکہ ما سوائے حق تعالیٰ سے منقطع و آزاد ہو کہ یہی درویشی ہے جس کو لوگ بہت لمبی چوڑی بنائے ہوئے ہیں۔ فرمایا۔ وصل یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت بطریق ذوق جمع پائے۔ اور اسی حالت کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ما نہایت را در بدایت درج مے کنیم ۔

فرمایا کہ اگر ذکر کا اس قدر ملکہ ہو جائے کہ ہمیشہ دل حاضر ہو۔ اور اگر ذاکر کو اس حضور سے تعلق ہو تو وہ ابرار میں سے ہے۔ اور اس کو حاضر مع اللہ کہنا چاہئے۔ لیکن واصل مع اللہ نہیں ہے۔ واصل وہ ہے کہ اسناد حضور اس سے منتفی ہو جائے۔ اور حق سبحانہ کو بذات خود حاضر جانے ۔

فرمایا کہ اولیاء کی انتہا رسائی یہاں تک ہے کہ شاہد حقیقی میں بوجہ غایت استغراق مشاہدہ ان سے غائب ہو جائے۔ فرمایا ہمت اسے کہتے ہیں کہ کسی کام کے واسطے اس طرح دل کو جمع کرے کہ اس کے خلاف خیال دل میں نہ آئے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی کافر بھی کسی کام کے واسطے ہمیشہ دل کو جمع رکھے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس میں ایمان وعمل صالح کی شرط نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب کسی شخص کو اللہ تعالیٰ توبہ عطا کرے اور اس راہ میں قدم رکھنے چاہئے۔ کہ ہمگی ہمت اس امر کی مصروف رکھے کہ کوئی لمحہ اور ساعت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو اور صحبت ناجنس سے پرہیز کرے شعر

نخست موعظت پیر صحبت این حرف است | کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

ناجنس سے مراد دنیادار اور مخالفان طریق ہیں۔ فرمایا بعد نماز عشا جب نیند غلبہ کرے تو تین مرتبہ قل ہو اللہ احد۔ تین مرتبہ قل اعوذ برب الفلق اور تین مرتبہ اعوذ برب الناس پڑھے اور اس کا ثواب جمیع اہل قبور کو کہ منتظر زندوں کے رہتے ہیں۔ پہنچائے تاکہ ان کو آسائش پہنچے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر بخشش و رحمت کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ارحم ترحم شعر

خدا را بر آں بندہ بخشائش است | کہ خلق از وجودش در آسائش است

فرمایا کہ قبل سونے کے اپنی گذشتہ اوقات کا خیال کرے کہ کس طرح گذرے ہیں اگر غیر طاعت میں گذرے ہیں تو توبہ و استغفار کرے۔ فرمایا منجملہ آداب طریق سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔ فرمایا کہ دوام وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے +

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ واقعہ میں مامور ہوئے کہ سلاطین سے اختلاط پیدا کریں۔ اور ترویج شریعت و تجدید ملت کریں۔ تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اسی غرض سے سمرقند گئے۔ اس وقت مرزا عبد اللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہ رخ والی سمرقند تھا۔ مرزا عبد اللہ کا ایک امیر حضرت خواجہؒ سے ملاقات کو آیا۔ حضرت خواجہؒ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے مرزا کی ملاقات کے واسطے میں یہاں آیا ہوں۔ مگر تمہاری کوشش سے یہ بات ہو جائے تو تم داخل ثواب ہو گے۔ اس امیر نے گستاخی کے طور سے کہا کہ مرزا جوان بے پرواہ ہے۔ اس کی ملاقات ہونی مشکل ہے۔ اس کے سوا درویشوں کو ایسی باتوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت خواجہؒ کو اس بات سے بہت غیرت آئی۔ اور فرمایا مجھ کو سلاطین کے اختلاط کا حکم ہوا ہے۔ میں خود نہیں آیا ہوں تمہارا مرزا پرواہ نہ کرے گا۔ کوئی اور آئے گا جو پرواہ کریگا۔ جب وہ امیر باہر چلا گیا۔ حضرت خواجہؒ نے اس کا نام سیاہی سے دیوار پر لکھا۔ اور آب دہن سے اُس کو مٹا دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا کام اس بادشاہ اور امیر سے نکلتا معلوم نہیں ہوتا۔ اسی روز متوجہ تاشقند ہو گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ مر گیا اور ایک مہینہ کے بعد سلطان ابو سعید مرزا ترکستان سے مرزا عبد اللہ پر چڑھ کر آیا۔ اور اس کو قتل کیا ❊

نقل ہے۔ کہ قبل ازیں مرزا ابو سعید نے حضرت خواجہؒ کو خواب میں دیکھا تھا اور آپ کا نام دریافت کیا۔ جب بیدار ہوا تو دریافت کہ کوئی درویش خواجہ عبید اللہ نام اس شکل و شباہت کا بھی اس دربار میں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تاشقند میں ہیں فی الحال سوار ہو کر وہاں گیا۔ لیکن حضرت خواجہؒ مرزا کے آنے کی خبر سُن کر فرکت کو چلے گئے۔ وہ فرکت ہی میں گیا۔ جس وقت حضرت خواجہؒ کی زیارت ہوئی تب

اختیار ہو کر کہنے لگا کہ واللہ کہ جس شخص کو میں نے خواب میں دیکھا وہ یہی ہیں۔ اور آپ کے قدموں پہ گر پڑا۔ آپ نے بھی اس پر نہایت مہربانی فرمائی۔ اور اپنی جانب منجذب کیا۔ اس کے بعد اس کے بہت سا لشکر جمع ہو گیا۔ اور اس نے سمرقند کی فتح کا ارادہ کیا۔ اور حضرت خواجہ رح سے التماس ہمت و توجہ کی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کس ارادہ سے فتح کرتے ہو۔ اگر تقویت شریعت غرا اور ترویج دین متین کی غرض سے ہے تو جاؤ فتح تمہاری ہے۔ اس نے عرض کیا کہ بجان و دل کوشش و تقویت شریعت کی کروں گا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اب تم پناہ شریعت میں ہو اور تمہاری مراد حاصل ہے ؛

نقل ہے کہ مرزا بابر ایک لاکھ سوار سے متوجہ سمرقند ہوا۔ مرزا سلطان ابو سعید حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کہ مجھ کو تاب مقاومت بابر نہیں ہے۔ کیا علاج کروں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہاری مہم میں نے اپنے ذمہ لی اور میں ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ برکت خواجہ رح لشکر بابری پر ایسی بلا نازل ہوئی۔ کہ وہ خود مرزا ابو سعید سے خواہاں صلح ہوا۔ اور جان بچا کر واپس گیا۔ فرمایا کہ اگر میں پیری کروں تو اس زمانہ میں کسی پیر کو مرید نہ ملے۔ لیکن میرے سپرد اور ہی کام کیا ہے۔ مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھوں۔ اور شریعت کو رواج دوں۔ اور اسی وجہ سے تسخیر سلاطین کرتا ہوں۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس قدر قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر بادشاہ ختا کو ایک رقعہ لکھ بھیجوں تو ترک سلطنت کر کے سر و پا برہنہ میرے آستانہ پہ حاضر ہو۔ مگر میں بلا فرمان الٰہی خود نہیں کرتا ہوں۔ اور ادب بھی یہی ہے۔ کہ اپنے ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تابع کرے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو اپنے ارادہ کے تابع کرے ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح مع یاران کسی جگہ جاتے تھے۔ شام قریب ہو گئی۔ منزل دور اور رستہ خطرناک تھا۔ رفیق بہت متردد ہوئے۔ آپ نے استغراق خاطر سے دریافت کر کے فرمایا۔ کہ کچھ اندیشہ نہ کرو۔ انشاء اللہ آفتاب غروب

اپنے ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تابع کرے

ہونے سے پہلے پہلے پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب تک شہر کے قریب نہ پہنچے آفتاب اسی جگہ قائم رہا۔ گویا کسی نے میخ دوز کر دیا تھا۔ اور جیسے ہی شہر کی دیوار کے نیچے پہنچے دفعتہً آفتاب غائب ہو گیا۔ اور اس قدر دیر ہو گئی تھی کہ بیاض شفق بھی نہ تھی۔ تمام رفقا حیران ہو گئے۔ اور آخر کار ضبط نہ ہو سکا۔ حضرت خواجہؒ سے اس کا بھید دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک طریقت کے شعبدوں میں سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ دو درویش راہ دور دراز سے حضرت خواجہؒ کی زیارت کو آئے جب خانقاہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہؒ بادشاہ کے پاس گئے ہیں وہ سن کر بہت حیران ہوئے کہ یہ کیسے شیخ ہیں کہ بادشاہ کے پاس جاتے ہیں۔ اور بئس الفقیر علی باب الامیر کے مصداق ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت دو چور بادشاہ کے دربار سے بھاگ آئے تھے۔ ان کی تلاش ہو رہی تھی۔ یہ دونوں درویش مل گئے۔ ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ شریعت کے بموجب ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ حضرت خواجہؒ بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا یہ درویش میرے ملنے کے لیے آئے تھے۔ چنانچہ حضرت ان کو اپنے ہمراہ لے کر چلے آئے جب مکان پر پہنچے۔ ان سے کہا کہ میں اس واسطے بادشاہ کے پاس گیا تھا کہ تمہارے ہاتھ قطع ہونے سے بچاؤں۔ اور بئس الفقیر علی باب الامیر کا جب مصداق ہوتا کہ طمع دنیا کے واسطے جاتا۔

نقل ہے کہ ایک عالم حضرت خواجہؒ کی تعریف سن کر زیارت کے واسطے روانہ ہوئے۔ جب شہر کے دروازہ پر پہنچے دیکھا غلہ بکثرت جا رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کس کا غلہ ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہؒ کا ہے۔ یہ سن کر حیران رہ گئے کہ فقیری کہاں اور یہ غلہ کہاں۔ دل میں آیا کہ لوٹ جائیں۔ لیکن پھر خیال کیا کہ جب اس قدر سفر کر کے آئے ہیں تو مل کر ہی چلنا چاہیئے۔ جب خانقاہ میں داخل ہوئے تو حضرت خواجہؒ گھر میں تھے یہ وہیں بیٹھ گئے۔ اتفاقاً غیبت ہو گئی کیا دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ ایک شخص جس کا یہ قرض دار تھا۔ آ کر اس سے اپنے قرض کا خواہاں ہوا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ

اپنے ہمراہ دوزخ میں لے جائیے۔ کہ اسی اثنا میں حضرت خواجہ رحؒ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ تیرا کس قدر قرض ہے۔ اس نے جو تعداد بتلائی وہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس سے ادا کرکے اس کی خلاصی کرائی۔ کہ اسی میں اُس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو حضرت خواجہ رحؒ گھر میں سے تشریف لاتے ہیں۔ اور مُسکرا کر اُس سے فرمایا کہ میں اسی واسطے مال رکھتا ہوں۔ کہ تجھ جیسے آدمی کو قرض سے نجات دلاؤں ؛

نقل ہے کہ سلطان ابو سعید مرزا کو بعد حضرت خواجہ رحؒ سے تائب ہونے کے کئی بار ہوس شراب پیدا ہوئی۔ نوکر سے کہا کہ دیوار کے پیچھے لے آنا میں کوٹھے پر سے لٹکا جب وہ لایا۔ تو مرزا نے پگڑی باندھ کر کوزہ شراب کا اوپر پہنچا۔ کوزہ دیوار سے ٹکر کھا کر ٹوٹ گیا۔ اس بات سے مرزا کو بہت غم ہُوا۔ صبح کو حضرت خواجہؒ کے پاس حاضر ہُوا۔ آپ نے اوّل کلام یہ فرمایا کہ رات تمہارے کوزہ کے ٹوٹنے کی آواز میں نے سُنی۔ اور اگر کوزہ نہ ٹوٹتا تو میرا دل تم سے ٹوٹ جاتا۔ اور پھر ہماری تمہاری ملاقات نہ ہوتی۔ آپ کا انتقال ۲۹ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ ہجری میں ہُوا ؛

نقل ہے کہ جس وقت آپ کا انتقال قریب ہُوا۔ بہت سی شمعیں روشن تھیں کہ دفعتہً آپ کے دونوں ابرو کے درمیان سے ایک نور ظاہر ہُوا۔ اور تمام شمعوں کی روشنی پر غالب آگیا ؛

حالات حضرت مولانا محمد زاہد قدس سرّہٗ

حضرت مولانا محمد زاہد قدس سرّہٗ کا انتساب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرّہٗ سے ہے۔ آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی کے رشتہ دار بلکہ کہتے ہیں کہ نواسہ تھے اور ان کے کسی خلیفہ سے ذکر و تعلیم حاصل کرکے گوشہ اختیار کیا۔ اور مشغول ریاضت و مجاہدہ ہوگئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ احرار قدس سرّہٗ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب حضرت مولانا محمدؒ زاہد نے حضرت خواجہ احرار

قدس سرہٗ کا شہرہ ارشاد سنا۔ تو حصار سے جہاں آپ کا مسکن تھا۔ روانہ ہو کر سمرقند میں پہنچے۔ محلہ وانسر میں آ کر فروکش ہوئے اور ارادہ کیا۔ کہ تبدیل لباس کر کے محلہ کفسر کو جہاں حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا مکان تھا جائیں۔ کہ حضرت خواجہؒ پر مکشوف ہؤا کہ مولانا محمد زاہد کہ بکمالات و مقامات موصوف ہیں۔ اس شہر میں ملنے کو آئے ہیں چنانچہ اسی وقت کہ دوپہر تھا۔ اور گرمی بدرجہ غایت تھی۔ حضرت خواجہؒ اونٹ پر سوار ہو کر اس کی باگ چھوڑ دی۔ کہ جس طرف چاہے چلا جاوے۔ اتفاقاً وہ اونٹ محلہ وانسر میں ایک مکان کے آگے ٹھیر گیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ یہاں کون ٹھیرا ہؤا ہے۔ کسی نے کہا۔ مولانا محمد زاہد ٹھیرے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت خواجہؒ اونٹ سے اُتر پڑے۔ مولانا کو جب آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی بے اختیار ہو کر آپ کے استقبال کو دوڑ پڑے اور آپ کی قدمبوسی کی۔ اور اسی مکان میں خلوت کی۔ مولانا نے اپنے حالات و مقامات کو حضرت کے سامنے بیان کر کے درخواست بعیت کی ؛

چنانچہ حضرت خواجہؒ نے آپ کو بعیت کر کے اپنی توجہ و تصرف سے اسی مجلس میں کمال و تکمیل کو پہنچا کر کے اپنی خلافت عطا فرمائی۔ اور وہیں سے رخصت کر دیا۔ اس پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پُرانے پُرانے خادموں نے غیرت کی کہ مولانا محمد زاہد کو اوّل ہی صحبت میں خلافت دیدی۔ اور ہم برسوں سے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ ہمارے حال پہ کچھ خیال نہیں فرماتے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ مولانا محمد زاہد چراغ بتی درست کر کے لائے تھے۔ میں نے صرف اس کو روشن کر دیا۔ اور رخصت کر دیا ؛

یہ معاملہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصرف عظیم اور حضرت مولانا کی کمال علو استعداد و قابلیت پر دال ہے۔ آپ کی وفات غرہ ربیع الاوّل ۹۳۶ سنہ ہجری کو ہوئی۔ موضع وخش میں کہ متصل حصار ہے آپ کا مدفن ہے ؛

✦

حالات حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہٗ

حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہٗ کو اپنے ماموں مولانا محمد درویش رحؒ سے انتساب تھا۔ کہتے ہیں کہ بیعت سے پندرہ سال قبل زہد و ریاضت میں مشغول رہے۔ بحالت تجرید و تفرید بیخورد و خواب ویرانوں میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز بھوک سے نہایت لاچار ہوئے اور آسمان کی جانب مُنہ اُٹھائی۔ فی الحال حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں حاضر ہو کہ تم کو صبر و توکل سکھادیں گے۔ پس حضرت مولانا ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ اور اُن کے انتقال کے بعد بالاستقلال اُن کے نائب ہوئے۔ ورع و تقویٰ و تحمل بعزیمت و حفظ نسبت میں شان عظیم رکھتے تھے۔ گمنامی و استتار احوال کے زائد از حد ملتزم تھے۔ اور اس واسطے درس قرآن مجید فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو اُن کے حال سے آگاہی نہ ہو۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ وہاں کسی ترکی مشائخ کا گذر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کسی مرد کی بُو آتی ہے اور مولانا درویش محمدؒ کی جانب اشارہ کیا آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا خواجگی امکنگی سے۔

نقل ہے کہ بیشتر وجہ میرے والد کی شہرت کی یہ ہوئی۔ ایک روز ایک درویش نے میرے والد کے سامنے شیخ نورالدین خوافی کے حالات کا ذکر کر کے فرمایا کہ وہ بہت بزرگ ہیں۔ اگر اس طرف ان کے آنے کا اتفاق ہو تو ضرور ملنا۔ اس بات کو ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ شیخ نورالدین موصوف کا نواح امکنہ میں گذر ہوا۔ میرے والد نے جب ان کے آنے کی خبر سُنی۔ جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ پہنے ہوئے کچھ ہدیہ لے کر شیخ کی خدمت میں روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے میرے والد سے سخت معانقہ کیا۔ اور تادیر دونوں مراقب بیٹھے رہے۔ جب میرے والد وہاں سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے تو چند

قدم متابعت کرکے تبواضع رخصت کیا۔ بعد والد کے چلے جانے کے انہوں نے حاضرین سے دریافت کیا۔ مگر اس جگہ کے طالبانِ خدا ان کی خدمت میں آتے جاتے ہوں گے۔ لوگوں نے کہا۔ کہ یہ شیخ نہیں ہیں بلکہ قرآن پڑھایا کرتے ہیں۔ شیخ نورالدین رحؒ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہاں کے آدمی بھی عجیب نابینا اور مُردہ ہیں کہ ایسے کامل شخص سے استفادہ واستفاضہ نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ کی یہ بات تمام میں مشہور ہو گئی۔ اور لوگوں نے ان کے پاس آنا جانا شروع کر دیا۔ اور کسب کمال کرنے لگے۔ لیکن یہ لوگوں کی اس رجوع سے بوجہ انزوا پسندی نہایت دل تنگ رہتی تھی؛

نقل ہے کہ شیخ خوارزمی کروی قدس سرّہٗ کی یہ عادت تھی کہ جس جگہ جایا کرتے تھے اور وہاں کے جس مشائخ سے ملاقات ہوا کرتی تھی اس کی نسبت سلب کر لیا کرتے تھے جب مولانا درویش محمدؒ قدس سرّہٗ کے دیار میں پہنچے تو وہاں کے سب مشائخ ان کی ملاقات کو آئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کو بھی اُن کی ملاقات کیواسطے جانا چاہئے اور باطن سے ان کی نسبت سلب فرمائی۔ شیخ نے اپنے تئیں خالی وصاف پایا۔ نہایت حیران و پریشان ہوئے۔ جب حضرت مولانا ان کی ملاقات کو سوار ہوئے تو شیخ کو اپنی نسبت کی بُو آئی۔ اور آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر اس خوشبو کے پتہ سے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے اور جس قدر زیادہ آگے جاتے تھے اور مولانا سے نزدیک ہوتے جاتے تھے اسی قدر خوشبو زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ جب مولانا سے ملاقات ہوئی وہ خوشبو منقطع ہو گئی۔ شیخ سمجھ گئے کہ مولانا نے نسبت سلب فرمائی ہے۔ نہایت اظہار وانکسار ونیاز مندی کی اور نہایت عاجزی ومسکنت سے کہ مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ ولایت آپ کے متعلق ہے۔ میں لوٹا جاتا ہوں۔ حضرت مولانا کو شیخ کی عجز وانکسار پر بہت رحم آیا۔ اور اُن کی نسبت اُن کو واپس کر دی۔ شیخ نے اپنی نسبت کو بحال پا کر اسی سواری پر اس جگہ سے اپنے گھر کا راستہ لیا؛

حضرت مولانا درویش محمدؒ کا انتقال ۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ ہجری کو ہُوا۔ موضع استرار مضافات شہر سبز ماوراء النہر میں آپ کا مرقد ہے ؛

حالات حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ

حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ سے انتساب ہے اور انہیں کی تربیت سے مقام تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ تیس سال تک اپنے والد کی مسند مشیخت پر متمکن رہے۔ اور خدمت صادر و وارد کیا کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ نہایت معمر و مسن ہو گئے تھے اور ہاتھ کانپتے تھے۔ لیکن مہمانوں کے واسطے خود کھانا لاتے تھے۔ بلکہ بسا اوقات مہمانوں کے خادم اور سواریوں کی بھی خود خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اور طریقہ نقشبندیہ کی نہایت رعایت فرماتے۔ ذکر جہر وغیرہ جو طریقہ میں محدثات ہو گئے تھے ان سے پرہیز اور احتراز کرتے تھے۔ ان کی خوارق عادات و اشراق قلوب آفتاب سے زیادہ مشہور تھے۔ اور اپنے وقت میں مرجع طلاب تھے۔ علماء و فضلاء و امراء و فقراء ان کی خدمت میں استفادہ و استفاضہ کو حاضر ہُوا کرتے تھے۔ بلکہ ملوک و سلاطین خاک آستانہ عالیہ کو سُرمہ بناتے تھے ؛

نقل ہے کہ عبداللہ خاں والی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک بارگاہ عظیم الشان کھڑی ہے اور جناب سلطان الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہاں رونق افروز ہیں۔ اور ایک شخص دروازہ پر ہاتھ میں اعصا لئے ہُوئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی عرض مہمات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ اور اس کا جواب لاتے ہیں۔ جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شمشیر ان بزرگ کے ہاتھ عبداللہ خاں کو بھیجی۔ اور انہوں نے آکر اس کی کمر میں باندھ دی۔ جب عبداللہ خاں بیدار ہُوا۔ تو ان بزرگ کا حلیہ بتلا کر ان کا پتہ پوچھا۔ کسی نے حاضرین سے عرض کیا کہ اس شکل و شباہت کے حضرت مولانا خواجگی امکنگی ہیں۔ چنانچہ وہ بشوق

تمام ہدایا و تحائف لے حاضر ہوا۔ اور آپ کا حلیہ بعینہٖ جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ پا کر نہایت خوش ہوا۔ اور کمال نیازمندی سے پیش آیا۔ اور التماس قبول فتوح کیا۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ اور فرمایا کہ حلاوت فقر نامرادی و قناعت میں ہے۔ سلطان نے بانکسار حکم اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ کی طرف اشارہ کیا۔ تب ناچار قبول فرمایا۔ اس کے بعد سلطان ہر روز صبح کو خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا ؎

نقل ہے کہ کسی جگہ کا بادشاہ پیر محمد خاں نامی بعزم تسخیر سمرقند باقی محمد خاں وہاں کے حاکم پر پچاس ہزار سوار لے کر چڑھ آیا۔ باقی محمد خاں نے اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھ کر حضرت مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض دعا و ہمت کی۔ آپ خود بنفس نفیس پیر محمد خاں کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس کو سمجھایا کہ تم واپس جاؤ مسلمانوں کو آپس میں لڑنا اچھا نہیں ہے۔ مگر اس نے کچھ سماعت نہ کیا۔ اور مولانا بخشم تمام واپس آئے۔ اس وقت باقی محمد خاں سے کہا کہ تم قلت لشکر کا کچھ فکر نہ کرو اور دشمن سے مقابلہ کرو۔ انشاء اللہ فتح تمہاری ہو گی۔ چنانچہ باقی محمد خاں بہمت مولانا لشکر لے کر روانہ ہوا اور مولانا با جماعت درویشاں اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ اور ایک پرانی مسجد میں مستقبل بقبلہ مراقب ہو بیٹھے۔ اور بار بار سر اٹھا کر دریافت فرماتے کہ کیا خبر ہے۔ حتیٰ کہ کسی نے آ کر کہہ دیا کہ باقی محمد خاں کی فتح ہو گئی تب آپ وہاں سے اُٹھ کر گھر تشریف لائے ؎

نقل ہے کہ ایک درویش نے بیان کیا۔ کہ میں ایک شب حضرت خواجہؒ کے ہمراہ پابرہنہ جاتا تھا۔ ناگاہ میرے پاؤں میں کانٹا لگ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے برادر جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا ؎

نقل ہے کہ ایک مرتبہ تین طالب علم آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں علیحدہ علیحدہ نیت کی۔ کہ اگر حضرت خواجہ نے فلاں طعام کی میری ضیافت کی تب میں ان کو صاحب کرامت سمجھوں۔ دوسرے نے کہا کہ اگر

مجھ کو فلاں میوہ دیں تب میں ولی سمجھوں۔ تیسرے نے کہا کہ فلاں پسر صاحب جمال میرے پاس آجائے تب صاحب خارق سمجھوں۔ جب یہ تینوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت نے اوّل کے دونوں کی خواہشات پوری کر دیں۔ اور تیسرے سے کہا۔ کہ درویشوں کے جو حالات اور کمالات نصیب ہوتے ہیں۔ یہ بمتابعت صاحب شریعت ہوتے ہیں۔ اُن سے امر نامشروع صادر نہیں ہوتا۔ پھر سب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ ان لوگوں کے پاس امر مباح کے واسطے بھی نہ آئے۔ کیونکہ ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر ایسی باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں آنے والے کے واسطے نقصان ہے۔ اور ان سے محرومی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ امرت کا چنداں اعتبار نہیں ہے۔ ان کے پاس خالصۃً للہ آنا چاہیئے۔ کہ ان کے باطن سے حصّہ ملے۔

آپ نے اپنے انتقال کے تھوڑے دنوں پہلے حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ اپنے خلیفہ کو ایک خط لکھا تھا۔ اور اس کے آخر میں یہ دو شعر درج تھے:

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
خدائی مبادا مرا از خدائے وگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

اس خط کے تھوڑے ہی دن گذرنے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ۹۱۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰۰۸ھ ہجری میں رحلت کی۔

حالات حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ قدس سرہٗ کو حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحؒ سے انتساب تھا۔ آپ کی ولادت بمقام کابل ۹۷۱ھ ہجری میں ہوئی۔ ایام لڑکپن ہی میں آثار تجرید و تفرید پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔ بیشتر گوشہ تنہائی میں بیٹھے رہا کرتے تھے۔ مولانا محمد صادق حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس زمانہ میں علمائے کبار سے تھے

تحصیل علم ظاہری فرماتے تھے۔ اور چند مدت میں بسبب علو فطرت اپنے دیگر اہل کتب سے بڑھ گئے۔ ابھی علم ظاہری اچھی طرح ختم نہیں کیا تھا۔ کہ راہ خدا میں قدم رکھا۔ اور بہت سے مشائخ ماوراء النہر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعض جگہ توبہ بھی کی۔ مگر اس پر توفیق استقامت نہ ہوئی۔ ایک روز کسی تصوف کی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ایک تجلی اللہ کا ظہور ہوا۔ کہ جس سے یہ بے اختیار ہو گئے۔ اور اس وقت روحانیت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ نے تلقین ذکر و القاء جذبہ فرمایا۔ اس کے ہمہ تن ارباب وطن کی تلاش میں اس قدر سرگردان و پریشان پھرتے تھے کہ طاقت بشری سے باہر ہے۔ چنانچہ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ان کی والدہ کو ان کے حال پر نہایت رحم و شفقت آئی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ یا اللہ اس کا مقصد حاصل کر یا مجھ کو موت دے کہ اس کا ایسی بقراری کا حال دیکھنے کی مجھ کو طاقت نہیں ہے حضرت خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ میری کشائش کار میری والدہ کی دعا سے ہوئی۔ بالجملہ اس تگ و دو میں حضرت خواجہؒ نے تمام ماوراء النہر بلخ بدخشان۔ لاہور کشمیر وغیرہ چھان ڈالا۔ اور بڑے بڑے مشائخ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ۔

نقل ہے کہ جس زمانہ میں آپ لاہور تھے وہاں ایک مجذوب رہتا تھا۔ آپ اُس کے پاس جایا کرتے تھے وہ کبھی آپ کو گالیاں دیتا اور کبھی پتھر مارتا۔ اور کبھی آپ سے بھاگتا تھا۔ مگر آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر کار ایک روز اس کو ان کے حال پر رحم آیا۔ اور اپنے پاس بُلا کر بہت دُعا حصول مقصود کی۔ حضرت خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ میں نے مثل متقدمین کی مجاہدہ و ریاضت نہیں کی لیکن انتظار و قلق بہت دیکھے ہیں۔ قصہ مختصر حضرت خواجہؒ مولانا شیر غانی کے پاس پہنچے۔ اور وہاں سے سمرقند کو آتے تھے۔ راہ میں بعض دوستان ہندوستان کو ایک خط لکھا۔ جس کے اول میں یہ شعر درج تھا

من از محیط محبت نشاں ہمیدہم ۔۔۔ کہ استخوان عزیزان بساحل افتادہ است

اسی سفر میں آپ کو واقعہ میں معلوم ہوا۔ کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرماتے

ہیں۔ کہ مولانا خواجگی امکنگی کے پاس جاؤ۔ پھر حضرت مولانا خواجگی امکنگی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ کہ اے فرزند میری آنکھیں تیری طرف لگی ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور یہ شعر زبان پر جاری ہو گیا شعر

میگذشتم زغم آسودہ کہ نالہ زنگیں
عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

غرضیکہ حضرت خواجہ حضرت مولانا خواجگی امکنگی رح کی خدمت میں پہنچے۔ اور وہاں تین دن رات خلوت میں مولانا سے صحبت کی۔ اور اپنے تمام حالات باطنی گوش زد کیئے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ بعنایت الٰہی و تربیت روحانیت اکابر طریقہ تمہارا کام انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اب تم ہندوستان جاؤ۔ تم سے وہاں اس طریقہ کا رواج ہو گا۔ پہلے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عجز و انکسار کیا۔ مگر پھر حسب فرمودہ حضرت مولانا رح ہندوستان کو روانہ ہوئے۔ شعر

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

جب آپ لاہور میں پہنچے۔ ایک سال تک وہاں قیام فرمایا۔ تمام علماء و فضلا سب آپ کے شیفتہ ہو گئے۔ بعد از اں دہلی روانہ ہوئے۔ اور وہاں قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کی۔ اور پھر یہاں سے تا آخر دم علیحدہ نہیں ہوئے۔ آپ کا شیوہ ستر حال و اخفا و انزوا تھا۔ انکسار و دید قصور کا آپ پر کمال غلبہ تھا۔ اگر کوئی شخص اخذ طریقہ کو خدمت اقدس میں حاضر ہوتا۔ تو عذر کر کے اس کو ٹال دیتے البتہ جب اس کی طلب نہایت گرم دیکھتے۔ تب قبول فرماتے ؛

نقل ہے کہ ایک شخص خراسانی حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر رہا کرتا تھا۔ اور حضرت خواجہ رح کی روحانیت سے طلب پیر کامل کیا کرتا تھا۔ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رح وہاں پہنچے۔ تو حضرت مرحوم نے اس کو بشارت دی کہ ایک بزرگ نقشبندیہ طریقہ کے اس شہر میں پہنچے ہیں۔ اس کی ملازمت اختیار کر۔ حسب الامر وہ شخص حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض مطلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس لائق نہیں

ہوں ۔ وہ کوئی اور بزرگ ہوں گے ۔ اور اس قدر عجز و عذر کیا ۔ کہ وہ شخص مان گیا اور واپس ہو گیا ۔ رات کو اس نے پھر خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ رح نے فرمایا ۔ کہ جس کا میں نے تجھ سے اشارہ کیا تھا ۔ وہی بزرگ ہیں جن کے پاس تو گیا تھا ۔ چنانچہ اگلے روز وہ پھر حاضر ہوا ۔ اور رات کا واقعہ سنایا ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ نہیں وہ کوئی اور ہونگے ۔ میں ہرگز ایسا نہیں ہوں ۔ تم جا کر دوسری جگہ تلاش کرو ۔ اور کہیں کسی کا پتہ نہ لگے ۔ تو مجھ سے بھی آکر کہنا ۔ میں بھی اِن کی خدمت میں حاضر ہونگا اسی طرح کی نقل خواجہ حسام الدین احمد آپ کے خلیفہ کی ہے ۔ کہ ابتدا میں جب وہ حاضر ہوئے اِن سے بھی اس قسم کی عذر معذرت کی ۔ کہ کسی اور جگہ جا کر تلاش کرو ۔ اور کہیں کسی کا سُراغ لگے تو خبر کرنا ۔ اور ان سے اس طرح کی الحاح کیساتھ فرمایا کہ وہ اسی تلاش میں آگرہ چلے گئے ۔ وہاں جا کر سخت حیران اور پریشان تھے کہ کیا کریں ۔ ناگاہ گلی میں سے گانے کی آواز آئی ۔ کوئی یہ شعر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھتا تھا ؎

تو خواہی آستین افشان و خواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکان حلوائی

یہ سُن کر فی الفور واپس آگئے ۔ اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا سنایا ۔ تب آپ نے ان کو قبول فرمایا ۔ جس کسی کو آپ قبول فرماتے تھے اگر اس میں مادہ عشق و محبت زیادہ دیکھتے تھے ۔ اس کو رابطہ تعلیم فرماتے ۔ اور کسی کو ذکر قلبی اور کسی کو لا الٰہ الا اللہ اور کسی کو اسم ذات کی تعلیم فرماتے تھے ۔ آپ کی نسبت میں جذب نہایت تھا ۔ جس پر نظر پڑتی بے اختیار و بیتاب ہو جاتا تھا ؂

نقل ہے کہ لشکری حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا ۔ اور اپنا گھوڑا سائیس کو دے آیا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بضرورت طہارت مسجد سے باہر تشریف لے گئے ۔ اس خادم پیا اتفاقاً آپ کی نظر پڑ گئی ۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تو مسجد میں

تشریف لائے۔ اور اس پر جذب و بیخودی غالب ہوئی۔ کہ بکمال شورش بازار میں چلا اور وہاں سے صحرا کو چلا گیا۔ اور پھر معلوم نہ ہوا کہ کہاں گیا۔ علیٰ ہذا القیاس ایسی بہت حکایات ہیں۔ اور ہر وقت تعلیم ہمت و توجہ بھی فرماتے تھے کہ قلب متجوہر ہو جاتا تھا۔ اور کسی کو عالم مثال اور کسی کو عالم ارواح منکشف ہو جاتا تھا۔ اور بعض صرف صورت مبارک ہی دیکھ کر مجذوب و مغلوب ہو جاتے تھے ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خطیب منبر پہ تھا۔ کہ اس کی آنکھ آپ پر پڑ گئی۔ فی الفور تڑپ کر منبر سے گر پڑا ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے خلیفہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایام رمضان میں شب کے وقت ایک خادم کے ہاتھ حضرت خواجہ رح کے پاس فالودہ بھیجا۔ وہ سادہ وضع آدمی تھا۔ سیدھا خاص دروازہ تک چلا گیا۔ اس وقت حضرت خواجہ رح نے بوجہ شفقت اور کو نہ اٹھایا۔ اور خود ہی فالودہ لینے چلے گئے۔ اور لے کر اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔ اس نے عرض کیا کہ بابا۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔ کہ ہمارے میاں شیخ احمد رح کا خادم ہے تو ہمارا ہی ہے۔ جیسے ہی وہ واپس ہوا۔ جذب و سکر نسبت اس پہ غالب ہونا شروع ہوا۔ اور وہ چلاتا ہوا افتان وخیزان حضرت مجدد الف ثانی رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے ماجرا پوچھا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ زمین آسمان شجر حجر سب جگہ نور بیرنگ نظر آتا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ رح مقابل اس بیچارہ کے ہو گئے۔ اور پرتو آفتاب اس ذرہ پہ پڑ گیا ۔

عامہ خلائق پہ آپ کو اس قدر رحم اور شفقت تھی کہ ایک بار آپ کے روبرو لاہور میں قحط عظیم ہوا۔ جب آپ کے سامنے کھانا آتا تو آپ فرماتے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ گلی میں تو آدمی بھوکے مریں۔ اور میں کھاؤں۔ اور اس کھانے کو محتاجوں میں تقسیم کر دیتے۔ سفر میں اگر کسی کو ماندہ و ضعیف دیکھتے اس کو اپنی سواری پہ سوار کر لیتے اور خود پیدل ہو جاتے۔ جب شہر قریب آ جاتا۔ آپ پھر سوار

لیتے کہ یہ کارِ ثواب پوشیدہ رہے ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح تہجد کی نماز کیلئے اُٹھے ۔ آپ کے لحاف بچھونے میں بلّی بیٹھ گئی ۔ آپ صبح تک سردی کی ایذا اُٹھاتے رہے مگر بلّی کو نہ ہٹایا اگر کسی سے مکروہ شرعی دیکھتے ۔ اوروں کی طرح بتصریح و شدّت نہی و منکر نہ فرماتے بلکہ کنایۃً و اشارۃً فرما دیتے ۔

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ رح کے پڑوس میں رہتا تھا ۔ طرح طرح کی شرارتیں اُس سے ظہور میں آتی تھیں ۔ مگر سب برداشت کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ آپ کے کسی مُرید نے یہ حال دیکھ کر اس کو کوتوالی میں پکڑوا دیا ۔ آپ نے یہ سُن کر اپنے مرید پر عتاب فرمایا ۔ اس نے عرض کی حضرت وہ بڑا فاسق و شریر ہے ۔ حضرت خواجہ رح یہ سن کر آہ سرد دل سے کھینچی ۔ اور فرمایا کہ ہاں تم اپنے تئیں صالح باصفا جانتے ہو ۔ تم کو اور شریر و فاسق نظر آتے ہیں ۔ ہم کیا کریں ۔ کہ ہم کو وہ اپنے سے کسی طرح بُرا نہیں معلوم ہوتا ۔ یہ سن کر اس مُرید نے اس کو حبس سے رہا کرا دیا ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رح حضرت خواجہ بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار پُر انوار کی زیارت کو گئے ۔ وہاں خادموں نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر مزار کے قریب ایک چادر آپ کے بیٹھنے کے واسطے بچھا دی ۔ اتفاقاً وہاں ایک فقیر بیباک موجود تھا ۔ اُس نے دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کس کے واسطے ہے ۔ خادموں نے حضرت خواجہ رح کا نام لیا ۔ وہ آپ کا نام سُن کر آگ بگولا ہو گیا ۔ اور آپ کی شان میں بہت سخت الفاظ شروع کئے ۔ کہ اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے ۔ پھر آپ سے متوجہ ہو کر اور زیادہ بیہودہ گوئی شروع کی ۔ مگر آپ نے اس سے معذرت کی ۔ کہ جو کچھ ہُوا ہے میری لاعلمی میں میری بلا اجازت ہُوا ہے ۔ تم خفا مت ہو ۔ اور تم جو کچھ میرے حق میں کہتے ہو ۔ درست میں ایسا ہی ہُوں ۔ حضرت کے ہمراہیوں نے چاہا بھی کہ اس کو تنبیہ کریں ۔ مگر آپ نے ان کو منع کر دیا اور قریب جا کر اس کا پسینہ اپنی آستین سے پونچھا ۔ اور نہایت منت سے چند درہم

دیئے۔ اور فرمایا کہ میری کم بختی کی وجہ سے تم کیوں اپنا دماغ خالی کرتے ہو۔ جانے دو جو ہم اہی سمجھے کہتے تھے کہ اُس فقیر نے اس قدر بُرا بھلا کہا۔ مگر آپ کے چہرے پر کچھ تغیر نہ ہُوا۔ اگر حضرت خواجہؒ کے کسی مرید سے کوئی جریمہ بالغزش ہو جاتی تو فرمایا کرتے کہ یہ میری بدبختی کا سبب ہے نہ یہ باتیں مجھ میں ہوتیں نہ ان میں منعکس ہوتیں۔ اگر کوئی شخص محفل اقدس میں کسی مسلمان کی غفلت بیان کرتا۔ آپ اس کی تعریف شروع کر دیتے۔ ہمیشہ اپنے اصحاب کو نسبتی خود بد قصور پر دلالت فرماتے تھے ۔

نقل ہے کہ شیخ تاج سنبھلیؒ جو حضرت خواجہؒ کے خلیفہ تھے۔ اوائل میں شیخ الہ بخش خلیفہ میر سید علی قوام جونپوری قدس سرہٗ سے مرید ہوئے تھے اور ایک شخص دیوانہ ابوبکر بھی شیخ الہ بخش قدس سرہٗ مذکور کا مرید تھا۔ یہ ابابکر بھی سنبھل کے رہنے والے تھے جب حضرت شیخ تاج حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کر کے اپنے وطن سنبھل میں گئے۔ اور وہاں ان سے تاثیر عظیم پیدا ہوئی۔ اور یہ تربیت طلاب میں مشغول ہوئے تو بعض اہل سنبھل کو حسد آیا۔ انہوں نے دیوانہ ابوبکر مرید شیخ الہ بخش کو ان سے بھڑوا دیا۔ انہوں نے دیوانہ ابوبکر کو خوب تنبیہ کی۔ اور یہ ماجرا حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو لکھا حضرت خواجہؒ نے اس کے جواب میں یہ خط لکھا ۔

مکتوب: دماغ خشکی شما کہ درباب شیخ ابابکر نمودہ بود دیدہ خواندیم ایں نوع چیزہا مناسب مقام شفقت و کار شناسی نیست اولیاء از کبائر محفوظ نیستند تا مراد بیچارہ کہ روزے چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلافت چشم داشت از و ظاہر شود خصوصاً کہ در اصل دیوانہ منحرف العقل باشد استقامت صفات از نباید چشم داشت اگرچہ بولایت برسد خدا داند در آں وقت چہ نا معقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد کار خانہ دیوانہا نگیر است نمی بیند کہ تکالیف شرعیہ مربوط العقل است بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذور باید شناخت و نظر بر فاعل حقیقی باید کرد بی معیت وجود را دیدہ ادب شناخت انیت نفوس مختلفہ اند بعضے امارہ و بعضے مطمئنہ و بعضے درمیان کہ آنرا لوامہ گویند انہم اگر ذوی العقول

باشد مطمئنہ اولیاء ست ارباب نفوس امارہ را نیز معذور می باید داشت بل بنظر لطف دید و در ہر کاری مطالعہائے جمیل بکار باید برد طعن اہل سنبھل را نیز انکار نمی باید کرد بل بنظر ترحم در ایشاں باید دید کہ از استقامت عقل بر آمدہ اند و شیوہ نفوس را فراموش کردہ اند اگر عاجزی سے گناہ کند حکم بر بطلان او چرا کنندہ و مجموع امور او را تلبیس چرا حکم فرمائید الحمد للہ والمنۃ کہ ملامت نصیب اولیاء ست ما خود در ظہور ایں امور طریق دیگر داریم۔ ہر گاہ ملامتی میرسد در خود می نگریم و یک بد صفتے در خود می یابیم و ایں اشارت را مواعظت غیبی میدانیم چنانکہ دریں مادہ نیز در خود نفاقہا و تلبیسات یافتیم والتجا بحضرت کرم او بردیم انشاء اللہ تعالےٰ مرتفع شود بارے بگوئید از ملامت سنبھلیاں چہ لاحق خواہد شد عبادت را قبول نخواہند نمود یا صفائی توجہ بر طرف خواہد شد یار در گاہ خداوندی خواہد شد۔ ع

معشوقہ ترا و بر سر عالم خاک والسّلام

اسباب دنیاوی سے آپ کو اس قدر استغنا تھی کہ کبھی مجلس میں ذکر دنیا نہ ہوتا تھا۔ اور نہ اپنے واسطے اور نہ اپنے درویشوں کے واسطے کوئی تدبیر کرتے تھے اور درویشوں کے واسطے سوا فقر و فاقہ و قناعت و زہد و مسکنت اور کچھ نہ چاہتے تھے اگر کوئی ارباب غنا سے فقراء درگاہ کے واسطے کچھ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ تو آپ اپنے اور اپنے خادموں کے واسطے منظور نہ فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ان کی زیست میری طرح زہد و ریاضت و توکل و قناعت سے بسر ہو۔ فرمایا کہ جس کسی کو مجھ سے مالی مدد پہنچے یہ یقین سمجھ لے کہ تجھ کو دینی محبت میں اس کے دیا تھا نقصان ہے البتہ غیر خواص کو مالی مدد فرمایا کرتے تھے ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہؒ کا عزم سفر حج ہوا۔ خانخاناں نے ایک لاکھ روپیہ بطور زاد و راحلہ کے بھیجے۔ آپ نے واپس کر دیئے اور فرمایا۔ کہ اس بات کو دل قبول نہیں کرتا۔ اس قدر روپیہ کسی کا اپنے صرف میں لاؤں۔ کھانے اور کپڑے کا کچھ التزام آپ کے مزاج میں نہ تھا۔ اگر کتنی ہی مدت کوئی غیر مرغوب کھانا ہوتا کبھی نہ فرماتے انہیں کو بدل

حضرت کی اصلی حالت دنیا سے نفرت

یا اور رکھاؤ۔ یا اگر کپڑے میلے ہو جاتے تو یہ نہ فرماتے کہ اور حاضر کرو۔ آپ کا مکان نہایت تنگ اور شکستہ تھا۔ اُس کی صفائی اور درستی کا کچھ خیال نہ فرمایا باوجودیکہ آپ نہایت نحیف اور ضعیف تھے مگر دوام ذکر و کثرت طاعت پر نہایت شغف رکھتے تھے۔ بعد نماز عشا حجرہ میں تشریف لے جاتے اور مراقبہ کرتے۔ جب ضعف معلوم ہوتا اُٹھ کر وضو کرتے اور دوگانہ گزار کر پھر مراقب ہو جاتے اور اسی طرح تمام شب گزار دیتے۔ لقمہ میں اس قدر احتیاط تھی کہ محل اطیب سے قرض حسنہ لے کر اپنے اور درویشوں کے واسطے طعام پکواتے۔ اور فتوح میں سے وہ قرض ادا کر دیتے۔ اور اس بات کی نہایت تاکید تھی کہ طعام پکانے والا باوضو ہو۔ اور بحضور و جمعیت پکائے فرمایا کرتے تھے کہ جو کھانا بلا احتیاط پکتا ہے اس کے کھانے سے ایک دھواں اٹھتا ہے کہ وہ مجاری فیض کو بند کر دیتا ہے۔ اور ارواح طیبہ کہ وسائل فیض ہیں قلب کے مقابل نہیں ہوتیں۔ حضرت خواجہؒ کی والدہ شریفہ کہ قانتات و عارفات سے تھیں انہیں احتیاط کی وجہ سے باوجود لونڈی باندیوں کے بذات خود تنور میں روٹیاں لگایا کرتی تھیں۔ اور مریدوں کو بھی اس قسم کی احتیاط کی نہایت تاکید تھی۔ چنانچہ اگر کوئی مسامحت کرتا تو اس کو نقصان سے معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ :-

نقل ہے کہ ایک درویش نے اپنے کام میں بستگی پائی۔ اور خدمت عالی میں آ کر ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہؒ نے سُن کر فرمایا کہ لقمہ میں کچھ بے احتیاطی ہوئی ہے اس نے عرض کیا۔ لقمہ تو وہی ہے۔ فرمایا کہ خوب سوچو۔ آخر کار معلوم ہوا کہ ایندھن میں کچھ ترک احتیاط ہو گئی تھی۔ آپ کا ہمیشہ عمل عزیمت پر تھا۔ سماع و جہر کو آپ کی مجلس میں بار نہ تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک درویش نے اللہ بجہر کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ ہماری مجلس میں اگر آئے تو آداب مجلس کا لحاظ رکھے۔ ایک مرتبہ حدیث کی کتابوں میں دیکھ کر فاتحہ خلف امام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب

عبادت

احتیاط طعام

عمل عزیمت

میں دیکھا کہ اپنی تعریف میں قصیدہ پڑھتے ہیں۔ اور اس سے یہ سمجھ میں آیا۔ کہ آپ کا یہ مطلب ہے کہ میرے مذہب پر ہزاروں اولیاء گزرے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فاتحہ خلف الامام ترک کر دیا۔ اور باوجود ایسے کمال تکمیل کے آپ پھر بھی اپنی نایافت ہی کی شکایت کرتے تھے۔ چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے۔ رُباعی ؎

در راہ خدا جملہ ادب باید بود تا جاں باقیست در طلب باید بود
در دریا اگر بکامت ریزند کم باید کرد و خشک لب باید بود

نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ کے کسی مرید کو خط لکھا تھا۔ اس خط کی پشت پر آپ نے یہ عبارت اپنے قلم سے لکھی :-

دریغ کہ ایں عاجزانہ گرفتار را قوت کار نماند و گرنہ بتوفیق اللہ تعالیٰ دریں دو روزہ عمر دیوانہ دار ماتم باز ماندگی خود میداشت و در جستجوی کیمیائے مقصود تگ و دوی می نمود و زندگانی فدائے ایں راہ می کرد حق تعالیٰ دریں افتادگی نیز دردی و آشوبی کرامت فرماید کہ کار دو جہانی خود را در قبضہ اختیار و اقتدار او نہادہ از محبوس گرفتار یہا فراغی بیابم آمین یا رب العلمین امید ازاں برادر آنست کہ روے بر خاک نہد و از برائے حصول از روے فقیر از خدائے عزوجل بخواہد کہ دعاء الغائب للغائب اسرع الی الاجابۃ آمدہ والدعاء

فرمایا حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

مدح و ذمت گر تفاوت می کند بتگری باشی کہ او بت می کند

فرمایا کہ یاد کرد کے معنی زبان سے یاد کرنا بازگشت کے معنی یہ کہنا۔ کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے۔ نگہداشت خطرات سے دل کا بچانا۔ یاد داشت استیلاء حضور بغلبہ ذاتی فرمایا۔ توبہ کے معنی گناہ سے نکلنے کے ہیں۔ اور حجاب ہے۔ وہ گناہ ہے پس کمال توبہ مراد کند ان سے ہے کہ اس کے واسطے پیوستن لازم ہے۔ فرمایا۔ زہد کے معنی رغبت سے نکلنا ہے۔ چونکہ رغبت مقید بتابع دنیوی ہے۔ پس کمال

زہد نامردی ہے۔ مصرع

چو پیوند ہا بگسلی واصلی

فرمایا توکل روایت اسباب سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال توکل یہ ہے کہ وجود اسباب سے کہ فرع شہود حق مطلق ہے۔ باہر آئے فرمایا قناعت ترک فضول واکتفا بقدر حاجت اور عمدہ کھانے اور لباس اور مسکن سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال قناعت یہ ہے کہ صرف ہستی اور محبت حق تعالیٰ پر اکتفا و آرام کرے فرمایا۔ عزلت مخالطت خلق سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال عزلت یہ ہے کہ رویت خلق سے باہر آئے۔ فرمایا ذکر ماسواء اللہ تعالیٰ کے ذکر سے باہر آنے کو کہتے ہیں۔ اور کمال ذکر یہ ہے کہ خود ذکر سے باہر آجائے و ظہور سر ہو الذاکر والمذکور ہو۔ فرمایا توجہ جمیع دواعی سے باہر آنا و تمامہ متوجہ حق سبحانہ کی طرف ہونے کو کہتے ہیں۔ فرمایا صبر حظ و نفس و مالوفات و محبوبات سے باہر آنے کا نام ہے۔ فرمایا مراقبہ اپنے افعال و توانائی سے باہر آنے اور مواہب الٰہی کے منتظر رہنے کو کہتے ہیں فرمایا رضا رضا نفس سے باہر آنا و رضا الٰہی میں داخل ہونا۔ اور تسلیم احکام ازلیہ و تفویض الی اللہ کو کہتے ہیں۔ فرمایا جو شخص مقام معصیت میں ہے یا اس کے دل میں دنیا کی رغبت ہے یا سبب میں ہے یا معاش ضروری پر اکتفا نہیں کرتا۔ یا خلق سے مخالفت رکھتا ہے یا اس کی اوقات ذکر فکر سے معمور نہیں ہیں۔ یا خدا سے سوا خدا کچھ اور چاہتا ہے یا مجاہدہ نفس نہیں کرتا ہے۔ یا اپنے اوپر یا اپنے افعال پر یا اپنے حول و قوۃ پر نظر رکھتا ہے یا تسلیم احکام ازلیہ نہیں کرتا وہ یقینی سلوک میں ناقص ہے۔ فرمایا مگر معلوم ہو کہ بعض اہل نہایت کہ جو اپنے سے اور اپنی خواہشات سے باہر آگئے ہیں۔ بباعث بعض نہایت اکتفاء عدم اختلاط و مجاہدہ ہی نہیں رہے ہیں۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا ؎

فرمایا اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا قول ہے کہ جس شخص کو اس راہ کا درد دامنگیر ہو اس کو چاہیئے کہ بعد توبہ نصوح بقدر طاعت رعایت زہد و توکل و قناعت و

عزلت وصبر و توجہ وغیرہ جمیع مقامات کہ کے اوقات ذکر الٰہی میں مصروف رکھے اور اسی رعایت کو سفر در وطن کہتے ہیں۔ فرمایا ہمارے طریق ذکر سے جذب پیدا ہوتا ہے اور بعد جذب جمیع مقامات بسہولیت و استقامت حاصل ہو جاتے ہیں فرمایا اگر کسی کو اس سلسلہ کے درویش سے کہ جس میں وہ اوصاف موجود ہوں جو اکابر طریقہ کہتے ہیں۔ ایسی محبت ہو جائے کہ اس کی غیبت میں اس کی صورت حاضر رہتی ہو تو طریقہ رابطہ اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی ایسی بات تجھ سے نہ ہو کہ اس کے دل میں تیری جانب سے کوئی کراہت پیدا ہو جائے۔ چاہیئے کہ اپنی مرادوں میں سے نکال ڈالے اور اسی کی مراد پر قائم رہے۔ بالجملہ مدار اس طریقہ کا انبساط جانبین پر ہے۔ جس طرح کی روئی آتشی شیشہ سے مقابل ہو کر حرارت آفتاب حاصل کرتی ہے۔ اور اسی طرح باطن بوجہ انبساط حرارت آگاہی حق سبحانہٗ تعالےٰ کسب کرتا ہے۔ مثال طالب اور اس درویش کی مثال روئی اور آتشی شیشہ آفتاب نما کی ہے؁

یہ طریقہ حقیقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ہے۔ کیونکہ ان کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نسبت حبی بدرجہ کمال حاصل تھی اور اسی راہ سے انہوں نے فیض حاصل کیا ہے۔ فرمایا طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے منسوب ہے۔ بوجہ اسی نسبت حبی کے ہے؁

فرمایا۔ کہ دوام مراقبہ بڑی دولت ہے کہ اس سے دلوں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔ اور دلوں میں قبولیت پیدا ہونی اللہ تعالےٰ کی قبولیت کی نشانی ہے فرمایا۔ کشف قبور کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ کشوف صوریہ میں محل خطا و لغزش بہت ہے کوشش کرنا چاہیئے کہ ظہور مع اللہ ہو۔ فرمایا ولایت بفتح الواو قرب بندگی کو کہتے ہیں۔ کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے اور بکسر الواو موجب قبول خلق ہوتا ہے۔ خوارق و تصرف کا قسم ثانی سے تعلق ہے۔ کسی نے اس

وقت سوال کیا کہ مستعدوں کو جو برکات پہنچتی ہے وہ کس قسم سے ہے۔ فرمایا کہ یہ اثر ولایت بفتح کا ہے۔ فرمایا۔ کہ جس وقت طالب کا آئینہ پیر کے آئینہ کے محاذی ہوتا ہے اُس وقت اِس میں بقدر مناسبت پر تو پڑتا ہے۔ فرمایا کہ بعض کو دونوں قسم کی ولایت سے کوئی ایک حاصل ہوتی ہے۔ اور کسی کو دونوں حاصل ہوتی ہیں اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ہوتی ہیں۔ مگر ایک قوی ایک ضعیف۔ فرمایا۔ کہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کی ہمیشہ ولایت بفتح ولایت بکسر پر غالب ہوتی ہے۔ فرمایا اگر کوئی مقتدا اس جہان سے انتقال کر جاتا ہے تو ولایت بکسر اپنے مخلص کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور ولایت بفتح اپنے ساتھ لے جاتا ہے ؛

فرمایا۔ اولیاء اللہ کبائر سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر اُن سے کوئی بات اتفاقاً صادر ہو جائے تو اُن کے احوال کا بطلان کرنا جہالت ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ ان کا دائم یا اکثر حال کیا ہے۔ اگر اکثر اچھا ہے تو پھر اگر اتفاقاً اُن سے کچھ سرزد ہو گیا۔ تو اس میں معذور رکھنا چاہیئے۔

فرمایا کہ طریقہ انجذاب و محبّت یقینی موصل ہے اور اس کا رُخ سوا حق سُبحانہٗ کے اور طرف نہیں ہے بخلاف اور طریقوں کے کہ اُن کا رُخ انوار کی جانب ہے۔ اس سبب سے بعضے اسی میں رہ جاتے ہیں۔ فرمایا انجذاب و محبت ہر فرد انسانی میں ہے لیکن پوشیدہ ہے۔ اہل سلسلہ نقشبندیہ اُسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں ؛

فرمایا۔ مشائخ تین وجہ سے تربیت وارشاد خلق فرماتے ہیں۔ یا بالہام حق سُبحانہٗ بحکم پیر یا بوجہ شفقت کہ خلق کو ضلالت میں دیکھ کر پیدا ہو۔ مقتضائے شفقت یہ ہے کہ ترویج شریعت اختیار کرے اور خلق کو وعظ نصیحت و محافظت شریعت کرے۔ اور فقہ وغیرہ کی تعلیم و تعلم کرتا رہے۔ اور جو لوگوں کو واصل کرتے ہیں۔ اس میں شفقت شرط نہیں ہے۔ وہ شفقت سے بھی بڑی بات ہے۔ اسی طریقہ کا حاصل تربیت انجذاب ایمانی ہے۔ کہ دعوت تمام انبیاء علیہ السلام اسی کی ہے۔ فرمایا توکل کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ترک اسباب کرکے بیٹھ جائے۔ یہ خود

بے ادبی ہے۔ بلکہ کتابت وغیرہ کا کوئی سبب یعنی پیشہ مقرر کر لے۔ فرمایا سبب پر نظر رکھنا چاہیئے۔ سبب کو مثل دروازہ کے خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے حصول سبب کے مقرر کیا ہے۔ اگر کوئی دروازہ بند کر کے دیوار پر سے گذرنا چاہئے تو یہ بے ادبی ہے۔ فرمایا قطع علائق کے یہ معنی ہیں۔ کہ تمام نعمت دنیوی واُخروی سے دل پھر جائے۔ اور تمام احوال و مشاہدات سے بے پرواہی ہو جائے وانجذاب قلق متجدد وقت ہو۔ آپ کے مزاج میں غیرت نہایت تھی۔ چنانچہ

نقل ہے کہ ایک چشتیہ شیخ زادہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ اتفاقاً اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ زیست کی امید نہ رہی۔ کسی نے یہ معاملہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُس کے دل میں یہ خیال گذرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی نسبت حاصل کرنا چاہیئے۔ اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہو گئی۔ اس کی غیرت ہو گئی ہے اور یہ وجہ علالت ہے۔ اس شخص نے یہ حال مریض کے سامنے بیان کیا۔ اُس نے اس کی تصدیق کی۔ اور ندامت و توبہ ظاہر کی۔ چنانچہ فی الفور آرام ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ہمسایہ پر نائب حاکم نے بہت ظلم کیا۔ اور چاہا کہ اُس کو گھر سے نکال دے۔ یہ خبر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ آپ نے اُسے سمجھایا۔ کہ اس محلہ میں فقیر رہتا ہے۔ اس سے در گذر کر مگر اُس نے نہ مانا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں۔ صرف تیری ہی نہیں بلکہ اوروں کی جانیں بھی جائینگی۔ دو تین روز کے بعد اُس پر چوری کا الزام لگا۔ اور اس کو مع خویشاں قتل کر ڈالا۔ آپ کے تصرفات نہایت قوی تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک سن رسیدہ عالم نے باکرہ عورت سے نکاح کر لیا۔ مگر قادر نہ ہو سکا۔ اس سے اس کو ایسی شرمندگی ہوئی کہ اُس نے دہلی کو چھوڑنا چاہا۔ یہ بات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ کو پہنچی۔ اس کے حال پر نہایت رحم آیا۔ ایک روز

آپ گھوڑے پر سوار جاتے تھے کہ وہ عالم سرِ راہ مل گئے۔ آپ اُن کی تعظیم کو گھوڑے سے اُتر پڑے۔ اور سینہ سے خوب زور سے لگایا۔ اُس وقت اس نے اپنے میں طاقتِ عجیب پائی اور صاحب اولاد ہوا۔

نقل ہے کہ ایک عورت عقیمہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ میرے بال بچہ نہیں ہوتا۔ میرا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اِس سبب سے مجھ کو نہایت رنج ہے۔ اُس وقت آپ معجون فلاسفہ نوش فرماتے تھے۔ تھوڑی کھا کر باقی اُس کو دے دی اور فرمایا بالفعل مادۃ الحیاۃ حاضر ہے۔ اس عورت نے وہ مادۃ الحیات حضرت کے ہاتھ سے لے کر نوش کی۔ برکت نفس نفیس اس کا مرض جاتا رہا۔ اور اللہ نے اس کو اولاد دی۔ اور اس کے خاوند نے نکاح ثانی کا ارادہ فسخ کر دیا۔

نقل ہے کہ حضرت کے ایک خادم کو بعض سوانح سکریہ خلاف فقہ حنفیہ وارد ہوئیں۔ ہر چند ان کے دفع کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار حضرت خواجہ سے عرض کرنے کے ارادہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بمجرد چہرہ مبارک پر نظر پڑنے کے وہ سوانح سکریہ زائل ہو گئے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صدہا کرامات ہیں کہ جن کا بیان مشکل ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ آپ نے صرف تین چار سال ہدایت وارشاد خلق فرمایا۔ اور اس عرصہ قلیل میں آپ کا فیض تمام ملک میں پھیل گیا۔ اکثر مشائخ وقت پیری و مریدی ترک کر کے حاضر حضور ہوئے۔ اور مشرف بہ تلقین ذکر ہوئے۔ دہلی میں جب آپ کا ظہور شروع ہوا۔ تو بعض مشائخ کو بہت غیرت آئی۔ اور آپ کے ضرر پہنچانے کے واسطے بہت توجہ کی۔ اور اسم پڑھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ خود ہی نقصان اُٹھائے۔ اور آخر کار حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور مخلصوں میں داخل ہوئے۔

نقل ہے کہ جب آپ کا سن شریف چالیس سال کا ہوا۔ تو جس کسی کی وفات

کی خبر سُنتے۔ آہ سرد بھر کر فرماتے۔ کہ خوب چھوٹا۔ انہیں دنوں میں آپ نے ایک اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا۔ کہ جب میری عمر چالیس سال کی ہوگی تو مجھ کو ایک واقعہ عظیم پیش آئیگا۔ پھر ایک روز فرمایا۔ کہ خواب میں دیکھا۔ مجھ سے کوئی کہتا ہے کہ جس غرض کے واسطے تم کو لائے تھے وہ پوری ہو گئی۔ ایک روز فرمایا کہ تھوڑے دنوں میں سلسلہ نقشبندیہ میں کسی کا انتقال ہوگا۔ ایک روز فرمایا کہ کوئی کہتا ہے کہ قطب وقت کا انتقال ہوگیا۔ اور میں اس وقت قصیدہ غرّا اپنے مرثیہ میں پڑھتا ہوں۔ اور اس میں میری تعریف درج ہے +

غرضیکہ وسط جمادی الثانی میں آپ کو مرض موت شروع ہؤا۔ ان دنوں میں ایک روز فرمایا کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے تھے کہ پیراہن پہنو۔ اس کے بعد آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر زندہ رہیں گے تو پہنیں گے۔ ورنہ پیراہن کفن ہی پیراہن ہے +

ایام مرض میں ایک روز آپ کو استغراق و استہلاک اس قدر ہوگیا کہ حاضرین یہ سمجھے کہ آپ کی نزع کی حالت ہے۔ جب افاقہ ہؤا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر مرنا ایسا ہی ہوتا ہے تو موت بڑی نعمت ہے۔ اور ایسے حال سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا ہے +

روز دوشنبہ ۲۵ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۱۲ ہجری نے اللہ اللہ کہتے ہوئے جان بجان تسلیم کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ + بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ قریب قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن کیا +

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ مع اصحاب اس جگہ تشریف لائے تھے۔ اور اس جگہ کو پسند کر کے وضو کیا تھا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں کی تھوڑی سی خاک آپ کے دامن کو لگ گئی تھی آپ نے فرمایا۔ کہ یہاں کی خاک دامنگیر ہوتی ہے +

حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ حضرت کی پیدائش ۱۴ شوال یوم جمعہ بوقت نصف شب ۹۷۱؁ ہجری کو بمقام سرہند ہوئی۔ آپ کا نسب النسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم نے فرمایا کہ آپ کی ولادت کے قبل میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ خوک بندر و ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ کہ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا ہے۔ اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا ہے۔ اور اس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے تمام ظالم و زندیق و ملحدوں کو بکری کی طرح ذبح کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص آواز بلند کہتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا۔

اس خواب کی تعبیر حضرت مخدوم نے حضرت شاہ کمال کھتیلی رحؒ سے چاہی۔ انہوں نے بعد توجہ فرمایا۔ کہ تمہارے لڑکا پیدا ہوگا۔ اس سے دفعہ ظلمت و الحاد و بدعت ہوگی۔ فوقع کما قال ؛

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایام رضاعت میں آپ ایسے علیل ہوگئے کہ زندگی کی توقع نہ رہی۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال کھتیلی کا وہاں گذر ہوا۔ حضرت کے والد حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس آپ کو دم کرانے کو لے گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی زبان مبارک حضرت کے منہ میں دے دی۔ اور آپ اس کو دیر تک چوستے رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کے والد بزرگوار کو تسلی دی کہ خاطر جمع رکھو۔ اس لڑکے کی عمر دراز ہوگی۔ وہ عالم و عارف ہوگا۔ اگرچہ یہ واقعہ ایام رضاعت کا ہے۔ مگر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ابھی تک یاد ہے۔ جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو آپ کو داخل مکتب کیا۔ تھوڑی مدت

میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ بعد ازاں اپنے والدؒ سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے زیادہ حصہ علم کا انہیں سے پڑھا ہے۔ اور کچھ دیگر علماء کبار سے سیالکوٹ میں جا کر مولانا کمال کشمیری کہ فحول علماء وقت سے تھے عضدی وغیرہ پڑھا ہے۔ بعض کتب احادیث مثل مشکوٰۃ و صحیح بخاری و شمائل ترمذی جامع صغیر سیوطی بعض تفاسیر مثل تفسیر واحدی و بیضاوی شریف و قصیدۂ بردہ وغیرہ دیگر علماء کبار سے پڑھی تھیں۔ سترہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ طلباء کو نہایت سعی و کوشش سے پڑھایا کرتے تھے۔

اسی اثناء میں ایک مرتبہ آپ کا آگرہ (کہ اس زمانہ میں دار الخلافت تھا) جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سفر میں آپ کو ابو الفضل سے بھی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ مگر آخر کار آپ ان کی بد اعتقادی سے ناراض ہو گئے۔ اور ترک ملاقات کی۔ وہاں سے واپس آ کر آپ اپنے والد ماجد کی صحبت کے ملتزم ہوئے اور اخذ فوائد باطنیہ کر کے اجازت سلسلہ شریفہ چشتیہ حاصل کی۔ لیکن تقویٰ و التزام متابعت سنت سنیہ تواجد و سرود وغیرہ سے کہ اس طریقہ شریفہ کے مرسوم ہے پرہیز رکھا۔

اس زمانہ میں ایک مرتبہ آپ نہایت علیل ہو گئے۔ چنانچہ اس حال کو دیکھ آپ کی بیوی صاحبہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی صحت کے واسطے دعا مانگنی شروع کی۔ اور نہایت گریہ و زاری کی۔ اسی گریہ زاری میں نیند آ گئی۔ معلوم ہوا کہ گویا کوئی شخص کہتا ہے کہ تم خاطر جمع رکھو۔ ہم کو اس شخص سے بہت کام ہیں۔ کہ ابھی ہزاروں میں سے ایک بھی سر انجام نہیں ہوا ہے۔ اس کے بعد پھر جلد آپ کو صحت ہو گئی۔ حضرت کو ہمیشہ سے شوق طواف بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بے آرام کئے رہتا تھا۔ لیکن بوجہ اپنے والد بزرگوار کی کبر سنی کے ان کی خدمت سے علیحدگی پسند نہ فرماتے تھے۔ آخر کار بمشیت ایزدی ۱۰۰۷ھ میں حضرت کے والد ماجدؒ نے انتقال فرمایا۔ اور ۱۰۰۸ھ ہجری میں بارادہ حج متوجہ سفر شریف بطحا ہوئے۔ جب دہلی میں پہنچے تو مولانا حسن کشمیریؒ نے کہ حضرتؒ کے دوستوں میں تھے

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔ اور ان سے ملنے کی ترغیب دلائی چونکہ حضرت رح کو بھی نسبت عالیہ نقشبندیہ کا بہت شوق تھا۔ حضرت خواجہ رح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ رح نہایت بشاشت سے ملے اور ارادہ و قصد سے دریافت فرمایا۔ حضرت نے اپنا عزم ظاہر کیا۔ اگرچہ حضرت نہایت دیر آشنا تھے مگر یہاں اپنی عادت سے تجاوز کر کے فرمایا۔ اگرچہ عزم بہت مبارک ہے۔ لیکن اگرچہ چند روز کم از کم مہینہ یا ہفتہ اس جگہ فقراء کے پاس قیام کرو۔ تو کیا حرج ہے۔ حضرت نے حسب الارشاد ایک ہفتہ رہنا اختیار کیا۔ ابھی صرف دو ہی دن گزرے تھے کہ آپ بشوق انابت و اخذ طریقہ غالب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ رح سے عرض کیا حضرت خواجہ رح نے فی الفور بلا استخارہ داخل طریق کیا اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی۔ چنانچہ اسی وقت حضرت کا دل ذاکر ہو گیا۔ اور حلاوت و التذاذ پیدا ہوا۔ پھر وہ حالات پیش آئے۔ کہ دیکھنے و سننے میں نہیں آئے۔ اور عرصہ قلیل دو ماہ چند روز میں تمام نسبت نقشبندیہ بالتفصیل حضرت کو حاصل ہو گئی اور انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے حضرت رح کی علو استعداد دیکھ کر آپ کو خلوت میں طلب کیا اور اپنے وقائع بیان کئے کہ جب مجھ کو حضرت خواجہ انکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ تم ہندوستان جاؤ۔ وہاں تم سے یہ طریقہ جاری ہو گا۔ میں نے اپنے میں اس کی قابلیت نہ پا کر عذر کیا۔ تو انہوں نے استخارہ کے واسطے فرمایا۔ استخارہ میں مجھ کو معلوم ہوا کہ گویا ایک طوطی ایک درخت کی شاخ پر بیٹھی ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ طوطی اُڑ کر میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے تو مجھ کو سفر ہندوستان میں کشائش ہو گی۔ چنانچہ بمجرد اس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اور اس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو اُٹھ کر میں نے یہ خواب حضرت خواجہ امکنگی رح سے بیان کیا انہوں نے سُن کر فرمایا۔ کہ طوطی ہندوستانی جانوروں میں سے ہے۔ ہندوستان

ہیں تم سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہوگا کہ جہان اس سے روشن ہوگا اور تم بھی اس سے بہرہ یاب ہوگے ۔

فرمایا کہ جب سرہند میں پہنچا۔ واقعہ میں معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ تم قطب کے پڑوس میں آکر ٹھیرے ہو۔ اور اس قطب کا حلیہ بھی دکھایا۔ صبح اُٹھ کر میں اس جگہ کے درویشوں اور گوشہ نشینوں سے ملنے گیا۔ لیکن کسی میں وہ قابلیت نہ پائی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہاں کے باشندوں میں یہ قابلیت ہوگی کہ بعد ازاں ظہور میں آئیگی۔ چنانچہ جب تم کو دیکھا تو وہی حلیہ پایا۔ اور نشان قابلیت بھی موجود تھے ۔

اور نیز ایک روز دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا ہے۔ اور لحظہ بہ لحظہ اس چراغ کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور لوگ اس چراغ سے اور بہت چراغ بکثرت روشن کر رہے ہیں۔ اور جب سرہند کے قرب و جوار میں پہنچا۔ تو وہاں کے دشت و صحرا کو شعلوں سے بھرا پایا ہے۔ اور اس بات کو بھی میں تمہارے ہی معاملہ میں اشارہ سمجھا ۔

غرضیکہ حضرت خواجہؒ نے آپ کو بشارت حصول دولت کمال و تکمیل عطا فرما کر سرہند کو رخصت کیا۔ چند مدت حضرت وہاں مقیم رہ کر پھر حضرت خواجہ رحؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب کی مرتبہ حضرت خواجہ رحؒ نے آپ کو اجازت ارشاد و افادہ طلاب عطا فرمائی۔ اور خاص خاص اصحاب تربیت کے واسطے حضرت کے سپرد کئے۔ اور خلعت خلافت عطا فرما کر رخصت فرمایا ۔

حضرت سرہند میں پہنچ کر تربیت و تہذیب میں ہوئے۔ اور اثر عظیم ظاہر ہوا کہ سالہا سال کا کام گھڑی و ساعت میں ہو جاتا تھا۔ اور خلقت مور و ملخ کی طرح آپ کے گرد ہو گئی۔ اسی اثنا میں حضرت خواجہؒ کا خط شوق ملاقات میں پہنچا۔ حضرت اس کو پڑھتے ہی دہلی روانہ ہو گئے ۔

آپ کی تشریف آوری کی خبر جب حضرت خواجہ رحؒ کو پہنچی۔ تو کابلی دروازہ

تک پا پیادہ مع خدام استقبال کو تشریف لائے۔ اور حضرت کو باعزاز تمام لے گئے اور اپنے سامنے حلقہ بنا کر اپنے اصحاب کو تاکید کی۔ کہ ان کے روبرو نہ کوئی میری جانب متوجہ ہوا کرے اور نہ کوئی میری تعظیم کرے۔ بلکہ سب انہیں کی طرف متوجہ رہا کریں۔ اس حکم کی تعمیل میں جو بعض کو متامل پایا۔ تو فرمایا۔ کہ میاں شیخ احمد آفتاب ہیں۔ کہ ہم جیسے ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں۔ اور خود بھی مثل دیگر مریدوں کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے۔ اور جب حلقہ یا مجلس سے اٹھ کر باہر تشریف لے جاتے تو حضرت کی جانب پشت نہ کرتے۔ بلکہ چند قدم برجعت قہقری تشریف لے جاتے۔ اور اسی طرح تحریر میں بھی بہت نیازمندی ظاہر فرماتے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہٗ تعالےٰ باعلیٰ کمال برساناد وبالارض من کاس الکرام نصیب تکلفی نیست آنچہ حقیقت حال ست نوشتہ می شود۔ پیر انصاری قدس سرہٗ می فرمود من مرید خرقانی ام لیکن اگر خرقانی دریں وقت می بود۔ باوجود پیری پیش مریدے من بیکرہ ہر گاہ حقیقت صفت آن بے صفتان ایں باشد گرفتاران آثار صفات چرا جاں فدائے لوازم طلبگاری نکنند وازہر کجا جوئی بمشام ایشان برسد در پی آن قدم نزنند۔ اکنوں تامل و اہمال ما نہ از استغنائی و بے نیازمندی است مو توقف باشارت است ؎

اگر طمع خواہد زمن سلطان دیں　　　خاک برفرق قناعت بعد ازیں

باری حال و نسخہ ارادہ من ابنست خدای عزوجل برآنچہ می باید مہتا گرداناد واز عجب و پندار مخلصی بخشاد۔ انتہیٰ۔

لیکن حضرت خواجہؒ کے باوجود اس قدر وفور عنایت کے حضرت کے بھی ادب و اعتقاد کی کچھ انتہا نہ تھی۔ حضرت خواجہ حسام الدین سے نقل ہے کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہؒ کا حضرت پر نہایت التفات تھا دو تو قیر و احترام میں نہایت مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز کسی ضرورت سے مجھ کو میاں احمدؒ کے بلانے کو بھیجا۔

جب خواجہ حضرت کا ادب کرتے

حضرت خواجہ کا خط

جیسے ہی میں نے جا کر کہا۔ کہ آپ کو حضرت خواجہؒ طلب فرماتے ہیں سن کر رنگ رخسارہ خوف نوہ کی طرح متغیر ہو گیا۔ اور تمام بدن میں اضطراب و رعشہ پیدا ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ سنا کرتے تھے کہ نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ آج دیکھ بھی لیا۔

حضرت نے خود رسالہ مبدأ المعاد میں لکھا ہے کہ ہم چار آدمی جملہ مریدوں میں ممتاز طور پر حضرت خواجہؒ کی خدمت میں رہا کرتے تھے ہر شخص کا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے علاقہ و اعتقاد علیحدہ تھا۔ میرا عقیدہ تو یہ تھا کہ ایسی صحبت اور تربیت و ارشاد بعد زمانہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز پیدا نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کرتا تھا کہ اگر حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا۔ بارے ہزار ہزار شکر کہ اس سعادت سے محروم نہیں رہا۔ جب حضرت دہلی سے سرہند واپس تشریف لے گئے تو حضرت خواجہؒ اکثر مکاتیب میں اپنے اصحاب کا حال و مقام حضرت سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اور ان کے واسطے دعا و توجہ کی خواستگاری کرتے تھے۔ اور اس میں عزیز متوقف کے اشارہ سے بھی کسی کا حال دریافت فرماتے۔ اور اس کے واسطے بھی توجہ و ہمت طلب فرماتے۔ اول اول تو حضرت نے اس خیال سے کہ مبادا امتحان ہو۔ تواضع و انکسار کر کے معذرت کی۔ مگر جب حضرت خواجہؒ کا الحاح حد سے گزر گیا۔ اس خوف سے کہ مبادا عدم امتثال امر واجب الاطاعت منجر بہ ترک ادب نہ ہو۔ بتواضع و احترام تمام تکمیل حکم کی۔ خواجہ محمد ہاشم قدس سرہٗ صاحب زبدۃ المقامات و خلیفہ حضرت مجدد ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ تاج علیہ الرحمۃ وغیرہ سے حضرت خواجہؒ کی زبانی لکھا ہے۔ کہ عزیز متوقف سے خود حضرت خواجہ مراد ہیں۔ اور حضرت خواجہؒ نے اپنے واسطے حضرت سے زیادہ ترقی مقام چاہی تھی۔ اور یہ بھی انہیں سے لکھا ہے کہ آخر وقت میں حضرت خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ فلاں شخص یعنی حضرت کے اثر صحبت سے معلوم ہوا کہ توحید کا کوچہ تنگ تھا۔ اور اس سے

آگے شاہراہ وسیع ہے۔ غرضیکہ جو معاملہ ان پر اور ان مریدوں میں گذرا۔ وہ دیکھنے تو کہاں سنا بھی نہیں۔ بلکہ کتابوں میں بھی نہیں پڑھا۔

حضرت خواجہؒ نے ایک روز فرمایا۔ کہ میاں احمد مکمل مرادوں اور محبوبوں سے ہیں۔ ایک روز فرمایا کہ ان کی مانند آج زیر فلک کوئی نہیں ہے۔ ایک روز فرمایا کہ بعد صحابہ و کمال تابعین و مجتہدین ان کی مانند گنتی ہی کے اشخاص خواص گذرے ہیں۔ فرمایا میں نے اس تین چار سال پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلا ہے مگر الحمد للہ کہ میرا کھیل اور دکانداری رائیگاں نہیں گئی کہ ایسا شخص ظاہر ہوا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ قدس کی سرگرمی تربیت طالبان اسی وقت تک رہی جب تک کہ میرا معاملہ انتہا کو نہیں پہنچا۔ اور جب میرے کام سے فارغ ہو گئے معلوم ہوتا تھا کہ مشیخت سے اپنے تئیں علیحدہ کر لیا۔ اور طلاب کو میرے سپرد کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ تخم بخارا اور سمرقند سے لا کر یہاں بویا تیسری مرتبہ جب سرہند سے دہلی حضرت خواجہؒ کی ملاقات کے واسطے حاضر ہوئے حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ضعف بدن بہت معلوم ہوتا ہے۔ امید حیات کم ہے اور اپنے دونوں صاحبزادوں خواجہ عبید اللہ و خواجہ عبد اللہ کو کہ اس وقت شیر خوار تھے۔ طلب فرما کر اپنے روبرو توجہ کرائی۔ بلکہ ان کی والدات کو بھی غائبانہ توجہ کرائی۔ اس کے بعد جب حضرت وطن واپس تشریف لے گئے پھر حضرت خواجہؒ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ سرہند پہنچ کر چند سنہ وہاں حضرت نے اقامت فرمائی۔ بعد ازاں لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام اعاغر و اکابر و علماء و فضلاء داخل طریقہ ہوئے اور صحبت و حلقہ سرگرم ہوا۔

نقل ہے کہ میاں ایک عالم نے حضرت سے خلوت میں سوال کیا۔ کہ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں مسئلہ وحدۃ الوجود کی نسبت کہ چنداں شرع سے موافقت نہیں رکھتا مع ہذا بعض اکمل اولیاء کا مشرب تھا۔ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے ان کے کان میں چند باتیں کہیں کہ جس کو سن کر وہ رونے لگے۔ اور چہرہ پر تغیر پیدا ہو گیا اور

بانکسار تمام حضرت کے زانوں پر ہاتھ لگا کر رخصت ہو گئے۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت نے اُن سے کیا کہا ؎

ندانم چہ گفتی تو چہ نکتہ گفتی
کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی

اسی اثنا میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خبر وفات حضرتؒ کو لاہور میں پہنچی اور آپ باضطراب تمام دہلی کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر عزا پرسی صاحبزادگان و پیر بھائیوں سے کی۔ حضرت خواجہؒ کے اصحاب نے آپ کا تشریف لے جانا نعمت سمجھا۔ اور حاضر حلقہ و مجالس ہوا کرتے تھے۔ حضرت بحکم وصیت پیر بزرگوار والتماس یاران دلفگاران کے احوال پر بدل توجہ فرماتے۔ گویا کہ حضرت خواجہؒ کے وقت میں جو طراوت و تازگی تھی۔ حضرت کی توجہات کی برکت سے از سر نو شروع ہو گئی۔ مگر عین سرگرمی افادہ و افاضہ میں بعض حاسدوں نے حضرت خواجہؒ کے حضرت سے استفادہ کو طرح طرح کے رنگ میں مخلصوں کے دل پر جمایا۔ کہ جو باعث کشیدگی طرفین ہوا۔ اوّل اوّل حضرتؒ نے پند و نصائح فرمائے مگر جب اس سے کام نہ چلا بعض کی سلب نسبت فرمائی۔ ادھر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدوں نے بھی حضرتؒ کی ہلاکت کے واسطے خواجہؒ کے مزار پر ختم پڑھے اور دعائیں کیں مگر شعر ؎

چراغی را کہ ایزد بر فروزد
کسی کو تف زند ریشش بسوزد

کسی سے کچھ نہ ہوا۔ اور حضرت وطن کو تشریف لے گئے اس کے کچھ دنوں کے بعد باشارہ غیبی سب نے عفو تقصیر چاہی۔ اور حضرت نے براہ کرم معاف فرمایا اور بعد ازیں ماہ جمادی الاخریٰ میں کہ ماہ انتقال و عرس حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ دہلی تشریف لاتے۔ اور کچھ دنوں قیام فرما کر سرہند مراجعت فرماتے۔ دو تین مرتبہ آگرہ تک بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ ورنہ آپ ہمیشہ سرہند ہی میں قیام پذیر رہے بآخر عمر میں بوجہ سلطانی مزاحمت کے لشکر کے ہمراہ رہنے اور پھرنے کا اتفاق ہوا چنانچہ اس کی مفصل کیفیت کسی موقع پر انشاء اللہ آگے آئیگی۔ حضرت کے اس

حضرت کا عمر کے علالت خلیفہ نبوی سے تھا

اس قدر فضائل و خصائص ہیں کہ جس کی تفصیل مشکل ہے ۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ آپ کا خمیر طینت اُس مٹی سے بنا کہ جو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تخلیق و تکمیل سے باقی رہی تھی ۔ چنانچہ اس کا ارشادہ حضرت نے مکتوب ۱۰۰ جلد سوم میں کیا ہے ۔ اور یہ بات کچھ عقلاً و نقلاً بعید بھی نہیں ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ ۔

اس کے سوا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں ۔ اور عبداللہ بن جعفر کو بھی فرمایا کہ تو میری طینت سے پیدا ہوا ہے ۔ اور تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں طیران کرتا تھا ۔ پس جائز ہے کہ جس خاک کو اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیبؐ کے واسطے تیار کی ہو ۔ اور اس کو انوار و برکات سے پرورش کیا ہو ۔ اس کے کچھ بقیہ سے پنے کسی اولیاء کی خمیر طینت بھی کر دی ہو ۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو منصب قیومیت عطا فرمایا تھا ۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں بعد نماز ظہر مراقب بیٹھا تھا ۔ اور حافظ قرآن پڑھتا تھا ۔ کہ ناگاہ میں نے اپنے اوپر ایک خلعت عالی نورانی پایا ۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قیومیت تمام ممکنات ہے کہ وراثت و تبعیت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عطا ہوا ہے ۔ کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین و رحمۃ للعالمین تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار مبارک باندھی اور مبارکباد منصب قیومیت دی ۔ اور قیوم کی مفصل کیفیت حضرت کے مکتوب ۷۹-۸۰ جلد سوم میں درج ہے ۔ بباعث طوالت وہاں سے نقل نہیں کی ۔ بلکہ مکتوبات معصومیہ کے مکتوب جلد اوّل سے نقل کرتا ہوں کہ وہ مختصر و قریب الفہم ہے ۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :- خلعت قیومیت

قیوم در ہیں عالم خلیفہ حق ست جل و علا و نائب مناب او و اقطاب ابدال

در دائرہ ظلال وی مندرج اند و افراد واو تا وی محیط کمال او مندرج افراد عالم ہمہ بوئے روی دارند و قبلہ توجہ جہانیان اوست و اند یا ند اند بلکہ قیام عالمیان بذات اوست چہ افراد عالم چونکہ مظاہر اسما و صفات اند ذاتی در میان شان کائن نیست ہمگی اعراض واوصاف اند و اعراض واوصاف را از ذات و جوہر چارہ نیست تا قیام شان بآن بود و عادۃ اللہ جاری است کہ بعد از قرون متطاولہ عارفی رانصیبی از ذات از رانی داشتہ شر بپرتو ذاتی عطا می فرمایند کہ بحکم نیابت و خلافت قیوم اشیاء میگردد و اشیاء بوی قائم می باشند۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی تھے۔ چنانچہ مکتوب چہارم جلد ثانی میں علم الیقین کا بیان کرکے تحریر فرماتے ہیں:۔

عین الیقین وحق الیقین چہ گویدو اگر گوید کہ فہم کند کہ دریا بد ایں معارف از محیط ولایت نیست ارباب ولایت در رنگ علماء ظاہر در ادراک آں عاجز اند و در درک آں قاصر ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت اند ارباہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف ست۔ کما لا یخفی علی الناظرین فی علومہ و معارفہ التی متعلق بالذات والصفات والافعال وتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات فیعلمون ان لھولاء المعارف والعلوم وراء علوم العلماء ووراء معارف الاولیاء بل علوم لھولاء بالنسبۃ الی تلک العلوم تشرق تلک المعارف لب ذالک المقشی واللہ سبحانہ الھادی و بدانند کہ بر سر ہر مائۃ مجددی گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر ست و مجدد الف دیگر۔ چنانچہ در میان مائۃ والف فرق است در مجددین ایشاں نیز ہماں قدر فرق ست بلکہ

زیادہ ازاں نہ مجدد صاحب است کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بامتان برسد متوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بوند و بدلا و نجبا باشند نماموں کنند بدیں مناسبت تمام رواج اسلام است انتہی ۔

اور ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں ۔

ای فرزند ایں آں وقت است کہ در امم سابقہ دریں طور وقتی کہ پر از ظلمت ست پیغمبر اولوالعزم مبعوث می گشت و بنائے شریعت جدیدہ میکرد و دریں امت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشاں خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات علماء را مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل دادہ اند و بوجود علماء بوجود انبیاء کفایت فرمودہ اند لہٰذا بر سر ہر مائۃ از علمائے ایں امت مجددی تعیین می نمایند کہ احیای شریعت فرمایند علی الخصوص کہ بعد از الف کہ در امم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولوالعزم ست و بہ پیغمبری دراں وقت اکتفا نمودہ اند دریں طور وقت عالمی عارفی تام المعرفۃ ازیں امت در کار ست کہ قائم مقام انبیاء باشد ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

ایک اور مکتوب میں اسی قسم کے مضمون کے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

مقصود ازیں گفتگو اظہار نعمت حق است سبحانہ و ترغیب طالباں ایں طریقت نہ تفضیل خود بر دیگراں معرفت خدائے جل و علا بر آنکس حرام ست کہ خود را از کافر فرنگ بہتر داند تکذیف از اکابر دین ست ؎

ذلی چوں شبنم مرا برداشت از خاک سزد گر بگذرانم سر ز افلاک

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری کند از لطف بر من قطرہ باری

اگر بروید ازیں تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

انتہی ۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو علماء راسخین سے کیا تھا ۔ اور آپ پر اسرار متشابہات قرآنی و رموز مقطعات قرآنی ظاہر فرمائے تھے

چنانچہ تحریر فرمایا ہے۔

کہ ایں فقیر تا مدتہا سرِ متشابہات را مفوض بعلم حضرت حق سبحانہٗ می ساخت و علماء راسخین را غیر از ایمان بمتشابہات نصیب نمی یافت و تاویلاتے کہ بعضی علماء و صوفیہ بیان کردہ اند آنہا را لائق شانِ آں متشابہات نمی دانست و آں تاویلات را از اسراری کہ قابلِ استتار باشد تصور نمی کرد چنانچہ عین القضاۃ از الف لام میم الم خواستہ کہ معنی دوست کہ لازمِ عشق است و امثالِ آں آخر کار چوں حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ بمحض فضلِ خود شمہ از تاویلاتِ متشابہات را بریں فقیر ظاہر ساخت و جدولی از آں دریائے محیط بزمین استعدادِ ایں مسکین کشادہ گردانید دانست کہ علماء راسخین را از تاویلِ متشابہات و مقطعات نصیبِ وافر است ہمچنیں آنکہ بعض علماء از وجہ ذات مراد داشتہ اند و از ید قدرت آں ہمہ نیست بلکہ تاویلِ آنہا از اسرارِ غامضہ است باخص الخواص آں را نمودہ اند از حروفِ مقطعات چہ گوید کہ ہر حرفی از حروف بحری است امواج از اسرارِ خفیہ عاشق و معشوق در بر مروی است غامض از رموزِ دقیقہ محبت محبوب و محکمات ہر چند امہاتِ کتاب اند اما نتائج و ثمراتِ آں متشابہات اند مقاصدِ کتاب متشابہات۔

از منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت محدَّث بفتح دال تھے۔ چنانچہ مکتوب پنجاہ یکم جلدِ ثانی میں تحریر فرماتے ہیں :۔

ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک لافراد من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضاً واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدَّثاً کما کان امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھذا غیر الالھام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع

الملک انما یخاطب بہذا الکلام الانسان الکامل الجامع بعد طی الا
والخلق والروح والنفس والعقل والخیال واللہ یختص[1] برحمتہ من
یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ولا یلزم من کون الکلام شفاھا ان یکون
المتکلم مرئیا للسامع لجواز ان یکون السامع ضعیف البصر لا یحمل
شعشان انوارہ کما قال علیہ الصلوات والتسلیمات فی جواب سوال
المرویۃ عنہ نورانی اراہ ولان فی شفا اخرق الحجب الشہودی لا
الوجودی بانہم فان ھذہ معرفۃ شریفۃ قلما یتکلم بہا احد و
السلام علی من اتبع الہدیٰ ۔

یعنی تحقیق کلام اللہ تعالیٰ کا بشر سے کبھی کبھی مشافہۃ ہوتا ہے اور یہ مخصوص ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے اور کبھی کبھی بعض متبعین کو بھی بوجہ تبعیت و وراثت کے ہوتا ہے ۔ اور جس وقت کہ بہت ہو کلام کسی سے اُس کو محدّث دلقب دیا، کہتے ہیں جیسے کہ حضرت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ۔ اور یہ کلام الہام و القاء روحی سے علیحدہ اور کلام ملک سے بھی جدا ہے، اس کلام سے انسان کامل جامع ہے ۔ بعد طے امر و خلق و روح و نفس و عقل و خیال مخاطب کیا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مخصوص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ رحمت کے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے ۔ اور مشافہۃ کلام کرنے سے سامع متکلم کا رُوبرو ہونا لازم نہیں آتا ۔ بوجہ ہونے سامع کے ضعیف البصر کہ متحمل شعشان انوار نہ ہوگا ۔ چنانچہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بجواب سوال باری تعالیٰ کہ اللہ تعالیٰ ایک نور ہے کہ میں تحقیق دیکھتا ہوں اس کو اور تحقیق مشافہت میں حجب شہودی ہے نہ وجودی ۔ فافہم یہ معرفت شریفہ ہے کہ بہت کم ایسی کسی نے بیان کی ہے ۔

[1] حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز تحریر ہے کہ جس وقت کسی خاص معرفت کو لکھتے لکھتے آئیۃ شریفہ واللہ یختص الخ تحریر فرماتے ہیں ۔ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خود اس سے متعلق ہیں ۱۲

نیز خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلیفہ نے اپنی کتاب زبدۃ المقامات میں لکھا ہے " کہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم مدظلہٗ در بیاض خاصہ رقم نمودہ اند کہ حضرت ایشاں را بوراثت جد مکرم ایشاں فاروق اعظم محدث بفتح دال گردانیدند "۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت بہ تبعیت وراثت زمرہ سابقین سے تھے ۔ چنانچہ مکتوب سی ونہم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں ۔

بداں ارشدک اللہ تعالے کہ اصحاب شمال اصحاب حجب ظلمانی اندو اصحاب یمین اصحاب ارباب حجب نورانی سابقانند کہ ایں حجب ظلمانیہ برآمدہ اند ویک قدم بر شمال وقدم دیگر بر یمین نہادہ گوئے سبقت ہمیداں وصل بردہ اند واز ظلال امکانی وظلالی ظلال وجوبی بالاگذشتہ واز اسم وصف واز شان واعتبار جز وذات نخواستہ تعالیٰ وتقدس اصحاب شمال ارباب کفر وشقاوت اندو اصحاب یمین اہل اسلام وارباب ولایت اند وسابقان بالاصالت انبیاء اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وبتبعیت ہر کرا ایں دولت مشرف سازند ایں دولت بیشتر بہ تبعیت در اکابر اصحاب انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والتحیات وبر سبیل قلت ندرت درغیر اصحاب نیز متحقق است وفی الحقیقت ایں شخص نیز از زمرہ اصحاب است وحق بکمالات انبیاء علیہم الصلوات والبرکات درحق او نگہ فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام لابدری اولھم آخرھم ہر چند فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام خیرالقرون قرنی ایں را باعتبار قرون گفتہ واں را باعتبار اشخاص سبحانہٗ اعلم ۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے لطف سے حضرت کو خزینہ رحمت کیا تھا ۔ چنانچہ اس کا اشارہ مکتوب تین سو گیارہ جلد اوّل میں کہ بتقریب اسرار اٹھائے دو چشمی لکھا تھا مندرج ہے ۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

آلہٖ وسلّم نے حضرت کو بشارت دی کہ قیامت کو ہزارہا آدمی تمہاری شفاعت سے بخشے جائیں گے ۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ کعبہ معظمہ آپ کی زیارت کو آیا ۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے حضرت کی دنیا کو آخرت کر دیا تھا ۔ اس کے حل میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے مکتوب ایک سو نو ۱۰۹ میں اس طرح تحریر فرمایا ہے :-

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت ایشاں مارا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملبشر ساختہ بودند باآنکہ دنیائے ترا آخرت گردانیدم سطرے چند در شرح ایں عبارت علیہ حل ایں مکاشفہ غیبیہ مرقوم مے گردد بگوش ہوش استماع نمایند بدانند کہ ہرچہ در دنیا مشہور میگردد بے شائبہ ظلیت نیست کہ دنیا تاب ظہور اصل بے شائبہ ظلیت ندارد و موطن ظہور اصل آخرت است و چوں دنیائے ایشاں حکم آخرت گرفت لاجرم موعود اُخروی دریں نشاء جلوہ گر گشت و نصیبے از اصل بے شائبہ ظلیت بحصول پیوست و نیز ملہم اند کہ بعضے تمتعات ایں نشاء فانیہ کہ موجب تنقیص درجات اخرویہ است در حق ایشاں نہ ایں چنیں باشد بلکہ باعث ترقی درجات بود ۔ چنانچہ نعیم آخرت کہ تمتع باآں موجب ترقی است ۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ بکمال متابعت حضرت سیدالانبیاء اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کو بمقام فوق رضا مشرف پایا ۔ چنانچہ اس کا ذکر مکتوب ہفتم جلد ثانی میں اس طرح فرمایا ہے ۔

کہ فوق مقام رضا قدمے نیست ۔ مگر خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ازاں مقام خبر دادہ کہ فرمود علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ۔

اس کے بعد پھر اور تحریر فرما کر اشارہ کرتے ہیں کہ جائز است کہ دراں مقام

خاص کہ فوق مقام رضا است خادمی را از خادمان الوہش خود الشیان
بوراثت وتبعیت دہند وبطفیل محرم بارگاہ سازند۔ مصرعہ
انہ کہ بیماں کارہا دشوار نیست

این معنی مستلزم مزیت غیر انبیاء بر انبیاء نیست علیہم الصلوٰۃ والتحیات چہ خادم را باہمگناں مساوات وتابع را بہمہ آں مطبوع چہ نسبت اصل مقصود بیت وتابع طفیلی نہایت مطالعہ تابع بفضل جزئی می کشد کہ دراں محظور نیست چہ بر حائک وحجام باعتبار صنعت خود بر عالم ذی فنون فضل دارد کہ از خیر اعتبار ساقط است کلامنا اشارت در رموز بشارات۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے حضرت کو بشارت دی تھی کہ تم مجتہد علم کلام ہو۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ ایک روز حضرت کو حلقہ مراقبہ میں مرید قصور غالب ہوئی کہ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ غفرت لک ولمن توسل بک بواسطۃ او بغیر واسطۃ الی یوم القیمۃ۔ یعنی بخشا تجھے اور جس شخص نے تیرا وسایہ واسطہ بلا واسطہ قیامت تک پکڑا۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی میرے طریقہ میں بواسطہ یا بے واسطہ مرد وعورت قیامت داخل ہونگے سب کو میرے پیش نظر کیا گیا۔ اور ان کا نام ونسب ومولد ومسکن تبلایا گیا ہے۔ اگر چاہوں تمام بیاں کردوں۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت کو بشارت دی کہ جس جنازہ پر تم نماز پڑھو گے وہ بخشا جائیگا۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ ایک بار حضرت کو غایت انکسار سے یہ خیال آیا کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومقبول ہے یا نہیں۔ اسی اثنا رندا آئی کہ یہ علوم کہ جو کچھ تم نے لکھے ہیں تمام مقبول ہیں۔ پھر اسی وقت الہام ہوا کہ جو کچھ لکھا بلکہ جو کچھ گفتگو میں آیا وہ بھی مرضی ومقبول ہے۔ بلکہ یہ تمام ہم نے کہا اور ہمارا بنایا ہے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر اس طرح ظاہر فرمایا ہے کہ میری تمام مرقومات حضرت مہدی آخر الزماں کی نظر سے گذریں گی۔ اور ان کی مقبول ہوں گی۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو معاملات و کمالات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر افاضہ فرمائے ہیں۔ وہ تا امام مہدی علیہ الرضوان اور کسی پر نہ ہونگے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو طریقہ جدیدہ عطا فرمایا ہے، آپ سے قبل سیر سالکین صرف ولایت صغریٰ یعنی قلب پر منحصر تھی۔ اور شاذو نادر کسی کو ولایت کبریٰ میں ہو جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت پر ولایت کبریٰ و ولایت ملاء اعلیٰ و کمالات نبوت و رسالت و الوالعزم و حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی و حب صرفہ و لاتعین و نیز حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ و معبودیت منکشف فرمائیں۔ اور ان مقامات کی تفصیل حضرت نے اپنے صاحبزادہ خواجہ محمد سعید و محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو سیر کرائی۔ اور ان سے اُن کے صاحبزادوں و خلفاء کو سیر ہوئی۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ آج تک اس طریقہ میں ان مقامات کی سیر کہ جس کو سلوک مجددی کہتے ہیں جاری ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت جاری رہے گی۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اس طریقہ کی نسبت حاصل کرینگے۔ اور یہ نسبت ان پر بوجہ اکمل ظہور کرے گی۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ سوا نبوت جو کمالات بشر میں ممکن ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائے غرضیکہ حضرت کے خصائص کہاں تک لکھے جائیں ؎

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

اب حضرت کے چند کشف خوارق کا ذکر کرتا ہوں۔ اگرچہ ایسے خصائص کے بعد ان کا ذکر اعلیٰ سے اسفل کی جانب آتا ہے۔ حضرت کا علو کشف اس سے قیاس کرنا چاہیئے کہ آپ نے ذات و صفات باری کی نسبت کیسی کیسی بار یکیاں

بیان کی ہیں۔ اور کوئی مخالف شرع نہیں واقع ہوئیں۔ بلکہ بلشبہ مؤید شرع شریف ہیں۔ جو شخص کہ ان کے کلام کو بنظر انصاف دیکھے۔ انشاء اللہ اس کی سمجھ میں آئیگا کہ حضرت کی شان اولیاء میں ایسی ہے جیسے انبیاء میں اولوالعزم کی ہوتی ہے ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کو زیارت بیت اللہ کا شوق زایداز حد غالب ہوا۔ ایک روز اسی بیقراری میں آپ نے دیکھا کہ تمام عالم جن و انسان نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ حضرت کی جانب کرتے ہیں۔ حضرت اس معاملہ سے نہایت متحیر ہوئے۔ اور متوجہ کشف اسرار کے ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کعبہ معظم آپ کی ملاقات کے واسطے آیا ہے۔ اور آپ کا احاطہ کیا ہے۔ اس سبب سے جو کعبہ کو سجدہ کرتا ہے وہ آپ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تو ہمیشہ زیارت کعبہ کا مشتاق رہتا ہے۔ اس واسطے ہم نے کعبہ کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے ۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک مکان کا طواف کر رہا ہوں۔ اور ایک جماعت اور میرے ساتھ شریک طواف ہے۔ مگر ان کی سیر اس قدر سست ہے کہ جس قدر عرصہ میں میں ایک بار طواف کرتا تھا۔ اس میں وہ صرف دو تین قدم مسافت قطع کرتے تھے۔ اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ یہ مکان فوق العرش ہے۔ اور یہ جماعت طواف کرنے والوں کی ملائکہ کرام و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں ۔

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں تجھ کو علم سمٰوات سکھانے آیا ہوں ۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ علم لدنی مجھ کو حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے پہنچا ہے ۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے ایک روز صبح کے وقت حلقہ میں دیکھا

کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والتسلیمات بصورت روحانیاں تشریف لائے - و بہ تلقی روحانی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح سے ہیں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ بصورت اجسام متمثل ہو کر کار اجسام سر انجام دیتے ہیں - اس میرے دل میں خیال آیا کہ آپ سے دریوزہ کروں - انہوں نے جواب دیا - کہ جس پر اللہ تعالےٰ کی عنایت ہو وہاں ہمارا کیا دخل ہے - گویا کہ اپنے تئیں کہا اور حضرت الیاس علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گفتگو میں خاموش رہے ؛

نقل ہے کہ ایک روز حلقہ میں مع یاراں مراقب بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی قدس سرہما تشریف لائے - اور ایک خرقہ آپ کے دوش مبارک پر ڈال دیا - حضرت نے جو آنکھ کھولی تو دیکھا شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جلدی سے اُٹھے اور بتواضع معانقہ کیا - حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا - کہ میرے جد امجد قدس سرہ نے اپنے وصال کے نزدیک یہ جبہ جو کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پشت بہ پشت ہمارے یہاں چلا آتا ہے میرے سپرد کیا تھا - اور فرمایا - اس کو امانتاً اپنے پاس رکھ لو - جس کو میں کہوں گا اس کے حوالے کرنا - اب چند مرتبہ مجھ سے حضرت جد امجد قدس سرہ نے تمہارے حوالے کرنے کے واسطے واقعہ میں کہا - لیکن مجھ پر اس تبرک کا علیحدہ کرنا سخت شاق تھا - مگر چونکہ اب تاکید بہ تہدید کی - چار و ناچار لے آیا ہوں - چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہ خرقہ پہن کر خلوت میں تشریف لے گئے - وہاں آپ کے دل میں خطرہ گزرا کہ مشائخ کے بھی عجیب معمول ہیں کہ جس کو جامہ پہنا دیا - وہی خلیفہ بن گیا - ورنہ یہ چاہئے کہ پہلے خلعت معنوی پہنائیں بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں - بمجرد اس خطرہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ مع تمامی خلفاء تا حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے - اور اپنی نسبت خاصہ کے انوار سے مالا مال کر دیا - اس وقت آپ کے دل میں خیال گزرا کہ میں نقشبندیوں کا پرورش یافتہ ہوں - اور یہاں یہ معاملہ گزرا کہ اسی اثنا میں حضرت عبدالخالق غجدوانی سے

لے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہم سب تشریف لائے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر بیٹھے۔ اکابر نقشبندیہ نے فرمایا کہ شیخ احمد ہماری تربیت سے کمال و تکمیل کو پہنچے۔ آپ کو ان سے کیا علاقہ ہے۔ اکابر قادریہ نے فرمایا کہ انہوں نے اوّل چاشنی ہمارے خوان سے یہ کھائی ہے۔ (اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ حضرت کے ایام شیر خواری میں تشریف لائے تھے۔ اور حضرت اس زمانہ میں علیل تھے اور شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت کے دہن شریف میں دے دی تھی۔ اور آپ نے اس کو خوب چوسی تھی) اور اب خرقہ بھی ہمارا ہی پہنا ہے۔ اسی بحث میں حضرات چشتیہ و کبرویہ و سہروردیہ بھی تشریف لائے اور کہا کہ ان کے ہم بھی دعویدار ہیں (کیونکہ ان کے خاندان کی حضرت کو اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے قبل بیعت حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ خلافت ملی تھی) مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرات القدس میں حضرت کی زبانی لکھا ہے کہ اس وقت اس قدر ارواح اولیاء جمع ہوئیں کہ تمام مکان و گلی کوچہ دشت و صحرا بھر گیا۔ اور مناظرہ کو صبح سے ظہر کا وقت آگیا۔ کہ اسی اثنا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے اور بکمال کرم و نوازش سب کی تسلّی و دلاسا فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ چونکہ شیخ احمدؒ کی تکمیل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے اس واسطے اس کی ترویج کریں اور باقی دیگر سلاسل کی نسبت بھی القا کریں۔ کہ ان کا حق بھی ثابت ہے۔ اور اسی پہ فاتحہ خیر پڑھا گیا۔ اور سب رخصت ہو گئے ؞

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ طریقہ قادریہ میں بعد شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی مانند کم نظر آتا ہے ؞

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آفتاب کی جانب بفراغت دیکھ سکتے ہیں مگر شاہ سکندر رحمۃ اللہ کے قلب کی جانب بوجہ تشعشان نگاہ نہیں کی جاتی ؞

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا کہ دائرہ غضب الٰہی ظاہر ہوا۔ جس وقت اس میں سیر کی طرح طرح کے غضب ذاتی و صفاتی و انتقامات اوسجاۃ مطالعہ کئے۔ اور یہ سیر دیر تک رہی۔ بعد ازاں اس دائرہ سے مافوق سیر ہوئی۔ یہ دائرہ استغنائی کا تھا۔ اس جگہ رنگ رنگ کی استغنائی ذاتی و صفاتی اللہ تعالےٰ کی نظر سے گزریں۔ بعد ازاں اس سے فوق کے مقام پر سیر ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ مقام رحمت ہے اس پر صرف جمال ہی جمال کا ظہور ہے جلال و استغنائی کی نہیں۔ بعد ازاں فوق الی ماشاء اللہ واقع ہوئی ۔

نقل ہے کہ ایک روز مسجد و خانقاہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں شریعت آکر اتری ہے جیسے کارواں آکر ٹھیرتا ہے ۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حافظ حلقہ میں قرآن پڑھتا تھا کہ دفعۃً بعض وساوس دربارہ قرآن شریف میرے دل میں آنے لگے۔ خیال آیا کہ نفس مطمئنہ ہو گیا۔ ولایت متحقق فنا و بقا حاصل ہو گئی۔ پھر یہ خطرات کہاں سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ اس راز کے کشف کے واسطے متوجہ ہوا۔ بعد توجہ بسیار و التجا بیشمار کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرغ عظیم الخلقت میرے سینہ سے نکل کر باہر ہو گیا ہے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ سینہ میں بھی خناس تھا کہ جو وسوسہ ڈالتا تھا۔ اور حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسی خناس کی شر سے بچنے کے واسطے حکم ہوا تھا۔ قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس ۔ اور الہام ہوا کہ اصل دین میں جو خطرہ گزرتا ہے۔ اسی کا منشا یہی خناس ہے۔ کہ سینہ میں آشیانہ رکھتا ہے۔ اور ہر وقت نیش زنی کرتا رہتا ہے۔ پھر الہام ہوا کہ اس کے آشیانہ کو تیرے سینہ سے دور کر دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ الحق بعد خروج۔ اس خناس کے عجب شرح صدر حاصل ہوا ۔

نقل ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو مکشوف ہوا ہے کہ ہندوستان میں انبیاء گذرے ہیں۔ لیکن کسی کا ایک تابع ہوا کسی کے دو۔ غرضیکہ تین سے زیادہ کسی کے نہیں پائے جاتے۔ اور اگر چاہوں۔ تو ان کا مکان و جگہ بعثت بتادوں۔ بلکہ ان کی قبر بھی کہ اُن کے انوار نظر آتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تو مجتہد علم کلام ہے۔ فرمایا جب سے میری رائے علیحدہ ہے۔ لیکن اکثر موافق امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ فرمایا۔ کہ جب اجتہاد حنفی و شافعی کی سیر کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ دو حصہ حق بجانب ابوحنیفہ رح ہے۔ اور ایک حصہ بطرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان بزرگوار سے حق باہر نہیں ہے ؀

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک روز بیٹھا تھا۔ معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مع شاگرداں تشریف لائے۔ اور ہر ایک کا نور مجھ میں آگیا۔ اور اُس نور میں مجھ کو فناء و بقا حاصل ہوئی۔ اُس کے کئی روز کے بعد دیکھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مع تلامذہ تشریف لائے۔ اور جو معاملہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزرا تھا وہی اُن سے پیش آیا ؀

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ بلاشائبہ تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ نورانیت مذہب حنفی نظر کشفی میں مثل دریا عظیم کے معلوم ہوتی ہے۔ اور دوسرے مذاہب ہیں مثل حوض کے ؀

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ ایک صفہ بلند پر جمیع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میر مجلس ہیں۔ چنانچہ میں بھی اس جگہ گیا۔ مگر بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ کہ اسی اثنا میں حضرت خلیل اللہ ؑ نے سب کی طرف متوجہ ہو کہ فرمایا یا ایہا الذین آمنوا تفسحوا فی المجالس۔ یہ سُن کہ سب نے تھوڑی تھوڑی حرکت کی۔

اور میرے بیٹھنے کی فراغت جگہ نکل آئی ۔ اور میں اس جگہ بیٹھ گیا ؂

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں حاضر ہوا کہ حضرت خاتمیت نے ایک اجازت نامہ جیسا کہ مشائخ اپنے خلفاء کو لکھ کر دیا کرتے ہیں مجھ کو مرحمت فرمایا ہے۔ لیکن بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس اجازت نامہ میں ابھی کچھ کسر ہے ۔ کہ اتنے میں ایک شخص آکر مجھ سے وہ اجازت نامہ بحضور آں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم لے گیا۔ اور اس پر کچھ لکھوا کر اور حضرت محبوب رب العلمین کی مُہر سے مزین کرا کر مجھ کو لاکر دے دیا ہے۔ اُس کے متن میں الطاف عظیمہ دُنیا کے متعلق لکھے ہیں۔ اور اس کی پشت پر لکھا ہے کہ تم کو اجازت نامہ آخرت عطا ہوا ہے ۔ اور مقام شفاعت مرحمت فرمایا ہے ۔ کاغذات اجازت نامہ بہت طولانی ہے ۔ اور اس پر بہت سی سطریں لکھی ہوئی ہیں ۔ فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس اس طرح بیٹھا ہوا ہوں جیسا کہ بیٹا باپ کے پاس بیٹھا ہو ۔ کہ اسی عرصہ میں وہ اجازت نامہ لپیٹا ہوا ہاتھ میں لئے ہوئے حرم شریف میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کیساتھ داخل ہوا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بحضور آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھ سے فرمانے لگیں کہ میں تیرے انتظار میں تھی اور تو یہ کام کر۔ فرمایا کہ مجھ کو یہ حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم و حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی غیر غیر نہیں معلوم ہوتی تھی ؂

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز بعد نماز صبح میں نے دیکھا ۔ کہ جو خلعت میں پہنے ہوئے تھا وہ مجھ سے جدا ہو گیا ۔ اس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ خلعت زائلہ کسی کو دینگے یا نہیں ۔ اور یہ آرزو ہوئی کہ فرزندی محمد معصوم کو عطا کریں ۔ بعد لمحہ کے دیکھا کہ محمد معصوم کو عطا ہوا ۔ اور یہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت سے کہ ترتیب وتکمیل سے متعلق ہے اشارہ ہے ۔ اور خلعت جدیدہ کا جب معاملہ انجام کو پہنچے اُمید ہے کہ براہ کرم اس کو فرزندی محمد سعید کو عطا فرمائیں ؂

حضرتؒ کے تصرفات

نقل ہے کہ حضرتؒ کے صاحبزادہ کلاں خواجہ محمد صادقؒ کی ولایت موسوی تھی۔ حضرت نے اپنے تصرف سے اُن کو ولایت محمدی پر پہنچایا۔ چنانچہ مکتوب دوسو چھبیس ۲۲۶ جلد اول میں یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

بعد الحمد والصلوٰۃ معلوم فرزندی ارشدی باد کہ از مکتوب شما در شرح احوال نوشتہ بودند چناں مفہوم گشتہ کہ شمارا مناسبتی بولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پیدا شدہ است از نعمتی شکر خداوند جل سلطانہ بجا آوردہ کہ از مدتہا آرزوی ایں دولت داشتہ کہ در حق شما بحصول بپیوندد وایں زماں اُمید دار گشتہ متوجہ آں شد کہ شمارا بایں دولت جذب نماید اتفاقاً دریں جہت وجہ شمارا داخل ولایت موسوی یافت علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات وازانجا کشیدہ داخل دائرہ ولایت خاصہ ساخت للہ سبحانہٗ الحمد والمنۃ وچوں شمارا بہ قسر دریں ولایت در آوردہ اند زیادہ از نسبت روزنا است کہ در کنار خود نگاہداشتہ پرورش می نماید۔ اور یہ اعظم تصرفات سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص کو حضرت نے بشارت ولایت ابراہیمی دی۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ کاش مجھ کو بھی معلوم ہو جاتا۔ تو زیادہ تسلی ہوتی۔ رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور حضرت کو بھی موجود پایا۔ کہ اسی اثنا میں حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ اور حضرت کو بھی موجود پایا۔ کہ اسی اثنا میں حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر ڈال دیا۔ صبح کو جب وہ شخص بیدار ہوا۔ اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی رات کا واقعہ بیان نہیں کیا تھا۔ حضرت نے خود ہی فرما دیا کہ جو کچھ کہہ دیا ہے۔ اُس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے۔

نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز میں متوجہ یاراں تھا۔ معلوم ہوا کہ شیخ

طاہر لاہوری کا نام دفترِ سعداں سے خارج کر کے دفترِ اشقیا میں داخل کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت متوجہ دفعِ شقاوت شیخ مذکور ہوا۔ عین التجا و تضرع میں معلوم ہوا کہ یہ امر لوحِ محفوظ میں قضا مطلق نہیں ہے اور مشروط کسی شرط کا نہیں ہے۔ اس وقت کمال یاس اور نا امیدی ہو گئی۔ مگر معاً قول حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاد آیا۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ قضا مبرم میں کسی کو مجال تبدیل نہیں لیکن مجھ کو ہے۔ اگر میں چاہوں تو وہاں بھی تصرف کر سکتا ہوں۔ پھر از سرِ نو ملتجی و متضرع ہوا اور عرض کی بار خدایا تو نے اپنے ایک بندہ کو نوازش سے سرفراز فرمایا ہے تیرے کمال کرم سے بعید نہیں ہے۔ اگر اس عاجز کو بھی ممتاز فرمائے۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ شیخ طاہر کو اس بلا سے نجات ہو گئی۔ مگر اس وقت معلوم ہوا کہ ایک قسم کی قضا ہے کہ وہ لوحِ محفوظ میں مبرم ہوتی ہے اور عند اللہ مطلق ہوتی ہے۔ اور اس میں اخص خواص کو دست تصرف ہوتا ہے۔ اور یہ معاملہ بھی اسی قسم آخر سے تھا۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

نقل ہے کہ ایک شخص حضرتؒ سے طریقہ قادریہ سے مرید ہوا کہ اسی درمیان میں حضرتؒ کے کوئی مہمان آئے۔ انہوں نے اس شخص حضرتؒ سے سفارش کی۔ کہ اس کے باپ سے میری آشنائی تھی۔ اس کو آپ نے طریقہ قادریہ میں داخل کیا ہے۔ حضرت غوث الثقلینؒ سے بھی اس کو ملا دیجئے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد حضرتؒ مکان سے باہر تشریف لائے۔ اور اس شخص کو بلا کر فرمایا۔ کہ قطب تارہ کی جانب دیکھ۔ اس نے جو دیکھا تو اس میں سے ایک شخص سیاہ کمبل پہنے ہوئے تیر کی طرح اس جگہ آ گئے۔ حضرتؒ نے فرمایا یہی غوث الثقلینؒ ہیں۔ چنانچہ وہ شخص فی الفور حضرت غوث پاکؒ کا قدمبوس ہوا۔ بعد ازاں حضرت غوث الاعظمؒ رخصت ہوئے۔ اور اسی تارہ میں جا کر غائب ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک عالم حضرتؒ کے خادموں میں اثنائے سلوک میں قریب المرگ

ہو گئے۔ اُس وقت حضرتؒ اِن کے پاس تشریف لے گئے۔ اور متوجہ اتمام سلوک ہوئے اور اُن کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ حضرتؒ اِن سے حال دریافت فرماتے تھے۔ اور وہ بیان کرتے جاتے تھے۔ جیسے ہی اُن کا سلوک ختم ہوا ویسے ہی جاں بحق تسلیم کی ؂

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں ابھی حاضر نہیں ہوا تھا۔ آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں عرض کیا کہ صحابہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ایک ہی صحبت میں اولیاء سے افضل ہو جاتے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ کیا ایک ہی صحبت میں ایسی حالت ہو جاتی تھی۔ کہ اولیاء کے جمیع حالات پر مشرف ہو جاتے تھے۔ حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ اس سوال کا حل صحبت پر موقوف ہے۔ چنانچہ وہ شخص حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اوّل صحبت میں وہ حالت پیدا ہو گئی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ اسی روز حضرتؒ نے اس کو بلا کر فرمایا۔ کہ آج میں نے تیرا ورق پلٹ دیا۔ تیری سمجھ میں آگیا ہو گا۔ اُس نے حضرتؒ کے قدموں پہ سر رکھ دیا ؂

نقل ہے کہ ایک شخص نے وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے۔ میری نعش حضرتؒ کی خدمت میں لے جانا۔ اور عرض کرنا۔ کہ داخل طریق فرما لیں۔ کیونکہ حضرتؒ کا طریقہ تھا۔ کہ اموات کو بھی اعطاء نسبت فرمایا کرتے تھے۔ جب اُس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا لڑکا اُس کے جنازہ کو حضرتؒ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے فرمایا۔ کل انشاء اللہ تعالےٰ معلوم ہو جائیگا۔ دوسرے روز اُس کے لڑکے نے حلقہ میں دیکھا۔ کہ اس کا باپ حضرتؒ سے ایک آدمی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا سرگرم ذکر ہے ؂

نقل ہے کہ مولانا محمد ہاشم کشمی نے دکھن سے ایک عریضہ حضرتؒ کی خدمت میں قدمبوس ہونے سے قبل متضمن ذوق و شوق بھیجا۔ حضرتؒ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ در وقت مطالعہ کتابت شما انبساط نورانیت شما در آں نواحی بسیار

بنظر در آمد و امیدوار ساخت للہ سبحانہ الحمد و المنۃ اس بشارت پہنچنے کے بعد خواجہ رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ اور کچھ مدت خدمت شریف میں رہ کر اور خلافت حاصل کر کے دکھن تشریف لے گئے۔ اور مرجع خلائق ہوئے۔ اور حضرت رح کی بشارت ہوئی ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ عالم شاہزادگی میں شاہ جہان اور جہانگیر کے درمیان میں بوجہ فتنہ انگیزی نور جہاں اس قدر بدمزگی پیدا ہو گئی۔ کہ آخر کار نوبت بمقابلہ مقابلہ پہنچی۔ دہلی کے بعض مشائخ نے شاہزادہ کو بشارت فتح دی لیکن جب حضرت رح سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے لیکن آخر کار مدعا شاہزادہ کرسی نشین معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اس وقت شاہزادہ کی شکست ہوئی۔ مگر آخر کار وہی بادشاہ ہوا ؛

نقل ہے کہ عبدالرحیم خاں خانخاناں صوبہ دار دکھن بوجہ غمازی چند فتنہ انگیز مورد عتاب سلطانی ہو کر دارالسلطنت میں طلب کیا گیا۔ اور نوبت اینجا رسید کہ اس کو اپنی جان کا اندیشہ ہو گیا۔ اسی حالت پریشانی میں حضرت رح کے خلیفہ جلیل القدر میر محمد نعمان رح سے طلب مدد کی۔ حضرت میر رح نے خانخاناں کی سفارش میں عریضہ لکھ کر حضرت رح کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور جواب نیاز نامہ طلب کیا۔ حضرت رح نے بعد ملاحظہ عریضہ میر نعمان رح قلمدان طلب کر کے اس طرح جواب تحریر فرمایا۔ کہ در وقت مطالعہ کتابت شما خانخاناں در نظر رفیع القدر در آمد خاطر شریف از معاملہ او جمع باشد۔ میر صاحب نے وہ خط بجنسہٖ خانخاناں کے پاس بھیج دیا۔ اس کے چند ہی روز کے بعد بادشاہ خانخاناں سے راضی ہو گیا۔ اور خلعت خاصہ عطا فرما کر اس کو پھر بحال کر دیا ؛

نقل ہے کہ ایک امیر کو سلطان وقت نے بغضب تمام لاہور سے طلب کیا۔ اور چونکہ اس سے خطاء عظیم سرزد ہوئی تھی۔ لوگ گمان کرتے تھے کہ بمجرد پہنچنے کے بادشاہ اس کو ہاتھی کے پیر سے بندھوا کر مروا ڈالے گا۔ دہلی جاتے وقت جب وہ سرہند پہنچا

حضرت رحؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ اور التماس حمایت کی حضرت نے فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ خطرہ نہیں۔ خاطر جمع رکھو۔ اُس نے بکمال اضطرار عرض کیا۔ کہ جو کچھ حضرت زبان سے فرماتے ہیں وہ قلم سے لکھ دیں۔ حضرتؒ نے مسکرا کر یہ لکھ دیا۔ کہ چوں فلاں از خوف غضب سلطانی کہ نمونہ غضب الٰہی است بفقراء رجوع نمودہ فقراء او را در ضمن خود گرفتہ ازیں مہلکہ رہا نیدند۔ اُس کی رخصت ہونے کے چند روز بعد کسی نے آکر حضرت رحؒ سے عرض کیا۔ کہ اس امیر کو بادشاہ نے قید کر دیا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے۔ فقراء کو سلطان کی شفقت اُس کے حق میں مثل روز روشن معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ نے اُس کو دیکھ کر تبسم کیا۔ اور چند کلمات نصیحت آمیز کہہ کر خلعت دیا۔ اور پھر اس کو اُس کی جگہ واپس کر دیا۔

نقل ہے کہ جب اجمیر میں تشریف رکھتے تھے۔ برسات کے دنوں میں ماہ مبارک رمضان آیا۔ ایک تنگ مسجد میں تراویح پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ گرمی و پسینہ سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ جس قدر ختم قرار دیئے ہیں۔ اگر بکرم الٰہی بارش فرصت دیتی اور مسجد کے صحن میں سنا کرتے بڑی نعمت تھی۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ ایسا ہی ہوا کہ تراویح کے وقت ستائیسویں تک کہ چار ختم ہوئے۔ بالکل بارش نہیں اور بآرام تمام ختم سُنے۔

نقل ہے کہ اسی مسجد کے جانب کی دیوار نہایت سُست بنیاد تھی۔ اور جھکی ہوئی تھی۔ صبح شام میں گرا چاہتی تھی۔ ایک روز حضرت رحؒ نے براہ طیبت فرمایا۔ کہ جب تک فقراء اس جگہ ٹھیرے ہیں۔ رعایت کر کے نہیں گرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جس روز حضرت رحؒ وہاں سے کوچ کر کے ایک میل گئے ہوں گے وہ دیوار گر پڑی۔ ہر لحاجدارا موہر لنسیت تعلیم است۔

نقل ہے کہ ایک شخص سالہا سال سے بیمار چلا آتا تھا۔ نہ کوئی دوا فائدہ کرتی تھی نہ دُعا۔ حضرت رحؒ کی شہرت سن کر ایک عریضہ خدمت شریف میں بطلب دُعا

صحت و جامہ تبرک روانہ کیا۔ حضرت رحؒ نے اس کے جواب میں یہ مکتوب مع جامہ تبرک بھیجا۔ "مخدوما! تا چند چوں نادرہ مہربان بر خود باید لرزید و تا کے از غم و غصہ باید پیچید خود او ہمہ را مردہ باید انگاشت و جمادے چند بے حس و حرکت باید پنداشت انک میت و انہم میتون نص قاطع است فکر ازالہ مرض قلبی و دریں مہلت قلیل بسر برند کہ کثر از اہم مہام است و علاج علت معنوی دریں مہلت بیادرب جلیل از اعاظم مقاصد ولی کہ گرفتار غیر است از وجہ توقع خبر روحے کہ مائل بکہتر است نفس امارہ از و بہتر ست آنجا ہمہ سلامتی قلب می طلبند و خلاصی روح می جوئید۔ و اماکونہ الشیاں ہمہ در فکر تحصیل اسباب گرفتاری روح و قلبہم ہیہات ہیہات چہ تواں کرد وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔ و دیگر از ممر ضعف اندیشہ نہ کند۔ انشاء اللہ تعالیٰ بصحت و عافیت نیز خواہد یافت خاطر ایں جانب ازیں رہ گذر جمع است جامع فقرا کہ طلب داشتہ بودند پیرہن فرستادہ شد خواہند پوشید و مترصد نتائج و ثمرات آں خواہند بود کہ کثیر البرکت است ؎

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است
واں کہ دیدش نقد خود مردانہ است

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔ جس وقت کہ حضرت رحؒ کا خط اور پیراہن شریف اس شخص کے پاس پہنچا۔ اور اُس نے اس کو پہنا فی الفور آرام ہو گیا ۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت رحؒ کی زبانی سُنا تھا کہ جس قدر کفر کی توہین کیسے عند اللہ اجر عظیم و ثواب غازیان فی سبیل اللہ کا مستحق ہو گا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ اس شخص کا مع چند رفقا ایک جگہ گذر ہوا۔ وہاں ایک بُت خانہ تھا۔ یہ موقع پا کہ بُت شکنی میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ گاؤں کے آدمی اُن پہ چڑھے آتے ہیں۔ اس سے نہایت پریشان ہوا۔ اس وقت حضرت رحؒ کو یاد کیا ناگاہ آواز آئی۔ کہ تیری مدد کو لشکرِ اسلام بھیجتا ہوں۔ چنانچہ اُس نے رفیقوں کو

تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں ہیں نے اس طرح آواز سنی ہے۔ دشمن ایک تیر کے فاصلہ پر رہ گئے ہوں گے۔ کہ تیس ۳۰ چالیس ۴۰ سوار ایک بلندی پر سے گھوڑے اُڑاتے ہوئے نظر آئے۔ اور آتے ہی کفار کو ڈانٹ بتلائی۔ اور ان سب کو اپنی حمایت میں لے کر چل دیئے۔ جب کفار سے غائب ہو گئے۔ سب کو رخصت کر دیا۔ پھر جو دیکھا تو نہ لشکر تھا اور نہ سوار تھے۔ صرف حضرتؒ کا تصرف ہی تھا حضرتؒ کے خوارق بے انتہا ہیں۔ "مشتے نمونہ از خروارے" اس جگہ درج کئے گئے ہیں۔ میری ذاتی طبیعت کا میدان کشف و کرامات کے لکھنے کی جانب کم ہے۔ ورنہ مصالحہ تو اس قدر جمع ہے کہ بمیرد تشنہ مستقی و دریا ہمچنان باقی۔ اصل یہ ہے کہ کثرت کشف کرامت سے نہ کسی ولی کی شان بڑھتی ہے اور نہ قلب ظہور خوارق سے کسی کی کسر شان ہوتی ہے۔ ولایت قرب الٰہی سے مراد ہے۔ کہ کشف و کرامت اس کی ارکان و شرائط سے نہیں ہے۔ چنانچہ خود حضرت ہی اسی طرح تحریر فرماتے ہیں۔

کہ ظہور خوارق و کرامات از شرط ولایت نیست وچنانچہ علماء مکلّف بخوارق نیستند اولیا نیز بظہور خوارق مکلف نیستند چہ ولایت عبارت از قرب الٰہی است جل سلطانہ کہ بعد از نسیان ماسوا باولیا خود کرامت می فرمائید شخصی را ایں قرب عطا فرمائید واز احوال مغیبات و محدثات ہیچ اطلاع ندہند و شخصے دیگر باشد کہ اورا ہم ایں قرب دہند وہم اطلاع بر مغیبات بخشند و شخصے ثالث را از قرب ہیچ ندہند واطلاع بر مغیبات بخشند شخص ثالث ز اہل استدراج است وصفائے نفس اورا بکشف مغیبات مبتلا ساختہ است ودر ضلالت انداختہ کریمہ ویحسبون انہم علی شیئ الا انہم الکاذبون استحوذ علیہم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولٰئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخسرون نشان حال شان است وشخص اول وشخص ثانی کہ بدولت قرب مشرف اند از اولیاء اللہ کشف مغیبات مدد ولایت شان می افزاید وعدم کشف ایشان در ولایت شان

نقصان می آرد تفاوت آنہا باعتبار درجات قرب است لہٰذا است کہ صاحب علوم کشف صُور علمی از صاحب کشف آن صور افضل بود و پیشین قدم باشد بواسطہ مزیّت قرب کہ او را حاصل شدہ است۔

حضرت رحؒ کے حالات میں ایک بڑا معاملہ حضرت رحؒ کے محبوس ہونیکا واقع ہے۔ چنانچہ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت رحؒ نے اپنے گیارہویں مکتوب کے دوسرے قطرہ میں حضرت خواجہ باقی رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح لکھا تھا:۔

ثانیاً معروض آنکہ در اثنائے ملاحظہ آں مقام مرۃ ثانیہ مقامات دیگر بعضہا فوق بعض ظاہر شدند بعد از توجہ بہ نیاز و شکستگی چوں بمقام فوق آں مقام سابق رسیدہ شد معلوم شد کہ ایں مقام حضرت ذی النورین است و خلفاء دیگر را ہم در آں مقام عبورے واقع شدہ است و ایں مقام ہم مقام تکمیل و ارشاد است و ہم چنیں دو مقام اکنوں مذکور می شوند و بالائے آں مقام بمقام دیگر در نظر آمد چوں بآں مقام رسیدہ شد معلوم گشت کہ آں مقام حضرت فاروق است و خلفاء دیگر را ہم در آنجا عبورے واقع شدہ است و فوق آں مقام مقام صدیق اکبر ظاہر شد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ بآں مقام نیز رسیدہ شد و از مشائخ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ الاقدس را در ہر مقامی خود با خود ہمراہ می یافت و خلفاء دیگر را ہم در آں مقام عبورے واقع شدہ است تفاوت نیست الا در عبور و مقام و مرور و ثبات و بالائے آں مقام ہیچ مقامی مفہوم نمی شود الا مقام رسالت خاتمیت علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیات اکملہا و محاذے مقام حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامی دیگر نورانی بس شگرف کہ ہرگز مثل آں در نظر نیامدہ بود ظاہر شدہ اند کہ از آں مقام ارتفاع داشت چنانکہ صفہ را از روی زمین بلندی می سازند و معلوم شد کہ آں مقام مقام محبوبیت است و آں مقام رنگین و منقش بود و خود را ہم انعکاس آں مقام رنگین و منقش یافت بعد از آں ہماں کیفیت خود را لطیف یافت و در رنگ ہوا یا قطعہ ابر در آفاق منتشر دیدہ بعضی اطراف را در گرفت و حضرت خواجہ بزرگ در مقام صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما و خود را در مقام محاذی آں می باید۔

جب جہانگیر کے زمانہ میں نور جہاں کا اختیار ہوا۔ اور رفض اور روافض کی کثرت ہوئی۔ حضرت رح نے اُن کے عقائد کے رد میں مکاتیب و رسالہ لکھ لکھ کر جابجا منتشر کئے۔ چنانچہ وہ لوگ اس بات سے حضرت رح کی جان و آبرو کے دشمن ہو گئے۔ اور ایک روز موقع پا کر حضرت رح کا یہ مکتوب بادشاہ کے پیش کر دیا۔ اور کہا کہ شیخ احمد رح اپنے تئیں حضرت صدیق اکبر رض سے افضل بتلاتا ہے اور اپنا مقام اُن کے مقام سے برتر کہتا ہے۔ اس بات پر بادشاہ بہت ناراض ہوا اور حضرت رح کو طلب کر کے استفسار کیا۔

حضرت رح نے فرمایا۔ کہ جو شخص حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے وہ دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کوئی اپنے تئیں حضرت صدیق رض سے افضل سمجھے۔ حالانکہ اصول صوفیہ سے ہے کہ جو شخص اپنے تئیں سگ گر گیں کہ خبیث ترین مخلوقات سے ہے بہتر جانتے بدتر از سگ گر گیں ہے۔ اور جس عبارت سے لوگ یہ مطلب سمجھے ہیں وہ سیر عروج کا حال ہے۔ کہ اکثر صوفیہ کو ابتدا حال میں مقامات اکابر میں واقع ہوتی ہے۔ اور پھر اپنے اصلی مقام پر آ جاتے ہیں۔ مثلاً دربار شاہی میں کہ ہر ایک امیر وزیر و شاہزادہ کی جگہ مقرر ہے۔ اگر سلطان کسی شخص کو مصلحتاً اپنے پاس ذرا سی دیر کے واسطے طلب فرمائے۔ اور اس سے سرگوشی کر کے پھر اس کو واپس کر دے۔ چونکہ وہ شخص تمام ارکین سلطنت کے مقام پر ہوتا ہوا آئیگا تو اس سے یہ ضرور نہیں کہ وہ شخص ان کا ہم رتبہ و ہم درجہ ہو گیا یہی حال اس عروج باطنی کا بھی ہے۔

علاوہ ازیں اس مکتوب میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے تئیں اس مقام کے عکس سے رنگین پایا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی چیز عکس آفتاب سے روشن ہو جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہو گیا۔ زمین ہر روز آفتاب کے

عکس سے روشن ہوتی ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ زمین آفتاب ہو گئی۔ غرضیکہ حضرت رحمہ نے جوابات معقول سے بادشاہ کی ایسی تسلی کر دی کہ اس کا غصہ جاتا رہا۔ روافض نے جب دیکھا کہ ان کی چال پوری نہ ہوئی۔ بادشاہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سجدہ کرانے کی جانب متوجہ کر دیا۔ لیکن حضرت رح نے سجدہ نہ کیا اور اس بات پر آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ قید ہونے سے پہلے حضرت رح فرمایا کرتے تھے کہ ابھی تک میری تربیت جمالی طور سے ہوئی ہے۔ اب منظورِ الٰہی ہے جلالی طور سے کرنے کی ہے۔ چنانکہ پرورشم می دہند جی ردیم۔ اور مجھ پر ایک مصیبت آنے والی ہے۔ کہ موجب ترقیات مدارج ہوگی۔

چنانچہ جب آپ قید ہو گئے تو مخلصوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اور آپ کی خلاصی کی بہت تدابیر کیں۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ اس زمانہ میں جو حضرت رح نے مکتوبات تحریر فرمائے ہیں۔ وہ عجب چاشنی دار ہیں۔ میر محمد نعمان اپنے اجل خلیفہ کو تحریر فرماتے ہیں:۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰے۔ سیادت پناہ اخوی میر محمد نعمان را معلوم بودہ باشد کہ مفہوم شد کہ ہر چند یاراں خیر اندیش در تشبث اسباب خلاصی کوشید ند سود مند نیامد الخیر فیما صنع اللہ سبحانہ پارہ ازیں امر بمقتضائے بشریت خونے پیدا شد و در سینہ تنگی ظاہر گشت بعد از زمانے بفضل حق جل سلطانہ آں ہمہ حزن و تنگی سینہ بفرح و شرح مبدل گشت و بیقین خاص دانست کہ اگر مراد ایں جماعت کہ در صدد آزار تد موافق مراد حق است جل شانہ بس کردہ و تنگی سینہ بی معنی است و منافی دعویٔ محبت است چہ ایلام محبوب در رنگ انعام او نیز محبوب و مرغوب محب است چنانکہ از انعام محبوب لذت میگیرد از ایلام او نیز ملتذ میگردد بلکہ در ایلام او لذت بیشتر می آید کہ از شائبہ حظ نفس و مراد او مبرا است و چوں حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کہ جمیل مطلق است۔ آزار ایں کس خواستہ باشد۔ بہر آئینہ ایں ارادہ او تعالےٰ نیز در نظر ایں کس

بعنایت او سبحانہ تعالیٰ جمیل است بلکہ سبب التذاذ است و چوں مراد ایں جماعت موافق مراد حق است سبحانہٗ۔ وایں مراد در ریحۂ آں مراد است ہر آئینہ مراد اینہا بنظر مستحسن و موجب التذاذ است فعل شخصے کہ مظہر فعل محبوب بود آں فعل شخص نیز در رنگ فعل محبوب است و آں شخص فاعل بعلاقہ ایں نظر نیز در نظر محب محبوب می نماید عجب معاملہ است ہر چند جفا ازیں شخص بیشتر مصور بود در نظر محب زیباتر می در آید۔ کہ نمایندگی صورت غضب محبوب بیشتر دارد کار دیوانگاں ایں راہ وارونہ است، پس بدی آں شخص خواستن و بلوی بد بودن منافی محبت محبوب بود کہ آں شخص بیش از مرآت فعل محبوب، ہیچ نیست جمعی کہ مقصدی آزار اند در نظر محبوب می در آئید نسبت بظاہر خلائق بیاراں بگویند و تنگی ہائے سینہ را دور سازند و بجماعتہ کہ در صدد آزار اند بد نباشد بلکہ باید از فعل آنہا لذت گیرند آرے چوں بلا را موریم و حضرت حق سبحانہ تعالیٰ را دعا و التجا و تضرع و زاری خوش می آید دعا دفعہ بلیہ و سوال عفو عافیت کنند و آنکہ مرآت صورت غضب گفتہ شد زیرا کہ حقیقت غضب نصیب اعدا است با دوستاں بصورت غضب و بحقیقت عین رحمت است درین صورت غضب چنداں منافع محب و ولیعت نہادہ اند کہ چہ شرح دہد و نیز در صورت غضب کہ بدوستاں عطا می فرمایند خرابی جماعت منکرہ است و باعث ابتلائے اینہا و معنی عبارت شیخ محی الدین عربی قدس سرہٗ معلوم نمودہ باشند کہ گفتہ است عارف را ہمت نیست یعنی ہمتی کہ قصد دفع بلیہ شود از عارف مسلوب است زیرا کہ چوں بلیہ را عارف از محبوب داند مراد محبوب تصور نماید بدفع آں چہ توزع ہمت بندد و رفع آں چگونہ خواہد اگرچہ بصورت دعاء دفع بر زبان آرد از جہت امتثال امر دعا اما فی الحقیقۃ ہیچ نمی خواہد و بآنچہ می رسد ملتذ است والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

اور میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اخفی نماند کہ تا زمانیکہ بعنایت اللہ

سبحانہٗ آں عنایت بصورت جلال و غضب او تعالیٰ انجلیٰ نفرمودہ محبوس قفص زنداں نہ گشتم از تنگنائے ایجادی شہودی بالکلیہ نرستیم و از پس کوچہائے ظلال خیال و مثال بتمام نہ برآمدم و در شاہراہ ایمان بغیب مطلق العنان تبختر ننمودم و از حضور بغیب و از علم بعلم از شہود باستدلال بر وجہ کمال نرسیدم و ہنر خود را عیب و عیب دیگراں را ہنر بذوق کامل و وجدان مانع نیافتم و شربتہائے خوشگوار بی تنگی و بی ناموسی و مرباہائے سزاوار خواری و رسوائی نچشیدم و از جمال طعن و ملامت خلق خط نگرفتم و از حسن جفا و بلائے مردم محظوظ نشدم و کاملیت بین یدی الغسال گشتہ بالکلیہ ترک ارادہ و اختیار نکردم و اشتہائے تعلق آفاق و انفس را بہ تمام و کمال نگسستم و حقیقت تضرع و التجا و انابت و استغفار و ذل و انکسار بدست نیاوردم و قسطاس رفیع المنزلۃ استغنائی حضرت حق سبحانہٗ را کہ محفوف بسبر ادقات عظمت و کبریائی است مشاہدہ ننمودم و خود را بندہ خوار و زار و ذلیل و بے اعتبار و بے ہنر و بے اقتدار و با کمال احتیاج و افتقار معلوم نساختم وَمَا اُبَرِّیٔ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اگر نہ محض فضل تواتر فیوض و واردات الٰہی جل سلطانہٗ و توالی عطیات و انعامات نامتناہی او سبحانہٗ در ہمیں محنت کدہ شامل حال ایں شکستہ حال نشدہ نزدیک بود کہ معاملہ بیاس رسد و رشتہ امید گسستہ گردد۔ الحمد للہ الذی عافانی فی عین البلاء و کرمنی فی نفس الجفاء و احسن لی فی حالۃ الفناء و وفقنی علی الشکر فی السراء و الضراء و جعلنی من متابعی الانبیاء و من محققی آثار الاولیاء و من محبی العلماء و الصلحاء صلوات اللہ سبحانہٗ و تسلیماتہٗ علی الانبیاء و لا علی مصدقہم ثانیاً۔

حضرت کو مدت معہودہ حبس میں گزر گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کو وہاں حبس کو فائدہ باطنی پہنچانا تھا پہنچ گیا۔ اور خود حضرت کو بوجہ ان مصائب کے جو ترقی ہونی تھی ہو چکی۔ بادشاہ اپنے کردار سے نادم ہوا اور حضرت کو باکرام تمام

طلب کر کے معذرت اور عفو قصور چاہا۔ حضرت نے ایام حبس میں کبھی بادشاہ کے واسطے دعا بد نہیں کی۔ بلکہ مریدین میں سے اگر کوئی متوجہ ایذاء سلطان ہوتا حضرت اس کو خواب خواہ بیداری میں منع فرما دیتے۔ اور فرماتے کہ اگر بادشاہ مجھ کو قید نہ کرتا یہاں کے لوگوں کس طرح فائدہ پہنچتا۔ بعد ازاں حضرت رح کئی سال تک بحکم سلطانی لشکر کے ہمراہ رہے۔ اور اس اپنی بے اختیاری و نامرادی کا نہایت ذوق و لطف اٹھاتے رہے۔ چنانچہ وہاں سے ایک خط میں حضرت خواجہ محمد معصوم و خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہما کے نام اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

فرزندان گرامی بجمعیت باشند مردم ہمہ وقت محنتہائے مارا در نظر می دارند مخلصی ازیں مضیق می طلبند نمیدانند کہ در نامرادی و بے اختیاری و ناکامی چہ ملاحت و جمال است و کدام نعمت برابر آنست کہ ایں کس را بے اختیار از اختیار آرند و باختیار خود او را زندگی دہند و امور اختیاری او را نیز تابع آں بے اختیاری او ساختہ از دائرہ اختیار او بر آرند و کالمیت بین ید الغسال سازند در ایام حبس گاہی کہ مطالعہ ناکامی و بے اختیاری خود می نمودم عجب حظ میگرفتم و طرفہ ذوق می یافتم بلی ارباب فراغت ذوق ارباب بلا را چہ دریابند و تہ جمال بلائے ایشاں درک نمایند طفلاں را حظ در شیرینی است و آنکہ از تلخی فراگرفتہ است شیرینی را بجوئے نمی خرد۔ مصرع

مرغ آتش خوارہ کے لذت شناسد دانہ را

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ شاہی لشکر کے ہمراہ حضرت رح اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے کہ قرب وفات آپ کو معلوم ہوئے۔ صاحبزادوں کو خط لکھ کر طلب فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ میرا اس جہان سے اب کچھ تعلق نہیں رہا۔ منصب قیومیت تم کو عطا ہوا اور اشیاء تمہاری قیومیت پر بہ نسبت میرے زیادہ راضی ہیں حضرت خواجہ محمد معصوم رح باوجود حصول بشارت ایسے منصب عظیم الشان کے زار زار رونے لگے۔ اور ضبط گریہ نہ کر سکے۔ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت البیا

بد حواس ہو گیا۔ کہ اس بات کو کہ نہایت ضروری امر تھا۔ نہ دریافت کر سکا۔ کہ آیا اشیاء میری قیومیت پر کیوں راضی ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کی اس قدر بے قراری دیکھ کر حضرت رح نے فرمایا۔ کہ ابھی تھوڑی مدت کے واسطے ایک اور کام کرنے کے لیے مجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس اثناء میں اشیاء کا قیام تم پر ہے اور تمہارا قیام مجھ پر ہے۔ اور اب حضرت کی منشاء ہوئی کہ باقی عمر بالکل گوشہ تنہائی میں گزاریں۔ چنانچہ آپ کو لشکر سے رخصت ہو گئی۔ اور آپ نے مکان پر آ کر گوشہ اختیار فرمایا۔ اور وہاں سوا صاحبزادوں اور ایک دو۲ خدام کے کوئی بار نہ پاتا تھا۔ اور حضرت سوا جمعہ و جماعت کے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ اور کار ارشاد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ جو شخص بعیت ہونے آتا۔ اس کو انہیں کے پاس بھیج دیتے ؛

نقل ہے کہ انہیں ایام خلوت میں شب برات کی رات حضرت نصف شب کے بعد خلوت سے گھر میں تشریف لائے۔ اس وقت والدہ مخدوم زادگان تسبیح خوانی میں مشغول تھیں۔ ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ معلوم نہیں آج کس کس کا نام دفتر ہستی سے محو ہوا ہو گا۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ تم بطریق شک کہتی ہو۔ اور جو شخص دیکھتا ہے کہ میرا نام دفتر ہستی سے مٹ گیا۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ دیہ حضرت رح نے اپنی جانب اشارہ کیا، غرضیکہ وسط ماہ ذی الحجہ میں حضرت کو مرض ضیق النفس ہوا ؛

نقل ہے کہ بارہویں محرم کو حضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا کہ مجھ کو آگاہ کیا ہے۔ کہ چالیس۴۰ پچاس۵۰ دن کے درمیان میں اس جہان سے تم کو جانا ہو گا۔ اور قبر کی جگہ بھی دکھلائی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ہر روز دن گنے جایا کرتے تھے۔ حتی کہ بائیس۲۲ صفر کو حضرت نے فرمایا۔ کہ اس میعاد کے چالیس دن گزر گئے اب دیکھیے اس پانچ سات دن میں کیا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان

ایام میں جو کمال کہ نوع بشر کو سوا نبوت حاصل ہونے ممکن تھے وہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بطفیل اپنے حبیب کے عطا فرمائے۔ اور اب حضرت پر مرض کا غلبہ شروع اور ضعف بڑھتا چلا گیا۔ اس حالت مرض و ضعف میں نماز تہجد۔ فرائض بجماعت ادعیہ ماثورہ ذکر و مراقبہ بدستور جاری تھا۔ اور کسی بات میں فرق نہ آیا۔ جس وقت کسی قدر افاقہ ہوتا۔ وصایا تحریض متابعت و اجتناب از بدعت و دوام ذکر کے فرماتے اور فرماتے کہ سُنّت نبوی کو دانتوں سے پکڑنا چاہیئے۔ کتب فقہ سے طریق کاملہ متابعت حاصل کرنا چاہیئے ؎

نقل ہے۔ کہ جس رات کی صبح کو آپ کا انتقال ہوا۔ اس شب خدام سے فرمایا۔ کہ تم نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ خیر آج کی رات اور بس ثلث شب کو تہجد کے واسطے اُٹھے وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور فرمایا کہ یہ آخری تہجد ہے۔ صبح کو اشراق کے بعد بول کے واسطے طشت منگوایا۔ لیکن اس میں ریگ نہ تھا آپ نے فرمایا۔ کہ ریت ڈال لاؤ۔ کہ بلا ریت چھینٹیں اُڑنے کا اندیشہ ہے۔ اور اسی طرح بلا پیشاب کئے۔ آپ نے فرمایا کہ لٹا دو۔ شاید حضرت کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اب وضو کی مہلت نہیں ہے۔ چنانچہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر داہنی کروٹ سے آپ لیٹ گئے۔ اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں سوء تنفس شروع ہو گیا۔ صاحبزادوں نے دریافت کیا کہ اب کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو دو رکعت پڑھی ہیں وہی کافی ہیں۔ یہ کلام بھی مطابق کلام انبیاء علیہم السلام ہوا۔ کہ اکثر آخری کلام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حرف نماز تھا۔ اس کے بعد کوئی کلام نہ فرمایا۔ اور اسم ذات میں مشغول رہے۔ اور بعد ایک لمحہ کے جاں بجاناں تسلیم کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎

شور برخاست مگر دامن محفل بشکست گرہ ز دہ جوش مگر آبلہ دل بشکست

آپ کا انتقال بتاریخ ۲۷ صفر المظفر سنہ ۱۰۳۴ ہجری بمقام سرہند ہوا۔ نماز جنازہ خواجہ محمد سعید حضرت کے فرزند ثانی پڑھائی۔ اور حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ

علیہ حضرت کے فرزند اکبر کے محاذہ میں جن کا انتقال حضرت کی حیات میں ہو چکا تھا۔ دفن کیا۔ ایک دفعہ حضرت نے اس جگہ دفن ہونے کے واسطے اشارہ فرمایا تھا۔ اور یہی جگہ ہے۔ جس کی اشرافت میں تحریر فرمایا:۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ العنایات اللہ تعالیٰ وسبحانہ، و بعد قبر حبیبہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والبرکتہ بلدہ ہند گویا زمین احیای من است کہ برائے من چاہ عمیق تاریک راپردہ صفہ بلند ساختہ اند در اکثر بلاد و بقاع آنرا ارتفاع دادہ و نور در آں زمین ودیعت گشتہ است کہ مقتبس از نور بے علتی و بے کیفی است و در رنگ نوری کہ از زمین مقدسہ بیت اللہ ساطع و لامع است پیش از ارتحال فرزندی اعظمی مرحومی بچند ماہ ایں نور را بر من روشن ظاہر ساختہ بودند و در زاویہ زمین مسکن ہائے فقیراں نشان دادہ نوری نمودند ساطع کہ گردی از صفت وشان بوی رانیافتہ بود و از کیفیات منزہ و مبرا آرزوی آں شد کہ آں زمین مدفن من شود و آں نور بر سر قبر من لامع بود و ایں معنی بہ فرزندی اعظم کہ صاحب سر بود ظاہر ساختم و از آں نور و از آں آرزو مطلع گردانیدم اتفاقاً فرزندی مرحومی بایں دولت سبقت کردہ و در پردۂ خاک در دریائے نور مستغرق گشت ؎

هَنِيئاً لأربابِ النعيمِ نعيمُها وللعاشقِ المسكينِ ما يتجرّعُ

از شرافت ایں بلدہ معظم است کہ مثل فرزندی اعظمی کہ از اکابر اولیاء اللہ است دریں انجا آسودہ است و بعد از مدتے ظاہر شد کہ آں نور موضع لمحہ السیت از انوار قلبیہ ایں فقیر از اینجا اقتباس نمودہ در آں زمین افروختہ اند در رنگ آنکہ چراغی از مشعلہ برافروزند۔ قل کل من عند اللہ اللہ نور السمٰوٰت والارض سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین ؛ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ متبرکہ کے مدح میں یہ چند ابیات نہایت پُر لطف لکھے ہیں ؛

ابیات

اے خاک پاک روضہ عبیری عنبری | کاہل جہاں ز بوئے تو مدہوش گشتہ اند
ساقی فشاندہ بر تو خوش آبیکہ اہل دہر | عاقل بہ پشت آمدہ مخمور رفتہ اند
بہرے ز خاک خلد تو داری کہ اہل حق | یک نفحہ از تو یافتہ بر چرخ رفتہ اند
نے تے تر از تربت یثرب گرفتہ اند | پنہاں ز روم و شام بسر ہند ہشتہ اند
ایں خاک احمدی است بذات احد نگر | نے یک کے صد ہزار از یں خاک جستہ اند
اہلاً و مرحباً پے زوّار تو بسے | اقبال بعد بر رخ اعدات بستہ اند
یارب بکن خلاص از یں خاک زمرا | بد حال آنکساں کہ از یں خاک رستہ اند
شیرے بخواب ناز بہ پہلوئے دو شبل | یارب چہ راز ہاست کہ اینجا نہفتہ اند
تنہا غنی نہ نغمہ مدح تو ساز کرد | کرّوبیان عرش ہم اینگونہ گفتہ اند

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ فرزند ثالث حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب ستر جلد اوّل میں تحریر فرمایا ہے۔

کہ مجدد الف ثانی حضرت ایشاں ما از غایت اتباع سرور دین و دنیا علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نیز مبشر شدہ بودند کہ روضہ متبرک کہ قبر آنحضرت در آں است و صحن قدیم آں روضہ ایست از ریاض جنت می فرمودند۔ کہ مبشر شدہ ام یا آنکہ اگر یک مشتی از خاک آں روضہ مبشرہ در قبر شخصے باندازند امیدوار بہائے عظیم فکیف من دفن فیہا۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو بعد انتقال خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ سوال منکر نکیر کی کیونکر گذری۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے بکمال رحمت اوّل الہام کیا۔ کہ اگر تو کہے۔ تو یہ دو فرشتہ یعنی منکر نکیر تیرے پاس آئیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی غایت فضل سے میرے پاس نہ بھیجے۔ پھر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ ضغطہ قبر کی کس طرح ہوئی۔ فرمایا کہ ہوا اگر اقل قلیل خواب میں معلوم ہوا۔

کہ گویا کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ اقل اقیل بسبب تواضع فرماتے ہیں۔ ورنہ کچھ نہیں ہوا۔ غرضیکہ حضرت کا وجود مسعود ایک عجائبات قدرت کا نمونہ تھا۔ کہ جس کی حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہزار سال پیشتر بشارت دی تھی کہ یکون رجل فی امتی یقال لہ صلۃ ید خل الجنۃ بشفاعتہ کذا اکذا۔ چنانچہ اس کی تصدیق میں حضرت نے مکتوب ششم جلد ثانی میں تحریر فرمایا ہے۔ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ البحرین النفیئتین کمل الحمد علی کل حال والصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام علی اخوانہ الکرام من الانبیاء و ملئکۃ العظام۔

حضرت کا حلیہ عبادات و عادات

حضرت تمام قد نازک اندام گندم گوں مائل بسفیدی کشادہ پیشانی تھے۔ ناصیہ اور رخسار مبارک سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی۔ آپ کی ابرو سیاہ دراز باریک و کشادہ تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی، ان کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید سر مبارک بلند اور باریک تھا۔ لب سرخ دہن مبارک نہ بڑا نہ چھوٹا۔ دانت متصل چمکتے ہوئے ڈاڑھی مبارک انبوہ و شکوہ مربع تھی۔ رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے۔ آپ کے ناخن نہایت صاف رہتے تھے۔ بدن پر میل نہ بیٹھتا تھا۔ پسینہ میں خواہ گرمی ہو خواہ برسات کبھی بو نہ آتی تھی۔ غرضیکہ آپ کی تشکل ایسی محبوبانہ تھی۔ کہ جو دیکھتا بے اختیار سبحان اللہ و ہذا ولی اللہ کہتا تھا حضرت ہمیشہ سرما و گرما سفر و حضر میں بعد نصف شب بیدار ہوتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ البعث و النشور اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمٰت والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون هو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً و اجل مسمّی عندہ ثم انتم تمترون و ھو اللہ فی السمٰوٰت و فی الارض یعلم سرکم و جھرکم

و لیعلم ما تکسبون۔ بعد ازاں بیت الخلاء کو تشریف لے جاتے پہلے بایاں پیر خلا میں رکھتے۔ بعد اس کے داہنا اور یہ دعا پڑھتے۔ اللّٰھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث بعد ازاں اس جگہ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر زور رکھتے۔ بعد فراغت بکلوخ طاق استنجا کرتے۔ اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے۔ اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالتے۔ بعد ازاں مستقبل بقبلہ وضو کو بیٹھتے اور بوقت وضو کسی سے مدد طلب کرتے اور آفتابہ بدست چپ رکھتے۔ اور ابتدا ہاتھ دھونے میں یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ العظیم والحمد للہ علیٰ دین الاسلام الاسلام حق والکفر باطل سے پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے۔ بعد ازاں بائیں پر بعد ازاں دونوں ہاتھ جمع کر کے دھوتے اور انگلیوں میں کف دست کی طرف سے خلال کرتے اور بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے اور تین دفعہ داہنی طرف اور تین دفعہ بائیں طرف کرتے۔ پھر زبان پر کرتے اور اگر زیادہ کرتے تو رعایت وتر کرتے اور پہلے داہنی طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں۔ بعد ازاں بائیں طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں اور ہر وضو میں التزام مسواک رکھتے تھے۔ بعد فراغ مسواک کو اکثر خادم کے سپرد کرتے۔ اور وہ اس کو اپنی پگڑی کے بیچ میں رکھ لیتا۔ اور آپ مضمضہ و در ڈالتے تھے اور رعایت تثلیث رکھتے تھے۔ بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرک و علیٰ تلاوۃ القرآن وعلیٰ صلوٰۃ حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تین دفعہ استنشاق بھی تازہ پانی سے جدا جدا کرتے۔ اور بوقت استنشاق یہ دعا پڑھتے اللّٰھم ارحنی رائحۃ الجنۃ و انت عنی راض۔ اور بعدہ منہ مبارک پر بکمال آہستگی و سہولیت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے۔ اور داہنا ہاتھ داہنے رخسار پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسار پر گزارتے اور داہنے کو بائیں پر تقدم کرتے۔ تاکہ ابتدا داہنے سے ہو۔ اور منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے۔ اللّٰھم بیض وجھی بنورک یوم تبیض

وجوہ اولیائک ولا تسود وجھی یوم تسود وجوہ اعدائک اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ بعد ازاں داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے تاکہ قطرہ نہ رہ جائے۔ اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دھوتے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے اور داہنے ہاتھ کو دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے۔ اللّٰھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابًا یسیرًا واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے اللّٰھم انی اعوذبک ان تعطینی کتابی بشمالی او من وراء ظھری ولا تحاسبنی حسابًا عسیرًا واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ بعد ازاں داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر بائیں کف دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اڑتیں اور تمام سر کا مسح کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیر لاتے اور یہ دعا پڑھتے اللھم اغشنی برحمتک وانزل علی برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک۔ بعد ازاں اسی پانی سے مسح گوش باطن سبابہ اور پشت گوش نر انگشت سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے اللّٰھم اعتق رقبتی من النار ورقاب ابائی واعذنی من السلاسل والاغلال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ بعد ازاں داہنا پیر تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ قریب خشک کے ہو جاتا۔ اور اسی طرح سے بایاں پیر دھوتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اللّٰھم انی اعوذبک ان تزل قدمی وقدم والدی علی صراط المستقیم یوم تزل اقدام المنافقین والکافرین فی النار بحرمۃ النبی المختار واشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ علیہ الصلوٰۃ۔ اور بعد فراغت وضو یہ دعا پڑھے۔ اللّٰھم

اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین واجعلنی من عبادک الصالحین واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم واجعلنی من الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون واجعلنی عبداً شکوراً واجعلنی ان اذکرک کثیراً و یسبحک بکرۃ و اصیلاً۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا انزلنہ تا آخر۔ یہ دعا پڑھتے اللہم اشفنی بشفاعتک وداونی بدوائک وعافنی من البلاء واعصمنی من الاھوال والامراض و الاوجاع اور اعضاء وضو کپڑے سے نہ پونچھتے۔ بعد ازاں پوشاک لطیف و نفیس پہنتے و بہ تجمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے۔ اور دو رکعت خفیف گزارتے۔ اول رکعت میں قرأت بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔ والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون اولئک جزاؤھم مغفرۃ من ربہم وجنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ونعم اجر العاملین اور دوسری رکعت میں بعد قرأت فاتحہ کے یہ آیت پڑھتے۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ تواباً رحیماً۔ ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیماً۔ باقی نماز تہجد کو بطول قرأت ادا کرتے۔ غالباً دو تین سیپارہ قرآن پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گزر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا ہے کہ صبح ہو جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے۔ پس ازاں دوسری رکعتیں بقرأت طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علیٰ ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسری سے کم ادا کرتے۔ بعد ازاں اگر اول شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے۔ اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے

سوم رکعت میں بعد قل ہو اللہ احد قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے۔ جیسے کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے۔ اللھم اھدنا فی من ھدیت و عافنا فی من عافیت و تولنا فی من تولیت و بارک لنا فی ما اعطیت وقنا ربنا شر ما قضیت انک تقضی ولا یقضی الیک انہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا و تعالیت نستغفرک و نتوب الیک وصلی اللہ علی النبی۔ اور اگر وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے۔ اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر اکتفا فرماتے۔ اور اکثر نماز تہجد میں سورہ یٰسین پڑھتے۔ اور فرماتے کہ اس کی قرأت نفع بسیار اور نتائج بیشمار پائے ہیں۔ اور سورہ الم سجدہ اور ملک اور سورہ مزمل اور سورہ واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے۔ اور بعد نماز آخر سورہ آل عمران اس جگہ سے پڑھتے۔ ان فی خلق السمٰوات و الارض واختلاف الیل و النھار الی آخر سورۃ۔ اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے۔ اور کبھی کبھی آیت کریمہ رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر لہ ستر مرتبہ پڑھتے۔ بعدہ صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے۔ یا قبل از صبح موافق سنت سنیہ علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام سو جاتے تاکہ تہجد میں النومین واقع ہو۔ اور قبل صبح بیدار ہوتے۔ اور وضو جدیدہ فرما کر سنت گھر پڑھتے۔ بعد ازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے۔ پھر اُٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ بعد ازاں فجر فرض بجماعت کثیر اول وقت آخر غلس میں ادا کرتے۔ اور خود امامت فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے۔ اور بعد ادائے فرض اُسی جلسہ میں دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت بیدہ الخیر و ھو علیٰ کل شئی قدیر۔ اور سات دفعہ اللھم اجرنی من النار بعد ازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے الٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم حم تنزیل الکتاب الی الیہ المصیر و

آیتہ الکرسی و کریمہ فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون الیٰ
تخرجون پھر یمین ویسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دُعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے
بعد دُعا دونوں ہاتھ مُنہ مبارک پر لاتے۔ بعد ازاں مع اصحاب حلقہ ذکر فرماتے
اور شغل باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدر نیز مشغول رہتے۔ حلقہ میں کبھی کبھی حافظ
سے قرآن بھی سُنتے۔ اور بعد فراغ حلقہ دو رکعت نماز پڑھتے۔ اوّل رکعت
میں بعد فاتحہ آیت الکرسی اور سورہ یٰسین تا نفخ فی الصور اور دُوسری رکعت میں
اس سُورہ سے آخر سُورہ مذکور و سورہ الشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے
کبھی اول رکعت میں قل یاایہا الکفرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد اور کبھی پہلی
سبح اسم والم نشرح وقل یا یہا الکفرون اور دوسری میں قل ھو اللہ
احد تین مرتبہ اور معوذتین تین بار پڑھتے۔ اور بعد تشہد درود و استغفار اس
طرح پڑھتے۔ اللھم انت ربی لا الٰہ الّا انت خلقتنی و انا عبدک وانا
علیٰ عھدک ووعدک ما استطعت و اعوذبک من شر ما صنعت
ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفرلی فانہٗ لا یغفر الذنوب
الا انت بعدہ دُعا استخارہ پڑھتے۔

اللھم انی استخیرک واستقدرک بقدرتک و اسئلک من فضلک
العظیم فانک تقدر و لا اقدر و تعلم و لا اعلم انک انت علام الغیوب
اللھم ان کنت تعلم ان ما ارید من ای عمل کان خیر الی فی دینی
و دنیای و معاشی وعاقبۃ امری الیوم فاقدرہ لی و یسرہ لی ثم
بارک لی فیہ اللھم ان کنت تعلم ان ما ارید من ای عمل کان شرلی
فی دینی و دنیای و معاشی و عاقبۃ امری الیوم فاصرفہ عنی واصرفنی
عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر
خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین بوقت شام بعد اتمام اوابین بھی دُعا
استخارہ پڑھتے اور بجائے الیوم اللیل پڑھتے اور جب بعد نماز صبح سکوت فرماتے

تو بعض دعوات یومی بعد اشراق پڑھتے۔ دعوات یہ ہیں:۔

اصبحنا واصبح الملک والحمد للہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔ اللھم اسئلک خیر ما فی ھذا الیوم فتحہ ونصرہ ونورہ وبرکتہ وھداہ واعوذبک من شر ما فی ھذا الیوم وشر ما بعدہ اللّٰھم ما اصبح لی من نعمتہ او باحد من خلقک فمنک وحدہ لاشریک لہ فلک الحمد ولک الشکر شام کے وقت بجائے الیوم اللیل واصبح امسی پڑھتے اور تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اور تین مرتبہ بسم اللہِ الذی لا یضرہ مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماءِ وھوالسمیع العلیم اور سات دفعہ اللّٰھم نبئنی قبل ان یبینی لموت اور سات دفعہ اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شرِ نفسی اور سات مرتبہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اور سات مرتبہ یا مقلب القلوب ثبتنا علیٰ طاعتک اور سات مرتبہ اللّٰھم اغفر لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سات مرتبہ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی اور سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہٖ اور تینتیس ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور تینتیس ۳۴ دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔

اور بعض ادعیہ کو بعد نماز اوابین پڑھتے۔ اور ان چہار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکور بالا پڑھتے۔ بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے۔ اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے۔ اور کبھی کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے۔ اور گاہ گاہ طالبان خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی کرتے۔ اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ان کا احوال خفیہ اگلا پچھلا خود بہ تفصیل وشرح فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے۔ اور کبھی

خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار معارف مکشوفہ بیان فرماتے ۔ اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش فرماتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا القاء و اعطا حال کرتے ہیں ۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جس وقت طالب کوئی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے ۔ بمجرد سننے کے اس معرفت سے متوجہ حضرت متحقق ہو جاتے اور ہر ایک کو اس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر و فکر فرماتے اور تمام کو علو ہمت و اتباع سنت و دوام ذکر و حضور مراقبت و انحفار حال کی تاکید فرماتے ۔ اور تکرار کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی نہایت ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرماتے کہ تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ معظم کے مثل قطرہ ہے ۔ بمقابلہ دریا محیط کے فرماتے ۔ کہ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات نبوت و ولایت ہے ، اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے پر بخشدیں اور بہشت میں بھیج دیں ۔ تو بھی گنجائش رکھتا ہے ۔ فرماتے کہ اس کی برابر کوئی آرزو نہیں ہے کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کی تکرار سے ملتذ و محظوظ ہوں ۔ مگر کیا کیا جائے کہ تمام آرزو میسر نہیں اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے ۔ تاکہ معلوم ہو کہ کونسا مسئلہ مفتی بہ ہے ۔ اور کون مسنون و معمول اور کون بدعت و مردود ۔ حضرت کی اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی ۔ اور اصحاب پر اس قدر دہشت و ہیبت غالب تھی ۔ کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی اور حضرت کی تمکین اس درجہ کی تھی ۔ کہ باوجود تواتر و تکاثر واردات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا ۔ البتہ بسبیل ندرت چشم پر آب ہو جاتی ۔ اور گاہ گاہ اثنا بیان حقائق میں تلوین رنگ رخسارہ دیدہ ہو جاتا ۔ جب ضحی کبریٰ ہو جاتا تو حضرت نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعت ادا کرتے ۔ ہر چند کہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے داخل ضحی تھیں ۔ حاصل یہ کہ نماز ضحیٰ بارہ رکعت پڑھتے تھے ۔ اور کبھی بسبب قلت انہیں چار رکعت پر جو کہ اول پڑھتے اکتفا فرماتے ۔ اور کبھی وہی اول پر اور قرأت نماز چاشت بعد فاتحہ سبح اسم ربک و الشمس و اللیل

والضحیٰ اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوائل حال میں نماز تہجد وضحیٰ و فی زوال میں اکثر قرأت سورۂ یٰسین فرماتے۔ حتی کہ گاہ گاہ اسی اسی۸۰ مرتبہ اس سورۃ کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جب ضحیٰ کبریٰ ہو جاتا نماز ضحیٰ خلوت میں ادا کر کے حرام سرا میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھاتے وقت فرزندوں اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے۔ اور کچھ پکتا سب میں حصہ رسد عطا فرماتے۔ اور اگر اس وقت فرزندوں اور درویشوں اور خادموں میں سے کوئی موجود نہ ہوتا۔ اس کا حصہ رکھ چھوڑنے کے واسطے ارشاد فرما دیتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا نہایت ہوتا ؛

نقل ہے کہ جب حضرت لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ کا گذر سرہند میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ بیشک کبھی نہ کھایا ہو گا۔ کیونکہ یہاں کی سرایت انوار و نسبت و طہارت اس کے کھانے میں کہاں ؛

راقم الحروف کا اپنا تجربہ ہے کہ جو حضرت مرشدی و مولائی حضرت مولانا غلام نبی صاحب احمدی للّٰہی قدس سرّہٗ کے گھر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی خشک ہوتا لذّت ہوتی وہ کسی امیر کبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی مرغن ہوتا نہیں پائی وہی سرایت انوار و نسبت کی وجہ ہے ؛

کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانو کھڑا کر لیتے اور بایاں لٹا دیتے۔ اور گاہ گاہ دو کھڑے کر لیتے۔ اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے۔ اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللّٰہ الذی لا یضرّ مع اسمہٖ شیءٌ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ط۔ فاللّٰہ خیرًا حافظًا وھو ارحم الراحمین۔ اور سورۂ لایلاف پڑھتے۔ الحمد للّٰہ الذی اطعمنی ھذا الطعام اللطیف الملیح بغیر حول ولا قوۃ اور اگر طعام شیریں ہوتا۔ تو ھذا الطعام اللطیف الحلو فرماتے اور کبھی یہ

دعا پڑھتے۔ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا واشبعنا وارانا وجعلنا من المسلمین اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو یہ دعا بھی پڑھتے۔ اللھم اغفر لاکلہ ولباذلہ ولمن کان لہ شیئاً فیہ وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ وسلم۔ اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے جزاکم اللہ خیراً اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو جزاہم اللہ خیراً۔ اور کبھی یہ دعا پڑھتے اللھم ارزقنی عما تحب وترضی واجعلہا عوناً علیٰ تحب۔ اور تین انگلیوں سے لقمہ لیتے اور جب خواہش ہوتی تو طبق تک لے جاکر مزا لیتے۔ گویا کہ کھانے کی رغبت نہیں ہے۔ محض اس نیت سے کہ کھانا سنت ہے تناول فرماتے۔ آپ کی غذا نہایت قلیل تھی۔ مع ذالک فرمایا کرتے کہ بحکم اقتضائے آخر زمانہ بھوک میں کمال اتباع آنسرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میسر نہیں ہوتا۔ اور کھانا نہایت خشوع وخضوع سے تناول فرماتے۔ اور اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے۔ فرمایا کہ عارف کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی جانب کھانے سے زیادہ نہیں کھینچتی۔ بعد طعام کے تھوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے۔ اور جیسے ہی سایہ پھرتا اور موذن اذان کہتا بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بقوت وعجلت تمام بستر سے زمین پر اتر آتے۔ اور اس میں ناغہ نہ ہوتا۔ اور بوقت سننے اذان کے اعادہ کرتے۔ مگر وقت حیعلتین لاحول ولا قوۃ پڑھتے۔ اور بعد ازاں دعاء اذان پڑھ کر فی الفور ہی اٹھ کھڑے ہوتے اور وضو کرکے نفیس پوشاک پہن کر مسجد تشریف لے جاتے۔ اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت زوال بطول قرأت ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمان بعثت سے تا زمان رحلت سنت زوال ترک نہیں کیں۔ اور اس میں طوال مفصل پڑھتے۔ اور بمقتضائے گنجائش اختصار قرأت پر اکتفا کرتے بعد ازاں چار رکعت سنت مؤکدہ ظہر کی پڑھتے اور بعد تکبیر اقامت خود امامت فرماتے اور فرض ظہر پڑھتے۔ اور قرأت طوالی پڑھتے۔ بعد ازاں فراغ فرض

یہ دُعا اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعد ازاں دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ اور پھر چار رکعت سنت زاید پڑھتے۔ بعد ازاں دعوات کہ بعد ظہر ماثورہ ہیں پڑھتے اُس کے بعد قوم کی جانب ہو بیٹھتے۔ اور اصحاب حلقہ کرتے اور حافظ قرآن حکیم پڑھتا۔ اور حضرت یاروں کی طرف مراقب متوجہ بیٹھ جاتے۔ بعد فراغت از حلقہ دو ایک سبق دینی درس فرماتے۔ اور جب وقت عصر ہو جاتا۔ تو تجدید وضو کے واسطے اُٹھتے اور چار رکعت سُنّت عصر ادا کرتے۔ بعد ازاں خود امام ہوتے اور نماز فرض عصر بجماعت کثیر ادا کرتے۔ بعد ازاں ادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھ کر قوم کی جانب پھر بیٹھتے۔ اور اصحاب حلقہ کرتے۔ اور حافظ قرآن پڑھتا۔ اور حضرت اور اصحاب مراقب بیٹھتے۔ اور کبھی احوال پرسی کا شغل کرتے۔ اور متوجہ حال طالبان ہوتے۔ اور ان کی ترقی کے واسطے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے۔ بعد ازاں اوّل وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادائے فرض یہ دُعا اللّٰھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام پڑھ کر کھڑے ہو جاتے دو رکعت سنت مؤکدہ ادا فرماتے بعدہٗ ادعیہ ماثورہ پڑھتے اور بعد ازاں چہار رکعت نماز اوابین پڑھتے اور اکثر اوقات اسی میں سورۂ واقعہ و سورۂ اخلاص اور گاہ چھ رکعت پڑھتے اور نماز عشاء کو ابتداء زوال بیاض افق کے نزدیک امام اعظم صاحب شفق اُسی سے مراد ہے۔ وہ وقت متفق علیہ ہے۔ مسجد میں تشریف لاتے۔ اوّل دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت یا دو رکعت گزارتے اور پھر فرض ادا کرتے۔ اور بغیر اس کے ادعیہ پڑھیں اللھم انت السلام پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت اور مستحب بعد ازاں وتر پڑھتے۔ بعد ازاں الم سجدہ پڑھتے۔ اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورۂ سجدہ و تبارک الذی و قل یا ایھا الکفرون و قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ اور

قنوت حنفی و شافعی کہ حنفیوں نے جمع کیا ہے جمع کرتے بعد ازاں دو[2] رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اذا زلزلت الارض پڑھتے اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکفرون پڑھتے۔ اور آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ اس میں اختلاف ہے۔ بروقت نماز حضرت دو ابہام کان کی لو تک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اس کے کہ کھلی یا جڑی رکھیں بلکہ متوجہ قبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے۔ اور زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا۔ اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا۔ اور دونوں پیروں پہ برابر زور رکھتے اور ایک پیر پہ زور دے کر دوسرے کو آرام نہ دیتے۔ اور قیام سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے۔ اور نہایت تجوید و تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قرات پڑھتے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے۔ اور قدموں پہ نظر رکھتے اور سر پشت کے ساتھ برابر رکھتے۔ اور زانوں انگلیاں کھول کھول کر بقوت پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے۔ بعد ازاں قومہ بمقدار تسبیح جلسہ کرتے۔ اور درحال انفراد سمع اللہ لمن حمدہ۔ ربنا لک الحمد پڑھتے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے۔ اور سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے۔ اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے اور بوقت سجدہ تمام اعضا پر برابر زور دیتے۔ اور تشہد میں دونوں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے۔ اور کنار پہ نظر رکھتے۔ اور حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے۔ بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔ بعد نماز عشا قبل سونے کے حضرت سورہ فاتحہ و آیت الکرسی و آمن الرسول تا آخر و ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض تا من المحسنین و قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن الخ اور چار قل پڑھتے۔ اور جس وقت لیٹتے پہلوئے راست پر تکیہ

کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے :-

اللھم باسمك ربی وضعت جنبی وبك ارفعہ ان امسکت نفسی فاغفر لنا ان ارسلتنا فاحفظھا بما تحفظ بہ عبادك الصالحین اللھم انی اسلمت وجھی الیك وفوضت امری الیك والجأت ظھری الیك رغبۃ ورھبۃ الیك لا ملجأ ولا منجأ منك الا الیك اللھم انی امنت بکتابك الذی انزلت ورسولك الذی ارسلت ولتجعلھن اخر ما تکلم بہ اللھم انی احمدك بکل لسان واستعیذ بك من البلایا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار کرتے۔ پھر تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ۔ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو حی لا یموت ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام وھو علی کل شیء قدیر۔ اور ۱۰۰ سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتے۔ اور ۱۰۰ سو دفعہ بعد نماز تہجد کے بھی پڑھتے۔ اور ۱۰۰ سو دفعہ ہر روز مواظبت رکھتے۔ پھر خواب کرتے نماز جمعہ کو جس طرح علمائے حنفیہ نے فرمایا ہے اُس طرح ادا کرتے۔ اور بعد فرض جمعہ سات دفعہ سورہ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ پڑھتے۔ اور صلوٰۃ ظہر کو قبل جمعہ نہ ادا فرماتے۔ بلکہ اُس کو مکروہ جانتے۔ لیکن بعد ادائے جمعہ پڑھتے اور فرماتے کہ شرائط جمعہ بقول بعض اِس وقت مانی نہیں جاتیں۔ اور اس طرح نیت کرتے۔ نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ اربع رکعۃ آخر فرض ظھر ادرکت وقتہ ولم ادیہ۔ اور ادائے نماز ظہر کو جماعت نہ پڑھتے۔ اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی۔ اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو منفرد ادا کرتے۔ اور اسی طرح سفر میں طریقہ جاری رکھتے۔ باوجود اس کے کہ نماز بجماعت ادا کرنے کے نہایت حریص تھے اور فرماتے تھے کہ ہم تابع مجتہد ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ کرنا چاہئیے۔ اور جو منع کیا ہے۔ اس کو نہ کرنا چاہئیے۔ اور آخر عشرہ رمضان مسجد میں معتکف بیٹھتے۔ اور

عشرہ ذی الحجہ میں بھی عزلت فرماتے۔ اور ان عشرات میں طاعات و اذکار و صیام کی بہت حریص ہوتے۔ اور درود پڑھتے۔ اور شبہائے جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کر کے درود شریف پڑھتے۔ عید الضحیٰ کو راہ میں تکبیریں بلند کہتے جاتے اور عشرہ ذی الحجہ کو حاجیوں کی شباہت کر کے سر اور ناخن نہ ترشواتے اور بعض ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے اور عشرہ ذی الحجہ میں ہر روز نماز عشا اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والفجر پڑھتے نماز کسوف و خسوف پڑھتے۔ اور نماز تراویح کی بیس رکعت ادا فرماتے اور سفر و حضر میں جمعیت تمام ادا کرتے۔ اور تین قرآن شریف سے کم ایام صیام میں ختم نہ کرتے اور ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والہیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح۔ اللھم اجرنی من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر پڑھتے۔ اور دیگر ایام میں چونکہ خود حافظ قرآن تھے۔ بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے۔ اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا۔ اور نماز وغیرہ میں اس طرح قرأت پڑھتے تھے کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں۔ اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہے کہ اسرار قرآنی اُس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں۔ بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے کہتے کہ حضرت قرآن اس طور سے پڑھتے ہیں گویا الفاظ اُن کے دل سے نکلتے ہیں۔ اور ہرگز آواز بنا بنا کر نہ پڑھتے تھے۔ اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی۔ لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتی تھی۔ اور اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے۔

ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا کہ کیا باعث ہے کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی۔ فرمایا شناوری دریائے اسرار قرآنی فرصت نہیں دیتی ہے کہ پلک بھی جھپکاؤں سفر میں بھی ترا

پہنچنے تک تلاوتِ قرآن فرماتے۔ اور جس وقت آیتِ سجدہ آتی فی الفور سواری سے اُتر کر زمین پر سجدہ کرتے اور بحالتِ انفراد میں تسبیحاتِ رکوع و سجود پانچ دس سات بلکہ نو دو گیارہ پڑھتے اور کبھی تین مرتبہ پر اقتصار فرماتے حسبِ موقعہ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ باوجود قوت و استطاعت حالتِ انفراد میں اقل تسبیحات پر اقتصار کیا جائے۔ اور بحالتِ امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہہ سکیں۔ اور جس طرح اس بات کی احتیاط کرتے کہ سنت میں نقصان نہ ہو۔ اسی طرح اس میں بھی احتیاط کرتے کہ زیادتی بھی نہ ہو۔ اور سوا نماز تراویح و کسوف خسوف اور کسی نفل کی جماعت نہ کرتے اور اس کو مکروہ جانتے۔ اور ہر کام نماز استخارہ سے شروع کرتے اور کبھی صرف دعاءِ استخارہ پر اکتفا فرماتے۔ اور تشہد میں انگشتِ سبابہ سے اشارہ نہ کرتے کہ مذہب حنفی میں حرام و مکروہ ہے۔ ہر چند کہ بہت سے علماء اس کی سنیت کے بھی قائل ہیں۔ مگر بحکم اذا دار الامر بین السنۃ والکراہۃ فترکہ اولیٰ مع ذالک کبھی کبھی بمقتضائے حدیث نوافل میں اشارہ بھی کرتے تھے۔ تاکہ یہ عمل متروک مطلق نہ ہو۔ اور مریض کی عیادت کو جاتے۔ اور ادعیہ ماثورہ مریض پر پڑھتے اور دفع مرض کے واسطے توجہ باطنی فرماتے۔ اور قبروں کی زیارت کو جاتے اور بدعا استغفار مدد فرماتے۔ اور اموات سے استعانت جائز رکھتے بلکہ خود بھی کرتے۔ اور باطن سے توجہ رفع اسباب و ترقی درجات کرتے۔ دعوت خاص قبول فرماتے۔ اور دعوت عام میں تشریف نہ لیجاتے۔ اور مجلس سرود خوانی (مولود خوانی) میں حاضر نہ ہوتے۔ مولود عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن مکتوب دوسو بہتر[۲۷۲] جلد اوّل۔ ذکر جہر ترک اولیٰ بلکہ بدعت جانتے۔ خواص بشر کو خواص فرشتوں پر فضیلت دیتے۔ اور نبوت کو ولایت سے افضل جانتے۔ اگرچہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہو۔ اور غلبہ صحو کو غلبہ سکر پر ترجیح دیتے اور صحو خالص نصیب عوام کالانعام کہتے۔ اور اولیاء عشرت کو جو کہ خلائق ہدایت میں مشغول

ہوتے ہیں۔ اولیاء عزلت سے جو کہ جنگل و پہاڑوں میں بیٹھتے ہیں بہتر جانتے ہیں اور تمام اصحاب کو تمام اولیاء امت سے خواہ وہ قطب ہوں یا غوث افضل جانتے اور مشاجرات صحابہ کو اجتہاد پر محمول فرماتے۔ اور ہوائے انسانی سے مبرا سمجھتے۔ طریق مشائخ میں طریقہ نقشبندیہ کو افضل سمجھتے اور فرماتے کہ یہ طریقہ اصحاب ہے۔ شیخ محی الدین ابن العربی کو بہ نیکی یاد فرماتے۔ بلکہ اظہار محبت فرماتے۔ مع ہذا یہ بھی ارشاد فرماتے کہ ہر چند مجھ کو شیخ سے محبت ہے مگر بعض علوم کشفی میں اُن کی پسند نہیں کرتا۔ اور حق اُن کے خلاف سمجھتا ہوں۔ مگر خطائے کشفی کو در رنگ خطاء اجتہادی بعید از مواخذہ جانتے۔

بعض کتب مثل بیضاوی و بخاری شریف و مشکوٰۃ و ہدایہ و شرح مواقف و بزدوی و حاشیہ عضدی و عوارف کا درس بھی فرماتے۔ تحصیل علوم کو سلوک صوفیہ پر مقدم رکھتے۔ کہ صوفی جاہل مسخرۂ شیطان ہے۔ اور اگر کبھی سفر جانے کا اتفاق ہو تو دو شنبہ و پنجشنبہ کو شروع کرتے۔ اور باقی ایام کو سفر کے واسطے مبارک جانتے کہ الایام ایام اللہ و العباد عباد اللہ۔ اور جب سفر پر متوجہ ہوتے تو دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے۔ اول رکعت میں قل یاایھا الکفرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد بعد نماز دُعا استخارہ پڑھتے۔ اور برآمد ہوتے وقت سورہ فاتحہ و آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھتے۔ اور جس وقت سوار ہوتے تکبیر کہتے اور یہ آیت پڑھتے۔ سبحان الذی سخر لنا ھٰذا و ما کنا لہٗ مقرنین و انا الیٰ ربنا لمنقلبون۔ اور جب کہ شہر یا قریہ میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے اللھم اسئلک خیرھا و خیر ما فیھا و اعوذ بک من شرھا و شر ما فیھا اور جب منزل پر نزول فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے۔ رب انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین اور اثناء عبور راہ میں اتر پڑتے تو تین ۳ مرتبہ یہ دُعا پڑھتے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اور دو ۲ رکعت نماز بھی پڑھتے۔ سفر میں ہمراہیوں کو تلاوت سورہ قریش کی ترغیب دیتے جب

منزل پر پہنچنے واسطے خیریت منزل کے دعا استخارہ پڑھتے اور بوقت تند ہوا چلنے کے یہ دُعا پڑھتے۔ اللھم اجعلھا ریاحًا ولا تجعلھا ریحًا اللھم انی اسئلك خیرھا وخیر ما فیھا وخیر ما ارسلت بہ اعوذبك من شرھا وشر ما فیھا وشر ما ارسلت بہ۔ اور بوقت رعد و ظہور صاعقہ یہ تسبیح پڑھتے۔ سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ اور کسی کو بلا میں دیکھتے تو یہ پڑھتے۔ الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاہ بہ وفضلنی علی ممن خلقنا تفضیلاً وجعلنی من المسلمین اور اگر کافر یا بت پرست کو دیکھتے تو بھی یہی دُعا پڑھتے اور کافر کی کبھی تعظیم نہ کرتے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ کی نقل ہے کہ حضرت سلطان کے ہمراہ تھے۔ لشکر سلطانی گنگا پر خیمہ زن ہوا۔ حضرت نے جمیع توابعین کو منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پانی نہ پیئے۔ کہ ہندوؤں کا معبد ہے وہاں سے دُور ایک کنواں تھا۔ وہاں سے پانی منگایا؛

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت کسی جگہ تشریف لے گئے وہاں کنوؤں کا پانی عمدہ نہ تھا۔ کسی مخلص نے دریائے جمنا کا پانی وہاں سے تین چار کوس پر تھا حضرت کے استعمال کے واسطے منگوایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس پانی کے پینے میں تعظیم پائی جاتی ہے۔ فرمایا اس سے فقط استنجا کریں؛

اور جب آئینہ دیکھتے یہ پڑھتے اللھم احسن خلقی کما احسنت خلقی وحرم وجھی علی النار۔ اور اگر اتفاقاً بازار میں گذر ہوتا تو کلمہ توحید پڑھتے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت وھو علی کل شیٔ قدیر ابداً ابداً ذوالجلال والاکرام اور جس وقت مسجد میں آتے اگر وقت مکروہ نہ ہوتا۔ تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور اس میں کبھی فرق نہ آتا۔ اور بوقت داخل ہونے کے نیت اعتکاف فرماتے اور اسی طرح نیت کرتے۔ اعتکفت مادمت

فی ھٰذا المسجد اور جب دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے۔ توکلت علی اللہ واعتصمت باللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جب ہلال دیکھتے تو یہ پڑھتے اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان اور ہاتھوں کی انگلیوں سے نقش لفظ اللہ بناتے۔ اور اگر مریض کی عیادت کو جاتے عفاک اللہ کہتے اور جب نیا لباس پہنتے تو پڑھتے الحمد للہ الذی کسانی ھٰذا الثوب بغیر حول منی ولا قوۃ اِلّا باللہِ العلی العظیم اور لباس کا نام بھی تعین کرتے اگر عمامہ پہنتے تو ہٰذا العمامۃ اور قمیص ہوتا تو ہٰذا القمیص فرماتے اور اگر کوئی پوشاک ہوتی تو فرماتے البس الجدید او عشت حمید او مت شہیدا۔ غرضیکہ ہر ایک امر میں حضرت کمال رعایت سنت و مستحب رکھتے تھے۔ اور اس امر کی خادموں کو بھی نہایت تاکید ہوتی تھی ؛

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے خادم سے فرمایا۔ کہ فلاں جگہ قرنفل رکھے ہیں ان میں سے تھوڑے لے آؤ۔ خادم نے چھ دانہ لا کر سامنے رکھے۔ آپ نے ترش ہو کر فرمایا۔ کہ ہمارے صوفی کو ابھی یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ وتر و یحب الوتر۔ پھر فرمایا کہ رعایت وتر مستحبات سے ہے۔ مستحب کو لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ مستحب دوست داشتہ اللہ تعالےٰ ہے۔ اگر دنیا و آخرت کو ایک ایک مستحب کے عمل میں دیں تو بھی کچھ نہیں فرمایا۔ کہ میں اس قدر رعایت مستحب کی کرتا ہوں کہ منہ دھوتے وقت خیال رہتا ہے۔ کہ پہلے پانی داہنے رخسار پر پڑے کیا تیامن یعنی داہنے سے شروع کرنا مستحب سے ہے ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے ایام سخت میں روزے رکھنے شروع کئے اور بباعث نحافت بدن کے دشواری ہوئی۔ کسی نے عرض کی کہ حضرت یہ کیا دن روزہ رکھنے کے ہیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ انہیں ایام میں ماہ رمضان گذرا ہے۔ اس میں اکثر دن کو استنجا کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس کی قضا احتیاطی ہے اور اس تقریب میں اپنے والد کا ذکر کیا۔ کہ جہاں تک ممکن ہوتا روزہ میں دن کو استنجا

نہ کرتے۔ اور بضرورت اتفاق ہو جاتا تو اس کی قضا رکھتے۔ سبحان اللہ نعم السلف ونعم الخلف اور جس طرح حضرت رعایت مستحب کی کیا کرتے تھے اُسی طرح رعایت آداب بھی تھی ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پلنگ پر بیٹھے کہ دفعتہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ بچھونے کے نیچے کاغذ ہے نکال لو۔ گویا اس قدر گوارا نہ کیا۔ کہ اتنے خادم کاغذ نکالے آپ بیٹھے رہیں۔ اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ فرش پر بیٹھا ہوا قرآن پڑھتا تھا۔ حضرت نے جو خیال کیا۔ تو اپنے نیچے فرش نہ پایا۔ جیسا کہ صدر نشین کے نیچے ہوتا ہے۔ فی الفور فرش نیچے سے نکال دیا۔ اور اس حافظ کے ہم فرش ہو گئے ؂ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیشاب کرنے کے واسطے بیت الخلا میں تشریف لے گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا نکتہ لگا ہے۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ نکتہ اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے مع اس کے اس جگہ بیٹھنا خلاف ادب ہے۔ یہ سوچ کر فی الفور باہر نکل آئے اور ہاتھ دھو کر پھر استنجا کو تشریف لے گئے۔ غرضیکہ آپ کے اخلاق و اوصاف بیان سے باہر ہیں ؎

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

حضرت کے تین جلد مکتوبات اور چند رسائل جامع شریعت وحقیقت ہیں اہل طریقہ کو ان کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ کہ از بس کاشف اسرار ہیں یہ اس جگہ کہیں کہیں سے بعض فقرات انتخاب کر کے تبرکاً لکھتا ہوں ؂

منتخب فقرات از مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

چوں طالبے پیش شیخے بیاید باید شیخ اور اول استخارہ فرماید۔ از سہ استخارہ تا ہفت استخارہ تکرار نماید بعد از استخارہ تذبذبے در طالب پیدا نشد شروع در کار او نماید

(فائدہ) اقبال قلب شیخ کامل مکمل بھی قائم مقام استغفارہ ہے۔ اور اگر استخارہ کرے تو نورٌ علیٰ نور ہے) اوّل او را در طریق توبہ تعلیم دہد در حصول توبہ بقدر اجمال اکتفا نماید و تفصیل آنرا بمرور ایام حوالہ کند کہ ہمم دریں ایام بسیار قاصر اند اگر اوّل وقت تکلیف و تحصیل تفصیل توبہ کردہ شود۔ ناچار حصول آن مدتے طلبد و شاید دریں مدت فتورے در طلب آورد و از مطلب باز ماند بلکہ توبہ را ہم سرانجام ندہد بعد از آں طریقے کہ مناسب استعداد طالب است تعلیم نماید شغل ذکرے کہ ملائم قابلیت اوست تلقین فرماید و توجہے بکار او در کار دارد و التفاتے بحال او مرعی نماید و آداب و شرائط او را بادبیان سازد و در متابعت کتاب و سنت و آثار سلف صالحین ترغیب فرماید و وصول مطلوب را بے متابعت ایں محال داند و اعلام نماید کہ کشوف و وقائع کہ سرمُوئے مخالفت بکتاب و سنت داشتہ باید اعتبار نکند و مستغفر باشد و بتصحیح عقاید بمقتضائے آرائے فرقہ ناجیہ اہل سنّت و جماعت نصیحت نماید و بتعلیم احکام فقہیہ ضروریہ و عمل بموجب آن تاکید فرماید کہ طیران دریں راہ بے ایں دو جناح اعتقادی و عملی میسر نیست و تاکید نماید کہ در محرم و مشتبہ احتیاط مرعی دارد و ہر چہ باید نخورد و از ہر جا کہ یابد تناول نماید تا فتوائے شریعت غرا در آں باب راست نکند۔ بالجملہ در جمیع امور کریمہ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا را نصب عین خود سازد حال طالبان از دو امر خالی نیست یا از اہل کشف و معرفت اند یا از ارباب جہل و حیرت اما بعد طے منازل و رفع حجب ہر دو طائفہ واصل اند در نفس وصول مزیتے نیست یکے را بر دیگرے چنانکہ دو شخص بعد از طے منازل بعیدہ بکعبہ میرسند یکے منازل راہ را تماشا کردہ رفت و بتفصیل ہر کدام از منازل بقدر استعداد خود دانستہ رسید و دیگرے از منازل راہ چشم دوختہ رفت و بتفصیل اطلاع نایافتہ بکعبہ رسید ہر دو شخص در نفس وصول بکعبہ مساوی اند ہیچ کدام را زیادتی نیست دریں

وصول بر دیگرے۔ باید دانست کہ بطور تاثیر علامت نقصان استعداد نیست گروہے باشند تام الاستعداد کہ بایں بلا مبتلا گردانند ایضاً و نصیحت بہ اصحاب ارشاد، محافظت کنند کہ امرے صادر نشود کہ باعث نفرت خلائق گردد کہ وبال عظیم است نفرت خلق مناسب حال ملامتیہ است کہ بشیخی و دعوت کار ندارد بلکہ مقام ملامت نقیض مقام شیخی است مبادا ایں دو مقام غلط نمایند و در عین شیخی آرزوے ملامت کنند کہ ظلم عظیم است و در نظر مریداں خود را متجمل دارند و در اختلاط و موانست با مسترشدان افراط ننمایند کہ باعث استخفاف است کہ منافی افادہ و استفادہ است و در محافظت حدود شرعیہ نیک رعایت نمایند مہما امکن عمل برخصت تجویز نہ کنند کہ ہم منافی ایں طریقہ علیہ است وہم مناقض دعویٰ متابعت سنت سنیہ عزیزے فرمودہ است ریاء العارفین خیر من اخلاص المریدین چہ ریائے عارفان از برائے انجذاب قلوب طلاب است بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ پس ناچار از اخلاص مریداں بہتر باشد و ایضاً اعمال عارفاں اسباب تقلید است مر طالبان را و در اتیان اعمال اگر عارفاں عمل نکنند طالبان محروم مانند پس عارفان ریا برائے آں کنند تا طالبان بآں اقتداء نمایند ایں ریا عین اخلاص است بلکہ بہتر از اخلاص کہ از برائے نفع خود باشد ازیں جا کسی گمان کنند کہ عمل عارفاں محض از برائے تقلید طالبان است و عارفاں را بعمل احتیاج نیست عیاذاً باللہ سبحانہ ایں عین الحاد و زندقہ است بلکہ عارفاں در اتیان اعمال بسائر طالبان برابر اند و از اتیان اعمال ہیچ کس را استغنا نیست نہایت ما فی الباب اعمال عارفاں گاہ است کہ نفع طالبان کہ مربوط بتقلید است نیز ملحوظ است و بآں اعتبار آں را ریا می نامند بالجملہ در قول و فعل نیک محافظت نمایند کہ اکثر خلائق دریں اوان ہنگامہ طلب اند تا کارے بوقوع نیاید کہ منافی ایں مقام باشد و جہال را بطعن اکابر رساند از حضرت حق سبحانہ تعالیٰ استقامت طلبند ایضاً مدار ایں طریق بر دو اصل است استقامت بر شریعت

نصیحت بر اصحاب ارشاد

بحدیکہ بر ترک او نامے آداب آں راضی نباید شد و رسوخ و ثبات است بر محبت و اخلاص شیخ طریقت بر نہجی کہ اصلا بروے مجال اعتراض نماند بلکہ جمیع حرکات و سکنات او زیبا و محبوب در نظر مرید عیاذاً باللہ سبحانہٗ در امرے از امور کہ بایں دو اصل متعلق است خللے واقع شود اگر بعنایۃ اللہ سبحانہٗ ایں دو اصل مستقیم است سعادت دنیا و آخرت نقد وقت است والفیاً، بدانی کہ منامات و واقعات شایاں اعتماد و اعتبار نیست اگر کسے خود را در خواب بادشاہ دید یا قطب وقت یافت فی الحقیقت نہ چنین است بیروں خواب و واقعہ اگر بادشاہ شود یا قطب گردد مسلم است پس از احوال و مواجید ہر چہ در بیداری در افاقت ظاہر شود گنجائش اعتماد دارد والا فلا۔ الضاً بداں کہ سالکان ایں راہ از دو حال خالی نیستند مریداند یا مراد اگر مراد طوبےٰ لھم براہ انجذاب و محبت ایشاں را کشاں کشاں خواہند برد و مطلب اعلیٰ خواہند رسانید و ہر ادبے کہ در کار شود بتوسط یا بے توسط تعلیم شاں خواہد کرد اگر زلتے واقع شود زود متنبہ خواہند فرمود و بر آں مواخذہ نخواہند کرد و اگر بر پیر ظاہر احتیاجے داشتہ شد بے سعی ایشاں بآں دولت دلالت خواہند فرمود بالجملہ عنایت ازلی جل سلطانہٗ متکفل حال ایں بزرگواران است بسبب و بے سبب کار ایشاں را کفایت خواہند و اللہ یجتبی الیہ من یشاء اگر مرید ند کار ایشاں بتوسط پیر کامل مکمل دشوار است پیرے باید کہ بدولت جذبہ و سلوک مشرف شدہ باشد و بسعادت فنا و بقا مستسعد گشتہ و سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر عن اللہ باللہ و سیر فی الاشیاء باللہ را بانصرام رسانیدہ و اگر جذبۂ او بر سلوک او مقدم است و تربیت مراد آں مربی شدہ کبریت احمر است کلام او دوا است و نظر او شفا احیاء دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است و تازگی جانہائے فسردہ بالتفات لطیف او مربوط و اگر ایں طور صاحب دولت پیدا نشود سالک مجذوب ہم مغتنم است و تربیت ناقصاں از وے نیز می آید و بتوسط او بدولت فنا و بقا میرسند ؎

آسماں نسبت بعرش آمد فرود | ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

واگر بعنایت خداوندی جل سلطانه طالبی را باین طور کامل و مکمل دلالت فرمودند باید که وجود شریف او را مغتنم داند و خود را بتمام باو سپارد و سعادت خود را در مرضیات او داند و شقاوت خود را در خلاف مرضیات او شناسد بالجمله هوای خود را تابع رضای او سازد و در خبر نبوی است علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها لن یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به بداند که رعایت آداب صحبت و مراعات شرائط از ضروریات این راه است تا راه افاده و استفاده مفتوح گردد و بدون آنها لا نتیجة للصحبة ولا ثمرة للمجالس بعضی از آداب و شرائط ضروریه در معرض بیان آورده میشود بگوش هوش باید شنید۔

بدانکه طالب را باید که روی دل خود را از جمیع جهات گردانیده متوجه به پیر خود سازد و با وجود پیر بی اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و در حضور او بغیر او التفات ننماید و بکلیه خود متوجه او بنشیند حتی که بذکر هم مشغول نشود مگر آنکه او امر کند و غیر از نماز فرض و سنت در حضور او نگذارد نقل کرده اند از سلطان این وقت که وزیرش پیش او ایستاده بود اتفاقاً درین اثنا آن وزیر التفاتی بجانب جامه خود کرده بند آنرا بدست خود راست میساخت درین حال نظر سلطان بر آن وزیر افتاد دید که بغیر او متوجه است بزبان عتاب گفت که این را هضم نمیتوانم کرد که تو وزیر من باشی و در حضور من به بند جامه التفات نمائی باید اندیشید که هرگاه وسائل دنیا دنیه را آداب دقیقه در کار است وسائل وصول الی الله را بر وجه اتم و اکمل رعایت این آداب لازم خواهد بود و تا امکان در جائی نه ایستد که سایه او بر جامه یا بر سایه او افتد و بر مصلای او پا نه نهد و در متوضای او طهارت نکند و ظروف خاصه او استعمال نکند و در حضور او آب نخورد و طعام تناول ننماید و بکسی سخن نکند بلکه متوجه احدی نگردد و در غیبت پیر در جائی که اوست پا دراز نکند و بزاق و هم بآنجانب نیندازد و هرچه از پیر صادر شود آن را صواب داند اگرچه بظاهر صواب ننماید او هرچه میکند از الهام میکند و باذن کار میکند برین تقدیر اعتراض را گنجایش نباشد اگرچه در بعضی صور در الهامش خطا راه یابد

چہ خطائے الہامی در رنگ خطائے اجتہادی است ملامت و اعتراض بر آں مجوز
نیست و ایضاً چوں ایں را محبتی بہ پیر پیدا شدہ است در نظر محب ہرچہ از محبوب
صادر میشود محبوب می نماید پس اعتراض را مجال نباشد و در امور کسبی و جزئی اقتدا
بہ پیر کند چہ در خوردن و پوشیدن و چہ در خفتن و طاعت کردن نماز را بطرز او باید
ادا کرد و فقہ را از عمل او اخذ باید نمود ؎

آنرا کہ در سرائے نگاریست فارغ است　　از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار

و ہیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندہد اگرچہ آں اعتراض مقدار حبہ
خردل باشد زیرا کہ در اعتراض غیر از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت ترین جمیع خلائق
عیب بین ایں طائفہ علیہ است نجانا اللہ سبحانہ عن ھذا البلاء العظیم
و خوارق و کرامات از پیر خود نطلبد اگرچہ آں طلب بطریق خواطر و وساوس باشد ہیچ شنیدہ
کہ مومنے از پیغمبری معجزہ طلب کردہ باشد معجزہ طلباں کفار اند و اہل انکار ؎

معجزات از بہر قہر دشمن است　　بوئے جنسیت پے دل بردن است

موجب ایمان نباشد معجزات　　بوئے جنسیت کند جذب صفات

اگر شبہہ پیدا شود در خاطر آنرا بے توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بر خود نہد و
ہیچ منقصت را بجناب پیر عائد نسازد و واقعہ کہ رو دہد از پیر پنہاں ندارد و تعبیر وقائع
از وے طلب کند و تعبیرے کہ بر طالب منکشف شود نیز عرض نماید و صواب و خطا را از وے جوید و بر
کشوف خود زنہار اعتبار ننہد کہ حق با باطل دریں دار ممتزج است و صواب با خطا مختلط
و بے ضرورت و بے اذن از وے جدا نشود کہ غیر او را بر وے گزیدن منافی ارادت است
و آواز خود را بر آواز وے بلند نکند و سخن بلند با او نگوید کہ سوء ادب است و ہر فیضے و فتوحیکہ
برسد آنرا بتوسط پیر تصور نماید و اگر در واقعہ بیند کہ از فیضے از مشائخ دیگر رسیدہ
است آنرا نیز از پیر داند و بداند کہ چوں پیر جامع کمالات و فیوض است فیض خاص از پیر
مناسب استعداد خاص مرید ملائم کمال شیخے از شیوخ کہ صورت افاضہ از وے ظاہر
شدہ است بمرید رسیدہ است و لطیفہ از لطائف کہ پیر مناسب بآں فیض دادہ و بصورت

آں شیخ ظاہر شدہ است بواسطہ ابتلاء مریداں لطیفہ را شیخ دیگر خیال کردہ است و فیض را ازاں دانستہ ایں مغالطہ عظیم است حق سبحانہ از مزلت قدم نگاہ دارد و بر اعتقاد و محبت پیر مستقیم دارد بحرمۃ سید البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات

بالجملہ طریق کلہ ادب مثل مشہور است ہیچ بے ادب بخدا نرسد و اگر مرید در رعایت بعضی از آداب خود را مقصر داند و در اداء آں کما ینبغی نرسد و اگر بسعی ہم عہدہ نتواند بر آید معفو است اما از اعتراف بتقصیر ناچار است و اگر عیاذا باللہ سبحانہ رعایت آداب نکند و خود را مقصر ہم نداند از برکات ایں بزرگواراں محروم است

ہر کہ او روئے بہ بہبود نداشت دیدن روئے نبی سود نداشت

آرے مریدے کہ ببرکت توجہ پیر بمرتبہ فنا و بقا برسد و راہ الہام و طریق فراست بر وے ظاہر شود و پیر آں را مسلم دارد و بکمال او گواہی دہد آں مرید را میرسد کہ در بعضے امور الہامی بہ پیر خلاف کند و بمقتضائے الہام خود عمل کند اگرچہ نزد پیر خلاف آں متحقق بود چہ آں مرید دریں وقت از ربقہ تقلید بر آمدہ است و تقلید در حق وے خطا است نمی بینی کہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات در امور اجتہادیہ و در احکام منزلہ با آں سرور خلاف کردہ اند و در بعضے اوقات ثواب بجانب اصحاب ظاہر شدہ است کما لا یخفی علی ارباب العلم پس معلوم شد کہ خلاف با پیر مرید را بعد از رسیدن بمرتبہ کمال غور است و از سوء ادب مبرا نیست بلکہ ایں جا ہمیں ادب است و اگر نہ اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ بکمال ادب مؤدب بودہ اند غیر از تقلید امر دیگر نمی کردند ابو یوسف را بعد از رسیدن بمرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنیفہ رض خطا است صواب در متابعت رائے خود است نہ رائے ابی حنیفہ رض قول مشہور است از امام ابو یوسف کہ نازعت ابا حنیفۃ رح فی مسئلۃ خلق القرآن ستۃ اشہر

شنیدہ باشی کہ تکمیل صناعت بتلاحق افکار است اگر بریک فکر ماندے زیادتے پیدا نکردے نحویکہ در زمان سیبویہ بودہ است امروز باختلاف آراء و تلاحق انظار دہ صد زیادتی پیدا کردہ است اما چوں بنا را او نہادہ است فضل او راست الفضل

للمتقدمین۔ لیکن کمال انبیاء را امثل امتی کمثل مطر لا یدری اولہم خیراً اخرہم حدیث نبویست علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام تذئیل لوقع شبہۃ بعض المسترشدین بدانکہ گفتہ اند الشیخ یحیی ویمیت احیاء واماتت از لوازم مقام شیخی است مراد از احیاء روحانیت نہ جسمی وہمچنیں مراد از اماتت اماتت روحانیت نہ جسمی ومراد از حیوۃ وموت فنا وبقاء است کہ بمقام ولایت وکمال میرساند وشیخ مقتدا باذن اللہ سبحانہ متکفل ایں دوامر است پس شیخ را ازیں احیاء واماتت چارہ نباشد معنی یحیی ویمیت بنفی ونفی احیاء واماتت جسمی را بمنصب شیخی کارے نیست شیخ مقتدا حکم کہربا دارد وہر کس را کہ بادے مناسبت ست در رنگ خس وخاشاک در عقب او میدود ونصیب خود را از وے استیفاء می نماید خوارق وکرامات از برائے جذب مریداں نیست مریداں بمناسبت معنویہ منجذب میگردند وآنکہ بایں بزرگواراں مناسبت ندارد از دولت کمالات ایشاں محروم است اگرچہ ہزار معجزہ وخوارق وکرامات بنید ابو جہل وابو لہب را شاہد ایں معنی باید گرفت قال اللہ سبحانہ فی حق الکفار وان یروا کل آیۃ لا یومنوا بہا حتی اذا جاؤک یجادلونک ویقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین۔ والسلام

ایضاً باید دانست کہ حقوق پیر فوق بر حقوق سائر ارباب حقوق است بلکہ نسبت ندارد حقوق پیر بر حقوق دیگراں بعد از انعامات حضرت حق سبحانہ واحسانات رسول او صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ پیر حقیقی ہمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم است ولادت صوری ہرچند از والدین است اما ولادت معنی بہ پیر مخصوص است وولادت صوری را حیات چند روزہ است وولادت معنوی را حیات ابدی ست نجاسات معنوی مرید را پیر است کہ بقلب وروح خود کناسی می نماید وتطہیر اشکنبہ او میفرماید در توجہات کہ نسبت بہ بعضی مسترشداں واقع می شود محسوس میگردد کہ در تطہیر نجاسات باطنیہ ایشاں تلوثے بصاحب توجہ نیز میدود تا زمانے کدورت میدارد وپیر است کہ بتوسل او

بخدا میرسد عزوجل که فوق جمیع سعادات دنیویه و اُخرویه است پیر است که بوسیله او نفس اماره که بالذات خبیث است تزکی و مطهر میگردد و از امارگی به اطمینان میرسد و از کفر جبلی باسلام حقیقی می آید ع

گر بگویم شرح این بے حد شود

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و شقاوت خود را در رد او نعوذ بالله سبحانه من ذالک رضائے حق سبحانه در پس پرده رضائے پیر پاینده است تا مرید در مرضی پیر خود را گم نسازد بمرضیات حق سبحانه نرسد آفت مرید در آزار پیر است هر زلتے که باشد تدارک آن ممکن است اما آزار پیر را هیچ چیز تدارک نتوان نمود آزار پیر بیخ شقاوت است مر مرید را اعاذنا الله سبحانه من ذالک خللے در معتقدات اسلامیه و فتورے که در اتیان احکام شرعیه از نتائج و ثمرات آنست از احوال و مواجید که بباطن تعلق دارد خود چه گوید و اثرے از احوال اگر با وجود آزار پیر باقی ماند از استدراج باید شمرد که آخر بخرابی خواهد کشید و غیر از ضرر نتیجه نخواهد داد والسلام علی من اتبع الهدی ؛

قباب اولیاء الله صفات بشریت ایشان است بهرچه سائر مردم محتاج اند این بزرگواران نیز محتاج اند و ولایت ایشان را از احتیاج نمی برآرد و غضب ایشان نیز در رنگ غضب در سائر مردم است هرگاه سید الانبیاء علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات فرماید – اغضب کما یغضب البشر باولیاء چه رسد و همچنین این بزرگواران در اکل و شرب و معاشرت با اهل و عیال و موانست با ایشان با سائر ناس شریک اند تعلقات شتی که از لوازم بشریت است از خواص و عام زائل نمی گردد حق سبحانه تعالی در شان انبیاء علیهم الصلوٰة والتسلیمات می فرماید وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام و کفار ظاهربین می گفتند مال هذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق پس هر که نظر او بظاهر اهل الله افتاد محروم گشت و خسران دنیا و آخرت نقد وقت او آمد همین ظاهر بینی ابوجهل و ابولهب را

از دولت اسلام محروم ساخت و در خسران ابدی انداخت سعادتمند آں است
که نظر او از ظاہر بینی اہل اللہ کوتاہ گشت و حدت نظر او بصفات باطنیہ ایں بزرگواراں
نفوذ کردہ و بر باطن مقصور گشت فہم کنیل مصر بلاء للمحجوبین وماء للمحبوبین
عجب کاریست صفات بشریت آں قدر که در اہل اللہ ظاہر مے گردد و بر سائر مردم ظاہر
نیست وجہش آنست که ظلمت و کدورت در محل ہموار و مصفا اگرچہ اندک باشد بیشتر
ہویدا مے گردد از آنچہ در محل ناہموار و غیر مصفا اگرچہ بیشتر باشد لیکن ظلمت صفات
بشریت در عوام در کلیت سرایت میکند و از قالب و قلب و روح میرود و در خواص
ایں ظلمت مقصور بر قالب و نفس است و در اخص خواص نفس نیز ازیں ظلمت مبراست
مقصور بر قالب است و نیز ایضاً ایں ظلمت در عوام موجب نقصان و خسارت است
و در خواص موجب کمال و نضارت ہمیں ظلمت خواص است که ظلمت عوام را زائل
میگرداند قلب ہائے ایشاں را تصفیہ می بخشد و نفسہا را تزکیہ مید ہد اگر ایں ظلمت
نمی بود خواص را بعوام ہیچ مناسبت نمی گشود و راہ افادہ و استفادہ مسدود می
نمود و ایں ظلمت در خواص آں قدر نمی ایستد که مکدر سازد بلکہ ندامت و استغفار
که در قفائے آں دست مید ہد چندیں ظلمت و کدورت دیگر را ہم میبرد و ترقیات
میفرماید ہمیں ظلمت است که در ملائکہ مفقود است و بسبب آں راہ ترقی مسدود و ہم
ظلمتی بروہی از قبیل مدح بما یشبہ الذم است عوام کالانعام صفات بشریت اہل اللہ
را در رنگ صفات بشریت خود میدانند و محروم و مخذول می مانند قیاس غائب
بر شاہد فاسد است ہر مقام را خصوصیات علیحدہ است و ہر محل۔ الواترم جہد والسلام
علی من اتبع الہدیٰ والتزام متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔
ایضاً۔ الٰہی چیست اینکہ اولیاء خود را که باطن زلال خضر است که ہر که قطرہ
از آں چشیدہ حیات ابدی یافت و ظاہر ایشاں سم قاتل ہر که بآں نگریست بموت
ابدی گرفتار آمد ایشانند که باطن شاں رحمت است و ظاہر شاں زحمت باطن ہمیں
ایشاں اند لیشاں ست و ظاہر ہمیں ایشاں اند بد کیشاں بصورت جو نما اند و بحقیقت

گندم بخش بظاہر از عوام بشر اند بباطن از خواص ملک بصورت بر زمین اند و بمعنی بر فلک جلیس ایشاں از شقاوت رستہ است و انیس ایشاں بسعادت پیوستہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ وسلم ؎

ایضاً حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ اولیاء اللہ را بر نہجی مستور ساختہ است کہ ظاہر ایشان از کمالات باطن ایشاں خبر ندارد و نکیف یا عدای باطن ایشاں را نسبتی کہ بمرتبہ و بیچونی و بیچگونگی حاصل گشتہ است نیز بیچوں است و باطن ایشاں چوں از عالم امر است نیز نصیبے از بیچونی دارد و ظاہر کہ سر امر چوں است حقیقت آنرا چہ دریابد بلکہ نزدیک است از نفس حصول آن نسبت انکار نماید لغایت الجہل و عدم المناسبت و تواند بود کہ نفس حصول نسبت را داند ما نداند کہ متعلق آں کیفیت با کہ بہا است کہ نفی متعلق تحقیقی او نماید و کل ذالک لعلو تلک النسبۃ و ذنو الظاہر و باطن خود مغلوب آں نسبت است واز دید و دانش رفتہ است چہ داند کہ چہ دارد و بکہ دارد پس ناچار غیر از عجز از معرفت بمعرفت راہ نباشد لہذا صدیق اکبرؓ فرمود العجز من درک الادراک ادراک ۔ نفس ادراک عبارت از نسبت خاصہ است کہ عجز از ادراک آن لازم است لان صاحب الادراک مغلوب لا یعلم ادراکہ و غیرہ لا یعلم حالہ کما مرا ۔

ایضاً شخصے بود در لباس صوفیاں کہ بہ بدعت اعتقادے مبتلا بود ایں فقیر در حق او تردد داشت اتفاقاً می بینم کہ انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم باجمعہم جمع اند و ہمہ بزبان واحد می فرمایند در حق آں شخص کہ لیس منا ' دریں اثنا بخاطر رسید از شخص دیگر کہ فقیر در حق او نیز متردد بود استفسار نماید دربارہ او فرمودند کان منا نعوذ باللہ سبحانہ من سوء الاعتقاد و من طعن الانبیاء الامجاد ؎

ایضاً آنچہ بر ما فقیراں لازم است دوام ذل است و افتقار و انکسار و تضرع

والتجا و ادائے وظائف عبودیت و محافظت حدود شرعیہ و متابعت سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ و تصحیح نیات در تحصیل خیرات و تخلیص بواطن و تسلیم ظواہر و رویت عیوب و مشاہدہ استیلاء ذنوب و خوف انتقام علام الغیوب قلیل پنداشتن حسنات خود را اگرچہ بسیار باشد و کثیر انگاشتن سیئات خود را اگرچہ اندک باشند و ترسان و لرزان بودن از شہرت و قبول خلق قال علیہ الصلوٰۃ والسلام امراء من الشر ان یشار الیہ بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمہ اللہ ۔ و منہم دانستن حسنات خود را اگرچہ مثل فلق صبح باشد و عدم اعتبار باحوال و مواجید خود اگرچہ صحیح و مطابق باشد اعتماد نباید کرد و مستحسن نباید پنداشت مجرد تائید دین و تقویت ملت را و ترویج شریعت و دعوت خلق را بحق جل و علا چہ این قسم تائید گاہ است کہ از کافر و فاجر ہم آید قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لیوید الدین بالرجل الفاجر مریدیکہ بطلب آید و ارادہ مشغولی نماید آنرا در رنگ ہبر و شیر باید دانست و باید ترسید کہ مبادا ازیں راہ خرابی او خواہند و استدراج او نمایند و اگرچہ شمہ نہما در قدم مرید در خود فرحی و سروری یابد آنرا کفر و شرک داند و تدارک آں بندامت و استغفار چنداں نماید کہ اثرے ازاں سرور نماند بلکہ بجائے فرحی حزن و خوف نشیند و نیک تاکید نماید کہ طمع در مال مرید و توقع در منافع دنیوی او پیدا نشود کہ مانع رشد مرید است و باعث خرابی پیر چہ آنجا ہمہ دین خالص می طلبند الا للہ الدین الخالص شرک را در آں حضرت ہیچ وجہ گنجائش نیست و بداند کہ ہر ظلمتی و کدورتے کہ بر دل طاری گردد ازالہ آں بتوبہ و استغفار و ندامت و التجا باسہل وجوہ میسر است مگر ظلمتے و کدورتے کہ از راہ محبت دنیاء دنی بر دل طاری شود منغص میگرداند و مستہجن مے سازد و ازالہ آں تسر تام است و تعذر بکمال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب الدنیا راس کل خطیئۃ نجانا اللہ سبحانہ و ایاکم عن محبۃ الدنیا و محبۃ

ابنائہا و اربابہا والاختلاط بہم والمصاحبۃ معہم فانہا سم قاتل ومرض ھالک وبلاء عظیم وداء عمیم۔

ایضاً بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات میرساند کہ صحیفہ شریفہ سیادت پناہ اخوی میر سید محب اللہ رسید فرحت فراواں رسانید از تحمل ایذا خلق چارہ نبود و از صبر بر جفائے اقارب گذر نہ قال اللہ امر الحبیبہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل ولا تستعجل بہمہ تنگی در سکونت آں مقام ہمیں ایذاء وجفا است وشما در مقام فرار اید از آں نمک آری شکر پروردہ تاب نمک ندارد چہ تواں کرد ۔

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است ناز کی کے راست آید بار می باید کشید

اندراج یافتہ بود اگر اجازت باشد در الہ باش منزل اختیار کنم منزلے تعین نمائید تا از افراط جفا انجا رفتہ نفس راست کنند ہذا ہو طریق الرخصت وطریق العزیمۃ الصبر والتحمل علی الایذاء والسلام۔

ایضاً دنیا بظاہر شیریں است وبصورت طراوت دارد وفی الحقیقت سمی است قاتل ومتاعیست باطل وگرفتارلیست لائل مقبول او مخذول است مفتون او مجنون است حکم او رحکم نجاستی است زر اندودہ مثل او مثل زہر لیست شکر آلودہ عاقل آنست کہ بایں چنیں متاع کاسد فریفتہ نشود وبچنیں کالائے فاسد گرفتار نگردد و گفتہ اند اگر شخصی وصیت کرد کہ مال مرا بہ عاقل زمانہ بدہند بزاہدی باید داد کہ از دنیا بے رغبت است وآں بے رغبتی از کمال فطانت اوست ۔

ایضاً نفس امارہ انسانی مجبول است برحب جاہ وریاست وہمگی ہمت او ترفع بر اقرانست وبالذات خواہانست کہ خلائق ہمہ بوے محتاج باشند ومنقاد اوامر ونواہی او گردند واو بہیچ کس محتاج نباشد ومحکوم احدی نبود ایں دعوے الوہیت است از وے وشرکت است بخدائے بے ہمتائی سبحانہ بلکہ آں بے سعادت بشرکت ہم راضی نیست میخواہد کہ حاکم او باشد ولبس وہمہ محکوم او باشند فقط۔

در حدیث قدسی آمده است عاد نفسک فانها انتصبت بمعاداتی دشمن دار
نفس خود را زیرا که بدرستی آن نفس ایستاده است بدشمنی من پس تربیت نفس نمودن
به تحصیل مرادات او از جاه و ریاست و ترفع و تکبر فی الحقیقت امداد کردن است بدشمن
خدائے عز و جل و تقویت نمودن است مر او را شناعت این امر را نیک باید دریافت
در حدیث قدسی وارد است الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی
فی شیٔ منهما ادخلته فی النار ولا ابالی دنیائے دنیه که ملعونه و مبغوضه حق است
سبحانه، که بواسطه آنست که حصول دنیا ممد و معاون حصول مرادات نفس است
پس هرکه بدشمن مدد نماید ناچار لعنت را شاید و فقر فخر محمدی گشت علیه و علی
آله الصلوات والتسلیمات ❖

زیرا که در فقر نامرادی نفس است و حصول عجز آن مقصود از بعثت انبیاء
علیهم الصلوٰة والتسلیمات و حکمت در تکلیفات شرعیه تعجیز و تخریب همین نفس
اماره است شرائع برائے رفع هوائے نفسانی وارد شده اند هر قدر که بمقتضائے
شریعت بعمل درآید همان قدر هوائے نفسانی زائل گردد لهذا اتیان یک حکم
از احکام شرعیه در ازاله هوائے نفسانی بهتر است از ریاضات و مجاهدات هزار
ساله که از نزد خود کرده شود بلکه این ریاضات و مجاهدات که بمقتضائے شریعت
غرا واقع نشده اند مؤید و مقوی هوائے نفسانی اند برهمنان و جوگیان در ریاضات
و مجاهدات تقصیر نکرده اند اما هیچ از آنها سودمند نگشته و غیر از تقویت نفس و تربیت
آن ننموده مثلاً تحصیل یک دام در ادائے زکوٰة که شریعت بآن امر فرموده است در
تخریب نفس سودمند تر است از آنکه هزار دینار از پیش خود صرف کند طعام خوردن
در عید فطر بحکم شریعت نافع تر است در رفع هوا از آنکه از نزد خود سالها صائم باشد
و دو رکعت نماز بامداد را بجماعت ادا کردن که سنتی از سنن بجا آوردن است بمراتب
بهتر است از آن که تمام شب بصلوٰة نافله قیام نماید و نماز بامداد را بے جماعت ادا کند
بالجمله تا نفس مزکی نشود و از خبث مالیخولیائے جهتهری پاک نگردد نجات متعسر است فکر

ازالهٔ این مرض ضروری تا بموت ابدی نرساند کلمهٔ طیبه لا اله الا الله که موضوع است از برائے نفی آلهٔ آفاقی و انفسی در تزکیهٔ نفس و تطهیر آن انفع و انسب است اکابر طریقت قدس الله تعالی اسرارهم از برائے تزکیهٔ نفس همین کلمهٔ طیبه را اختیار فرموده اند

تا بجاروب لا نروبی راه نرسی در سرائے الا الله

هرگاه نفس در مقام سرکشی آید و نقض عهد نماید بتکرار این کلمه تجدید ایمان باید نمود قال علیه الصلوة والسلام جددوا ایمانکم بقول لا اله الا الله بلکه همه وقت از تکرار این کلمه چاره نبود زیرا که نفس اماره همواره در مقام خبث است و در حدیث آمده است در فضائل این کلمه که اگر آسمانها و زمینها در پلهٔ بنهند و این کلمه را در پلهٔ دیگر هر آئینه این پله راجح آید از پلهٔ دیگر. والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات *

ایضاً حق سبحانه ما مفلسان بے سر و برگ را بدولت اتباع سید اولین و آخرین که بطفیل دوستی او کمالات اسمائی و صفاتی خود را در عرصهٔ ظهور آورده و او را بهترین جمیع کائنات خلق کرده علیه من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها مشرف گردانا د و بآن استقامت بخشاد که ذرهٔ این متابعت مرضیه از جمیع لذات دنیاوی و تنعمات اخروی بمراتب بهتر است فضیلت منوط بمتابعت سنت اوست و مزیت مربوط باتیان شریعت او علیه وعلی آله الصلوة والسلام والتحیة. مثلاً خواب نیمروزے که از روئے این متابعت واقع شود از کرورها در احیاء لیالی که نه از متابعت است اولی و افضل است و همچنین افطار یوم فطر که شریعت مصطفوی بآن فرموده است از صیام ابد الآباد که نه ماخوذ از شریعت اند بهتر است اعطاء جیتلے بامر شارع از انفاق کوه زر که از نزد خود باشد فاضلتر است امیر المؤمنین عمر رض روزے نماز بامداد بجماعت ادا کرده در اصحاب نگاه کرد یک کس را حاضر نیافت پرسید اصحاب عرض کردند آن کس تمام شب را زنده میدارد شاید درین وقت خوابش برده باشد امیر المؤمنین عمر رض فرمودند که اگر تمام شب خواب کردے و نماز

بامداد را بجماعت گذارد بسے بہتر بود۔ اہل ضلالت ریاضت و مجاہدات بسیار کردہ اند اما چوں موافق شریعت حقہ نیستند بے اعتبار و خوار اند اگر اجرے بداں اعمال شاقہ مترتب میشود ہم مقصود بعضے منافع دنیویست تمام دنیا چیست تا بعضے منافع او را کسی اعتبار نہد مثل ایشاں مثل کناسی است کہ ریاضتش از ہمہ بیش است و اجرتش از ہمہ کمتر مثل تابعان شریعت مثل انجماعت است کہ در جواہر نفیسہ بالماسات لطیفہ کار می کنند عمل اینہا در نہایت قلت است و اجر ایشاں در نہایت رفعت۔ عمل یک ساعت تواند بود کہ با جرِ صد ہزار برابر بود سر آں ست کہ عمل کہ موافق شریعت واقع میشود مرضی حق است سبحانہٗ و خلاف آں نامرضی اوست تعالیٰ پس نامرضی چہ جائے ثواب بلکہ متوقع عقاب است ایں معنی را در عالم مجاز شاہد واضح است باندک التفات بظہور می آید ؎

ہرچہ گیرد علتی علت شود کفر گیرد کاملِ ملت شود

پس سرمایہ جمیع سعادات متابعت سنت و ہیولائے جمیع فسادات خلاف شریعت ثبتنا اللہ وایاکم علیٰ متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰت والتسلیمات والسلام۔

ایضاً از ترہات صوفیہ چہ میکشاید و از احوال ایشاں چہ مے افزاید آنجا وجد و حال را تا بمیزانِ شرع نسنجند بنیم جیتل نمی خرند و کشوف و الہامات را تا بر محک کتاب و سنت نزنند بنیم جو نمی پسندند مقصود از سلوک طریق صوفیہ حصول ازدیاد یقین است بمعتقدات شرعیہ کہ حقیقت ایمان است و نیز حصول تیسیر است در ادائے احکام فقہیہ و امرے دیگر ورائے آں چہ رویت موعود باخرت است و در دنیا البتہ واقع نیست مشاہدات و تجلیات کہ صوفیہ باآں خرسند اند رام تظلال است و تسلی بشبہ و مثال او تعالیٰ ورا ما ورا است عجائب کار و بار است اگر حقیقت مشاہدات و تجلیات ایشاں را گاہی گفتہ شود خوف آں دارد کہ فتورے در طلب مبتدیان ایں راہ پیدا شود و قصورے در شوق ایشاں افتد و از آں نیز مے رسد کہ اگر نگوید با وجود علم تجویز التباس باطل بحق کردہ باشد المتعوذین دلنی مجرمة من جلتہ رحمتہ

للعالمین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ؛

ایضاً پیش ظہور غلبہ حال عدم امتیاز میان اسلام وکفر چنانکہ نزد اہل شریعت کفر است نزد اہل حقیقت کفر است ومذموم اگر اختلاف است میان اہل شریعت وحقیقت در صورت غلبہ حال ست در رنگ منصور حلاج کہ مغلوب حال بود اہل شریعت بکفر او حکم کردہ اند نہ اہل حقیقت امانزد اہل حقیقت نیز منقصت دامنگیر اوست از کاملان نمی شمرند واز مسلمانان حقیقی نمی انگارند این شعر منصور باین معنی شاہد است ؎

کفرت بدین اللّٰہ والکفر واجب لدی وعند المسلمین قبیح ،

پس پیش از ظہور غلبہ حال تقلید ارباب احوال نمودن وتمیز ناکردن از بے تمیزیست والحاد وزندقہ وکفر شریعت وحقیقت است اعاذنا اللّٰہ سبحانہٗ و جمیع المسلمین من امثال ھٰذہ التقلیدات شایان تقلید علوم شرعیہ است نجات ابدی منوط بتقلید حنفی وشافعی است اقوال جنید وشبلی از برائے دو مصلحت بکار می آید پیش از ظہور احوال استماع این اقوال را تشویقے بآن احوال مے بخشد وجدے پیدا می آرد وبعد از ظہور احوال ہمین اقوال را مصداق ومحک احوال خود می سازد بغیر این دو مصلحت اقوال ایشان یاد دانستن وغور کردن در آن ممنوع است احتمال ضرر غالب است عاقلان در محلے کہ توہم ضرر باشد اقدام نمی نمایند فکیف کہ ظن غالب باشد ؛

ایضاً قطب ابدال واسطہ وصول فیوض است کہ بوجود عالم وبقاء آن تعلق دارد وقطب ارشاد واسطہ حصول فیوض است کہ باہدایت وہدایت عالم تعلق دارد پس تخلیق وترزیق وازالہ بلیات ودفع امراض وحصول عافیت وصحت منوط بفیوض مخصوصہ قطب ابدال است ایمان وہدایت وتوفیق حسنات وانابت از سیئات نتیجہ فیوض قطب ارشاد وقطب ابدال در ہمہ وقت درکار است وخلو عالم ازو متصور نیست کہ نظام بادہ مربوط است اگر یکے از افراد قطب میرود دیگر برجاے

وے نصیب می شود اما قطب ارشاد لازم نیست کہ در ہمہ وقت کائن بود وقتے باشد کہ عالم از ایمان وہدایت بالکل خالی باشد و تفاوت حسب کمال در افراد این اقطاب بسیار است بعد آنکہ وصلوا الی درجۃ الولایۃ و فرد اکمل از قطب ارشاد بر قدم خاتم الرسل است علیہ وعلیہم من الصلوٰۃ افضلہا من التسلیمات اکملہا و کمال ذالک الفرد مطابق بکمالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وانما الفرق بینہما بالاصالۃ والتبعیۃ لاغیر و قد کان صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فی وقتہ قطب الارشاد و کان قطب الابدال فی ذالک الوقت علیہ السلام ؕ

اویس قرنی رضی طریق وصول فیض از قطب العالم آنست کہ قطب بواسطہ جامعہ مکتبہ کی صورت است۔ مبدٔ فیاض زادۂ النظل است مراد را و عالم بکلیۃ خود و تفصیل است مرآں قطب جامع را پس فیض حقیقت بصورت بے تکلف می آید واز صورت جامع بعالم کہ کالتفصیل است مراد را بے تحاشی می رسد۔ پس فیاض مطلق اوست تعالیٰ عواسطہ در وصول فیض صنعی نیست بلکہ بسیار است کہ واسطہ را از آں فیاض آگاہی نباشد از ما و شما بہانہ ساختہ اند اگر کسی گوید کہ ایجاد ہدایت بعامہ خلائق نیست پس فیوض قطب ارشاد عام نباشد بلکہ مخصوص باشد باہل ایمان وہدایت وحضرت رسالت خاتمیۃ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات رحمت عالمیانند و قطب ارشاد معنی چہ باشد جواب گوئیم ہر چہ از مبدٔ فیض فائض مے شود و تفصیل باید ہمہ خیر و برکت و ایمان است شر و نقص را در آں موطن گنجائش نیست خواہ آں فیض باہل شقاوت برسد یا باہل سعادت لیکن ہماں ہدایت وارشاد بواسطہ خبث محال در اہل فساد معنی ضلالت و شرارت پیدا میکند در رنگ غذائے صالح کہ بواسطہ فساد محل در مریض مادہ اخلاط ردیہ را امراض مہلکہ مگردد پس در اہل فساد ہمہ ہدایت بواسطہ امراض قلبیہ الشیاں معنی ضلالت پیدا مے کند کنیل مصر ماء للمحبوبین و بلاء للمحجوبین — فی الحقیقت آنست کہ قبطی آنرا خون

می یابد و آن یا قلت لون آزاجون بواسطه خبث خود است نه فساد آب صفرائے که شیرینی نزد او تلخ است بواسطه فساد مزاج اوست در ذات شیرینی هیچ تلخی حاصل نشده است بواسطه محل معنی تلخ در آن محل پیدا کرده است کما مر مفصلاً پس محقق شد که آنچه از جانب حق میرسد تعالیٰ و تقدس همه خیر و برکت است و صلاح و رشد همان خیریت در محل فساد معنی فساد پیدا میکند پس محقق شد ما ظلمهم الله ولکن کانوا انفسهم یظلمون . قطب ارشاد که جامع کمالات فردیه نیز باشد بسیار عزیز الوجود است بعد از قرون بسیار و ازمنه بے شمار این قسم گوهرے بظهور می آید و عالم ظلمانی از نور ظهور او نورانی می گردد و نور ارشاد و هدایت او شامل تمام عالم است که از محیط عرش تا مرکز فرش هر کسی را رشد و هدایت و ایمان و معرفت حاصل می شود از راه او می آید و ازو مستفاد میگردد و بے توسط او هیچ کس باین دولت نمیرسد مثلاً او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرو گرفته است و آن دریا گویا منجمد است که اصلا حرکت ندارد و شخصے که متوجه آن بزرگ است و باو اخلاص دارد یا آنکه آن بزرگ متوجه حال طالبے شده در وقت توجه گویا روزنے در دل طالب کشاده میشود و از آن راه بقدر توجه و اخلاص از آن دریا سیراب می گردد همچنین شخصے که متوجه بذکر الٰہی است جل و شانه و بآن عزیز اصلا متوجه نیست نه از انکار بلکه او را نمی شناسد همین قسم افاده اینجا هم حاصل می شود لیکن در صورت اولیٰ بیشتر از صورت ثانیه است اما شخصے که منکر آن بزرگ است یا آن بزرگ ازو رنجیده است هر چند بذکر الٰہی تعالے و تقدس مشغول است اما از حقیقت رشد و هدایت فیض محروم است همان انکار و آزار سد راه فیض او می گردد بے آنکه آن عزیز متوجه عدم افاده او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت و هدایت ازوے مفقود است صورت رشد است صورت بے معنی قلیل النفع است و جماعه که از اخلاص و محبت بآن عزیز دارند هر چند از توجه مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ جل شانه خالی باشند نیز الشان را

بواسطہ مجرد محبت نور رشد و ہدایت میرسد والسلام علی من اتبع الہدیٰ ؀

ایضاً در میان طرق صوفیہ اختیار کردن طریقہ علیہ نقشبندیہ اولیٰ و انسب است چہ ایں بزرگواراں التزام متابعت سنت نمودہ اند و اجتناب از بدعت فرمودہ لہذا اگر دولت متابعت دارند و از احوال ہیچ ندارند خرسند اند و اگر باوجود احوال در متابعت فتور دارند آں احوال را نمی پسندند از ینجاست کہ سماع و رقص را تجویز نکردہ اند و احوالیکہ برآں مترتب شود اعتبار نمودہ اند بلکہ ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند و ثمرائیکہ براں مترتب شود التفات بآں نہ نمودہ روزے در مجلس طعام در ملازمت حضرت ایشاں حاضر بودیم شیخ کمال کہ یکے از مخلصان حضرت خواجہ ما بودہ در وقت افتتاح طعام در حضور ایشاں بسم اللہ را بلند گفت ایشاں را ناخوش آمد بحدیکہ زجر بلیغ فرمودند بلکہ او را منع کنند کہ در مجلس طعام ما حاضر نشود و از حضرت ایشاں شنیدہ ام کہ حضرت خواجہ نقشبند علماء بخارا را جمع کردہ بخانقاہ حضرت امیر کلال بردہ بودند تا ایشاں را از ذکر جہر منع فرمائید علماء بحضرت امیر گفتند کہ ذکر جہر بدعت است نکنند ایشاں در جواب فرمودند نکنیم فقط ؀

سوال۔ در طریقہ نقشبندیہ التزام متابعت سنت است و حالانکہ آں سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام ریاضات عجیبہ گرسنگیہائے شدیدہ کشیدہ اند و دریں طریق از ریاضات منع می نمایند بلکہ ریاضت را بواسطہ ظہور کشوف صوریہ مضر میدانند عجب می نماید کہ در متابعت سنت چگونہ احتمال ضرر متصور شود ؀

جواب۔ محبت اطوارا کہ گفتہ است کہ ریاضات دریں طریقہ ممنوع اند و از کجا شنیدہ کہ ریاضات را مضر میدانند دریں طریق دوام محافظت بسنت و التزام متابعت سنت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ وسعی در ستر احوال و اختیار توسط حال و مراعات حد اعتدال در مطاعم و ملابس از ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ است غایۃ فی الباب عوام کالانعام ایں امور را از ریاضات نمی شمرند و از مجاہدات نمی فہمند

ریاضات و مجاہدات نزد ایشان منحصر در گرسنگی است و کثرت جوع در نظر ایشان عظیم القدر است زیرا کہ خوردن نزد این بہائم صفتان از اہم مہام است و از اعظم مقاصد است پس ناچار ترک آن ریاضت شاقہ بود و مجاہدہ شدیدہ باشد بخلاف دوام محافظت بسنت و التزام متابعت سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام والتحیۃ و امثال آنہا را در نظر عوام قدرے نیست و اعتدادے نہ تا ترک اینہا را از منکرات دانستہ تحصیل این امور را از ریاضت شمرند پس لازم است بر اکابر این طریقت کہ در ستر احوال میکوشند ترک ریاضتے کہ در نظر عوام عظیم القدر است و باعث قبول خلق است و مستلزم شہرت است کہ متضمن آفت است مشر شرارت نمایند قال علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام بحسب امرء من الشر ان یشار الیہ بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمہ اللہ نزد فقیر گرسنگیہائے مفرط از مراعات حد اعتدال در ماکولات بسیار آسان است و لیسر تمام دارد می باید کہ ریاضت مراعات توسط حال از ریاضت کثرت جوع زیادہ است حضرت والد بزرگوار قدس سرہ می فرمودند کہ در علم سلوک رسالہ دیدہ ام کہ در آنجا نوشتہ کہ در ماکولات مراعات اعتدال نمودن و حد وسط نگاہ داشتن در وصول بمطلوب کافی است با این مراعات ہیچ احتیاج بذکر و فکر نیست و الحق در مطاعم و ملابس بلکہ در جمیع امور توسط حال و میانہ روی چہ بلا زیبا ست ؎

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت پیغمبر ما را علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام را قوت تحمل مرد عطا فرمودہ بود کہ با آن قوت تحمل بار گرسنگیہائے شاقہ می نمودند و اصحاب کرام نیز ببرکت صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التحیۃ تحمل این بار میکردند و ہیچ فتورے و خللے در اعمال و افعال ایشان واقع نمی شد با وجود گرسنگی قدرت بر محاربہ اعداد بر نہج داشتند کہ قدرت سیر شکماں بر عشر آن

ترسد. از اینجا بوده که بیست کس از صابران بر دویست کس از کفار غالب می آمدند
و صد کس بر هزار کس غلبه می نمودند و جوع کشان غیر از صحابه نزدیک است که در
اتیان آداب و سنن عاجز آیند بلکه بسا است که از عهده اداء فرائض بتکلف بر آیند
بے قدرت درین امر تقلید اصحاب کرام نمودن در اتیان سنن و فرائض خود را عاجز
ساختن است منقول است که حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه تقلید آن
سرور علیه و علی آله الصلوات و السلام نموده صوم وصال اختیار کردند از ضعف
و ناتوانی بے اختیار بر زمین افتادند. آن سرور بطریق اعتراض فرمودند علیه و
علی آله الصلوة و السلام کیست از شما مثل من نزد پروردگار خود بیتوتت میکنم
و طعام و شراب از انجا میخورم پس بے قدرت تقلید نمودن مستحسن نداشتند
و ایضاً اصحاب کرام ببرکت صحبت خیر الانام علیه و علیهم الصلوة و السلام از
مضرتهائے خفیه کثرت جوع محفوظ و مامون بودند. و دیگران را این حفظ امن
میسر نیست نمایش آن است که کثرت جوع البته صفا بخش است جمعی را صفائے
قلب می بخشد و جمع دیگر را صفائی نفس صفائے قلب هدایت افزائے و
نور بخش است و صفائے نفس بخشیده به ضلالت و خسارت و دلالت نموده
افلاطون بیخبر و اعتماد بر صفائے نفس خود نموده صور کشفیه خیالیه خود را مقتدائے
خود ساخته عجب ورزید و بحضرت موسی علی نبینا و علیه الصلوة و السلام که در
آن وقت مبعوث شده بود نگروید و گفت نحن قوم مهدون لا حاجة
بنا الی من یهدینا اگر این صفائی ظلمت افزا نمیداشت صور کشف خیالیه
سد راه او نمی گشتند و از وصول بمطلب مانع نمی آمدند او بمظنه این صفا خود را
نورانی یافت ندانست که این صفا از پوست و نقیه اماره او نگذاشته است و اماره
او بر همان خبث و نجاست خود است بیش ازین نیست که نجاست مغلظه را بشکر
غلاف رقیق نماید قلب که فی حد ذاته پاکیزه است و نورانی زنگے بر روے او از
مجاورت نفس ظلمانی نشسته است باندک تصفیه بحالت اصلی رجوع نماید و

مضرت جوع

نورانی میگردد و بخلاف نفس که فی حد ذاتها خبیث است و ظلمت صفت ذاتی اوست تا زمانیکه بسیاست قلب بلکه بمتابعت سنت و اتباع شریعت علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ بلکه بمحض فضل خداوندی جل سلطانہٗ مزکی و مطہر نگردد خبث ذاتی او زائل نه گردد و فلاح و بهبود از وی متصور نیست افلاطون از کمال جهل صفائے خود را که با ماده او تعلق داشت در رنگ صفائی قلب موسوی انگاشت ناچار خود را نیز مهذب و مطهر در رنگ او خیال کرد از دولت متابعت او علیٰ نبینا و علیه الصلوٰۃ والسلام محروم ماند و بداغ خسارت ابدی قسم گشت اعاذنا الله سبحانهٗ من هٰذا البلاء و چوں این مضرت در نهاد جوع مکمول بوده اکابرین طریقه قدس الله تعالیٰ اسرارہم۔ ریاضت جوع را ترک نموده در مطعومات بریاضت اعتدال و مجاهده توسط عالی دلالت نموده‌اند و منافع جوع را باحتمال این ضرر عظیم الخطر ترک کرده‌اند و دیگران منافع جوع را ملاحظه نموده چشم از مضار آن پوشیده‌اند و بجوع ترغیب نموده‌اند مقرر عقلاء است که باحتمال ضرر منافع کثیره را نمیتوان گذاشت نزدیک این مقاله است آنچه علماء فرموده‌اند۔ شکر الله تعالیٰ سعیهم که اگر امری دائر باشد میان سنت و بدعت ترک بدعت بهتر است از اتیان سنت یعنی در بدعت احتمال ضرر است و در سنت توقع منافع پس احتمال ضرر را بر توقع منافع ترجیح داده ترک بدعت باید نمود۔ پس عجب نباشد که در اتیان سنت ضررے از راه دیگر پیدا شود۔ حقیقت این سخن آنست که گویا موقت بآں قرنست چوں توقیت آنرا بواسطه دقت و خفا جمعی در نیافته‌اند و مبادرت در تقلید آن نموده‌اند و جمیع دیگر آنرا موقت دانسته تقلید نورزیده‌اند۔ والله سبحانهٗ اعلم بالحقیقة

الحال

حالات حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ فرزند اکبر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۰۰۰ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رح بدولت بیعت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوئے اُس وقت حضرت خواجہ محمد صادق رح کا آٹھ سال کا سن تھا۔ اور اپنے والد کے ہمراہ تھے۔ اُسی وقت انہوں نے بھی حضرت خواجہ سے اخذ طریقہ کیا اور آپ پر واردات عجیبہ و غریبہ وارد ہوئے۔ استغراق اس قدر غالب ہوا۔ کہ حضرت خواجہ نے اس کا علاج طعام بازاری سے کیا۔ اکثر علوم نقلیہ و عقلیہ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے پڑھے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس بکمال دقت و متانت فرماتے تھے۔ نظر کشفی آپ کی ایسی صحیح تھی کہ اکثر حضرت خواجہ اُن سے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے ہمراہ قبروں پر لے جایا کرتے تھے اور اموات کے حالات استفسار فرماتے اور وہ بلا توقف جو کچھ معلوم ہوتا بتلا دیا کرتے ؛

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رح کے بھائی تجارت کے واسطے سفر کو جانے لگے۔ اُن کے رخصت کرنے کو سب شہر سے باہر گئے۔ خواجہ محمد صادق رح بھی ہمراہ تھے۔ راہ میں آپ کے جد امجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کا مزار پُر انوار تھا۔ اُس پر مراقبہ فرمایا۔ بعد مراقبہ فرمایا کہ حضرت دادا صاحب جناب چچا صاحب کو سفر سے منع فرماتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بچہ تھے اُن کے کشف پر اعتماد نہ کر کے وہ روانہ ہو گئے۔ مگر انجام یہ ہوا کہ مال اسباب بھی سب غارت ہو گیا۔ اور آپ بھی ہلاک ہو گئے ؛

نقل ہے کہ آپ کے ایام طفولیت میں ایک درویش صاحب وجد و حال آپ کی ملاقات کو آیا۔ آپ کے والد بھی اس جگہ موجود تھے۔ چلتے وقت اُس نے

عرض کی۔ کہ آپ اپنے سر کی ٹوپی مجھ کو عنایت فرمائیے۔ آپ مراقب ہوئے اور فرمایا
کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ منع فرماتے ہیں۔ آپ کے والد نے فرمایا کہ نہیں
دیدو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نقشبند حاضر ہیں اور بمبالغہ فرماتے ہیں
آپ کے والد نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ دیدو۔ تب آپ نے وہ کلاہ اس درویش
کو عطا فرمائی۔ جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب تربیت کیواسطے
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے سپرد کئے تھے۔ اُس وقت خواجہ حضرت محمد صادق
رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے سپرد کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے والد ہی کی تربیت سے
بمرتبہ کمال و تکمیل پہنچے۔ اور اکیس سال کی عمر میں حضرت نے ان کو خلعت عطا فرمایا۔
نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نہایت علیل ہوئے۔ اور ضعف
بدرجہ غایت ہو گیا۔ اس مرض میں موت و حیات حضرت کے اختیار پر چھوڑ دی گئی تھی
آپ نے اس خیال سے کہ شاید ارتحال اختیار کرنا پڑے تو امانت حضرت خواجگان
کسی کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ اس وقت سوا خواجہ محمد صادقؒ اور میر نعمانؒ جن کا
ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیگا۔ اور کوئی اس قابل نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ
امانت اُن کے سپرد کی۔ حضرت امام ربانیؒ آپ بہت تعریف فرمایا کرتے تھے
چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

کہ فرزندی اعزی مجموعہ معارف فقیر است و نسخہ مقامات جذبہ و سلوک اور
ایک جگہ ارقام فرماتے ہیں کہ فرزندی از محرمان اسرار است و از خطا و غلط مصئون
اور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایں مقام دسرہند) رابفرزندی ارشدی عنایت فرمودہ اند
و داخل ولایت ایشاں ساختہ و فقیر اینجا در رنگ مسافراں نشستہ۔

جب آپ کا سن شریف چھبیس ۲۶ سال کا ہوا۔ تو قضا الٰہی سے سرہند میں
مرض طاعون کا ظہور اور سخت شدت ہوئی۔ آپ نے دفع بلا کے لئے توجہ فرمائی
معلوم ہوا کہ وبا لقمہ چرب چاہتی ہے۔ آپ نے رضا بقضا ہو کر اپنے تئیں نثار
خلق خدا کیا۔ اور بتاریخ ۹۔ ربیع الاول ۱۰۲۴ ہجری انتقال فرمایا۔ آپ کا انتقال

ہوتا تھا کہ وبا کو تسکین ہو گئی۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ جو کوئی حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک، پانی میں تر کر کے پی جائے وبا سے محفوظ رہے۔ اور اس کا صدہا نے تجربہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے انتقال کا نہایت قلق ہوا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

مخدوما مفارقت فرزندی اعزی از اعظم مصائب است معلوم نیست کہ کسی مثل ایں مصیبت شدہ باشد اما صبرے وشکرے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ دریں مصیبت ایں ضعیف القلب را کرامت فرمودہ از اجل نعم واعظم انعامات است۔

اور ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

فرزندی مرحومی آیتے بود از آیات حق باطل وعلاوہ رحمتے بود از رحمتہائے رب العلمین دریں لبست وچہار سالگی آں یافت کہ کم کسی یافت پایۂ مولویت تدریس علوم نقلیہ وعقلیہ را بحد کمال رسانیدہ بود حتی کہ تلامیذ ایشان بیضاوی وشرح موافقت وامثال اینہارا بقدرت تام درس دارند وحکایات معرفت وعرفان وقصص شہود وکشوف ایشاں مستغنی است از آں کہ در بیان آرد معلوم شما ست کہ در ہشت سالگی بر نہجے مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ باقد س سرہٗ معالجہ تسکین ایشاں را بطعام ہائے بازار کہ مشکوک ومشتبہ است می نمودند ومی فرمودند کہ محتبی اکہ مرا بمحمد صادق است ایچکس نیست ازیں سخن پیرے ایشاں باید دریافت ولایت موسوی را بنقطہ آخر رسانیدہ بود عجائب وغرائب آں ولایت علیہ را بیان فرمودند وہموارہ خاضع وخاشع وملتجی ومتضرع ومتذلل ومنکسر بودہ می فرمودند کہ بکیاز اولیاء از حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ چیزے خواستہ است ومن التجا وتضرع خواستم۔ انتہی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

حالات حضرت خواجہ محمد سعید المشہور بخازن الرحمۃ قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد سعید المشہور بخازن الرحمۃ فرزند ثانی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۵ھ ہجری میں بمقام سرہند ہوئی۔ بچپن ہی سے آثار ولایت و شرافت ہویدا تھے ۞

نقل ہے کہ آپ کا سن شریف چار یا پانچ سال کا تھا کہ آپ سخت علیل ہوئے۔ غلبہ مرض میں آپ سے دریافت کیا۔ کہ کسی چیز کو دل چاہتا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں حضرت خواجہ کو یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو چاہتا ہے۔ اس بات کا ذکر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ محمد سعید نے حریفی اور رندی کی اور غم سے غائبانہ بازی لے گیا۔ چنانچہ انہیں ایام میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی اپنے دوست کو خط لکھا تھا۔ اس میں حضرت مجدد کا ذکر لکھتے لکھتے تحریر فرمایا۔ فرزندان ایں شیخ کہ اطفال اند استعداد ہائے عجیب دارند بالجملہ شجرۂ طیبہ اند انبتہ اللہ نباتاً حسناً۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے متوجہ تحصیل علم ظاہر ہوئے۔ کچھ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ شیخ طاہر لاہوری سے پڑھا۔ اور باقی اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ قرآن شریف کو بتجوید عالی پڑھا تھا۔ اور حدیث میں سند جید رکھتے تھے۔ اور فقاہت میں ایسا ید بیضا رکھتے تھے۔ کہ اگر خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو کسی مسئلہ غامضہ میں تحقیق کی ضرورت ہوتی تو ان سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اور یہ اس خوبی سے بیان کرتے تھے کہ حضرت کی تسلی ہو جاتی اور آپ نہایت خوش ہوتے ۞

نقل ہے کہ ایک مرتبہ لاہور میں کسی شخص نے وہاں کے علماء و مشائخ کی دعوت کی۔ اتفاق سے ان دنوں یہ بھی مع اپنے چھوٹے بھائی خواجہ محمد معصوم کے لاہور میں موجود تھے۔ ان ہر دو برادر کو بھی مدعو کیا۔ وہاں بتقریب سجدۂ تحیت و سجدۂ عبادت گفتگو شروع ہو گئی۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور تمام علماء دوسری جانب اس

وقت اُنہوں نے اصُول و فروع سے اپنے دعویٰ کو ایسا ثابت کیا کہ تمام مجلس حیران رہ گئی ۔ غرضیکہ سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے کما حقہٗ فارغ ہو گئے اور اپنے والد سے اخذ طریقہ و مراقبہ کیا ۔ اور بہ نسبتہا ئے اصل ممتاز ہوئے ۔ چنانچہ ابتدا ئے سلوک میں حضرت مجدد رح کو سرہند سے بمقام دہلی ایک عریضہ بایں عبارت تحریر کیا :-

حضرت سلامت دل را ہیچ متوجہ بجائے نمی بابار بلکہ دل را نمی یابد اکثر حیراں مے باشد اگر قرآن می شنود چوں سائر مردم نشستہ می ماند نگاہ بغیر توجہ بذکر زنگیہا در دل مفہوم مے شود و در قصبہ شاہ آباد مشغول بود روح را از بدن تمام جدا دید ظاہر گردید کہ ایں مقام حیرت است پیشوائے ایں مقام شیخ عراقی قدس سرہٗ بود دیدم کہ شیخ را ظہور شد و آں نسبت غلبہ کرد چنانکہ غلبہ میکرد بداں متالم می شد دریں میاں ظہور حضرت خواجہ بزرگ شد تسکینے روئے نمود روز دیگر حضرت ایشاں ظاہر شدند و بلبشیر تسکین شد ۔ انتہیٰ ۔

حضرت مجدد رح نے بجواب اس کے بڑے صاحبزادہ محمدؐ صادق رحمۃ اللہ علیہما کے خط میں اس طرح تحریر فرمایا :-

آنکہ محمد سعید از احوال خود نوشتہ بغایت اصیل است ہیچ یکے از یاراں بایں خصوصیت روئے نداد انشاء اللہ کہ او نیز بولایت خاصہ مشرف گردد ۔

اس کے بعد تا انتقال حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کسب کمال باطنی میں مصروف رہے اور ان کی جملہ خصوصیات میں شریک ہوئے ۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ محمد سعید علمائے راسخین سے ہے ۔ محمد سعید زمرہ سابقین سے ہے ۔ اور خلیل خدا ہے ۔ خلعت خلت جو مجھ سے جدا ہو گا ۔ وہ محمد سعید رح کو عطا ہو گا ۔ فرمایا کہ محمد سعید نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح دائرہ نفی قطع کر لیا ۔ اور اب اثبات میں میرا شریک ہے ۔ فرمایا کہ محمد سعید خازن رحمت الٰہی ہے ۔ قیامت کے دن تقسیم

خزائن رحمت اُس کے سپرد ہو گی۔ فرمایا کہ محمد سعید کو مقام شفاعت سے حظ وافر ہے۔ فرمایا۔ ایک روز عرصہ قیامت مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ دیکھتا ہوں کہ محمد سعیدؒ میرے آگے ہاتھ میں کتاب پل صراط سے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بہشت میں پہنچے۔ فرمایا کہ ہر قطب کے واسطے دو امام درکار ہیں محمد سعیدؒ و محمد معصومؒ دونوں میرے امام ہیں۔ فرمایا کہ محمد سعید تو میرا ضمنی ہے۔ اور اس بات سے تنگ دل نہ ہونا کہ حضرت ابابکر صدیق رضؓ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ کے ضمنی تھے۔

حضرت خازن الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ جن ایام میں حضرت مجددؒ الف ثانی علیل تھے مجھ کو امامت خلوت خانہ تفویض تھی۔ جب حضرت پر کمالات عظیمہ و مقامات فخیمہ از قسم اسرار واجب الاستتار بجہت نماز وارد ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمت فرماتے کہ محمد سعیدؒ یہ جملہ نتائج نماز ہیں۔ جس کا کہ تو امام ہے۔ اس واسطے تجھ کو بھی اس میں نصیب وافر حاصل ہے۔ فرمایا کہ میں کسی مقام عروج و نزول میں نہیں گیا۔ جہاں کہ محمد سعید میرے ہمراہ نہ ہو۔ فرمایا کہ محمد سعیدؒ کی ولایت احمدی ہے۔ اور اس کی دنیا کو حکم آخرت ہو گیا ہے ولقد اتینا اجرہ فی الدنیا کا مصداق ہے۔ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین ظاہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملتجی ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اورنگ زیب جب دارا شکوہ سے لڑتا تھا۔ اور حضرت خازن الرحمت کا بتقریب سفر حج کا اس طرف گزر ہوا۔ تو اورنگ زیب نے دعا فتح کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا کہ فتح اس کی ہو ترویج شریعت کرے۔ اس نے کہا کہ یہی ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو انشاء اللہ فتح ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی مع چند یاروں کے ساتھ اس جگہ حاضر ہیں۔ اصحابؓ نے ایک عرض حضور میں اس مضمون کی پیش کی۔ کہ ہم اور یہ عنایات الٰہی جل شانہ میں برابر ہیں۔ حالانکہ ہم

نے بڑی بڑی مشقتیں اور تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اور انہوں نے نہیں اس کا کیا سبب ہے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ الفاظ قرآنی تحریر فرمائے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ چنانچہ ان جملہ امور کو اجمالی طور سے آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب سوم جلد سوم میں حضرت خازن الرحمۃ کے فرزند حضرت شیخ خلیل الرحمٰن کو اس طرح تحریر فرمایا ہے: ۔

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ و آلہ وسلم از خوردی باز آثار قبول و کرامت از ایشان پیدا و ہویدا بود و از زمان صبا اطوار ولایت و نجابت ہویدا و در زمان حیات قطب الولایت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایشان خردسال بودہ اند بملازمت صوری خواجہ نرسیدہ لیکن خواجہ در حق ایشان فرمودہ بودند کہ محمد سعید حریف است از ما غائبانہ نسبت گرفتہ است مصرع

فی المہد ینطق عن سعادۃ جدہٖ

و تحصیل کمالات ظاہری و باطنی در خدمت والد بزرگوار خود نمودہ اند و در ہفدہ سالگی علوم ظاہرہ معقولہ و منقولہ را بدرجہ کمال رسانیدہ اند و در رنگ والد بزرگوار خود بکمال شرع و تقوی آراستہ و بمتابعت سنت و عمل عزیمت پیراستہ لین کلام و تواضع و نفقہ دارد باہتمام و بذل وجوہ طریقہ انیقہ ایشان ست قرآن مجید را بتجوید عالی سند نمودہ اند و در حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام سند وحید و روایت قصوی دارند و در فقاہت دستگاہ علیا۔ حضرت ایشان را کہ در اکثر اوقات احتیاج بتحقیق مسئلہ فقہیہ می شد از ایشان بیان میخواستند و گاہی کہ حل مشکلات مسائل میکردند و راہ خلاصی از بعض مضائق می نمودہ اند آنحضرت بسیار خوش وقت می شدند و دعا در بارہ ایشان میکردند و در حضور آنحضرت بمراتب کمال و تکمیل رسیدہ بودند و بخلاف ایشان در آن وقت نیز تعلیم طریقہ و ارشاد طلبہ می فرمودند و باوجود کمال عقل معاد در عقل معاش نیز درجہ کامل دارند چنانچہ حضرت ایشان در اکثر امور مصلحت و مشورہ می نمودند اند و رائے ایشان

را می پسندیدند و در امور باطنی نیز ایشاں صاحب سر آنحضرت بودند و اسرارے با ایشاں در میاں می آوردند کہ کم کسی دراں شریک بودے باسرار غامضہ و معاملات خاصہ آنحضرت ملتفت و محقق اند ارباب امراض صوری از توجہ ایشاں شفا میجویند و اصحاب و اصحاب علل معنوی از تصرف شاں راہی بجمعیت می پویند بالجملہ ایشاں مصداق قول قطب المحققین و وارث المرسلین خواجہ نقشبند قدس سرہٗ اند کہ فرمودہ اند کہ ما فضلیا نیم ایں نقل در بزرگی ایشاں کافی ست کہ می آید کہ ایشاں در معاملت می بینند کہ اصحاب کرام حضرت پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام جمع اند و ایشاں با چند از یاراں حضرت ایشاں نیز دراں مجلس حاضر اند دریں میاں اصحاب کرام کاغذے نمودند کہ بخدمت آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نامہ نویسند کاغذ را حاضر نمودند نامہ نوشتہ اند بایں مضموں کہ ایشاں و مایان در عنایات الٰہی جل سلطانہٗ برابریم و ما ایں ہمہ محن و ریاضات شاقہ کشیدہ ایم و اینہانہ حبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم در جواب آں ایں لفظ قرآنی نوشتہ اند ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ و در تبئین معارف و حقائق و بشرح اسرار و دقائق زبان عالی و بیان شافی دارند و چوں نزد اہل معنی اعلائے کمالات و اظہر کرامات سخن در دقائق ذات و حقائق صفات است تعالت و تقدست کہ از جوش ذوق و خروش سر برزدہ است لاجرم از شرح کمالات و کرامات ایشاں لب فرو بستہ حوالہ بر ملفوظات و مکتوبات ایشاں می نماید تا ازیں پے برند و ازیں معنی بصورت گرائید خوش گفت ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

حضرت خازن الرحمۃ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے۔ اور بانواع عنایات خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ممتاز ہوئے وہاں کے حالات واردات میں ایک رسالہ حضرت شیخ عبدالاحدؒ آپ کے فرزند پنجم نے تحریر کیا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذرا۔ ورنہ مفصل طور

سے نقل کرتا ۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ حرم نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھتے تھے کہ حجرہ مقصورہ سے آواز آئی اعجل اعجل فانا منتظرون الیک ۔ فرمایا ایک روز مجھ پر وہاں نسبت کمون و بروز کا کمال غلبہ ہوا ۔ ایک روز فرمایا کہ الیوم نسبتی کنسبۃ الجد فرمایا کہ آٹھ مرتبہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بچشم ظاہر دیکھا ہے ۔ کشف و کرامات کا آپ کے مزاج میں بہت اخفا تھا ۔ مگر باہم بطور اضطراری ظاہر ہو جاتی تھی ۔

نقل ہے کہ ایک بڑھیا آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ آپ کی ولایت مشہور ہے بطور خرق عادت مجھ کو بیٹا عطا ہو ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ انشاءاللہ تیرے بیٹا ہو گا ۔ چنانچہ اس کے بیٹا پیدا ہوا ۔

نقل ہے کہ ایک شخص کا بیٹا حالت نزع میں تھا ۔ وہ روتا ہوا حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کر دیتے تھے آپ بھی وارث انبیاء ہیں میرے فرزند کے حال پر توجہ فرمائیے ۔ حضرت نے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ تیرا بیٹا اچھا ہو جائیگا ۔ چنانچہ آپ کی دعا سے بفضلہ تعالےٰ اس کا لڑکا تندرست ہو گیا ۔

نقل ہے کہ ایک شخص کو حضرت نے چادر عطا فرمائی ۔ وہ شخص اتفاقاً کسی عورت پر عاشق ہو گیا ۔ اور چاہتا تھا کہ مرتکب گناہ کبیرہ ہو کہ ناگاہ وہ چادر درمیان میں حائل ہو گئی اور دونوں گناہ سے محفوظ رہے ۔

نقل ہے کہ حضرت کا ایک خادم کسی عورت پر مبتلا ہو کر مرتکب حرام ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ حضرت کی شکل ظاہر ہوئی ۔ اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا ۔ سو فی الفور اپنے ارادہ سے باز آیا ۔ لکھا ہے کہ مدت تک اس کے رخسارے پر انگلیوں کا نشان نمایاں رہا ۔

روضۃ القیومیہ میں حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ

ایک جوان امیر آدمی حضرت خازن الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا۔ عرض کی کہ سیر کا ارادہ ہے، آپ نے فرمایا کہ بیٹھے رہو۔ اس جگہ تم کو سیر کرا دیں گے۔ اور اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک عجیب و غریب باغ ہے تا دیر اس کی سیر کرتا رہا۔ بعد ازاں حضرت نے وہ کپڑا اُٹھا لیا۔ اس نے دیکھا تو وہی وقت تھا۔

نقل ہے کہ ایک شخص اکثر اہل باطن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر کہیں اس کی مقصد براری نہ ہوئی۔ آخر کار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کل کو حلقہ میں باوضو حاضر ہونا۔ چنانچہ وہ دوسرے روز وہ حلقہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس پر توجہ فرمائی۔ اور وہ اس قدر موثر ہوا کہ اپنا تمام مال و اسباب راہ مولیٰ میں صرف کر کے آستانہ عالیہ پر بیٹھ گیا۔ اور کمالات باطنی کو پہنچ کر مشرف بہ اجازت طریقہ ہوا۔

حضرت کی تحریر نہایت پر معارف و پند آمیز ہوتی تھی۔ ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں :۔

کہ آدمی تا زمانیکہ گرفتار ما دون اوست تعالیٰ و ساخت سینہ او بنقوش ما سوا منقش بمرض باطن گرفتار است و از قرب او تعالیٰ دور و مہجور فکر ازالہ ایں مرض دریں فرصت بسیر از اہم مہام است و علاج دفعہ ایں علت معنوی دریں مہلت قلیل از اعظم مقاصد ازالہ ایں مرض مربوط بذکر کثیر داشتہ اند و طہارت باطن را از لوث ماسوائے منوط بیاد او تعالیٰ گردانیدہ یایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً و سبحوہ بکرۃ و اصیلاً۔ ذکر کثیر وقتی متحقق گردد کہ غفلت در قفائے آن نبود کہ دریں راہ سم قاتل است و ممد مرض باطن عزیزے می فرماید او اقبل مقبل علی اللہ مدۃ عمرہ ثم اعرض لحظۃ کان ما فاتہ اکثر مما نالہ کمال ذکر آنست کہ ماسوا مذکور از ساحت سینہ رخت بربندد و کوس رحلت زند و از جمیع ناشائستہا پاک و مصفا شود نہ از شادی دنیا شادمان گردد و نہ از غم آن غمگین بحدیکہ اگر بتکلف اخطار ماسوا نماید بسینہ نیاید بسط

قیاسیکہ دل را از ماسوا دمحاصل گشتہ است وہرچہ در آن شرکت غیر است شایاں جناب قدس او تعالے نیست الا اللہ الدین الخالص وقال اللہ تعالیٰ واذکر ربک اذا نسیت ای ماسواء تعالے ایں حالت معبر لفنا رقدم اول است دریں راہ سیر الی اللہ انجا بانجام برسد بعد ازاں شروع در سیر فی اللہ وسیر در کمالات اسمار صفات او تعالے می فشود ۔ انتہیٰ ۔

بادشاہ عالمگیر نے کہ اس خاندان سے نہایت خصوصیت رکھتا تھا حضرت کو بالتجار تمام آپ کی آخری عمر میں دہلی بلایا ۔ حضرت بھی بلحاظ اس کے اخلاص کے تشریف لے گئے اور بہت دنوں تک وہاں مقیم رہے ۔ اُس جگہ آپ علیل ہو گئے ۔ ہرچند اطبّاء شاہی علاج کرتے تھے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا ۔ آخرکار جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اب وقت آخیر قریب آ گیا ہے بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند روانہ ہوئے ۔ راہ میں جب مقام سنبھالو پہنچے تو بتاریخ ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۰۷۰ھ ہجری کو انتقال فرمایا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

وہاں آپ کو تجہیز تکفین کر کے ایک پالکی میں سرہند لے چلے ۔ حضرت کے فرزند چہارم شیخ سعدالدین سے منقول ہے کہ حالت بیقراری میں اُٹھ اُٹھ کر حضرت کی نعش مبارک ٹٹولا کرتے تھے ۔ ایک بار شب کو دیکھا کہ صرف چادر ہی چادر ہے اور جسم مبارک نہیں ہے ۔ اس ماجرے سے نہایت اضطرابی و سراسیمگی ہوئی ۔ حضرت کی جانب متوجہ ہو کر عرض کیا کہ مجھ کو یقین ہے کہ آپ کا جسم مبارک بہشت میں گیا لیکن اس امر سے مجھ کو کمال ندامت وخجالت ہوئی ۔ پھر جو چادر میں دیکھا تو جسم شریف موجود تھا ۔ جس وقت سرہند میں جنازہ پہنچا ۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ کو نہایت غم ہوا ۔ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رح کے مقبرہ میں دفن ہوں ۔ جب آپ کو قبر میں رکھا آنکھیں کھول دیں اور حضرت خواجہ محمد معصوم رح کو دیکھتے رہے ۔ جب حضرت خواجہ محمد معصوم رح

نے بہ اشارہ چشم فرمایا کہ آنکھیں بند کر لیجئے۔ تب بند کر لیں۔ اور آپ کو دفن کر دیا۔ بعد ستر؍ اسی سال کے آپ کی قبر بوجہ کثرت بارش بیٹھ گئی۔ اس کی درستی کے واسطے جو کھولنے کا اتفاق ہوا۔ تو جسم شریف مع کفن بجنسہٖ رکھا ہوا تھا۔ اور اس سے خوشبو نکلتی تھی ۞

حالات حضرت شیخ عبد الاحد المشہور بشاہ گل تخلص وحدت قدس سرہٗ

حضرت شیخ عبد الاحد قدس سرہٗ فرزند پنجم حضرت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید فرزند ثانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت شگفتہ ۱۰۴۷ ہجری میں جیسا کہ لفظ عبد الاحد جیسے ظاہر ہوتا ہے بمقام سرہند ہوئی۔ حضرت خازن الرحمۃ ایام طفلی ہی میں ان کو سب فرزندوں سے عزیز سمجھتے تھے اور ان کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے ان کو گل کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت یہ اسی نام سے مشہور تھے۔ بچپن ہی میں کتاب حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم وفقہ علماء پہ قدم راسخ تھا۔ تتبع آثار و احبادہ ہیں۔ نہایت متنعد تھے۔ قبل بلوغت ہی سے صلوٰۃ خمسہ و نوافل کی اس قدر کوشش تھی کہ معلوم نہیں ان کی کوئی نماز قضا ہوئی ہو۔ اور ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کی صحبت کے ملتزم اور اخذ فیوض میں سرگرم تھے۔ پندرہ بیس سال کی عمر کے درمیان میں حضرت خازن الرحمۃ کے ہمراہ حج کو گئے تھے۔ چنانچہ حالات سفر و کشوف حرمین شریفین میں ایک رسالہ بزبان عربی ایسی فصاحت و بلاغت سے تحریر کیا تھا کہ دیکھنے والے حیران ہوتے تھے دوران سلوک ابتدائی میں اگرچہ ان کا گذر مقامات وحدت الوجود پہ ہوا۔ مگر آداب شریعت و تقویٰ کی نہایت رعایت رکھی کہ کوئی لفظ زبان سے خلاف ادب نہ نکالا۔ ان کے والد نے ان کی استعداد جید دیکھ کر اپنے جمیع کمالات عالیات اجمالاً ان پہ کر دیئے تھے۔ اور اجازت طریقہ تعلیم بھی

دے دی تھی۔ لیکن سنہ ۱۰۷۰ ہجری میں جب خازن الرحمۃ کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اپنے معمّر بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر باشی اختیار کی۔ اور قدر آداب مریدانہ و خدمت مسترشدانہ بجالائے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں اور حضرت عروۃ الوثقیٰ نے بھی بحکم اعماکم و اباءکم کوئی دقیقہ ان کی تربیت کا اٹھا نہ رکھا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالاحد رح نے اپنے چچا کے تمام مجالس اور صحبتوں کا مفصل حال ایک مکتوب میں کسی کو لکھا ہے۔ وہ اس جگہ نقل کیا جاتا ہے ؁

مکتوب حالات خود

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ العلی الاعلیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الوری امام التقی والہٖ وصحبہٖ بدر الدجیٰ اما بعد رقیمہ کریمہ مخدومی اشتافی سلمہ سبحانہ مشرف ساخت مرقوم بود کہ آنچہ از جناب امام العارفین قطب الواصلین حضرت ایشاں ما قدسنا اللہ سبحانہ از مجلس بشارت درباب خود استماع نمودہ باشی در قبضہ تحریر بیاری و خویشاں را ازاں معنی آگاہ سازی مخدوما چند کرت ایں سوال از خدمت شریف بظہور آمدہ چوں نقائص و معائب خود مشاہدہ می نمودم شرم می آید کہ باآں جواہر نفیسہ سنگ گریں را قلادہ بندد و مہار سازد و سہو و خطا بزبان معصوم مطلق امام برحق چیزے جرأت نماید اما اطاعۃ لاہل الحقوق برخی از عنایات آنجناب عالی در حیز تحریر آرد ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا مخدوما مارا اوائل ایام اجابت بحضرت خلیفۃ الرحمان ایں معنی بخاطر فاطر خلجان داشت کہ چوں بخدمت سعادت توام انابت آری و قبلہ توجہ ایشاں را ساری مبادا نسبتی کہ با خازن الرحمۃ داری فتورے در رافع شود و معیت و ضمنیت کہ با ایشاں داشتی انحطاطی و برودتی طاری گردد و از ینجا ماندہ و از انجا راندہ گردی دریں ولا مخدوم عالی مقام محمد نقشبند ظاہر ساختند

که حضرت ایشان ترا بروئے امر بزرگ طلب نمایند و به من نیز بیان فرمودند اما اولی
آنست که خود بے واسطه از جناب عالی استماع نمائی بعد از شنیدن این نوید
بهجت مسرت شتافتم بعد از ذره نوازی و مرید پروری و تفقد بسیار از زبان لامع
الانوار گوهر فشان نمودند که صفحه احوال ترا مفصل مطالعه نمودم چنان منکشف شد که با
حضرت خازن الرحمۃ نسبت معیت بر وجه اتم تمام داری و از جمیع کمالات خاصه
و مقامات مختصه ایشان نصیبے بطریق اجمال داری عرض کردم که امیدوار توجه مع
ثبات انیم اشاره نمودند که آنچه از خدمت خازن الرحمۃ رسیده مسلم و مقرر است
اما ما از اول بطریق تفصیل سیر خواهیم کنانید و نسبت سابق بحصول این نسبت
نقصان نخواهد یافت بلکه قوت و ثبات پیدا خواهد کرد بعد از چند گاه این مقدمه
شگرف را در غیبت فقیر نزد مخدوم زاده عالی منزلت محمد خلیل الله روشن تر بیان
فرمودند و زنگ از دل دجال این بنده کار زدودند بحمد الله سبحانه وقع کذالک
هذا و استمع الآن مفصلا والله علی ما نقول وکیل مخدوما مجلس[1] اول که
غره شهر جمادی الاولی ۱۰۷۶ هجری یک هزار و هفتاد و شش هجری بود چون
بتوجه ولایت اثر ایشان مشرف گشت بعد از مراقبه و مکاشفه بزبان غیب ترجمان
فرمودند که باطن ترا بسیار مزین یافت بخلعت وجود موهوب حقانی و همان را از
در مجلس[2] ثانی آرائش و زینت همان خلعت بیان نمودند و در مجلس[3] ثالث تزکیه
نفس و ترقی از عالم خلق بعد از قطع تمامی دائره عالم بشارت دادند و در مجلس[4]
رابع باتحاد و معیت بعد از تحقیق بحقیقت قدسیه خویش خبر دادند و تصدیق کشف
این درویش که پیش از این بزودی این امر معروض داشته بود نمودند فرمودند که کم کسی
از یاران باین خصوصیت ظاهر می شود و بعضی کلمات ناچیه که هر یکے از انها این
خاک افتاده را باوج شرف می رساند بر لسان الهام ترجمان راندند و در مجلس[5]
خامس و سادس[6] بنوید کمالات نبوت بعد از تمامی ولایات ثلثه مشرف ساختند و
در مجلس[7] سابع و ثامن[8] بدخول در حقیقت کعبه معظمه بزیب و زینت تمام هم ترقی از آن

بفوق مبشر ساختند و در مجلس نهم و دهم[13][14] بلحوق وصول حقیقت قرآنی بشارت دادند و تا مجلس پانزدهم[15] بدخول در آں حقیقت علیه و ترقیات در آں تزیب و زینت کذا و کذا معزز ساختند و در مجالس شانزدهم[16] به نسبت معیت بجناب خویش و جناب خازن الرحمة و هم جناب مجدد الف ثانی رضی الله عنهم بشارت دادند و در مجلس هفدهم[17] هشتم ماه رمضان ۱۱۰۶ هجری به بشارت دخول در حقیقت صلوٰة و اقتدار بمرتبه محبوب مفتخر ساختند و در مجلس هژدهم[18] و نوزدهم[19] و بستم[20] بترقیات شائسته و حسن آرائش و قرب امام خبر دادند و در مجلس بست و یکم[21] فرمودند که کیفیت عظیم شرف ظهور فرمود و خلعت فاخره بکمال علو عنایت شد که آفاق را نور آن خلعت یا عین خلعت و اگرفت و در مجلس بست و دوم[22] تا مجلس بست و ششم[26] ترقیات و وصول بمقام محبوبیت صرفه بطریق ذات موهوب با ظهور بعضی خاصه المقام مبشر ساختند و در مجلس بست و هفتم[27] و هشتم بعروج تا بحقیقت الحقائق ثم الانطباق و لحوق بقوت تامه مشرف ساختند و در مجلس بست و نهم[29] فرمودند که خلعت عظیم با زیب و زینت بسیار مرحمت شد و معامله تو خیلے علو پیدا نمود گویا حقیقة الامر منقلب گشت و در مجلس سیم[30] فرمودند که عنایت بعید از جناب مجدد الف ثانی رضی الله عنه در باب تو مفهوم میشود چنانچه خود بآرائش و تزئین سرگرم اند و آنچه در باب نزول در نقطهٔ عدم معروض داشته بودی نزول در جوار آن نقطه معلوم مے شود فی الجمله قدمی در میان مانده است و در مجلس سی و یکم[31] و دوم[32] بترقیات و معارف نادره اطلاع دادند و در مجلس سی و سیوم[33] به تعین حبی مبشر ساختند و از عنایات خاصه سرور کائنات صلے الله علیه وسلم درباب این احقر خبر دادند و در مجلس سی و چهارم[34] و پنجم[35] در بالیدگی و ترقی در مقام مذکور عنایت شد و از خلعت خاصه ممتاز ساختند و در مجلس سی و ششم[36] بوصول تا صفه مقدسه صفوف ادلعه انبیاء که در حقیقت صلوٰة مقرر است و عنایت شدن خلعت عالی از آں مقام با نوید برامید سرفراز ساختند و در مجلس سی و هفتم[37] بشارت نزول در نقطهٔ عدم مطلق دادند و در مجلس سی و هشتم[38] بعد از دیگر مقامات حقائق و دقائق محبوب بجنبه

ذاتی وغیره فرمودند که تعین حبی ترقی بسیار نموده ودر مجلس سی و نهم[۳۹] بعد از دیگر معارف و
اسرار بشارت ترقیات بکمال ذره پروری بر زبان غیب ترجمان آوردند که معیت
خاص با من پیدا کرده و معامله بفرزندان خاص مختص بوده بهمان معامله با تو متحقق
گشت مجلس چهلم[۴۰] به بشارت ولایت احمدی علی صاحبها الصلوٰة والتسلیمات والتحیة
و عنایات اشدن لباس محبوبیت بلکه از بهره بآں معنی تشگرف مکرم ساختند۔ ودر
مجلس چهل و یکم[۴۱] و دوم[۴۲] و سوم[۴۳] بتقرر و تحقق مقام محبوبیت و ترقی در آں مقام
خبر دادند ودر مجلس چهل و چهارم[۴۴] بعلو نسبت و عطائے خلعتے بزرگ محیط عالم
باشند بشارت فرمودند و در مجلس چهل و پنجم[۴۵] فرمودند که محویت نیستی بحدی ظاهر می شود
که عین و اثر باقی نماند نه نصیبی و بهره از فوق تعین حبی معلوم می شود و وصولے که
مناسب آں مقام است مفهوم گردید عرض نمودم که بر ترقی از تعین حبی نذر کرده بودم
اکنون ایفا کنم فرموده ایفا کن ودر مجلس چهل و ششم[۴۶] بعنایت خلعت عالی و ترقی
از تعین حبی اطلاع بخشیدند ودر مجلس چهل و هفتم[۴۷] بعد از ذکر معارف سنیه بشارت
معیت در مقامات علیه و ترقی در سیر سابق فرمودند که[۴۸] سیر تو بمقام بلند رسیده است که
فی الحال مدرک نمی گردد که تا کجا بکدام مقام رسید ودر مجلس چهل و هشتم و نهم بحصول
نعام صباحت و زینت آں موطن و بهره از مقطعات قرآنی بشارت فرمودند۔ و
در مجلس پنجاهم[۵۰] که آخرین مجلس است بعد از توجه و نظر ولایت نموده ذکر ترقی فوق
التعینات و لباس عالی و آرائش نفیس احمر که تلعبسه النسوان می شود فرمودند
لیکن حکم قطعی بمحبوبیت کرا از راه احتیاط دور است اگرچه لباس لباس محبوبیت است
نه آرائش و آرائش ملاحت نفرمودند هذا ما سمعت فی المجالس التوجه و السکوت
انتهی ؀

غرضیکہ جملہ خصوصیات آبائی و اجدادی کی بشارت سے مشرف ہوئے۔ اور
حضرت عروۃ الوثقیٰ اپنے معاملات و اسرار ان سے ظاہر فرماتے ہیں۔ اور اکثر
ان سے مشورہ فرماتے اور فرماتے کہ عبد الاحد تمام عقل ہے اور کبھی فرماتے کہ

عبدالاحد عقل مجلس ہے۔ اور آپ کو دور سے آتا دیکھ کر فرماتے جاء العقل درگاہ گا
بعض اپنے یاران مخصوص کا ان سے حال دریافت فرماتے۔ کہ فلاں تیرے
نزدیک کیسا ہے۔ اور کہاں تک پہنچا ہے۔ اس کے جواب میں جو کچھ عرض
کرتے وہ قبول فرماتے۔ فرمایا ایک روز میں نے عرض کیا کہ حقیقت قرآن کو
کہ فوق تعینات ہے مثل دریائے عظیم کی پاتا ہوں اور اپنے تئیں اور
حضور کے اقل قلیل اصحاب کو علیٰ تفاوت درجات اس میں آشنا پاتا ہوں
بکمال عنایت فرمانے لگے۔ کہ مجھ کو کہاں پایا میں نے عرض کہ فوق المقام
اس کوشش کہ آپ نہایت محظوظ ہوئے وبہ بشاشت تمام ایک شخص کو جس
کی نسبت میں نے عرض کیا تھا کہ آشنایاں بحر حقیقت قرآن سے ہے۔ فرمایا
کہ عبدالاحد تجھ کو بشارت عالی دیتا ہے۔ ایک مکتوب میں حضرت عروۃ الوثقیٰ
نے بعد دیگر بشارات تحریر فرمایا ہے۔

کہ فقیر شمارا از خاصان حق شمردہ قرب شما بیش و در بیش فہماد۔

بعد انتقال حضرت عروۃ الوثقیٰ جب منصب قیومیت حضرت کے فرزند
ثانی حضرت حجۃ اللہ نقشبند پر منتقل ہوا تو شیخ عبدالاحد بکمال ادب ان کی
خدمت میں حاضر باش رہنے لگے۔ اُدھر وہ بھی نہایت محبت و شفقت سے
پیش آنے لگے اور اپنے اسرار درمیان میں لاتے۔ اور آپ کی نسبت
انواع بشارات فرماتے۔ ایک روز فرمایا کہ فیض الٰہی مجھ پر نازل کرتا ہے
بعد ازاں بحیثیت تم پر پہنچتا ہے پھر تمام مخلوقات پر جنیدم فرمایا کہ ایک روز مجھ کو
الہام ہوا سنشد عضدك باخیك۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ میں ایسا پاتا
ہوں۔ کہ قیام جملہ کائنات مجھ پر ہے۔ اور میرا قیام حضرت کی ذات پر جیسا کہ
یہ معاملہ حضرت مجددؒ اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے مابین تھا۔ فرمایا کہ میں بھی
ایسا ہی پاتا ہوں۔

ایک روز فرمایا کہ تیرے معاملہ میں مجھ کو الہام ہوا کہ جس طرح اس کے چچا

یعنی از زبان حضرت [illegible] شنیدہ

کو طینت اصالت اور محبوبیت سے مشرف کیا تھا۔ اسی طرح اس کو بھی مشرف کیا۔ اور جو اس کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے اور جو اس کا مردود ہے وہ ہمارا مردود ہے۔ ایک روز فرمایا کہ میں تم کو حضرت مجددؒ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ وحضرت خازن الرحمۃ کے جمیع کمالات میں شریک و سہیم پاتا ہوں۔ اور جو کچھ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ارزانی فرمایا ہے۔ اس میں بھی شریک ہو۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ نے جو فرمایا تھا کہ تم معاملہ قیومیت میں شریک ہو وہ بھی ظاہر ہے ۔

ایک روز فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ نے ورود فرمایا۔ اور حضرت مجددؒ بھی مع اخلاف کرام حاضر ہیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت مجددؒ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ بعد ازاں تمہاری پیشانی چومی۔ فرمایا کہ جس تواضع سے کہ تو میرے ساتھ پیش آتا ہے اس کا مجھ کو خیال تھا۔ ایک روز الہام ہوا کہ تیری تواضع نہیں کرتا بلکہ یہ تواضع ہماری کرتا ہے۔ تواضع اللہ رفع اللہ۔

فرمایا کہ ایک روز آواز آئی کہ عبدالاحد پر ہماری کمال عنایت ہے۔ اور ہم نے اس کے لئے بڑی بڑی چیزیں تیار کی ہیں۔ تدریج اس کو پہنچائیں گے۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ عبدالاحد ہمارا محبوب ہے اور ہم اس پر عاشق ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز تم امامت کرتے تھے میں تمہارے پیچھے آکر نماز پڑھنے لگا۔ الہام ہوا کہ عبدالاحد کا سر ہمارے قدم پر واقع ہے۔ اور اس کی امامت قبول ہے۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ عبدالاحد تیری قیومیت کا شریک ہے اور تیرا وزیر اعظم ہے ۔

اس کے سوا اور بے شمار بشارتیں ہیں کہاں تک لکھی جائیں۔ حضرت شیخ کا مقولہ ہے کہ میں نے کبھی اپنے پیر کے سجادہ کی جانب پشت نہیں کی۔ اب اس سے دیگر آداب کا قیاس کرنا چاہیئے۔ غرضیکہ حضرت شیخ نے کوئی دقیقہ طلب وآداب کا اٹھا نہیں رکھا۔ اور جس جگہ سے گلِ مراد ہاتھ آیا۔ طرہ دستار کیا۔

اور اس سبب سے ایسے جامع کمالات ہوئے کہ حد بیان سے باہر ہے۔ فرمایا کہ ایک شب میں نے اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی بارگاہ اقدس میں حاضر پایا۔ اور اپنے تئیں بھی نہایت قریب کھڑا دیکھا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے جبرئیلؑ سے کچھ باتیں کیں چنانچہ اُس میں سے دو باتیں یاد ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب میری رضا کے طلب گار ہیں اور میں محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کی رضا کا طلبگار ہوں۔ دوم یہ کہ محمدؐ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو انواع مغفرت تم سے پنہاں دیئے ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز ختم خواجگان پڑھا جاتا تھا۔ میں متوجہ بارگاہ عرش جاہ حضرت رسالت پناہ صلّے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے ہوا کہ یا رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم توجہ فرمایئے کہ یہ میرا کام ہو جائے۔ منکشف ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک دُعا کے واسطے اُٹھائے ۞

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے نماز مغرب پڑھائی۔ بعد نماز فرمایا کہ مجھ کو الہام ہوا کہ جس نے تیرے پیچھے نماز پڑھی وہ بخشا جائیگا۔ اور اسی قسم کے اکثر الہام ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز بعد حلقہ فرمایا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جو کوئی اس حلقہ میں داخل تھا وہ مغفور ہے ۞

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ متوجہ جناب حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں کہ آیا اس فقیر کے بارے میں کچھ عنایت خاص ہے یا نہیں۔ اور یہ سوال اس کا قبل نماز عشا تھا۔ بعد نماز آپ نے فرمایا یہ لوگ بعض سوال کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب دریافت نہیں کرتے۔ اس وقت اس شخص نے بات سمجھ کہ اپنے سوال کا جواب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں متوجہ ہوا۔ تو معشوق الٰہی کو جمال درگاہ لایزالی میں ایسا مستغرق پایا کہ اصلاً اس طرف کو متوجہ نہ ہوئے۔ بہت دیر کے بعد بارگاہ عالی مفتوح

ہوئی۔ اور میں تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک تیرے سر پر پھیرا بلکہ کچھ دیر تک رکھے رہے۔ اس وقت اس درویش نے بھی تصدیق کی۔ کہ بیشک فلاں وقت مجھ پر عجیب و غریب کیفیت طاری تھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے ارادہ کیا کہ گوشہ نشینی اختیار کریں۔ اور لوگوں کی آمد و رفت موقوف کر دیں کہ اسی اثنا میں ایک شب آپ کے بھائی شیخ سعدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ بارگاہ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم) قائم ہے۔ وہاں ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اللہ کل چاہتا ہے کہ سیر کو مسمار کرے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ گل سے کہہ دو کہ سیر کو مسمار موقوف رکھے کہ ہم نے عالم کے کام کو اس کے سپرد کیا ہے۔ اس خواب کو سن کر حضرت خود متوجہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہوئے۔ ایسا معلوم ہوا کہ عزلت اور ترک تلقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مرضی مبارک نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک شب مجھ کو جنت کے باغوں کی سیر کا اتفاق ہوا جس وقت جنت میں داخل ہوا۔ اور ایک حوض عظیم کے قریب پہنچا۔ اس میں فوارے جاری تھے۔ اس میں سے چند قطرے اڑ کر میرے بدن پر آگرے ان کے اثر سے پیر تک تمام بدن میں شیرینی سرایت کر گئی۔ فرمایا کہ اس معاملے کو گیارہ بارہ سال سے زیادہ گزر گئے ہیں۔ مگر اس پانی کی شیرینی کا اثر ابھی تک میں اپنے وجود میں پاتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ سے بو آتی ہے شاید تو نے حرام کھایا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اعوذ باللہ من الحرام۔ لیکن ایک شخص کے ساتھ ایک اہل دنیا کے گھر دعوت میں گیا تھا۔ اس کے طفیل میں چند لقمے کھائے۔ کھانے میں دہی وغیرہ بھی

تھا۔ اور وہ شاید مال مغصوبہ تھا۔ یہ اس کا اثر ہوگا۔ آپ نے اس پر کمال عنایت فرمائی۔ اور حکم دیا کہ تین روزے رکھ۔ بعد ازاں توجہ کے واسطے آنا ؛

نقل ہے کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ مجھ منجانب اللہ یہ معلوم ہوا ہے کہ مجھ کو فتوحات ظاہری و باطنی عنقریب ہونے والی ہے۔ اسی عرصہ میں حضرت کو سرہند کے قصبات کی سیر کا اتفاق ہوا۔ اور آپ ایسے مغلوب الحال و ساکت الکلام ہو گئے کہ اگر بضرورت اتفاق کلام ہوتا۔ الفاظ یا آیات قرآنی سے فرما دیا کرتے۔ جب آفاقہ ہوا اور طالبان خدا کی جانب متوجہ ہوئے اور بعض یاروں نے استفسار حال کیا فرمایا بکمال لطف الٰہی اس احقر کو خلعت رضا سے سرفراز فرمایا اور ظاہری فتوحات کا یہ ظہور ہوا کہ شہزادی زیب النساء نے بلا وہم و گمان پانچ ہزار روپے خانقاہ کے واسطے بھیج دئیے ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی کے دو فرزند پیدا ہونگے یہ یہ نام ہوگا۔ اور ایسی ایسی شکل ہوگی۔ حالانکہ ابھی ان کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد شادی دو لڑکے اسی صورت کے آپ کے بھائی کے گھر پیدا ہوئے۔ اور ان کا نام بھی وہی رکھا ؛

نقل ہے کہ جب کوئی شخص آپ سے فرزند نرینہ کے واسطے ہمت و توجہ چاہتا۔ آپ اس کو بشارت دیتے تو ساتھ ہی اس کی شکل و صورت بھی بتلا دیا کرتے تھے ؛ کہ ایسی ہوگی۔ چنانچہ ویسی ہوتی ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاکم سرہند نے دست تعدی بدرجہ کمال دراز کیا۔ آپ اس کی حرکات سے ناراض ہوئے۔ چنانچہ اسی ہفتہ میں وہ انواع غضب سلطانی میں گرفتار ہوا۔ حضرت کی خدمت میں بصد التجا حاضر ہوا۔ اور اپنے افعال سے توبہ کی۔ حضرت نے فرمایا کہ فلاں روز بادشاہ تیرا قصور معاف کر دیگا۔ چنانچہ اسی وقت مقررہ پر بادشاہ نے اس کا قصور معاف کیا۔ اور اس کو منصب و خلعت عطا کیا۔ حاکم مذکور نے ایک باغ مع دیگر اشیاء کے حضرت کے نذر کی۔ مگر آپ نے

قبول نہ فرمایا۔ کہ اس کا مال ظلم و غضب سے خالی نہ تھا ؎

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں منزل پر پہنچتے پہنچتے وقت عصر کسی قدر تنگ ہو گیا۔ مگر چونکہ حضرت کے بعض دیگر کو وضو تھا۔ سب نے نماز باطمینان پڑھ لی۔ ایک درویش کو وضو کا خلل تھا۔ وہ نماز کے واسطے نہایت بیتاب ہؤا۔ اور آفتاب قریب غروب کے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک وہ نماز نہ پڑھ لے خدا کرے آفتاب غروب نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ کہ جب اُس نے سلام پھیرا تب آفتاب غروب ہؤا ؎

نقل ہے کہ ایک عورت نے آپ کے روبرو آپ کو کلمات ناشائستہ کہے آپ نے سن کر صبر فرمایا۔ بعدہ آپ کو معلوم ہؤا کہ غیرت الٰہی انتقام کیواسطے حرکت میں آئی ہے۔ آپ نے حاضرین میں سے ایک سے فرمایا کہ اس کے طمانچہ مار۔ مگر اُس نے توقف فرمایا۔ اسی اثنا میں وہ عورت گھر کر مر گئی۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ کہ اس کا خون تیری گردن پر ہؤا۔ اگر تو اس کے طمانچہ مار دیتا تو انتقام الٰہی سے بچ جاتی۔ آپ کی طبیعت نہایت موزون و رنگین واقع ہوئی تھی۔ چند شعر آپ کے طبع زاد نقل کئے جاتے ہیں ؎

خانہ زین ہست دنیا عیش او پا در رکاب ۔۔۔ شہسوار است آنکہ زینجا زود دامن چید و رفت

ایضاً
در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم ۔۔۔ بلبل از بوی تو خوش خبر یافتہ ایم
دل بہر نقش نہ بندیم بہ رنگ وحدت ۔۔۔ نقشبند لیست کہ در بوی وفا یافتہ ایم

ایضاً
کے شود پابند سالک را اختلاط خانماں ۔۔۔ موج از خرہ بحر را وحدت کجا زنجیر پا ست

دد
بہر یک نان منت دو نان کشیدن چون نساست ۔۔۔ دارم از نان قناعت یکجہاں خیراتے در دست

دد
نگار مست من امشب گذشت از سر کو ۔۔۔ ہنوز از در و بامم شراب می ریزد

آپ نے اٹھتر سال کی عمر میں بتاریخ ۲۷۔ ماہ ذی الحجہ یوم جمعہ سنہ ۱۱۲۶ ہجری کو بعارضہ حبس بول و درد مثانہ بمقام دہلی انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اور نعش مبارک حضرت کی سرہند میں لا کر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد

کے مشرق کی جانب دفن کی۔

حالات حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عبدالاحدؒ کے خلفاء نامدار سے ہیں آپ کا مکان بمقام سنام متصل سرہند تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ختم ہوتا ہے۔ نہایت کثیر الذکر اور کثیر العبادت تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰسین شریف پڑھا کرتے تھے اور ہر دوگانہ کے بعد مراقبہ طویلہ فرماتے۔ غرضیکہ نصف شب سے صبح تک یاد مولےٰ میں گزارتے۔ مرض موت میں آپ کو چھ مہینہ تک اسہال آئے تاہم نماز تہجد میں پینتیس ۳۵ مرتبہ سورہ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ بیس ہزار مرتبہ ذکر کلمہ طیبہ کا کرتے تھے۔ اور ہزار بار نفی اثبات حبس نفس سے کرتے۔ اس کے علاوہ تلاوت کلام مجید و درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ صاحب ورع اس قدر تھے کہ ایک مرتبہ حاکم سرہند مویشی لوٹ کر لایا تھا۔ بائیس۲ سال تک گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ دہلی میں جب تشریف لاتے۔ وجہ حلال سے اپنے ساتھ ستو لے لیتے۔ وہی کھاتے۔ دوسری چیز نہ کھاتے۔ ہر امر میں رعایت عزیمت کی رکھتے۔ قریب دو۲ سو علماء اور صلحاء کے آپ کے قلعہ میں حاضر ہوتے۔ جماعت کثیر آپ کی توجہات سے انتہا مقامات مجددیہ کو پہنچے۔ اور ارباب فنا و لقا جو کہ آپ کی صحبت میں استغراق و بیخودی و تہذیب اخلاق سے مشرف ہوئے۔ ان کا کوئی شمار نہیں۔

بعد درس حدیث قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور جو آتا تھا اس کے باطن پر انوار ذکرہ جمعیت فرماتے۔ جمعہ کے روز کثرت سے آدمی جمع ہوتے آپ توجہ فرما کر سب کے دل ذاکر کر دیتے۔ کوئی عرض بھی کرتا کہ جناب ان لوگوں کو ابھی امتیاز بھی نہیں ہوتا۔ کہ یہ حرکت قلبی ذکر کی ہے یا حرکت طبعی۔ فرماتے کہ معلوم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ معاملہ اللہ تعالےٰ کیسا تھ ہے۔ انشاء اللہ

تعالیٰ بہ برکت انوار ذکر ایمان سلامت لے جائینگے۔ اور قبر میں اس کا اثر معلوم ہو جائیگا اسی وجہ سے آپ کا نام عالم غیب میں قاسم خزائن اللہ تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ کا گزر ایک مسجد میں ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک شخص اپنے ساتھ مریدوں کا مجمع لئے ہوئے بیٹھا ہے اور آدمیوں کو مرید کر رہا ہے لیکن اس کا باطن انوار مع اللہ سے خالی ہے۔ چونکہ مشائخ کبار کے نزدیک بلا فنا قلبی وارادت ولایت مرید کرنا حرام ہے۔ لہذا آپ کو اس کے حال پر شفقت آئی اور دیر تک اس کی طرف متوجہ رہے۔ اور اس کو ولایت قلبی پر پہنچا دیا۔

نقل ہے کہ آپ کا ایک مقبرہ کی جانب گزر ہوا۔ چلتے چلتے ٹھہر گئے۔ اور قبرستان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ یہ لوگ فیض کی درخواست کرتے ہیں۔ متوجہ احوال اموات ہوئے۔ اس وقت ظہور حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ تمام قبرستان انوار سے منور ہو گیا۔ حرمین شریفین کو پا پیادہ گئے۔ اور وہاں بانواع الطاف سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سرفراز ہوئے۔ فرمایا کہ میرے سینہ کی حرکت اور سوز طلب کسی طرح کم نہ ہوتی تھی۔ بعنایت مصطفوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تسکین پائی اور وہاں مقصود دلی حاصل ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں ریاضت و مجاہدہ اور نوافل اور عبادت بہت کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ سے مامور ہوا۔ کہ آپ کی خدمت میں استفاضہ کرے۔ آپ نے اس کو مجاہدات کرنے کو منع فرمایا۔ اور توسط اختیار کرنے کو ارشاد فرمایا۔ لیکن چونکہ وہ عبادت کا عادی تھا۔ اس نے قبول نہ کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو خواب میں نظر آئے اور آپ کی متابعت کا حکم فرمایا۔ تب اس نے وہ مجاہدے چھوڑے اور ملتزم صحبت ہوا۔ اور برکت صحبت مقامات عالیہ پر پہنچا۔

نقل ہے کہ آپ کا خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کیا بات ہے۔ تیرے باطن میں کدورت ہے۔ کہیں شبہ کا لقمہ تو نہیں کھایا۔ اُس نے عرض کیا کہ میں خانقاہ کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں کھایا۔ مگر آخر کار مقرر ہوا۔ کہ ایک رنگریز کے گھر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا کھانا کھایا تھا۔ آپ نے اس کو بہت تنبیہ کی۔ اور فرمایا کہ میں نے تجھ کو منع کیا تھا۔ کہ ہر شخص کے گھر کا کھانا مت کھایا کرو۔ دُنیا اور اہل دنیا سے آپ کو نہایت نفرت تھی۔ آپ کے ایک مرید نے نواب صاحب فیروز جنگ کی طرف سے عرض کی کہ وہ مُرید ہونے کے واسطے حاضر ہونے کی آرزو رکھتا ہے۔ آپ نہایت منقبض ہوئے۔ اور فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میری خانقاہ بھی فلاں بزرگ کی طرح بے برکت ہو جائے۔ فرمایا۔ دنیا داروں کے قدم نہایت منحوس اور باعث بے برکتی ہوتی ہے۔

نقل ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے کسی آدمی کا ذکر کیا کہ بڑا دولتمند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ نہایت محتاج ہیں۔ دولت اور نعمت سرمدی نسبت مع اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو نصیب کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ الغناء غنی النفس۔ آپ کا انتقال ۱۸۔ رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ ہجری کو مرض اسہال میں بمقام دہلی ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

چند باتیں آپ کے خصائص سے تھیں۔ ایک یہ کہ آپ کو نسبت
کبرےٰ حاصل تھی۔ دوسرے یہ کہ آپ کی قبر کے جوار میں جہاں
تک نگاہ کام کرے جو شخص دفن ہوگا بخشا جائیگا۔
تیسرے یہ کہ جس نے اِن کو دیکھا۔ وہ بخشا جائیگا۔
دہلی میں سبزی منڈی سے کچھ میل آگے
کرنال سڑک پر مزار مبارک واقع ہے۔

حالاتِ حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۲۴ سنہ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت مجدد الف ثانی کو الہام ہوا (انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ) اور اس رعایت اِن کا نام محمد یحییٰ رکھا تھا۔

نقل ہے کہ آپ کے صغر سن میں ایک روز شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ میاں شیخ احمدؒ اپنا ایک بیٹا ہم کو دے دو کہ وہ مثل ہماری دانا اور دیوانہ ہو چنانچہ حضرت نے فی الفور شاہ محمد یحییٰ کو پیش کیا حضرت شاہ سکندرؒ نے ان کو اپنی گود میں لے کر اپنی نسبت خاصہ عطا فرمائی۔ اور مجدد الف ثانی رحؒ سے کہا کہ یہ ہمارا ہے۔ اور آج سے اسے شاہ کہا کرنا۔ چنانچہ اُسی روز سے اِن کو شاہ محمد یحییٰ رحؒ کہتے ہیں۔ جب حضرت شاہ سکندرؒ تشریف لے گئے۔ حضرت نہایت خوش کر فرمانے لگے۔ کہ سبحان اللہ محمد یحییٰ اصغر سنی سے قبول اولیاء اللہ ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے حال پر نہایت شفقت فرماتے۔ اور ان کی علو استعداد کی نہایت تعریف فرمایا کرتے۔ اور بعض مقامات اور کمالات کی بشارت بھی دی۔

نقل ہے کہ حضرت اجمیر میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک روز آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ میرا ارادہ تھا کہ محمد یحییٰ بھی مثل اپنے بھائیوں کی نسبت سے بہرہ ور ہوتے۔ مگر وہ ابھی بہت کم سن ہے اور میری اجل نزدیک۔ چنانچہ آپ کی نو سال کی عمر تھی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا اور ابھی نے صرف قرآن شریف ہی حفظ کیا۔ بعد حفظ قرآن شریف تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ اور اکثر علوم نقلیہ و عقلیہ اپنے بھائیوں سے حاصل

گئے۔ بیس ۲۰ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ بعد ازاں سلوک باطن و مقامات طریقہ احمدیہ بھی اپنے برادران بزرگ سے حاصل کئے۔ خواجہ محمد معصوم رح آپ کے بڑے بھائی آپ پر نہایت شفقت فرمایا کرتے۔ اور بشارت حصول کمالات عالیہ فرماتے۔ آپ بکمال استقامت و اتباع سنت و کثرت عبادت و تعمیر اوقات و اشاعت علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہتے دو مرتبہ آپ نے حج بھی کیا تھا۔ شاہ اورنگ زیب آپ کا نہایت معتقد تھا۔ اور بہت سے دیہات اور املاک آپ کی نظر کئے تھے۔ چنانچہ سرہند میں یہ مثل مشہور ہو گئی۔ اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْمُلْکُ لِیَحْیٰی۔

آپ نے سنہ ۱۰۹۶ ہجری میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رح کے برابر جانب مغرب مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

حالات حضرت میر محمد نعمان قدس سرہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی تعداد نہیں ہو سکتی۔ لیکن چند خلفاء کے حالات اِس جگہ تبرکاً لکھے جاتے ہیں۔ خلفاء میں سب سے اعلیٰ و ارفع حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب جلد ثالث مکتوبات شریف کی شروع ہوئی۔ تو حضرت میر رح نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ سے دریافت کیا کہ یہ جلد کس کے نام سے مسجل ہو گی۔ اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

کہ پیش ازیں ہم ظاہراً فقیر نوشتہ بود کہ باسم مسجل سازند در جواب کتابت شما حالا ہم ہماں سخن است بہتر از شما کہ خواہد بود۔

آپ کی ولادت سنہ ۹۷۷ ہجری میں بمقام بدخشاں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے بشارت دی تھی۔ کہ تیرے ایک بہت

بزرگ لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ چنانچہ جب وہ پیدا ہوئے تو آپ کا نام محمد نعمانؒ رکھا گیا۔ ایام لڑکپن ہی سے آپ کے مزاج میں ایک فکر و حیرت تھی۔ لیکن یہ سمجھ نہ آتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ جب مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مراقبات پر اطلاع ہوئی۔ اُس وقت خیال میں آیا کہ وہ فکر اور حیرت یہ تھی۔

ابتدائے ایام شباب میں آپ نے حضرت عبداللہ بلخی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور جب ہندوستان میں آئے تو بسبب کثرت شوق خدا طلبی اور درویشوں سے بھی اذکار حاصل کئے۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے بہ تلقین ذکر و مراقبہ نقشبندیہ مشرف ہوئے۔ اور انہیں کے پاس مع جمع کثیر فرزندان و خویشاں بفقر و فاقہ بسر کرتے۔ اور نہایت فرحاں و شاداں رہتے۔ اور حضرت خواجہ بھی ان کے حال پر نہایت الطاف و کرم فرماتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی امیر نے حضرت خواجہؒ سے عرض کیا۔ کہ میں نے سُنا ہے کہ بعض فقرائے خانقاہ نہایت عسرت سے بسر کرتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو ان کو کفاف روزمرہ حاضر کیا کروں۔ حضرت خواجہ نے اپنے چند اصحاب کے واسطے اجازت دے دی۔ مگر میر نعمان کے واسطے نہ فرمایا۔ کسی نے حضرت خواجہؒ سے عرض کی کہ میر نعمان کثیر العیال ہے۔ اور کمال فقر و فاقہ سے بسر کرتے ہیں۔ آپ اُن کے واسطے بھی حکم فرما دیجئے۔ حضرت خواجہؒ نے منظور نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ وہ میرے اجزا بدن ہیں۔ اگرچہ اس وقت میر نعمان نہایت تنگی معیشت سے بسر کرتے تھے۔ مگر حضرت خواجہؒ کی اس تخصیص سے نہایت خوش ہوئے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ از استماع ایں عنایت بر قصہار ختم و امید ہا بستم۔

حضرت خواجہ کی مسجد کے پاس بعض گھر تھے کہ ان میں قرآن گذر گئے تھے۔ کہ

کسی نے سکونت اختیار نہیں کی تھی - اور ابابیلوں وغیرہ نے اپنے گھونسلے بنا رکھے
تھے - حضرت خواجہ رح کے حکم سے حضرت میر نعمان مع متعلقین اس جگہ فروکش ہوئے
مکان کی عفونت کی وجہ سے آپ کی ہمشیرہ علیل ہو گئیں - ان کی عیادت کو حضرت
خواجہ رح کی والدہ شریفہ تشریف لے گئیں - مگر وہاں کی بدبو کی وجہ سے ایک ساعت
بھی نہ ٹھہر سکیں - جب مکان پر واپس آئیں تو حضرت خواجہ نے فرمایا - کہ اے
نور دیدہ اگر یہ لوگ مرید ہو گئے ہیں - تو کشتنی تو نہیں ہیں - حضرت خواجہ رح نے
فرمایا - اے والدہ یہ لوگ بدعوی نہیں آئے ہیں - کہ ان باتوں سے ملول اور دلگیر
ہوں - غرضیکہ حضرت میر نہایت تنگی سے بسر کرتے تھے - مگر چونکہ مقصود کچھ اور
ہی تھا - ان مکروہات کی جانب بالکل خیال بھی نہ تھا - جب حضرت خواجہ رح نے اپنی
حیات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت ارشاد فرمائی - اور اپنے
اصحاب بھی تربیت کے واسطے سپرد کئے - اس وقت میر نعمان کو بھی حوالہ
فرمایا - میر صاحب نے حضرت خواجہ رح سے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بزرگ آدمی ہیں
مگر میرے قبلہ توجہ تو یہی درگاہ ہے - اس پر حضرت خواجہ رح ناراض ہوئے - اور
بغضب تمام فرمایا کہ میاں شیخ احمد آفتاب ہیں - کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے
ان کی روشنی میں گم ہیں - اور اولیاء متقدمین بھی خال خال ان کی گذرے ہیں
یہ سن کر حضرت میر صاحب امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور بکمال عجز و انکسار دریوزہ عنایت کیا - حضرت نے فرمایا -
کہ ہماری تمہاری ایک ہی بات ہے - لیکن ابھی چندے حضرت خواجہ رح کی خدمت
میں دہلی رہیئے - بعد انتقال حضرت خواجہ رح جب حضرت دہلی گئے - حضرت میر نے
ایک عریضہ جس میں کہ اپنی شکستہ دلی اور بے نصیبی اور بے استعدادی لکھی تھی
پیش کیا - اور اس میں یہ بھی لکھا کہ مجھ کو سوائے اور وسیلہ نہیں ہے - کہ حضرت
سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی اولاد میں ہوں - حضرت اس عریضہ کو پڑھ کر نہایت
متاثر ہوئے اور میر نعمان کو اپنے اصحاب میں داخل کر کے ان کی تربیت شروع

کی۔ اور درجہ بکمال و تکمیل کو پہنچایا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں فرمایا ہے:۔
روزے بعد نماز بامداد در حلقہ یاراں نشستہ بودم بخواست یا بیخواست توجہی بجانب شما پیدا شد و در رفع نقاۓ کہ بنظر می آمد گشت واہتمام در رفع ظلمات و کدورات کہ محسوس می گشت نمود تا آنکہ ہلال کمال شما بدر کامل گشت وآنچہ در آفتاب ہدایت ودیعت نہادہ بود ہمہ دراں ہمہ دراں منعکس شد حتیٰ کہ درجانب کمال ہیچ متوقعی و منتظرے نماند۔ الا ان یتسع الظرف بعد ذالک و یاخذ بقدر وسعۃ شیئاً فشیئاً۔ و تا زمان طویل صورت مثالیہ ایں معنی را در نظر داشت تا یقینی کہ مصداق صدق است حاصل آمد الحمد للّٰہ سبحانہ والمنۃ علیٰ ذالک۔ حصول ایں دولت تاویل آں واقع است کہ شما دیدہ بودید حصول آں را بمبالغہ و تاکید مسالت می نمودید للّٰہ سبحانہ الحمد والمنۃ کہ دام شما بہ تمام اوایافت وموعود منجر شد و معود وموفی شد امیدوار است کہ تکمیل باندازہ ایں کمال حاصل آید و دشت و صحرا آں حدود بوجود شریف منور گردد۔ انتہیٰ۔

حضرت نے قطبیت ملک دکن میر نعمان کی مرحمت فرمائی۔ اور الحق کہ آپ کا ارشاد حد سے گذر گیا۔ لاکھوں کی نوبت پہنچ گئی۔ بادشاہ وقت نے یہ ہجوم دیکھ کر اندیشہ کیا۔ اور آپ کو دکھن سے اپنے پاس بلالیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ربانی رح سخت علیل ہوئے اور آپ کو اپنی حیات میں تذبذب ہو گیا۔ اُس وقت آپ نے اپنے فرزند خواجہ محمد صادق رح و میر نعمان قدس سرہما کو بلا کر بقدر ہر ایک کی مناسبت کے امانت خواجگان سپرد کی۔ بعد ازاں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ اور مقامات جدیدہ عطا فرمائے۔

نقل ہے کہ حضرت میر نے واقعہ میں دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ جناب رسول

خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا - کہ اے ابابکرؓ فرزندی محمد نعمان سے کہو کہ جو کوئی مقبول شیخ احمد ہے وہ میرا مقبول ہے - اور وہ خدا تعالیٰ کا مقبول ہے اور جو مردود شیخ احمد ہے وہ میرا مردود ہے - اور وہ خدا تعالیٰ کا مردود ہے - اس کو سن کر میر صاحب نہایت مسرور ہوئے - اور دل میں کہا کہ الحمد للہ میں مقبول حضرت ہوں - اسی اثناء میں پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا - کہ یا ابابکرؓ فرزندی محمد نعمان سے کہو کہ جو تیرا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ خدا کا مقبول ہے اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا مردود ہے - اور جو میرا مردود ہے وہ خدا کا مردود ہے ❊

نقل ہے کہ ایک شب میر محمد نعمانؒ نماز تہجد میں مشغول تھے کہ ناگاہ ایک برات مع باجہ دغل و شور کے اس طرف سے نکلی - اس سے ان کو پریشانی ہوئی اور سلام پھیر کر ایک پیالہ اس جگہ رکھا تھا اُس کو اُلٹ دیا - پیالہ ان کا اُلٹنا تھا کہ برات مع سامان غائب ہو گئی - بعد نماز پیالہ کا سیدھا کرنا یاد نہ رہا - صبح کو سرہند اپنے پیر کی خدمت میں روانہ ہو گئے - وہاں چھ مہینہ قیام کا اتفاق ہوا - وہاں سے جب واپس آئے برات کے غائب ہونے کا لوگوں نے ذکر کیا - جب آپ کو وہ پیالہ اُلٹنا یاد آیا - اُس وقت جلدی سے جا کر وہ پیالہ سیدھا کیا - فی الفور اسی جگہ سے برات موجود ہو گئی ❊

فرمایا ایک مرتبہ مجھ کو ایک مقام کے حاصل ہونے کی آرزو تھی - مگر حاصل نہ ہوتا - اتفاق سے ایک رات برہان پور کی جامع مسجد کے چبوترے پر سے گر پڑا - اور ہاتھ ٹوٹ گیا - جیسے ہی گرا وہ مقام کھل گیا - فرمایا - کہ اس گرنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان نہیں ہو سکتی - چنانچہ اس کی خوشی میں حلوا تقسیم کیا اور اس وقت ایسا اعتقاد تھا کہ جو اس حلوے کو کھائیگا وہ بہشت میں جائیگا

آپ کی وفات سنہ ۱۰۶۰ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف آگرہ میں ہے اور زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ اور خواجہ محمد سعیدؒ فرزند حضرت مجدد الف ثانیؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص مزار پر جو دُعا دل سے مانگے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو قبول فرمائے ۞

حالات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ زبدۃ المقامات جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے حالات میں تحریر کی ہے۔ اس کے دیباچہ میں اپنا حال اس طرح لکھا ہے۔ کہ اگرچہ میرے آباؤ اجداد سلسلہ علیہ کبرویہ کے منتسبوں میں تھے۔ اور میں بھی عالم طفولیت میں اس خاندان عالی کے چند بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن بباعث مناسبت فطری عنفوان شباب ہی سے باشارتہائے نہانی و بشارتہائے پنہانی دل کو سلسلہ خواجگان نقشبندیہ سے تعلق تھا۔ مگر حیران تھا کہ دیکھیئے کس طرح منزل مقصود تک رسائی ہوتی ہے۔ کہ ناگاہ میں علیل ہو گیا۔ اور حالت غلبہ مرض میں میری زبان سے یوں نکلتا تھا۔

"کہ بر اسپ زین نہید کہ مارا بہندوستان باید شد"۔

جب بیماری سے صحت ہوئی۔ ایسا اتفاق ہوا کہ مجھ کو ہندوستان آنا ضروری پڑ گیا۔ اور یہاں ایک سال کے بعد ایک شب مجلس ذکر حالات و تصرفات مشائخ گذشتگان کا آیا۔ اُس وقت میرے دل میں خیال گزرا۔ کہ پہلے ہی کوئی ہوئے ہوں گے۔ اب تو کوئی نہیں۔ اور اگر ہیں تو ہم کو دکھائی نہیں دیتے ۞ ناگاہ انہیں ایام میں میں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک بزرگ میرے پاس آئے۔ اور کہا اُٹھ تجھ کو فلاں بزرگ طلب فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں اُن کے ہمراہ ہو گیا۔ اور ایک جگہ پہنچا۔ جس جگہ کہ ایک بزرگ چبوترے پر

مراقب ہوئے بیٹھے تھے۔ اور ان کے مریدان کے سامنے باادب تمام سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب میں اُن کے پاس گیا۔ اُنہوں نے سر اُٹھا کر اپنا ہاتھ بڑھا کر میرا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا۔ پڑھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح تا آخر سورۃ۔ چنانچہ میں نے وہ سورت پڑھی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو میں اس بشارت کو سمجھ گیا۔ اور شہر برہان پور میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میر محمد نعمان صاحب خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رہا کرتے تھے۔ حضرت میر کے مکاشفات اور تصرفات کے لوگ بہت مداح تھے۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کی صورت بعینہ ویسی ہی پائی جیسے کہ اس بزرگ کی تھی۔ جو مجھ کو خواب میں بلانے آئے تھے۔

خیر میر محمد نعمان رحؒ سے ذکر و مراقبہ سلسلہ خواجگان کا حاصل کیا۔ اور انہوں نے مجھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف کرایا۔ اور میں دو سال تک ان کی خدمت میں رہا۔ اور پایا جو کچھ کہ پایا۔ ابتدا میں خواجہ محمدؒ ہاشم کشمی حضرت میر نعمان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ تا آنکہ حضرت مجدد الف ثانی رحؒ نے ان کی علو استعداد دریافت کر کے ان کو اپنے پاس طلب فرما لیا۔ چنانچہ مکتوب اوّل جلد ثالث میں میر نعمان کو اس بارہ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہر می شود مشار الیہ مرباء شما است و مذاق جوان کشتا پہ

اب خواجہ محمد ہاشم رحؒ سفر و حضر میں ہر وقت حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضرت خواجہؒ کو حضرت کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کہا کرتے تھے کہ قطع نظر محبت پیری مریدی میں حضرت کی ظاہر شکل کا بھی عاشق ہوں۔ حضرت کے علوم و معارف کے سمجھنے میں حضرت خواجہ

کو نہایت ملکہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت اجمیر میں تشریف رکھتے تھے۔ اور وہاں صاحبزادگان میں سے کوئی موجود نہ تھا۔ اس وقت حضرت نے تحریر فرمایا ہے :-

سوانح جدیدہ روز بروز مسودہ می آید و بہ بیاض میرسد اما کسیکہ درک کند کسیت و آنکہ خط تحریر کرام خواجہ محمد ہاشم مغتنم است کہ ذوق فہم سخن وارد فی الجملہ ملتذ فرمی گردد نہ دریں سفر اجمیر از شدت محن از مخلصان صحیح العقیدہ گشتہ است ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نماز تہجد واقعہ میں دیکھا کہ خواجہ محمد سعیدؒ و خواجہ محمد معصومؒ مع ایک خادم کے وکیل بادشاہی کے پاس گئے ہیں اور نوکر ہو گئے۔ مگر اس خادم کو نوکر نہیں رکھا۔ جس وقت وکیل اس کا نام لکھنے لگا۔ اس کو قریب سے جا کر غور سے دیکھا تو اس کے چہرہ پر داغ تھا۔ مگر پھر حضرت نے مکتوب ایک سو چھ ۱۰۶ میں صاحبزادگان کو تحریر فرمایا۔

"کہ درمیان واقعہ کے روئے دادہ بود کہ یار ثالث را نوکری قبول نہ کردند بعد از زمانے ظاہر گشت کہ مجض کرم آنرا نیز قبول فرمودند و آثار قبول ظاہر گشت۔"

یار ثالث سے مراد خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ ہیں۔ جب حضرت نے خواجہ محمد ہاشمؒ کو خلافت و اجازت دے کر برہان پور روانہ کیا۔ ان کی صحبت میں نہایت تاثیر ہوئی۔ وہاں کے آدمی کیا امیر کیا غریب مور و ملخ کی طرح اُن کے گرد جمع ہو گئے۔ اور یہ اس بشارت کی تصدیق تھی۔ کہ حضرت نے ان کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا تھا۔ کہ در وقت مطالعہ کتابت شما انبساطے نورانیت شما و آں توجہی بسیار بنظر درآمدہ و امیدوار ساخت۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

حضرت خواجہ کا انتقال برہان پور میں ہوا۔ اور وہیں آپ کی قبر ہے ؛

حالات حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ سادات صحیح النسب سے تھے۔ فرمایا۔ کہ میرے والد نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف رکھتے ہیں۔ اور اپنے سینہ مُبارک پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز اُن سے لیکر میرے والد کو دی۔ اور فرمایا کہ اُس کو کھالے۔ چنانچہ انہوں نے کھالی۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں اور میں پیدا ہُوا۔ اور مجھ کو معلوم ہُوا کہ میرا وجود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عطیہ سے ہے۔ ابتداء میں حضرت شیخ نے حاجی حضر خلیفہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ کی خدمت میں بیعت کی اور حالات بلند پر پہنچے ؛

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ اپنے حالات بلند اپنے پیر سے بیان کئے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھ کو اس سے زیادہ حاصل نہیں ہے۔ اب تم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ وہاں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اُن کے حالات سُن کر فرمایا۔ کہ یہ ابتدائی حالات ہیں۔ انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ شاید میری ترغیب کے واسطے یہ فرمایا ہے۔ لیکن جب کچھ مدت وہاں رہے۔ تب پتہ لگا۔ کہ ابتدائی حالات سے بھی کم درجہ کے تھے۔ بعد حصول مراتب کمال وتکمیل ایک روز حضرت نے حضرت شیخ کو خلوت میں طلب فرماکر اجازت ارشاد اور خلافت عطا فرمائی۔ حق سبحانہ نے ان کو طریقہ نقشبندیہ میں ایک طریقہ مخصوصہ کہ اس کو طریقہ احسنیہ نقشبندیہ کہتے ہیں۔ عنایت فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو ایسی قوت نسبت عطا فرمائی تھی۔ کہ اوّل توجہ میں بلکہ بمجرد تلقین طریقہ مرید کو فنا قلب ونسبت نقشبندیہ پر پہنچا دیتے تھے۔ آپ کو الہام ہُوا کہ جو تیرے طریقہ میں ہوگا وہ مرحوم ومغفور ہوگا۔ اور قیامت کے روز تجھ کو علم سبز ظل محمدی عنایت ہوگا

کر تیرے تمام سلاسل طریقہ اس کے نیچے آرام سے ہونگے ؛

نقل ہے کہ چار لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے - اور ایک ہزار کامل خلیفہ آپ کے تھے - اتباع سنت و رفع بدعت و استقامت شریعت و طریقت آپ کا شیوہ تھا - ریا اور سمعہ کو آپ کی محفل میں راہ نہ تھی - غنا اور دولت وہاں نہایت ذلیل چیز تھی - امر معروف و نہی منکر آپ کا طریقہ تھا - اہل دنیا سے ایسے غلبہ اور ہیبت سے کلام کرتے تھے کہ کوئی ادنی آدمی سے بھی اس طرح نہ کرتا تھا - کلام آپ کا امر معروف یا بیان حقائق میں ہوتا تھا - رسمی کلام بالکل نہ کرتے تھے - اور کبھی کرتے تو اس کے ضمن میں نصیحت اور حکمت ہوتی تھی ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو مع مریدین لاہور جانے کا اتفاق ہوا - اس وقت وہاں شاہجہان بادشاہ بھی موجود تھا - لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ کے ہمراہ قریب دس ہزار کے افغان ہیں - ایسا نہ ہو کہ کچھ فتنہ برپا کریں - بادشاہ نے سعد اللہ خاں وزیر کو حضرت کے پاس روانہ کیا - کہ جاکر حالات معلوم کرے - شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر کی جانب کچھ خیال نہ کیا - اور اس نے جو دریافت کیا - اس کا بھی بے پرواہی سے جواب دیا - اس پر وزیر برافروختہ ہوگیا - اور بادشاہ سے آکر خلاف باتیں کیں - بادشاہ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا - کہ آپ مکہ معظمہ چلے جائیں - حضرت شیخ رح کو پہلے ہی سے وہاں کا شوق تھا - روانہ ہوگئے ؛

نقل ہے کہ جب حضرت شیخ مکہ معظمہ میں پہنچے - اور حج سے فارغ ہوکر مدینہ شریف روضہ منورہ پر حاضر ہوئے - مرقد اطہر سے دونوں دست مبارک ظاہر ہوئے اور شیخ نے بہزار شوق بڑھ کر مصافحہ کیا - اور بوسہ دیا - اور یہ معاملہ حاضرین نے مشاہدہ کیا - جب آپ نے مدینہ منورہ سے معاودت کا ارادہ کیا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ کی جانب سے بشارت ہوئی - کہ یا ولدی انت

جواری۔ چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ اور ۱۰۵۲ہجری میں وفات پائی
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے پاس مدفون ہیں ؁

حالات حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہٗ

شیخ محمد طاہر لاہوری حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ صاحب ریاضت شاقہ و مجاہدات شدیدہ ہوئے ہیں۔ حافظ قرآن حاوی معقول و منقول تھے۔ جب شوق راہ خدا پیدا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بکمال انکسار و ذلت و افتقار بسر کرتے۔ اکثر درویشوں سے کہا کرتے کہ کام مجھ موقوف کر دو۔ میں خلاصاف کر دیا کروں گا۔ آپ کے سپرد تعلیم صاحبزادگان یعنی خواجہ محمد سعیدؒ و محمد معصومؒ رحمۃ اللہ علیہم کی تھی۔ باوجود وفور علم و حفظ قرآن حضرت کی ہیبت اس قدر ان پر غالب تھی۔ کہ ایک روز حضرت نے حضرت شیخ کو امام جماعت بنایا۔ مگر غلبہ دہشت سے باوجود حفظ قرآن قرأت کا لفظ لفظ گلے میں اٹکتا تھا۔ آخر کار ببرکت انکسار و عاجزی و ادب پایا جو کچھ پایا ؁

نقل ہے کہ اثنا سلوک میں حضرت شیخ کو ابتلاء عظیم واقع ہوا۔ مجمل طور سے اس طرح ہے کہ ایک روز حضرتؒ نے بعد حلقہ فرمایا۔ کہ آج اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ تم میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر بجائے خود کانپنے لگے۔ اور وہ شخص طاہر تھے۔ اس کی تھوڑی مدت بعد ان سے عجیب عجیب لغزشیں سرزد ہوئیں۔ مگر حضرتؒ نے براہ وفور شفقت ان کے واسطے ہمت و دعا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کی دعا برکت سے اس بلا کو ان کے سر سے دفع کیا۔ چنانچہ اس قصہ کا حضرتؒ نے اپنے ایک مکتوب میں بتقریب بیان قضاء و قدر و نیز حضرت

شیخ کے اجازت نامہ میں اشارہ کیا ہے۔ پھر ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ روز غلبہ حال میں شیخ کی زبان سے نکل گیا۔ کہ اگر خود حضرت بھی چاہیں، تو میری نسبت سلب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میں فانی ہو چکا ہوں۔ اور اتفاق صوفیہ ہے کہ الفانی لا یرد۔ یہ بات کسی نے حضرت کے سامنے بھی کہدی۔ آپ سن کر جلال میں آگئے۔ اور شیخ کی نسبت سلب کر لی۔ شیخ بیچارہ بعد اضطراب بعض بزرگوں کو وسیلہ کر کے عفو تقصیر کے خواہاں ہوئے۔ چنانچہ حضرت نے معاف فرمایا۔ اس تربیت جمالی اور جلالی کے بعد حضرت نے شیخ کو اجازت تعلیم طریقہ نقشبندیہ خرقہ ارادت طریقہ قادریہ و خرقہ تبرک سلسلہ چشتیہ سے مشرف فرما کر تربیت طالبان کے واسطے لاہور روانہ کیا۔ وہاں جا کر وہ افادہ طلبہ میں مشغول ہوئے۔ تشرع و اتباع و تبتل و انقطاع و فقر و قناعت و انکسار و مسکنت میں وحید زمان تھے۔ حجرہ کا دروازہ اندر سے لگا کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ کسی کو وہاں آنے نہ دیتے تھے۔ خصوصاً امراء و اغنیاء کو تو بالکل داخل ہی نہ ہونے دیتے۔ اور نہ ان کی فتوح قبول کرتے آپ کی معیشت یہ تھی۔ کہ دینیات کی کتابیں خوش خط لکھواتے اور ان کو محشی کر کے فروخت کر دیا کرتے۔ اور اس سے بسر اوقات کرتے۔ اکثر عمر تجرد میں گزری۔ آخر عمر میں باداء سنت نکاح کر لیا تھا ؛

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ابلیس لعین کو دیکھا۔ اور دریافت فرمایا کہ میرے مریدوں میں تیرا کس شخص پر اختیار نہیں چلتا۔ جواب دیا کہ شیخ طاہر لاہوری پر جس وقت کہ وہ بھوکے ہوتے ہیں۔ اور اس قدر ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا کہ خشک ہو کر پوست اور استخواں رہ گئے تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ سال میں ایک مرتبہ یا چند مرتبہ حضرت کی خدمت میں مع درویشوں کے کوزہ اور عصا اور چادر کاندھے پر رکھے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور کچھ مدت رہ کر باجازت واپس چلے جاتے۔ وہاں

سے اپنے حالات کی بذریعہ عرائض حضرت کی خدمت میں اطلاع دیا کرتے۔ چنانچہ ایک عریضہ میں اس طرح تحریر فرمایا :-

حضرت سلامت۔ نسبتہائے طریق ثلثہ جلوہ گر است وارواح مشائخ آں فوج فوج تشریف می آرند و الطاف کثیرہ می نمانید۔ خصوصاً حضرت خواجہ بزرگ و حضرت غوث الثقلین و حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس اسرارہم ونیز در حلقہ ذکر و نماز تراویح حضرت رسالت با چندیں ہزار صحابہ و مشائخ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات آمدہ۔ مدتے نشستند و نوازشہا می نمایند و در عشرہ اعتکاف خلعت خاص عنایت فرمودند و حضرت فاطمہ زہرا علی ابنیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام نیز الطاف بسیار نمودند و بہ تشریف نواختند و در ضمن ایں وقائع عروج ونزول بسیار واقع شد۔ بعد از طے مقامات کثیرہ خود را در خدمت روضہ منورہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم یافتم بعد ازاں روضہ مبارکہ را در منزلے خود دیدم بعد ازاں نورے کہ از روضہ مقدسہ ساطع شد متحقق گشت و بحقیقت آں نیز ساختند و تکرار انجامید بعد ازاں ظاہر شد کہ عجب تمامہ از روئے کار زائل شد و حقیقت وصل عریانی آشکارا گشت مکالمہ و محادثہ نیز وقوع یافتہ بعد ازاں جہل و نکرت صرف رونمود حالاتہ وصل ست و نہ فقد و نہ طلب و نہ غیر طلب بہیچ حکم محکوم علیہ نیست نہ اثباتاً و نفیاً۔ انتہی ؎

اور ایک عریضہ لکھتے ہیں :-

ثانیاً آنکہ بعض اوقات چیز ہا رو میدہد کہ در اظہار آں شرم می آید۔ در غلبہ احوال میفرمانید ہر کہ ترا دید اورا از آتش دوزخ آزاد کردم و وقتی دیگر می فرمائید کہ ہر کہ تو بیعت کردہ اورا بخشیدم و دیگر چنانکہ از حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ لفظے صادر شدہ بود بفقیر فرمودند۔ انتہی

فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کی محبت کا

نہایت غلبہ ہوا۔ اور کمال بیقراری ہوئی اور درگاہ حق سبحانہٗ میں زاری کی۔ کہ اتفاقاً اسی وقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے۔ اور آواز آئی یہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بھیجا۔ فرمایا کہ بارہا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرّہٗ کو دیکھتا ہوں کہ میرے سر پر چھتر شاہی رکھتے ہیں ؛

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے شیخ سے فرمایا کہ تم کو لاہور کا قطب کیا ہے۔ آپ کی وفات بتاریخ بستم محرم الحرام ۱۰۵۱ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی قبر لاہور میں ہے ؛

حالات حضرت شیخ بدیع الدین سہارنپوری قدس سرّہٗ

شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ جامع معقول ومنقول صاحب کشف وکرامات تھے۔ ابتداء میں آپ توضیح وتلویح حضرت سے پڑھا کرتے مگر نہ پابند نماز مفروضہ تھے اور بزرگوں کے معتقد بلکہ عشق مجازی میں گرفتار تھے۔ ایک روز حضرت نے ان سے کہا کہ نماز پڑھو۔ اور منہیات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ایسی زبانی نصیحت تو مجھ کو بہت سے آدمیوں نے کی ہے۔ جذب فرمائیے اور کچھ کرامت دکھایئے۔ کہ صلاحیت پر آجاؤں ورنہ خالی نصیحت سے کچھ کام نہیں چلتا۔ حضرت نے قدرے تامل فرما کر ارشاد فرمایا۔ اچھا کل آنا ؛

اُس روز اُن کے محبوب اُن کے مکان پر آ گئے۔ ان کی صحبت چھوڑنا اُن کے دل نے گوارا نہ کیا۔ کئی روز کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ وعدہ خلاف کیا۔ اچھا نہ کیا۔ خیر اب بھی وضو کے دوگانہ پڑھ کر آجاؤ۔ چنانچہ حضرت شیخ دوگانہ پڑھ کر حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو خلوت میں لے جاکر تعلیم ذکر قلبی فرمائی اور توجہ کی۔ فی الفور مست وبیخود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اور اسی طرح گھر پہنچایا۔

دوسرے روز جب ہوش آیا۔ تو قلب کو تمام تعلقات سے پاک پایا۔ اُس کے بعد سے حضرت کی صحبت بالالتزام اختیار کی۔ اور سالہا خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر کسب فیوض کیا۔ جب مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ حضرت نے خلافت سے مشرف فرماکر ان کے وطن کو روانہ کیا۔ اور وہاں مشغول افادہ طلاب ہوئے۔ اُس زمانہ میں آگرہ کے دارالخلافت تھا۔ مگر اس سلسلہ کے خلفاء سے خالی تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت نے ان کو وہاں جانے کا حکم دیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ بلا میری اجازت کے وہاں سے باہر نہ آنا۔ چنانچہ حضرت شیخ کو وہاں قبولیت عظیم ہوئی۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے وہاں کے عوام و خواص بہرہ یاب ہوئے کہ اسی اثنا میں ابلیس پر تلبیس نے بعض ایسے وسوسہ شیخ کے دل میں ڈالے۔ کہ حضرت کی اجازت کے بغیر بغرض اصلاح بعض امور وطن کو مراجعت کی۔ یہ امر حضرت کے خلاف گزرا۔ حضرت شیخ نے حضرت کی گرانی طبع معلوم کرکے عرض کی۔ کہ اگر ارشاد ہو۔ پھر واپس چلا جاؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ وقت وہی تھا۔ اب اختیار ہے چاہے جاؤ۔ یا نہ جاؤ۔ شیخ نہایت مضطرب ہوکر پھر آگرہ پہنچے۔ اور وہاں مثل اوّل افادہ خلائق میں مشغول ہوئے۔ اور لوگوں نے ہجوم کیا۔ چونکہ اس زمانہ میں وہ دارالحکومت تھا اور فوج وغیرہ بہت رہتی تھی۔ اکثر لشکری لوگ کہ ادب اور قواعد سے واقف نہ تھے، آتے شیخ ان کو بخشونت نصائح کرتے۔ اور گاہ گاہ اپنے حالات بلند اور مکشوف بیان کرتے۔ چنانچہ بعض وقائع و معاملات منکروں تک پہنچے۔ انجام یہ ہوا کہ اس سے ایک صورت فتنہ پیدا ہوگئی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آگرہ میں رہنا دشوار ہوگیا۔ بلکہ اس فتنہ کا اثر حضرت تک پہنچا۔ کہ بادشاہ وقت نے جس کو اس طائفہ صوفیہ سے کچھ مناسبت نہ تھی۔ حضرت کو بلا کر ایذا پہنچائی۔ اور محبوس کیا۔ اس قصہ کے بعد شیخ نے اپنے وطن میں سکونت اختیار کی۔ اور سرگرم اشاعت طریقہ ہوئے۔

حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا۔ اس میں یہ تحریر کیا :۔
کہ از حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشارتہائے تماص می باید و عنایتہا می نمایند۔ و نصائح می فرمائند۔ بہ روئے فرمودند انت سراج الھند و بازو یا دطاعت امر نمودند و نیز از عالم غیب بشارت قطبیت میرسد و اکثر اوقات حادثہ کہ بحکم الٰہی جل شانہٗ بوقوع آن تعلق گرفتہ است پیش از وقوع آں بآں اعلام می بخشند و از غیب بشارتہائے می باید کہ عرض کردن بحضور گرامی تعلق وارد ؛
آپ کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں۔ قبر سہارنپور میں موجود ہے ؛

حالات حضرت مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا بدر الدین سرہندی قدس سرہٗ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا جلیل میں سے تھے۔ حضرات القدس کے آخر میں مولانا نے اپنے حالات اس طرح لکھے ہیں :۔
کہ میری عمر پندرہ سال کی تھی۔ کہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت سے مشرف ہوا۔ جس وقت کہ آپ نے مجھ کو اسم ذات تعلیم فرمایا۔ اور خود متوجہ ہوئے۔ بندہ بھی متوجہ ہوا۔ اتفاقاً میں نے حبس نفس سے ذکر شروع کیا۔ آپ نے اپنے اشراق باطن سے معلوم کر کے فرمایا۔ کہ اسم ذات میں حبس نفس نہیں ہوتا۔ بلا حبس نفس کرو۔ بعد ازاں اس طرح میں نے ذکر شروع کر دیا۔ چنانچہ اسی مجلس میں ذکر جاری ہو گیا حضرت نے فرمایا۔ کہ چند سبق اور طلبہ کے ساتھ تکرار چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ ذکر ملکہ دل ہو جائے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے تمام حالات اور واردات لکھے ہیں جو حضرت کی خدمت میں حاصل ہوئے۔ اور حضرت نے اُن کے اعلیٰ اور اصیل ہونے کی تصدیق کی۔ حضرت اُن کے حال پر نہایت عنایت فرماتے۔

اور اپنے عیال میں شمار کرتے۔ مولانا نے لکھا ہے کہ حضرت نے ایک مرتبہ مدت تک قالین پشمین پر نماز پڑھی۔ اور چونکہ مذہب امام مالکؒ میں پشم پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ اور حضرت کا طریقہ حتی الامکان جمع مذاہب کا تھا۔ آپ نے سجدہ کی جگہ تھوڑا سا سوتی کپڑا سی دیا تھا۔ جب وہ کپڑا میلا ہو گیا۔ خادم نے اُس کو علیحدہ کر دیا۔ اور اُس کی جگہ اور لگا دیا۔ میں نے وہ کپڑا اُٹھا لیا۔ اور اپنی پگڑی میں رکھ لیا۔ کہ گھر چل کر کسی اچھی جگہ رکھ دونگا اتفاق سے نماز عشا پڑھ کر میں سو گیا۔ اور اُس کپڑے کا رکھنا بھول گیا۔ اور وہ میری پگڑی میں رہا۔ اس کپڑے کی برکت سے اُس رات بارہ ۱۲ مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھ کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

مولانا نے ایک کتاب حضرات القدس دو جلد میں پیران سلسلہ نقشبندیہ کے حالات میں درج کی ہے۔ پہلی جلد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تک اور دوسری میں اپنے پیر دستگیر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے صاحبزادگان عالی شان و خلفاء نامدار کے حالات بکمال وضاحت وصحت درج کیے ہیں ٭ راقم الحروف نے بھی اس کتاب حضرات القدس سے بہت سے حالات درج کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جزا خیر دے کہ ہم پس ماندوں کے واسطے ایک ذخیرہ چھوڑ گئے واضح ہو کر اس جگہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے چند خلفا کا تبرکاً ذکر کیا ہے۔ ورنہ آپ کے خلفاء مثل شیخ نور و شیخ حمید بنگالی و شیخ محمد صدیق و شیخ طاہر بدخشی و شیخ عبد الہادی بدایونی و مولانا خواجہ محمد صادق و شیخ خضر و مولانا شیخ احمد برکی و مولانا حسن برکی و مولانا شیخ محمد یوسف و مولانا کریم الدین و مولانا شیخ عبد الحی و شیخ مزمل و مولانا یار محمد قدیم و یار محمد جدید و مولانا امان اللہ وغیرہم

بکثرت و خارج از شمار تھے۔ اور سب عالم فاضل صاحب کشف و کرامات و صاحب استقامت و ارشاد تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم ۔

حالات حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بہ عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح شیخ احمد سرہندی رح کے خلفاء و فرزند ثالث تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت، ۱۰۰۷ھ ہجری میں بمقام بستی متصل سرہند ہوئی۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم کی ولادت مجھ پر نہایت مبارک ہوئی کہ ان کی پیدائش کے تھوڑی ہی مدت کے بعد میں حضرت خواجہ رح کی خدمت میں مشرف ہوا۔ جب حضرت سن تعلیم کو پہنچے۔ آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا۔ وہاں مدت قلیل میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر کے دیگر علوم کے حاصل کرنے پر توجہ فرمائی۔ بچپن ہی سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اُن پر نگاہ تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ بابا جلد تحصیل علم سے فارغ ہو کہ مجھ کو تم سے بڑے بڑے کام ہیں۔ فرماتے کہ چونکہ علم مبدء حال ہے۔ اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت نے ان کو جمیع کتب معقول و منقول بکوشش تمام پڑھائیں۔ اکثر علوم انہوں نے اپنے والد بزرگوار اور کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہما اور شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہ سے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اعظم سے تھے پڑھے۔
حضرت مجدد رح ان کی علو استعداد باطنی کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

کہ از فرزندی محمد معصوم چہ نویسد کہ وے بالذات قابل این دولت است یعنی ولایت خاصہ محمدیہ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ۔ انتہیٰ ۔

اور فرمایا کہ یہ اس کی علو استعداد کی وجہ تھی کہ تین سال کی عمر میں بیجا معیت

استعداد و حقیقت تجلّیٔ ذاتی حرف توحید زبان پر لایا۔ کہ میں زمین ہوں۔ اور میں آسمان ہوں۔ اور دیوار حق ہے اور اشجار حق ہے۔ حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ محمدؐ معصوم۔ محبوب خدا ہے اور اسی وجہ سے ان کو نہایت تعظیم و وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحؒ ایام طفولیت میں حضرت کے ہمراہ دہلی گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کے قریب اپنے والد کے پلنگ پر جا کر سو رہے۔ کہ اسی اثنا میں حضرت بھی تشریف لائے۔ خادم نے چاہا کہ صاحبزادہ صاحب کو بیدار کرے مگر حضرت نے روک دیا۔ اور خود باہر آ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا دوست آرام کرتا ہے۔ خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں اُس کو تکلیف پہنچے اور ملال ہو۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحؒ خود بیدار ہوئے۔ گیارھویں سال آپ نے اپنے والد حضرت مجدّد سے اخذ طریقہ فرمایا۔ اور

خواب

چودھویں سال حضرت سے بیان کیا۔ کہ میں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک نور میرے بدن سے نکلتا ہے کہ تمام عالم اُس سے منوّر ہے۔ اور ہر ذرّہ ذرّہ میں ساری ہے۔ اگر مثل آفتاب غروب ہو جائے تو تمام جہان میں اندھیرا ہو جائے حضرت نے یہ خواب سُن کر فرمایا۔ کہ تو قطب وقت ہوگا۔ اور اس اشارت کو یاد رکھنا۔ الحق کہ وجود حضرت خواجہ محمد معصوم ایسا ہی ہُوا۔ کہ جہاں اُن کے انوار و برکات سے معمور ہو گیا۔ سولہ ۱۶ سال کی عمر میں آپ جمیع علوم معقول و منقول سے فارغ ہو کر ہمہ تن متوجہ باطن ہُوئے۔ اور بعنایت الٰہی اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار و خصوصیات سے بہرہ وافر حاصل کیا۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی رحؒ نے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ میں نے ایک روز خود حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی سُنا ہے۔ فرماتے تھے کہ محمد معصوم رحؒ کا حال میری نسبت روز بروز حاصل کرنے میں صاحب شرح وقایہ کا سا ہے۔ کہ جس قدر اُس کا دادا تصنیف کرتا تھا اسی قدر وہ حفظ کر لیتا تھا۔ جس

روز اس کی تصنیف ختم ہوئی۔ اُسی روز اس کا حفظ کرنا ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت نے اسی مضمون کو اپنی نظم میں بکمال لطافت و نزاکت ادا کیا ہے۔

نظم

مجدد بتو ضعیف او لب کشادہ	بفرمود کائے پور عرفان نژاد
ز عرفاں نوشتم ورق در ورق	ہمہ خواندی از من سبق در سبق
تو یک نقطہ زیں لوح نگذاشتی	ہر آنچہ نہادم تو برداشتی
تو آخر چوں من قطب دوراں شوی	ز من ایں بشارت بہ یاد آوری

غرضیکہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرّہٗ کو اپنے والد ماجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ کمالات و خصائص میں نصیب کامل ملا تھا۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا۔ کہ محمد معصوم تجھ کو اصالت سے بہرہ ور ہے اور تیری تخمیر طینت میں بھی بقیہ طینت جناب حبیب رب العالمین مندرج ہے۔ اور محبوبیت ذاتیہ جو تجھ میں پائی جاتی ہے۔ اسی کے آثار سے ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی طرف اپنے مکتوب ایک سو بانوے (۱۹۲) جلد اوّل میں اشارہ فرمایا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

بسم اللہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہا می فرمودند کہ بقیہ از خلقت سرور دین و دنیا علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و البرکات العلیٰ ماندہ بود و آنرا اوشاں گویاں بیک فرد از دولتمنداں امت او عطا فرمودہ اند و تخمیر طینت او از اں نمودہ و از یں راہ آں فرد را از اصالت بہرہ ور ساختند از اں بقیہ بعد تخمیر طینت آں فرد نیز بقیہ قلیلے ماندہ بود اگر بقیہ نصیب یکے از منتسباں آں فرد آمدہ است و تخمیر طینت او از اں فرمودند و باندازہ اں حظے از اصالت نیز یافتہ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ المَغفِرَۃ۔ انتہیٰ۔

تخمیر طینت

اس مکتوب میں یکے از منتسباں آں فرد سے خود اپنی طرف اشارہ ہے ۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ کو الہام ہوا کہ بارہ روز کے بعد دوپہر کو تیرہ انتقال ہوگا۔ دوسرے روز ہوا کہ گیارہ روز کے بعد دوپہر کو ہوگا۔ اور تیسرے روز الہام ہوا کہ دس روز کے بعد ہوگا۔ غرضیکہ ہر روز ایک ایک دن گھٹتا جاتا تھا۔ جب ایک دن باقی رہ گیا۔ تب آپ نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا۔ اور خاتمہ بالخیر کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ تم کچھ فکر مت کرو۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ اس وقت تمہارا نزول کامل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ بارہویں روز دوپہر کو آپ کا نزول کامل ہوا ۔

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ محمد معصوم رحمۃ منصب قیومیت تجھ کو عطا ہوا۔ اور اشیاء تیری قیومیت پر زیادہ راضی ہیں۔ چنانچہ اس کا تذکرہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات میں بحوالہ مکتوب ایک سو گیارہ جلد ثالث مکتوب مجددیہ میں آچکا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے اس معاملے کو ایک اپنے مخلص کو مکتوب چھیاسی ۸۶ جلد اول میں اس طرح لکھا ہے :-

دراں ہنگام کہ حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس درویشے را از مخلصاں خود بخلعت قیومیت نواختند و بایں امر خطیر سرفراز ساختند آں درویش را در خلوت داشتہ فرمودند کہ بعلاقہ ارتباط من بایں مجمع گاہ ہمیں معاملہ قیومیت بودہ کہ اکنوں بتو عطا نمودہ شد و مکونات بشوق تمام بتو روآوردہ بذا الحال بسبب ماندن خود دریں جہان فانی نمی یابم انتہیٰ ۔

مکتوب چھیاسی ۸۶ جلد اول میں قیوم کی تعریف اس طرح لکھی ہے :-

"کہ قیوم دریں عالم خلیفہ حق است جل و علا ۔"

نقل ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس نے فرمایا کہ محمد معصوم رحمۃ زمرہ سابقین سے ہے۔ کہ جس کی شان میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے

قیومیت

ثلثۃ من الاولین وقلیل من الآخرین فرمایا ہے۔ نیز مجھ کو اسرار متشابہات قرآنی ومقطعات فرقانی سے نصیب ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب دوسو سنتیس ۲۳۷ جلد اوّل میں تحریر فرمایا ہے:۔

حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روزے فرمودند کہ در زمرہ سابقین کہ حضرت حق سبحانہ، در شان ایشان ثلثۃ من اولین وقلیل من آلاخرین فرمودہ است نظرے کردم خود را داخل آن جرگہ دیدم یکے را از متوسلان خود نیز آنجا باخود یافتم ومثل آں در اسرار متشابہات نیز نوشتہ اند کہ متشابہات کنایت از معاملات است روا بود کہ شخصے را معاملہ حاصل بود وعلم باں معاملہ نباشد۔ ایں معنی را دریک فروے۔ ملتہ بان خود مشاہدہ نمودہ است بدیگراں تاچہ رسد۔

خوش گفت سعادتہا است اندر پردۂ غیب   کن تا کہ ادریہ ندر حبیب۔

غرضیکہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ الولد سر لابیہ کے صحیح صحیح مصداق تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آخر عمر میں عزلت اختیار فرمائی تھی۔ کاربار ارشاد وبیعت طالبان وامام مسجد انہیں کے سپرد کردی تھی۔ چنانچہ بعد انتقال اپنے والد کے زینت بخش مسند ارشاد ہوئے۔ لکھا ہے کہ قریب نو لاکھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پہ توبہ کی۔ سات ہزار خلیفہ صاحب ارشاد ہوئے۔ ایک ہفتہ میں آپ کی صحبت میں طالب کو فنا و بقا حاصل ہو جاتی تھی۔ ایک مہینہ میں کمالات ولایت سے مشرف ہو جاتا تھا۔ کشف مقامات الٰہیہ نہایت صحیح تھا۔ اپنے مریدوں کو جائے دُور دراز سے فرمایا دیا کرتے تھے کہ تیری ولایت محمدی ہے۔ یا موسوی یا عیسوی۔ شاہ اورنگ زیب بھی ان حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور بلا لحاظ پس و پیش جہاں جگہ مل جاتی تھی بیٹھ جاتا تھا۔ حضرت کا رُعب اس قدر غالب تھا کہ بادشاہ زبانی گفتگو نہ کر سکتا تھا۔ جو عرض معروض کرنی ہوتی تھی۔ تحریری پیش کرتا تھا۔ حضرت حرمین شریفین میں بھی حاضر ہوئے۔ اور وہاں با نواع

انعامات حضرت حق سبحانہ تعالیٰ و جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستسعد ہوئے۔ وہاں کے بعض معاملات آپ کے فرزند ثانی حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ اس میں جستہ جستہ میں بھی لکھتا ہوں۔

حرمین شریفین میں آمد اور وہاں کے معاملات

نقل ہے کہ جب حضرت بحری سفر طے کر کے خشکی میں روانہ ہوئے۔ فرمایا کہ تمام دشت نشیب و فراز یہاں کے انوار نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والتسلیمات سے پر پاتا ہوں۔ اور تمام اشیاء اس نور میں غرق ہیں۔ ایک روز فرمایا۔ کہ ان دنوں سفر خشکی میں بہ نسبت سواری جہاز کے انوار کعبہ حسنا بیش از بیش ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آج معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے منتقل ہو کر میری طرف بہ بشاشت تمام متبسم کناں آیا۔ فرمایا گیارہویں ذی الحجہ کو جب طواف سے فارغ ہوا۔ اگرچہ جمرات ابھی میرے ذمہ باقی تھی۔ مگر معلوم ہوا کہ صرف اداء ارکان پر بلا عذر اجر و قبولیت حج معجل کر کے مجھ کو عنایت فرمایا۔ ایام کعبہ میں حضرت اکثر طواف میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور اس وقت اس عبادت کو سب میں افضل جانتے تھے۔ فرمایا کہ امور عجیبہ و غریبہ مشاہدہ ہوتے ہیں۔ غالب اوقات معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ حسنہ مجھ سے معانقہ کرتے ہیں۔ اور باشتیاق تمام تقبیل و استلام واقع ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ان دنوں ایک روز مجھ سے اس قدر انوار و برکات ناشی ہوئے کہ اس سے تمام دشت و اشیاء مملو ہو گئے اور اس کے مقابلہ میں تمام دیگر انوار نابود معلوم ہونے لگے۔ چنانچہ اس حقیقت کے دریافت کے واسطے میں متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ مجھ کو اپنے سے انخلاع اور کعبہ حسنہ سے تحقیق ہو گیا ہے۔

معانقۂ کعبہ حسنہ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عنایت

ایک روز حضرت اہل معلیٰ کی زیارت کو گئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر توقف کر کے فرمایا۔ بحر انوار موجزن ہے۔ اور کمالات صحبت خیر البشر تاباں اور درخشاں ہیں۔ بعد ازاں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے۔ اور وہاں مراقبہ

طویلہ کیا۔ فرمایا جس قدر عنایات حضرت کلاں تر امہات المومنین نے فرمائیں۔ کسی نے نہیں کیں۔ حتیٰ کہ اکثر اوقات احتجاب سے باہر آکر بکمال نوازش فرمانے لگیں۔ کہ فلاں شخص کو یہ انعام دو اور یہ نعمت بخشو فرمایا آپ کی نسبت کمال علو و رفعت میں ہے گویا کہ کمالات نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام میں محفوف ہیں۔ فرمایا کہ جب میں فاتحہ سے فارغ ہوا۔ سراپردہ میں تشریف لے گئیں۔ کہ وہی فاتحہ وداع تھا۔

بعد ازاں حضرت فضیل عیاض و سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے۔ حضرت فضیل رح کی نہایت تعریف کی۔ اور فرمایا کہ اُمت مرحومہ میں جو چند مشائخ کبار مستثنیٰ ہیں اور علیحدہ شان رکھتے ہیں۔ انہیں میں سے فضیل عیاض رح بھی ہیں۔ ایام اقامت مکہ معظمہ میں حضرت کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید رح علیل ہو گئے۔ حضرت نے اُن کی صحت کے واسطے دُعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے صحت عطا فرمائی۔ فرمایا کہ جس وقت حضرت نے ان کی صحت کے واسطے دعا کو ہاتھ اُٹھائے میری تبعیت میں اقسام مخلوقات نے بلکہ جمیع خلائق اسماء صفات اللہ جل شانہ نے میری مشارکت کی۔ فرمایا کہ ایک روز میں طواف کرتا تھا۔ کہ اسی اثنا میں کعبہ حسنہ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اور بشوق عجیب و غریب بغلگیر ہوا۔ فرمایا کہ ایک رات میں رکن یمانی کے نزدیک حاضر ہو کر نماز وتر پڑھتا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہاں فرشتوں کا ایک مجمع کثیر ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتہ رکن یمانی کے نزدیک حاضر رہتے ہیں، وہ میرے گرد آکر جمع ہو گئے۔ ان کے ہاتھ میں قلم دوات ہے۔ اور میری حقیقت معاملہ کچھ لکھنے لگے۔ فرمایا کہ ایک روز بعض کمالات حاصل کرنے کے واسطے کمال تضرع و التجا سے دُعا مانگی۔ اور بعد دُعا کہا مَا یَعْبُدُ اِلَّا اَرَادَاتُ۔ بمجرد اس کے انشراح و بسط عظیم سینہ میں ہوا۔ بعد نماز صبح حلقہ میں دیکھا کہ ایک خلعت

عالی مجھ کو عنایت ہوا۔ متوجہ ہوا کہ آیا یہ کس قسم کا خلعت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے۔ فرمایا ایک اور مصلّے مالکی پر حلقہ و مراقبہ کیا۔ ایک خلعت بکمال علو شان اپنے اوپر دیکھا۔ اور اپنے تئیں ارشاد سے مناسبت پائی کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہے۔ مگر بوجہ قرب قیامت وقت اس کے ظہور کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں محسوس ہوا کہ مجھ کو دوات اور قلم عنایت کیا۔ جس طرح کہ منصب وزارت دیا کرتے ہیں ؂

فرمایا کہ طائف سے واپس ہو کر ایک روز مصلائے مالکی پر حلقۂ ذکر مع یاراں مشغول تھا کہ اسی اثناء میں غیبت ہو گئی۔ معلوم ہوا گویا کوئی شخص پروردگار کی عنایات عظیمہ کی مجھ کو خبر دیتا ہے۔ اُسی وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ ایک خلعت جلیل القدر کہ کثرت شعشان انوار سے اس کی صورت متمثل نہیں ہوتی تھی بلکہ ایک نور صرف تھا۔ مجھ کو پہنایا۔ اس کے بعد میں حلقہ سے اُٹھ کر خارج از مسجد آیا۔ اور آکر لیٹ رہا۔ وہاں پھر وہ خلعت اپنے اوپر پایا کہ اتنے میں کسی نے آواز دی۔ کہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ ایسا ہے بامناسب اس کے لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے۔ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔ فرمایا کہ جب حرم محترم سے رخصت ہونے کے دن قریب رہ گئے۔ الطاف عظیمہ و انعام فخیمہ مرحمت ہوئے۔ اور معلوم ہوا کہ خلعت عالی سبز رنگ مکلل بجواہر عنایت ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ خلعت وداع ہے۔ اس وقت فرزندوں کے واسطے جو کہ رفیق سفر تھے متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ عنایت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؂

اس کے بعد حضرت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ راہ میں جو آثار نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ و مزارات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پڑتے سب کی زیارت کرتے۔ جس وقت وادی بدر سے صفراء میں پہنچے راستہ سے علیحدہ ہو کر حضرت عبید الحارث کی زیارت کو شہداء بدر سے

ہیں گئے۔ تھوڑی دیر تک اُن کی قبر پر مع یاراں متوجہ رہ کر قافلہ سے آملے۔
فرمایا کہ جس وقت حضرت عبید المحارث کی قبر پر متوجہ ہوا۔ ان کو نہ پایا۔ تھوڑی دیر میں بکمال ابہت ظاہر ہوئے۔ اور میری طرف آکر بکمال بشاشت ملاقات کی اور ایک ساعت ٹھہر کر جلدی سے واپس چلے گئے۔ جیسے کہ کوئی ضروری کام میں مشغول ہوتا ہے۔ اور مہمان کی خاطر سے آکر فی الفور لوٹ جاتا ہے جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے رات کو بوجہ کثرت شوق و شدت ظہور شعشان انوار نیند نہ آئی۔ صبح کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ روضہ منورہ پر حاضر ہو کر آداب زیارت بجا لائے۔ روضہ مطہرہ شریفہ سے کمال الطاف و عنایات و دریافت احوال ظاہر ہوا۔ تین چار روز بعد اہل مدینہ نے داخل طریقہ ہونے کی درخواست کی۔ حضرت نے بباعث کمال ادب اس معاملہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دریافت کیا۔ اور مواجہ کریمہ پر کھڑے ہو کر مراقبہ کیا۔ چنانچہ کمال رضا اس امر جلیل القدر میں معلوم ہوئے اور خلعت ارشاد جناب مقدس مطہر علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوٰۃ والسلام عنایت ہوا۔ اور انوار عنایات حضرات شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما ظاہر ہوئے۔

ایک روز مزارات بقیع کی زیارت کو گئے۔ الطاف و عنایات حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ و مہربانی اہل بیت خصوصاً حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زیادہ از حد و حد ظاہر ہوئی۔ فرمایا کہ اگرچہ حضرت صدیقہؓ کا مزار بقیع میں ہے۔ مگر حجرہ شریفہ اُن کا گھر ہے۔ اکثر اوقات ام المومنین کو حجرہ شریفہ میں حضرت نبویؐ کے پاس پاتا ہوں۔ اور مسجد شریف کو اُن کے انوار سے معمور دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ جس قدر عنایات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اپنے بارے میں دیکھتا ہوں۔ وہ بیان نہیں ہو سکتے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک کام کے واسطے میں نے حضرات شیخین رضؓ کو حضور

انور میں تشفیع کیا۔ لیکن اس کا اثر کسی حکمت سے ظاہر نہ ہوا۔ آخرکار حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وسیلہ کیا۔ آپ نے اپنے تئیں جلدی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچایا۔ اور ان کی گود میں لیٹ کر لوازم محبت و آثار موانست بجالا کر میرے معاملے کو پیش کیا۔ چنانچہ وہ مقصود فی الفور حاصل ہو گیا ؁

فرمایا کہ کمالات حضرت فاطمہ زہرا علیٰ ابیہا و علیہا السلام شب مولد آنحضرت ظاہر ہوئی۔ اور اجتماع عظیم و سرور فخیم اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حجرہ شریفہ میں معلوم ہوا۔ حضرت کو دو روز کی مسجد نبوی میں اعتکاف کی اجازت ہوئی۔ رات کے وقت جب سب کو وہاں سے حسب معمول علیحدہ کر دیا۔ حضرت مواجہ شریف میں جا کر مراقب ہوئے۔ فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ خاص سے باہر تشریف لائے اور میرے اوپر نزول فرمایا۔ اور اسی طرح تہجد کے وقت محسوس ہوا۔ کہ حضرت مقصورہ سے باہر تشریف لائے۔ اور بکمال عنایت مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اس وقت مجھ کو الحاق خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سے حاصل ہوا ؁

فرمایا۔ کہ ایک روز اہل بقیع کی زیارت کو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کمال علو و لطائف ظاہر ہوئی۔ اور اپنے حال پر الطاف و عنایت معلوم ہوئی۔ اور ایسے ہی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ محسوس ہوا۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کو گیا۔ حضرت کی نسبت علیہ کی ایک تلاطم امواج معلوم ہوئی۔ اور اپنے بارے میں کرم و تلطف بے شمار سمجھ میں آیا۔ اور یہ بھی محسوس ہوا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھ کو اپنی جانب کھینچتے ہیں کہ تو ہمارا ہے اور ہمارا ہی مہمان ہے ؁

فرمایا کہ اس سے قبل اپنا معاملہ حضرت صدیقہ کی جانب بوجہ ان کی کثرت

عنایت کے زیادہ مائل پاتا تھا۔ جب مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بحر نسبت میں مستغرق ہوگیا۔ کہ اتنے میں حضرت صدیقہ رضؓ کی نسبت نے شرف ظہور فرمایا۔ اور باوجودیکہ نہایت متعقدمہ میں تحقیق و استہلاک تھا۔ نسبت صدیقہ رضؓ میں بھی استغراق ظاہر ہوا۔ اس کے بعد اس جگہ دونوں بزرگوں نے بنفس نفیس خود ظہور فرمایا۔ اور مجھ کو اپنی طرف کھینچتے تھیں۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا داہنے شانے کی طرف ظاہر ہوئیں۔ اور صدیقہ رضؓ بائیں جانب اور اسی معاملہ کو مغرب سے عشا کا وقت ہوگیا۔ بعد ازاں ایسا معلوم ہوا کہ مسجد شریف میں نسبت زہرا بتولؓ غالب آئی۔ اُن کی نسبت مائل بسفیدی معلوم ہوئی۔ اور حضرت صدیقہ حبیبہ کی نسبت مائل بسرخی تھی۔ اس کے بعد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مواجہ شریف میں حاضر ہوا وہاں بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ کہ دونوں مجھ کو اپنی جانب کھینچتی تھیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حضرت صدیقہ رضؓ کی نسبت نے قوت استیلا پیدا کیا۔ گویا کہ دونوں نسبت مساوی ہوگئیں۔ بعد عشاء آپ نے فرمایا۔ کہ تا حال وہی کیفیت ہے۔ اور میں ایک فرح و سرور کے عالم میں ہوں۔ کہ اُس سے زیادہ متصور نہیں ہے۔ کہ اس قسم کے دو عالی شان بادشاہ اس ضعیف کے حال پر مہربان ہیں ؂

فرمایا محسوس ہوتا ہے کہ وجود شریف حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم مرکز جمیع عالمیان ہے۔ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات کیا جن و انس حور و ملائک و سائر جنود الٰہی آپ کے محتاج ہیں اور آپ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ہر چند کہ وہاب مطلق اللہ جل شانہٗ ہے۔ لیکن تمام افاضات آپ کے توسل شریف سے ہوتا ہے۔ اور مہمات ملک و ملکوت آپ کے اہتمام و انصرام سے سرانجام پاتے ہیں۔ شب وروز

کافہ مخلوقات پر روضۂ مطہرہ علیٰ ساکنہا الصلوٰۃ والسلام التحیۃ سے علی السبیل الاتصال انعام فائض ہوتا رہتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین ہیں۔

فرمایا کہ باایں ہمہ عموم رحمت استغنا و عظمت بھی کہ لازمہ مقام محبوبیت سے ہے۔ بوجہ اتم و اکمل پائی جاتی ہے۔ اور اسی سبب سے آپ کے حضور میں عرض احتیاج کے واسطے توسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بلا توسل مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ایک روز فرمایا کہ کل سے ظہور اسرار و تلاطم امواج انوار معلوم ہوتا تھا۔ اور آج ایک ایسا معاملہ اضافہ کیا کہ اشارۃً بھی ظاہر نہیں کر سکتا۔ اور اگر ظاہر ہو قطع البلعوم و ذبح الحلقوم کا سزاوار ہوں۔ مگر بعض مقامات بر مز کہتا ہوں۔ اور وہ معاملہ کمون و بروز ہے۔ جب شیخ کامل یہ چاہتا ہے کہ اپنے جمیع کمالات کا کسی مرید صادق میں اضافہ کرے تو اپنے سے غائب ہو کر نفس مرید ظاہر ہوتا ہے۔ اور اُس وقت وہ مرید تمام تشبہ مرشد کے رنگ میں ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جملہ حقائق و لطائف سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح اس معاملہ کو اپنی نسبت حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت کیا کرتے تھے۔ اب اس قسم کا معاملہ عظیمہ فقیر بھی اپنی نسبت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاتا ہے۔ اس سبب سے بعض معاملات ایسے درمیان آتے ہیں کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت اور اس وجہ سے رات جو اشعار نعت قصائد مدحیہ حسب رسم قدیم پڑھنے لگے۔ سب اپنی طرف سے منسوب پاتا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت کے صاحبزادہ ثانیہ نے عرض کیا۔ کہ کمون و بروز بھی فنا و بقا متعارفہ قوم ہے۔ یا کوئی علیحدہ معاملہ ہے۔ فرمایا کہ نہیں یہ غیر فنا و بقا ہے اور اُس سے بدرجہا ممتاز ہے۔

ایک روز حضرت بقیع میں گئے۔ بعد واپسی فرمایا کہ جس قبر پر جاتا تھا

جس طرح کہ صاحب قبر لعنایت پیش آتا تھا۔ اُسی طرح دُوسرے اہل قبور کہ جن کی قبر پہ جانے کا ارادہ ہوتا تھا۔ منتظر رہتے تھے۔ اور میری ملاقات کو اس طرح جمع ہوتے تھے جیسے کسی نہایت عزیز مہمان کے واسطے ہوتے تھے۔ فرمایا کہ ستلہ ما حضرت ابراہیم علیٰ ابیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پر پہنچا۔ میری طرف آکر مجھ سے ملحق ہو گئے۔ کبھی میری گود میں لیٹتے تھے اور کبھی گلے سے لگتے تھے بالکل نور ہی نور ہے۔ اور کیوں نہ ہوتے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جگر گوشہ کے حق میں فرمایا کہ لو عاش لکان نبیاً۔ فرمایا کہ اُن کی نسبت سے اس قسم کا التذاذ ہوا کہ فراموش نہیں ہوگا ؂

فرمایا کہ بقعات مبارکہ اور مزارات متبرکہ میں میری نسبت نے ظہور عجیب و انجلائے غریب پیدا کیا۔ اور میں نے اپنا قرب و منزلت بجناب اقدس او تعالیٰ مشاہدہ کیا۔ محسوس ہوا کہ تمام عالم اس نسبت کے انوار سے مملو ہو گیا ہے اور مکونات عالم صف باندھے ہوئے میرے گرد ہیں۔ اور میں اُن میں امام معلوم ہوتا ہوں۔ اور جو فیوض و برکات گوناگوں کافہ خلائق کو پہنچتا ہے اس درویش کے توسط سے پہنچتا ہے۔ اور تمام مخلوقات کیا اولیاء اور کیا غیر اولیاء اس فقیر سے حصول برکات و ترقیات کے منتظر ہیں۔ اور اکثر اوقات دوات قلم اپنے پاس تصحیح مہمات مالک کے واسطے حاضر پاتا ہوں۔ جیسے کہ وزیر اعظم کو بارگاہ سلطانی میں نسبت و قدرت ہوتی ہے۔ وہی حالت مجھ کو اپنے میں سمجھ آتی ہے۔ اس کے سوا اور اسرار غریبہ اس جلیل القدر خدمت کے سوا ظاہر ہوتے تھے ؂

فرمایا۔ جس قدر میری نسبت کا ظہور ہوتا تھا۔ مجھ کو تعجب ہوتا تھا۔ کہ حضور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین میں دوسری کی نسبت کے ظہور کا کیا موقع ہے۔ مگر پھر خیال آیا کہ یہ بھی انہی کی عنایات و برکات کا اثر ہے۔ اور

انہیں کا طفیل ہے۔ فرمایا۔ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنابِ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس قدر الحاق و فنا ہے کہ عوام زائرین کو ان کے ظہورِ عنایات میں بحضورِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم امتیاز کرنا دشوار ہے۔ بلکہ نہایت غور سے ان کی عنایات و برکات سمجھ میں آتے ہیں۔ چنانچہ بکمالِ کرم خلعت خاصہ خواص احقر کو عطا فرمائے۔ اور چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کسی قدر فاصلہ سے مدفون ہیں۔ ان کے انوار و برکات میں خوب تمیز ہوتا ہے۔ اور جب کبھی وہاں جاتا ہوں عجیب معاملات و اسرار درمیان میں آتے ہیں۔

فرمایا کہ بقیع میں یوں تو سب عنایت پیش آتے ہیں مگر امیر المومنین سیدنا عثمان اور حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدنا ابراہیم و عبدالرحمٰن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و امام اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اور وں سے زیادہ مہربان ہیں۔ ایک روز حضرت نے مواجہ کریمہ میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام محرابِ عثمان کے پاس حلقہ ذکر مع اصحاب کیا۔ فرمایا معلوم ہوا کہ گویا حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ روضہ منورہ سے حلقہ کی طرف متوجہ ہیں۔ اسی اثنا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چند خواص جن کو قرب خاص ہے۔ باہر آئے۔ ان میں ایک فرزندی محمد عبید اللہ بلباس عالی تھا۔

فرمایا نساء اہل بیت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ و عائشہ صدیقہ و حضرت زہرا بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی شان علیحدہ ہے۔ اور یہ تینوں بزرگ علو شان میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ فرمایا کہ جب میں مدینہ سکینہ سے روانہ ہونے لگا۔ مسجد شریف میں رخصت کے واسطے حاضر ہوا۔ بباعث حزن و الم جدائی بے اختیار گریہ بکثرت شروع ہو گیا۔ اسی غم و اندوہ میں حضرت رسالت خاتمیت بکمال ابہت و عظمت روضہ مطہرہ سے ظاہر ہوئی۔ اور نہایت کرم سے ایک

خلعت تاج سلاطین بکمال علو و رفعت کہ ہرگز ایسا نہیں دیکھا تھا۔ احقر کو پہنایا۔ اور محسوس ہوا کہ اس تاج پر ایک شہ پر کا طرہ لگا ہے۔ اور اس پر ایک لعل جڑا ہوا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوا۔ کہ یہ خلعت خاص جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے اترا ہے۔ اور خلعتوں کی طرح نہیں ہے۔ فرمایا کہ خلعت عطا کرنے سے نظر کشفی میں نسبت خاصہ مرحمت فرمانا مراد ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اُسوقت میں متردد ہوا کہ آیا وطن جاؤں یا اس جگہ مقیم رہوں۔ اور ملتجی اور متضرع ہوا۔ کہ اس معاملہ میں آنحضرت صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی مرضی مبارک کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی کمال مرضی واپس ہو جانے کی ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص (راقم۔ اس جگہ ایک شخص سے مراد دارہ شکوہ ہے کہ اس کو اس خاندان سے نہایت کینہ تھا اور حضرت کی روانگی کے بعد اپنے علالت میں بادشاہ ہو گیا تھا)۔ کی نسبت خیال کیا کہ وہ دشمن شریعت غرا اور اس خاندان کا ہے۔ اور اس معاملہ میں جناب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میں ملتجی ہوئے۔ محسوس ہوا کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام دست مبارک میں شمشیر برہنہ لے کر ظاہر ہوئے۔ گویا کہ اس کے قتل کا اشارہ فرماتے ہیں۔ سو وقوع کما اشاد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلّم ؂

مدینہ شریفہ سے جب مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت کو درد مفاصل عارض ہو گیا۔ شدت مرض میں فرمایا کہ حضرات عالیات زہرا بتول رضؓ و صدیقہ حبیبہ رضؓ و حضرت ابراہیم ابن النبی صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم گویا کہ میری عیادت کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا کہ یہ حضرات بجمال عنایات پیش آئے ہیں۔ حضرت کے تصرفات زائد از حد ہیں۔ مگر اس جگہ بمقتضائے لا یدرک کلہ لا یترک کلہ چند بطور اختصار زیر قلم آتے ہیں ؂

نقل ہے کہ ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا۔ اور لوگوں کو اس شعبدہ سے فریفتہ کرتا۔ حضرت کو یہ سن کر غیرت آئی۔ اور بہت سی آگ جلوا کر یا نار کونی بردًا و سلامًا علیٰ ابراہیم پڑھ کر دم کیا۔ اور ایک شخص کو فرمایا کہ اس میں بیٹھ

کر ذکر کر۔ چنانچہ وہ بیٹھ کر مشغول ذکر ہوا۔ اور آگ اس پر گلزار ہو گئی ؞

نقل ہے کہ ایک شخص نے کابل میں خواب دیکھا۔ گویا حضرت نے مجھ کو تبرک عطا فرمایا ہے۔ بیدار ہوا تو تبرک موجود تھا ؞

نقل ہے کہ چند اشخاص حضرت کے پاس دُور دراز سے حاضر ہوئے حضرت نے ہر ایک کو ملبوس خاص عطا فرمایا۔ لیکن ایک شخص محروم رہا۔ جب وہ اپنے مکان پر مع رفیقاں پہنچا۔ اُس کو اپنی محرومی کا نہایت افسوس ہوا۔ اور اسی حسرت میں تھا۔ کہ ناگاہ شور و غل حضرت کی تشریف آوری کا بلند ہوا۔ اور آدمی استقبال کے واسطے چلے۔ وہ شخص بھی بخوشی تمام روانہ ہوا۔ جب بیرون شہر پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہیں۔ اُس کو دیکھ کر فرمانے لگے تو کیوں آزردہ ہوتا ہے۔ یہ تبرک لے۔ اور کلاہ شریف ہاتھ میں دے دی۔ بمجرد کلاہ دینے کے حضرت نگاہ سے غائب ہو گئے۔ اور کلاہ شریف اُس کے ہاتھ میں رہ گئی۔ ایک روز حضرت وضو فرماتے تھے کہ ناگاہ خادم سے لوٹا لے کر دیوار پر مارا۔ چنانچہ وہ لوٹا ٹوٹ گیا۔ اور لوٹے سے وضو کیا۔ حاضرین نے اس امر کو ذہن نشین رکھا۔ مدت کے بعد ایک سوداگر آیا۔ اُس نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میں بنگالہ کی طرف ایک صحرا میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیر میری طرف غراتا چلا آتا ہے۔ دیکھ کر نہایت خوف ہوا۔ ناگاہ حضرت کو دیکھا کہ لوٹا لئے آتے ہیں۔ اور اُس شیر کی طرف پھینک کر زور سے مارا کہ اُس خوف سے شیر فرار ہو گیا۔ اور میں محفوظ رہا ؞

نقل ہے کہ جب حضرت حج کو جاتے تھے۔ راہ میں شہزادہ اورنگ زیب قدمبوس ہوا۔ اور بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ روپیہ نذرانہ حاضر کیا۔ اور نہایت اخلاص سے پیش آیا۔ حضرت نے اُس کو بشارت دی۔ اُس نے عرض کی۔ کہ آپ مجھ کو یہ لکھ بھی دیں۔ چنانچہ حضرت نے اُس کو لکھ دیا فوقع کما قال۔ گوہر آرائے اس کی ہمشیرہ کہا کرتی تھی کہ میرے بھائی اورنگ زیب نے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ روپیہ کو سلطنت خریدی ہے ؞

نقل ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور عرض کی

کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے۔ ہمارے ہاتھوں سے بالکل جاتا رہا۔ نہ کام دنیا کا کرتا ہے نہ عاقبت کا۔ حضرت اُس کو سمجھانے لگے تو اُس نے کہا ؎

در کوئے نیک نامی مارا گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تبدیل کن قضا را

حضرتؒ نے فرمایا۔ ہم نے تیری قضا تبدیل کر دی۔ چنانچہ وہ فی الفور تائب ہوا۔ اور خیال عشق جاتا رہا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کی سواری میں ایک سید براہِ ادب آگے آگے پاپیادہ چلے جاتے تھے۔ اژدہام خلائق سے کسی جگہ ایک گلی میں گر پڑے۔ دل میں خطرہ گذرا کہ میں سید اور ایسا ذلیل بلا سواری کے چل رہا ہوں۔ بمجرد اس خطرہ کے حضرت نے فرمایا۔ کہ سید صاحب میں نے آپ سے کب کہا تھا کہ آپ بلا سواری میں پاپیادہ چل کر ذلیل ہوں۔ وہ بیچارہ اس خطرہ سے تائب ہوا۔

نقل ہے کہ ایک شخص بیمار ہو گیا۔ ہر چند علاج معالجہ کیا۔ لیکن نفع نہ ہوا۔ حضرت سے رجوع کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ حکماء ظاہر کے علاج سے امید شفا نہیں آپ دُعا فرمائیے۔ کہ صحت ہو۔ فرمایا کہ خاطر جمع رکھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو گا۔ اور پس ماندہ وضو کا پانی پلایا۔ چنانچہ بفضل تعالیٰ آرام ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص کی آنکھیں دُکھنے آئیں۔ ہر قسم کا علاج کیا۔ لیکن فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ایک شخص نے اُس سے اپنی مجرب دوا کی تعریف کی۔ اس بیچارہ نے اس کا استعمال کیا۔ بمجرد لگانے کے اس کی آنکھیں بالکل جاتی رہیں۔ کہ اسی اثناء میں حضرت حج سے واپس تشریف لائے۔ یہ بھی کسی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اُس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا۔ اور لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگا کر فرمایا۔ کہ اسی طرح گھر چلا جا۔ وہاں جا کر آنکھیں کھولنا۔ چنانچہ اُس شخص نے ایسا ہی کیا۔ آنکھیں جو کھولیں تو بینائی موجود تھی۔

نقل ہے کہ ابتداءً ناصر علی شاعر کی طبیعت شاعری میں بہت مناسب نہ تھی

اور میلان دل اِس جانب نہ تھا - ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا - اور عرض حال الضمیر کیا - آپ اُس وقت وضو فرماتے تھے - وہی پانی پلایا - بمجرد پینے کے وہ موزونی و شوخی پیدا ہوئی کہ سبحان اللہ - چنانچہ اسی کا شعر ہے ؎

با ایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمے آید
با یاران می فرستیم تا کہ گوید جوابش را

نقل ہے کہ ایک حضرت کا داماد ایک اور عورت کی جانب متوجہ تھا - صاحبزادیوں نے اس امر کی حضرت سے شکایت کی - آپ کی زبان سے بےساختہ نکلا کہ مر جائیگا - صاحبزادیوں نے عرض کی کہ جیتا رہے - فرمایا - کہ بس اب جو کچھ ہونا تھا ہو گیا - اب ایمان کی دُعا کرو - چنانچہ اُس کے تیسرے چوتھے دن اُن کا انتقال ہو گیا ؂

نقل ہے کہ حضرت کے خادموں میں سے ایک شخص نے ایک دوا کسی امیر کو دی - اتفاقاً وہ دوا ناموافق آئی - امیر نے چاہا کہ اُس کو ایذا پہنچائے - یہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا - اور عرض کی کہ میں طبیب ہوں - اور فلاں امیر کو دوا دی تھی - اُس کو نقصان ہوا - اور مجھ کو تکلیف دینا چاہتا ہے - آپ نے تبسم کرکے فرمایا - کہ پہلے تو طبیب نہ تھے لیکن اب طبیب ہو گئے - جاؤ اُس دوا کو وہ فائدہ کرے گی - اور آئندہ سے جو دوا دوگے آرام ہو جایا کریگا چنانچہ اس حکیم نے بازار سے کچھ دوا لے کر اُس کو دی - فی الفور آرام ہو گیا ؂

نقل ہے کہ حضرت کے ایک خادم کے چھ مہمان آئے - اُس کے پاس کچھ موجود نہ تھا - وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا - اور خاموش بیٹھا رہا - کہ اتنے میں آم آئے - اور حضرت کے ہاں معمول تھا کہ حاضرین کو دس دس آم دئیے جاتے تھے - چنانچہ حضرت نے اُس شخص کو بلا کے دس آم دئیے - اور فرمایا کہ یہ تمہارا حصہ ہے - پھر دس اور دئیے اور فرمایا یہ تمہارے ایک مہمان کا حصہ ہے - اور دس اور دئیے - اور فرمایا کہ یہ تمہارے دوسرے مہمان کا حصہ

ہے۔ غرضیکہ چھوٹی کا حصہ اسی طرح دیا۔ اور بعد ازاں چھ اشرفیاں جیب سے نکال کر دیں۔ اور فرمایا کہ تم بجائے ہمارے فرزند کے ہو۔ جس وقت ضرورت ہوا کرے بے تکلف خانقاہ سے لیا کرو۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تنگی مبدل بفراغت ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اس شخص کو کمال فراغت ہوئی۔

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک روز میں نے موجودات عالم امکان مثل زمین و آسمان و آفتاب وغیرہ سے استفسار کیا۔ کہ ارباب وحدت الوجود تم میں شہود و مشاہدہ مطلوب ثابت کرتے ہیں۔ آیا یہ درست ہے یا نہیں۔ اور تم میں مطلوب جلوہ گر ہے یا نہیں۔ سب نے جدا جدا تقدس و تنزیہہ او تعالیٰ ظاہر کیا۔ اور ہم پر یہ تہمت مت رکھو۔ ہماری کیا مجال کہ اللہ تعالیٰ کی مظہری اور مرائیت کا دعویٰ کریں۔ اللہ تعالیٰ باآں علو شان تنزیہ ہم میں کس طرح ظہور فرمائے۔ سب نے اپنے تئیں خالی محض بیان کیا۔ اور حقیقت آسمان نے سب حقائق سے زیادہ انکار اس دعویٰ کا کیا۔ اور بکمال عجز و زاری پیش آئے۔ اور چونکہ اس طرف حوادث زمانہ رجوع کرتے ہیں۔ اس سبب سے وہ سب سے زیادہ خائف و ہیبت زدہ نظر آئے۔ اور ایسے ہی آفتاب ترس و خجالت سے شرمندہ و محزون تھا۔

وفات۔ حضرت کو مرض وجع مفاصل اکثر رہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی اس قدر شدت ہوئی کہ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ تب حضرت نے فرمایا۔ کہ اب دوا کوئی فائدہ نہ دیگی۔ حکیم مطلق نے اس سے اثر زائل کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو الہام کیا ہے۔ کہ معاملہ ارشاد اب انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ گویا کہ جو آفرینش سے مقصود تھا۔ وہ حاصل ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت نے اپنا تمام کتب خانہ صاحبزادوں پر تقسیم کر دیا۔ ۱۰ محرم ۱۰۷۹ھ ہجری جمیع وضیع و شریف کو بلا کر وصیت کی۔ کہ میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں

کہ قرآن و حدیث و اجماع و اقوال مجتہدین پر عمل کرنا۔ فقراء خلاف شرع سے پرہیز رکھنا۔ آخر ماہ صفر میں جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوا حضرت نے عین مجمع میں فرمایا۔ کہ بے اختیار یہی دل چاہتا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں میں بھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس کے بعد پھر حضرت پر مرض کا بدرجۂ غایت غلبہ ہوا۔ انتقال سے دو تین روز بیشتر حضرت نے قرب وجوار کے بزرگوں کو ایک رقعہ متضمن التدعاء سلامت خاتمہ بایں عبارت لکھ کر بھیجا۔ فقیر محمد معصوم از دنیا میرود کہ بدعائے خیریت خاتمہ مدد و معاون باشند۔ چنانچہ اس کے جواب میں سید مرزا نامی ایک بزرگ نے یہ دو شعر لکھے تھے ؎

در ہر پیر زن مے زد بہ پیر | کہ اے زن در و دام یاد آور
یقین میداں کہ شیراں شکاری | دریں راہ خواستند از مور یاری

وفات سے ایک روز قبل جمعہ کا دن تھا۔ حضرت نماز جمعہ کو مسجد میں تشریف لائے۔ بعد نماز فرمایا۔ کہ امید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں۔ اور سب کو پند و نصائح فرما کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح کو حضرت نے بکمال تعدیل ارکان نماز ادا کی۔ بعد مراقبہ معمولہ کے اشراق کی نماز پڑھی۔ بعد ازاں آپ پر سکرات موت شروع ہو گئے۔ اس وقت آپ کی زبان جلد جلد چلتی تھی۔ صاحبزادوں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت یٰسین شریف پڑھتے تھے۔ غرضیکہ دوپہر کے وقت دوشنبہ کے دن نویں ربیع الاول کو ۱۰۷۹ سنہ ہجری کو جان بجاناں تسلیم کی ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

حضرت کا حلیہ و عبادات و عادات

حضرت تمام قد پر اندام گندم رنگ کشادہ ابرو بلند بینی تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی ڈاڑھی سفید تھی۔ تمام اعضا نہایت خوبصورت اور خوش شکل تھے۔ لباس میں چوغہ

بطور تورانیوں کے پہنا کرتے تھے۔ اور کبھی ہندوستانی جامہ پہنا کرتے تھے۔ عمامہ سر سے باندھتے تھے۔ ثلث یا ربع شب باقی رہے۔ نماز تہجد کو اُٹھتے تھے اور بکمال احتیاط و آداب استنجا و وضو سے فارغ ہو کر نماز شروع کرتے اور آٹھ رکعت سے کم نہ پڑھتے۔ اور اُس میں قرأت لیسین پڑھتے یا تلاوت قرآن مجید کرتے اور دس شب میں ختم کرتے۔ اوّل سُورۃ فاتحہ سے سُورۃ آل عمران کی آیت وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ تک پڑھتے۔ دُوسری شب کو وہاں سے لیکر سورۃ مائدہ کو ختم کرتے۔ تیسری شب میں سورۃ انعام سے سورۃ توبہ کی اس آیت مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلٰی صٰاغِرُوْنَ چوتھی شب کو وہاں سے لے کر سُورۃ رعد ختم کرتے۔ پانچویں شب میں سُورۃ ابراہیم سے سُورۃ طٰہٰ ختم فرماتے۔ چھٹی شب کو سورۃ نمل ختم فرماتے۔ ساتویں کو سورۃ قصص سے سُورۃ لیسین ختم فرماتے۔ آٹھویں کو صافات سے حٰمٓ ختم فرماتے۔ نویں کو سورۃ محمد سے سورۃ تحریم ختم فرماتے۔ دسویں کو سورۃ تبارک سے والناس تک پڑھ کر پھر اوّل رکوع میں الٓمّٓ پڑھتے اور جس جگہ آیت سجدہ آتی اُس جگہ سجدہ فرماتے۔ اور بعد ہر دو گانہ مراقبہ بحضور تمام فرماتے۔ واستغفار و کلمات تسبیح و تحمید و تمجید بھی پڑھتے۔ اور بعض صاحبزادوں کو جو حرم سرا میں ہوتے توجہ فرماتے۔ بعد ازاں آرام فرماتے۔ کہ تہجد بین النومین واقع ہو۔ پھر جس وقت صبح کی آذان ہوتی اُٹھتے اور استنجا و وضو بکمال احتیاط کر کے دو رکعت سُنّت پڑھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ اور وہاں خود امامت کر کے فرض پڑھتے۔ بعد ازاں دعوات ماثورہ پڑھ کر متوجہ قوم ہوتے اور دُعا مانگتے۔ بعد مراقبہ فرماتے۔ اور حاضرین پر القار فیض کرتے۔ اُس وقت حافظ قرآن پڑھا کرتے۔ جس قدر کہ آفتاب بقدر نیزہ بلند ہو جاتا تب نماز اشراق چہار رکعت دو سلام سے ادا کرتے۔ اور استخارہ یوحی دلیلی بھی پڑھتے۔

بعد ازاں صحبت قہوہ ہوتی۔ اس وقت حاضرین سے بات چیت بھی ہوتا

کرتی تھی - اور دعوات ماثورہ بھی اس وقت پڑھی جایا کرتی تھیں - اس کے بعد خاص خاص خدام کو توجہ سے مشرف فرماتے - و بشارات مقامات ارجمند دیتے - بعد ازاں تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہوتے - ہر روز موافق منزل تہجد پڑھتے - بعد تلاوت قرآن شریف دعا فرما کے متوجہ دولت خانہ ہوتے - اور محل سرا میں پہنچ کر تجدید وضو فرماتے - اور آٹھ رکعت نماز ضحیٰ پڑھتے - اور گاہ گاہ یہ نماز باہر ادا کر کے گھر میں تشریف لے جاتے - اور یہ نماز قریب دوپہر ادا کرتے ؛

بعد ازاں طعام تناول فرماتے اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر ہاتھ دھوتے - پھر قیلولہ فرماتے - پھر جس وقت مؤذن اذان ظہر پڑھتا - بسرعت تمام بچھونے سے اترتے - اور استنجا و وضو باحتیاط تمام کر کے متوجہ مسجد ہوتے - اول دو رکعت تحیت المسجد پڑھتے - بعد ازاں چار رکعت نماز فی زوال پڑھتے - پھر سُنّت پڑھتے اور جیسے ہی سُنتوں سے فراغت ہوتی - مکبّر تکبیر کہتا اور خود بنفس نفیس امامت کرتے - البتہ ایام مرض میں اور کو بھی امام کر دیتے - اور اس نماز میں طوال مفصل پڑھتے - اور کبھی غیر طوال مفصّل بھی پڑھتے - بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر ایک مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تا آخر تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ - پڑھ کر بلا توقف اُٹھ کھڑے ہوتے - اور دو رکعت سنت ظہر ادا کرتے - بعد ازاں آیۃ الکرسی پڑھتے - پھر دو رکعت یا چار رکعت پڑھ کر دُعا میں مصروف ہوتے اور بکمال خضوع دُعا مانگتے - اور پھر دعوات ماثورہ پڑھتے بعد نماز ظہر یا درس فرماتے یا نماز بطول قرأت ایسی پڑھتے کہ عصر کا وقت آجاتا کبھی گھر میں جا کر مستورات کو وعظ و نصیحت فرماتے - یا مریدین کو خط تحریر فرماتے ؛

پھر جس وقت مؤذن اذان عصر دیتا - نماز کے واسطے تیاری کرتے اور طہارت سے فارغ ہو کر مسجد میں تشریف لاتے - اول دو رکعت تحیۃ المسجد پھر چار رکعت سُنّت پڑھ کر فرض عصر پڑھتے - بعد ازاں دعوات ماثورہ سے فارغ ہو کر درس کتب احادیث مثل مشکوٰۃ شریف و صحیح بخاری و مسلم فرماتے یا مکتوبات شریف کا درس فرماتے -

یا تلاوت قرآن شریف فرماتے۔ اور مکتوب کا درس اس وقت پر موقوف نہ تھا۔ بلکہ صبح وظہر کو بھی گاہ گاہ ہوتا تھا۔ کہ اتنے میں شام ہو جاتی تھی۔ اور حضرت تقوا مرتبہ استغفار پڑھتے۔ اور پھر وضو فرماتے کہ اتنے میں مؤذن اذان کہتا۔ اور فرض مغرب پڑھتے۔ اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللّٰھم انت السلام الخ پڑھ کر فی الفور اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سنت پڑھتے۔ اور پھر ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ بعد ازاں چھ رکعت اوابین پڑھتے۔ اور اس میں تکرار سورۂ واقعہ کرتے۔ پھر خاص خاص مریدین کو توجہ کرتے ؛

چونکہ حضرت کے ہاں طالبان خدا کا کثرت سے ہجوم ہوتا تھا۔ اس سبب سے ان کے وقت اور نوبت مقرر تھی۔ اور حاجی محمد عاشورہ بخاری کہ جامع مکتوب جلد ثالث ہیں۔ اس خدمت سے سرفراز تھے۔ کہ مریدین کو نوبت بنوبت توجہ کے واسطے حاضر کریں۔ اور بلا نوبت کوئی نہ آئے۔ صاحبزادہ وخلفاء خاص اس حکم سے مستثنیٰ تھے۔ ان کو جس وقت چاہتے۔ بلا توسط حاجی محمد عاشورہ صاحب طلب کر لیتے۔ اور اسی طرح محل سرائے میں عورتوں کی توجہ کی نسبت قاعدہ تھا۔ اور وہاں بھی صاحبزادیاں و دیگر اقارب اس دستور میں داخل نہ تھیں۔ بعد نماز اوابین جس وقت حضرت توجہ فرماتے۔ تو جن لوگوں کی نوبت نہ ہوتی وہ قدرے فاصلہ پر ختم خواجگان پڑھتے اور آخر ختم میں حضرت بھی شریک ہوا کرتے۔ یا صرف فاتحہ پر اکتفا کرتے۔ اور اسی وقت داخل طریق بھی کیا کرتے اس کے علاوہ اور وقت بھی داخل کر لیتے ؛

غرضیکہ انہی اشغال میں وقت عشا ہو جاتا۔ اور بعد غیبوبت بیاض مؤذن اذان کہتا۔ اور حضرت تجدید وضو کر کے اکثر چار رکعت اور گاہے دو رکعت پڑھ کر فرضوں کی نیت باندھتے۔ اور اس میں مثل عصر کے اوساط مفصل پڑھتے اور بعد سلام تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللّٰھم انت السلام الخ پڑھتے۔ بعد ازاں دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ پھر چار رکعت سنت زوائد پڑھتے۔ اور بعد ان سنتوں

کے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُسْنَ الْخَاتِمَۃِ تین مرتبہ پڑھتے۔ اور یہ حضرت کے جدِّ اعلیٰ حضرت مخدوم قدس سرّہٗ کے اعمال سے تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ سُنتیں پڑھنا حسنِ خاتمہ کے واسطے نہایت پُرتاثیر ہیں۔ بعد ازاں تین وتر پڑھتے۔ غالباً اوّل رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یا ایھا الکٰفرون تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ مگر وتر کا یہ دستور تھا۔ کہ ایک شب اوّل میں پڑھ لیا کرتے۔ اور ایک شب تہجد کے وقت پڑھتے۔ اور وتر میں قنوت حنفی کو شافعی سے جمع کرتے۔

وتروں سے فارغ ہو کر تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے۔ قدوس کو تیسری مرتبہ بلند پڑھتے۔ اس کے آخر میں رب الملٰئکۃ والروح بصورتِ خفی پڑھتے۔ بعد ازاں دو۲ رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اوّل رکعت میں اذا زلزلت الارض دوسری میں قل یا ایھا الکافرون پڑھتے۔ پھر دعا بکمال تضرع مانگتے۔ اور بعد دُعا متوجہ دولت خانہ ہوتے۔ راستہ میں اگر کوئی عرض معروض کرتا۔ اس کا جواب موافق ذہن مخاطب دیتے۔

دولت خانہ میں پہنچ کر سورہ الم سجدہ و تبارک الذی پڑھتے۔ بعد ازاں طعام تناول فرمانے بیٹھتے۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہاتھ بڑھاتے۔ اور جو ساتھ کھانے والا ہوتا۔ اس کی طرف اگر کم ہوتا بڑھایا جایا کرتا۔ اور جو خود تناول فرماتے وہی تابعین کو بھی دیتے۔ اور بہت سی صالحات جو توجہ وغیرہ کو آتیں اُن کے ہمراہ علیحدہ کھانا بعزت تمام کر دیتے۔ تاکہ اپنے اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ بفراغت کھالیں۔ بعد فراغ طعام چند قدم ٹہلتے اور پھر بیٹھ کر کوئی بات چیت کرتے اور مستورات کو توجہ فرماتے۔ بعد ازاں وضو کر کے چہار رکعت قیام اللیل پڑھتے اور پھر استغفار و تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر میں مشغول ہوتے۔ اور قریب نصف شب بچھونے پر آرام کو تشریف لاتے۔ اور پہلوئے راست پر آرام فرماتے۔ اور دعوات ماثورہ پڑھتے ہوئے سو جاتے۔

حضرت ہر جمعہ کو غسل فرماتے۔ اور کپڑے عمدہ پہن کر مسجد کلاں میں تشریف لے جاتے۔ حضرت کا غسل صحت پر موقوف تھا۔ اور حجامت بھی غالباً اُسی روز بنوایا کرتے۔ نماز عیدین کو باہر عیدگاہ تشریف لے جاتے۔ اور وہاں کے آنے جانے میں مخالف طریق فرماتے۔ ایام رمضان میں تین قرآن مجید سُنتے۔ اور عشرہ آخیر میں معتکف ہوتے۔ ماہ رمضان المبارک میں عبادت اضعاف مضاعف کر دیا کرتے تھے۔ اور روزہ میں کلام کم کیا کرتے تھے۔ اور کمال احتیاط و ادب سے روزہ رکھتے۔ اور ان ایام کی گرسنگی اور تشنگی سے بہت خوش ہوتے تھے۔ اور بشرط تیقن روزہ جلد افطار کرتے تھے۔ البتہ بروز ابر و غبار میں تاخیر فرمایا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ اہل شہر خاص و عام کی دعوت افطار کیا کرتے۔ خدام و مخلصین کو کمال تاکید استقامت شریعت و محبت مشائخ کی فرماتے اور اہل وحدت الوجود کی تقلید سے منع فرماتے۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی کو بزرگ جانتے۔ اور اُن کی خطاء کشفی کو معذور رکھتے۔ اور شطحیات شیخ کی توجیہ و تاویل فرماتے۔ اور کسی مسلمان کی غیبت نہ فرماتے۔ خلافت و قطبیت عطا فرما کر رخصت کرتے۔ طرق صوفیہ میں طریقہ نقشبندیہ کو اکمل و افضل جانتے۔ اگرچہ طریقہ چشتیہ و قادریہ میں بھی مرید کرتے تھے۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا جائز نہ رکھتے۔

دعوات خاصہ میں تشریف لے جاتے اور دعوات عامہ میں نہ جاتے۔ شادی یا عرس میں اگر بدعت نہ ہوتی تو تشریف لے جایا کرتے۔ اور خود بھی سال میں دو عرس کیا کرتے۔ ایک عرس حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ ان عرسوں میں حفاظ قرآن پڑھتے اور قسم قسم کا طعام و شیرینی و میوہ آدمیوں میں تقسیم ہوا کرتا تھا۔

ایام بیض کے روزے متصل رکھا کرتے۔ عشرہ ذی الحجہ کے سوا روز عید

ملے دیکھو مکتوبات ایک سو چھیاسٹھ ۱۶۶ جلد ثالث مکتوبات معصومیہ ۱۲

و ایام تشریق روزہ رکھتے۔ یوم عاشورہ کا دو ایک روز پہلے سے روزہ رکھتے۔ اور کبھی تمام عشرہ کا روزہ رکھتے۔ یتیم کے کنوئیں سے پانی نہ پیتے تھے۔ اپنے برادر کلاں حضرت خازن علیہ الرحمۃ کا نہایت ادب کرتے۔ چنانچہ ایام گرما میں جب حضرت کوٹھے پر تلاوت قرآن کیا کرتے۔ تو شام کے وقت حضرت خازن علیہ الرحمۃ پالکی میں سوار ہو کر ایک تیر کے فاصلے سے اپنی محل سرائے کو تشریف لے جاتے۔ گزرتے تو حضرت باوجود اس قدر بُعد کے جس وقت ان کی پالکی پر نظر پڑتی۔ اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور جب تک نظروں سے غائب نہ ہوتے کھڑے رہتے۔ ایک مرتبہ کسی خادم نے عرض بھی کی کہ حضرت وہ تو دور ہوتے ہیں۔ اس طرف دیکھتے ہی نہیں۔ آپ کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اُن کو دکھانا مقصود نہیں ہے۔ آپ کے مکان میں ایک بیری کا درخت کھڑا تھا اُس کے بیر جب تک پہلے حضرت خازن الرحمۃ کو نہ بھیجتے خود تناول نہ فرماتے۔ حضرت کے تین مکتوبات بہ تحقیق غوامض و دقائق و مغلقات حضرت مجدد الف ثانی رح و پند و نصائح ہیں۔ ایک جگہ تحریر فرمایا ہے :

اما بعد این تذکاریست این خستہ دل فگار برائے احیاء ہوشیار۔ فاعتبروا یا اولی الابصار بدانکہ مقصود از آفرینش انسان تحصیل معرفت حق است جل و علاء و در معرفت اقوام متفاوت است باعتبار استعداد و بعضہا فوق بعض ہر کس در معرفت بقدر عرفان خود سخن کردہ است اما آنچہ مجمع علیہ این طائفہ علیہ است و قدر مشترک است و لابد است در مدارج قرب آنست کہ معرفت بے فنا در معروف صورت نمی بندد ؎

ہیچ کس را تا نگردد او فنا — نیست رہ در بارگاہ کبریا

از تست حجاب تو یقین است — شرط ہمہ رہ روان ہم نیست

پس بر یاران ہوشمند ناگزیر است کہ در حاصل کارہ نقد روزگار خود نیک تامل فرمائید ہر کرا معرفت مسطورہ حاصل است فطوبیٰ لہ و بشریٰ باید کہ این حاصل را

صرف امور غیر حاصلہ نہ نماید نہ ہمت بر آن گمارد کہ اصل زنگ ظل واگذارد و بہر کرا راہے بمعرفت نکشودہ اند و در طلب و تقاضائے این دولت نیز نداند فالویل لہ کل الویل آنچہ مقصود از خلقت او بود ادا ننمود و امرے را کہ دریں نشاء از روئے طلب داشتند بجا نیاورد و بامور دیگر پرداخت و تعمیر چیزیکہ تخریب او خواستند نمود و سرمایہ عمر گرامی را در ہوا و لا یعنی صرف ساخت و زمین استعداد خود را باوجود حصول اسباب معطل گزاشت کمال انفعال است کہ مطلوب را دریں مہلت قلیلہ باوجود دعوت بآں در آغوش ناکشیدہ ازیں دعوت گاہ رخت بر بندد و فردا بکدام رو در حضرت صمدیش درآید و بکدام حیلت زبان عذر بکشاید کہ عذاب بُعد و حرمان بدتر از عذاب جحیم است چنانچہ لذت قرب و وصال زیادہ از لذت جنات النعیم است فیا ویلیتا علیٰ من اعرض عن اللہ و یا حسرتا علیٰ من فی جنب اللہ۔ و دربارہ در دنیا آمدنی نیست۔ مَن کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلاً ؎

ترسم کہ یار با ما آشنا نماند تا دامن قیامت ایں غم بجا بماند

ایضاً۔ مخدوما اشرف عمر کہ ایام جوانیست و ہنگام درستی قویٰ و جوارح گذشتہ و میرود و ارذل عمر رسیدہ می آید افسوس کہ اشرف اشیا را کہ معرفت الٰہیہ است بارذل کہ موہوم محض است حوالہ نمودہ آید در ہوا و ہوس کہ ارذل اشیا صرف باید ھلاک المسرفون مقصود از خلقت ثقلین تحصیل ایں معرفت است دریں نشاء فانیہ و کسب رضائے مولی الحقیقی است دریں مہلت یسیرہ و امثال ما البوالہوساں در پے آرزو ہائے بیہودہ تا کے ازیں دولت مطلوبہ محجوب باشیم و تا چند با رضائے نفس و شیطان از رضائے خداوندی جل شانہٗ دور و مہجور گردیم الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ و ما نزل من الحق حاجت حصین مانع قوی از معرفت کام ادائے ہوا پرورست و آرزو ہائے لاطائل و امانی بیہودہ ہرچہ مقصود تست تشنیدہ باشد افرایت من اتخذ الٰھہ

هو ولائے نص قرآنی است ع

عشوهٔ ابلیس از تلبیس تست | در تو یک یک آرزو ابلیس تست
چوں کنی یک آرزوی خود تمام | در تو صد ابلیس زاید والسلام

ایضاً اے برادر از صحبت ناجنس ومخالف احتراز نما واز مجالست مبتدعه بگریز یحیی معاذ رازی قدس سرہ مے گوید اجتنب من صحبة ثلثة اصناف العلماء الغافلین والفقراء المداهنین والمتصوفة الجاهلین وکسیکه خود را بمسند شیخی گرفته است وعمل او نه بر وفق سنت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وحیله شریعت منجلی نمیست زینهار از وی دور باش بلکه در آں شهر که او است مباش مبادا که بمرور ایام دل را میلانے پیدا آید وخلل عظیم در کارخانه اندازد واقتدار نشاید او نه دلیست پنهاں ودامی است از برائے شیطان هر چند از انواع خوارق عادت مبینی واز دنیا بظاهر بے تعلقش یابی مزمن صحبة اکثر ما تفر من الاسد سید الطائفه جنید بغدادی قدس سره میفرماید الطریق کلها مسدودة الا علی من اقتفی اثر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نیز فرموده من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی به فی هذا الشان لان علمها مقید بالکتاب والسنة وهم او گفته ان طریق السادات المقربین الصادقین السابقین مقید بالکتاب والسنه فهم الصوفیه علی الحقیقة والعلماء العاملون بالشریعة والطریقة وهم ورثة النبی علیه وآله الصلوٰة والسلام و المتبعون فی اقواله واخلاقه واض الله سبحانه علینا من برکا تهم کردی نولید که متهاوں آداب نبوی وتارک سنن مصطفوی را علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام زینها عارف نکنید وفریفته وتمیل وانقطاع خوارق عادات او نشوید دشیفته زهد وتوکل ومعارف توحید او نگردید که فرق مبطله شل یهود ونصاری وجوگیه وبراهمه درین امور با فرق محقه شرکت دارند ابو عمر نجید رح

گفتہ است۔ کل حال لایکون عن نتیجة علم وان جل فان ضرره علیٰ صاحبه اکثر من نفعه۔ سئل عنه بالتصوف قال الصبر تحت الامر والنهی۔ مدار کار بر اتباع شریعت است ومعاملہ نجات مربوط باقتضائے اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زہد توکل تبتل بلا تبعیت او علیہ السلام نامقبول است واذکار واشواق واذواق بے توسل او علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر معمول مدار خوارق وعادت بر رجوع ریاضت است معرفت کار سے ندارند وعبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ من تهاون بالاداب عوقبت بحرمان السنن ومن تهاون بالسنن عوقبت بحرمان الفرائض ومن تهاون بالفرائض عوقبت بحرمان المعرفة وهذا قال النبی صلی اللہ علیه وآله وسلّم المعاصی بريد الکفر۔ سلطان وقت شیخ ابو سعید ابوالخیر را گفتند فلاں کس بر روئے آب میرود گفت سہل است خسے بر آب میرود گفتند فلاں کس بر ہوا می پرد گفت زغن ومگس در ہوا می پرد گفتند فلاں کس در یک لحظہ از شہرے بشہرے میرود گفت شیطان در یک نفس از مشرق بمغرب میرود این چنین چیزہا را بس قیمت نیست مرد آں بود کہ در میان خلق بہ نشیند وداد وستد کند وزن خواہد وبا خلق در آمیزد یک لحظہ از خدائے عزوجل غافل نباشد از قدوۃ اہل اللہ الاعلیٰ رودباری پرسید از کسی کہ ملاہی مے شنود ومیگوید کہ این مرا حلال است چرا کہ من بدرجہ رسیدہ ام کہ اختلاف احوال در من تاثیر نمی کند او جواب داد آری تحقیق رسیدہ است ولیکن بجہنم رسید ابو سلیمان دارانی قدس سرہ میگوید ربما وقعت فی قلبی نکتة من ایاما فلا اقبل منه الا بشاهدین عادلین الکتاب والسنة در حدیث آمدہ است اصحاب البدعة کلاب النار ونیز آمدہ است من عمل ببدعة مولاه الشیطان فی العبادة والقی علیه الخشوع والبکاء واگر گناہی بوقوع آید زود تدارک آن بہ توبہ واستغفار نمائی گناہ

پوشیدہ را توبہ پوشیدہ و گناہ آشکارا را توبہ آشکارا و توبہ را بوقت دیگر مؤخر نسازد منقول است کہ کرام الکاتبین تا سہ ساعت در نوشتن گناہ توقف می کنند اگر صاحب گناہ دریں میاں توبہ کرد آنرا نمے نویسند والا در دیوان اعمال او را ثبت می نمایند و جعفر بن شبلی قدس سرہ گوید غفلتہ عن توبتہ ذنب و مکثہ اشد من ارتکابہ و اگر بایں زودی توبہ میسر نشود ہرگاہ توبہ نماید پیش از انکہ معاملہ بغرغرہ رسید مقبول است و در حدیث آمدہ است کہ ان اللہ یبسط یدہ بالليل ليتوب مسيئ النهار و يبسط يده بالنهار ليتوب مسيئ الليل باید کہ در ورع و تقویٰ مدارِ ارشاد خود کند و در منہیات و شبہات قدم نہ نہد کہ دریں راہ انتہا از نواہی بیش از اتیان و امتثال او ترقی بخشش و سود مند است و در ہر امریکہ دل تو بازایستد آنرا بگذارد مرتکب آن مشو بہ فتوی نفس مرو و در امر متردد دل را مفتی سازد و در حدیث آمدہ است الحلال بيّن والحرام بيّن فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ۔ حدیث مفہوم مے شود کہ ہر جائیکہ شک آمدہ و دل ایستادہ آنرا باید گذاشت و اگر شک بیاید ارتکاب معفو است فاروق دیگر برائے کسے کہ بامور مشتبہ مبتلا گردد و آنست کہ دست خود را بر سینہ یا بر دل گذارد اگر باید در آں اقدام نماید و اگر مضطرب باید خود را یکسو کشد جمیع طاعات و عبادات خود را متہم دارد خود را از ادائے حق آں مقصر داند و دیگر از برائے قوت خود و عیال خود کسبی اختیار کند مثل تجارت و مانند آں مانع نیست بلکہ مستحسن است کہ سلف اختیار آں کردہ اند و در حدیث فضائل کسب بسیار است و اگر بہ قدم توکل بنشیند ہم زیبا است لیکن بشرطیکہ از کسے طمع نداشتہ باشد از محمد بن سالم پرسیدند نحن متعبدون بالکسب ام بالتوکل فقال التوکل حال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم والكسب سنة رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم وانما سن الكسب لمن ضعف عن حال التوكل و سقط عن درجة الكمال التي هي حالته عليه الصلوٰة والسلام فمن

یطاق التوکل فالکسب غیر مباح له الا کسب معاونة لا کسب اعتماد
ومن اضعف عن حال التوکل التی هی حال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ابیح له طلب المعاش والکسب مثلا سیسقط عن درجة
حال علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام ابو محمد بن منازل قدس سره گوید ـ
المتعوض مع الکسب خیر من خلوة عنده و در خوردن طعام اعتدال نماید نه
آنقدر قلت نماید نه آنقدر خورد که کسل در طاعت پیدا آید و بے مزه سازد و نه آن
قدر قلت نماید که از اذکار و طاعت باز آید حضرت خواجه نقشبند قدس سره فرموده اند لقمه
را چرب بخورد و کار خوب بکن ـ بالجمله مدار کار طاعت است هر قدر که ممد آنست مبارک
است و آنچه که مخل این کار خانه است ممنوع است و در جمیع افعال و حرکات قصد
کند که نیت را مرعی دارد و در هیچ عمل تا نیت صالح دست ندهد مهما امکن اقدام
او ننماید و بعزلت و خاموشی راغب بود در حدیث آمده است الحکمة عشرة
اجزاء تسعة فیها فی العزلة و واحد منها فی الصحبة و اختلاط با مردم
بقدر ضرورت بکند و سائر اوقات را بمراقبه و اذکار بسر برد وقت کار است
هنگام صحبت داشتن در پیش است مگر صحبت که برائے افاده و استفاده بود
محمود بلکه لابدست و همچنین صحبت داشتن با اهل الطریق بشرط فانی بودن با یکدیگر
و سخن لایعنی در میان نیاوردن نیز مستحسن بلکه در بعض اوقات از عزلت راجح است
و بمخالف طریق خود صحبت نباید داشت و به نیک و بد کشاده پیشانی باید پیش آمد
باطن خواه منبسط بود خواه منقبض ـ و هر که بعذر پیش عذر او را قبول نماید و
خلق نیکو داشته باشند و اعتراض بر کسے کم کنند و سخن نرم و ملائم گویند هیچکس را
بعنف پیش نیاید مگر از برائے خدا عزوجل شیخ عبدالله قدس سره گفته است درویشی
نه رنجیدن است و نه رنجانیدن اگر این حاصل کنی واصل گردی از محمد بن سالم پرسیدند
بما ذا یعرف الاولیاء فی الخلق قال بلطف لسانهم وحسن اخلاقهم
وبشاشة وجوههم وسخاوة انفسهم وقلة اعتراضهم وقبول عذر

من اعز الیه، و تمام الشفقة علی جمیع الخلق و در سخن گفتن رعایت
قلت باید کرد و خواب بسیار نباید نمود که دل را میراند و جمیع امور خود را بحق تعالیٰ
بسپارد و خود در خدمت چست باش تا از تدابیر امور فارغ باشی و چون دل تو
یک جانب باشد جمیع امور ترا کفایت خواهد کرد نیز بندهای خود را بر تو آسان
سازد که با مور تو قیام نمایند بالجمله اوراد و الامباش تدبیر نفس خود مشغول
مشو به هیچکس اعتماد جز بر فضل پروردگار منمای و با عیال و فرزندان سلوک
نیک باید کرد و اختلاط بقدر ضرورت باید نمود که حق اینها بر ذمه واجب است و
موانست تام با اینها نباید پیدا کرد تا بسبب اعراض از جناب مقدس نشود و لوال
باطن به ناهل نباید نمود و با اهل غنا صحبت نباید داشت. و در جمیع
احوال سنت را باید گزید و از بدعت مهما امکن احتراز باید نمود و در زمان بسط
حدود شرعیه را نیک رعایت باید کرد و از جا نباید رفت و هنگام قبض امیدوار
باید بود و دل تنگ و مایوس نباید شد فان مع العسر یسراً ان مع العسر
یسراً. و در شدت و رخا قصد کند که یکسان باشد و در وجود و عدم بر یک نمط
بود بلکه در به عدم مستریح باشد و در به وجود مضطرب از ابوسعید اعرابی قدس سره
از اخلاق فقرا پرسیدند گفت اخلاق فقرا سکون است نزد فقد و
اضطراب نزد وجود و انس به هموم و وحشت نزد فرجها در حوادث مذبذب نشود
و بر عیوب مردم نظر نکند و محبوب خود را همواره در نظر دارد و خود را بر هیچ
مسلمانی فضل ندهد و همه را از خود افضل انگارد و بهر کدام از مسلمانان چنان
اعتقاد داشته باشد که کشائش کار من از برکت نفس و دعای او تواند که شود
و اسیر اهل حقوق بود و سیر سلف را همه وقت ملحوظ داشته باشد و بصحبت اهل
غربت و فقر و مسکنت راغب بود و غیبت هیچکس نکند بلکه غیبت کننده را مهما
امکن مانع آید و امر معروف و نهی منکر را شیوه گیرد و بر انفاق مال حریص بود و آمال
حسنات خویش وقت بود و از ارتکاب سیئات دور باشد و از فقر نترسیده

تنگ دل نماید واز قلت معیشت در بار نبود که هنگام عیش در پیش است۔ ان العیش عیش الآخرة تنگی اینجا منتج وسعت آنجاست و در خدمت فقراء واخوان دینی خود را معاف نباید داشت ابو عبد اللہ خفیف رض گوید یاری از یاران مهمان من شد آن اتفاقاً او را علت شکم در گرفت و من خدمت او را می کردم و تمام شب طشت از پیش بر میداشتم یک مرا مرا پینکی ربود مرا گفت تمت لعنك الله یعنی بخواب رفتی لعنت کند ترا خدا تعالیٰ۔ از من پرسیدند که نفس خود را چگونه یافتی میگوید ترا العنك الله گفت گفتم چنان یافتم که مرا رحمك الله گفت و بجائیکه نرسیده بے تقریب در آں تکلم مکن و خدمت صوفیه را باداب کن تا از برکات شاں بهره ور گردی الطریقة کلها ادب هیچ بے ادبے بخدا از سید تنفیده باشند بالجمله خاک بے وجود شده بخدمت اینها بالکل اقدام نماید والا هوس مصاحبت ایں بزرگواراں نکند که دریں صورت احتمال ضرر غالب است نفع موقوف؛

ابوبکر بن سعد رض گفته است هر که صحبت صوفیه را گزیند پس صحبت با ایشان اوار و بے نفس و بے دل و بے ملک و هر گاه بچیزے از اشیاء خود نظر کنند ورا از رسیدن بمطلوب باز دارند و در طلب حق جل و علا خود را آرام مده و مضطرب باش ابوبکر طمستانی گوید تصوف اضطراب است چوں سکوں آمد تصوف نماید محب را بے محبوب آرام نیست و بجا سوا او انس والفت نه همواره از مراد ایں ندا سر میزند ؂

بچه مشغول کنم دیده و دل را که مدام
دل ترا مے طلبد دیده ترا مے خواهد

مرید را بدیں صفت باید شد که دریں آیت کریمه است حتی اذا ضاقت علیهم الارض الی الا الیه چوں تعطش او بدیں مرتبه رسد و تمام روئے زمیں باایں فراخی بروے تنگ و تاریک شود محتمل که بجز رحمت در جوش آید و آں شیفته تغافل بر داده را از وے لبتانده بر در خلوت خانهٔ وحدتش مجابهه بلبیت ؂

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

التماس ایں مسکین از امثال شما دوستاں آنست کہ ایں مہجور عاصی را از دعائے مرحومہ خویش فراموش نکنند و از کرم عمیم او تعالےٰ در خواہند کہ ایں گنہگار تباہ کار فردائے قیامت در رفقائے عاصیاں مرحوم داخل باشد شعر

کجا ما و کجا زنجیر زلفش عجب دیوانگیہا در سر افتاد

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین ؛

حالاتِ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہٗ

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہٗ فرزند اکبر حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۳۲ھ ہجری میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں بمقام سرہند ہوئی۔ حضرت مجدد رحؒ نے فرمایا کہ لڑکے سے چونکہ بوئے اصالت آتی ہے۔ اس سبب سے اس کا نام صبغۃ اللہ رکھنا چاہیئے ؛

نقل ہے کہ صغر سنی میں ایک مرتبہ آپ ایسے علیل ہو گئے کہ اُمید حیات باقی نہ رہی۔ حضرت مجدد رحؒ نے فرمایا کچھ فکر نہ کرو اس لڑکے کی بہت عمر ہو گی اور بڑا صاحب کمال و ارشاد ہو گا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ایک پیر معمر عصا ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ اور بڑی خلق اُس کے گرد حلقہ باندھے استفادہ کے واسطے کھڑی ہے۔ الحق کہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی عمر نوّے سال کی ہوئی۔ اور کمالات باطنی کو پہنچ کر مرجع و مآب خلائق ہوئے ؛

نقل ہے کہ چالیس روز میں آپ نے کلام مجید حفظ کیا تھا۔ بعد تحصیل علوم معقول و منقول و فروع و اصول اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں استفادہ علم باطن و جمیع کمالات و مقامات احمدیہ کیا۔ اور ہر مقام میں قدم راسخ اور

اور عبادت اور ورع اور تقویٰ میں استقامت کامل رکھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کو آپ کے حال پر نہایت شفقت تھی۔ اور فرمایا کرتے کہ اگر باپ کچھ بیٹے کی تعظیم کرنی روا کرتی تو میں اپنے لڑکے صبغۃ اللہ کی کیا کرتا۔ حضرت نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرما کر کابل روانہ فرمایا۔ اور وہاں کی قطبیت بھی آپ کے سپرد کی۔ وہاں آپ کو قبولیت عظیم پیدا ہوئی۔ اور طالبان خدا کو مقامات عالیہ پر پہنچایا ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے آپ سے کچھ سوال کیا۔ اُس وقت آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ دل نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ سائل محروم جائے ایک مٹی کے ڈھیلے پر نگاہ کی وہ فوراً سونا ہو گیا۔ آپ نے وہ سونا اُس کو عطا فرمایا۔ آپ کی وفات بروز جمعہ بتاریخ آٹھویں ربیع الآخر ۱۱۲۰ھ ہجری کو ہوئی۔ اپنے والد کے مقبرہ میں دفن ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حالات حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہٗ

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہٗ فرزند ثانی و خلیفہ اجل حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بماہ ذی قعد ۱۰۳۴ھ ہجری بعد وصال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بلدہ سرہند میں ہوئی۔ حضرت مجدد رحؒ نے اپنی حیات میں جب کہ حضرت حجۃ اللہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے فرمایا کہ تمہارا یہ لڑکا کہ حمل میں ہے عجائب روزگار صاحب معارف واسرار ہوگا۔ اور خلقت کو اس سے فیض پہنچے گا۔ آپ نے تھوڑی مدت میں قرآن شریف یاد کر کے تحصیل علم ظاہری کی جانب مشغول ہوئے۔ اکثر کتابیں آپ نے اپنے عم مکرم حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں۔ اور ایسی تحقیق و تدقیق سے پڑھا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد سعید رحؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے بلکہ پڑھانے آتے ہیں۔ غرضیکہ آپ نے

فقہ و حدیث و جمیع علوم متداولہ نہایت کوشش سے پڑھے۔ علم قال ہی کیساتھ
علم حال بھی آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اور بوجہ
علو استعداد چند مدت میں ایسے حالات و مقامات پر پہنچے کہ عقل و فکر سے باہر
ہے۔ چنانچہ اپنے حال کا ایک خط اپنے والد بزرگوار کو اس طرح لکھا ہے :-

قبلہ عالم و عالمیان سلامت دریں دو سہ روز آنقدر شمول عنایات و
مواہب عطیات الٰہی عز شانہٗ در بارہ خود احساس نمود کرشمہ از اں بیان را
برنتابد علی الخصوص دریں نزدیکی آنقدر بدقائق و اسرار خلعت نواختند و بآں
سربلند ساختند کہ تفصیل آں از حیط بیان خارج است و موافق آں بالقاب
بزرگ سرفراز گردیده دیروز بعد نماز عصر کہ فی الجملہ در آثار خفتے داشتہ متوجہ حال
خود گشت ہمہ اسرار واجب الاستتار بقوت و غلبہ ظاہر شدن گرفت و عجائب غنج
و دلال در میان آوردند دریں اثنا ملہم ساختند کہ خدائے تعالیٰ پیش تو آمدہ
است احساس نمود کہ در ہماں بالاخانہ خیر و برکت گویا نزول بلا کیف بلا عظمت
و کبریا واقع شد و خصوصیات کہ بایں بندہ عاجز در میان آمد نتوان گفت لا
عینٌ رأت و لا اذنٌ سمعت بضیق صدری و لا تنطلق لسانی۔
زیادہ بریں جرأت نمی تواند اطلاق ایں قسم الفاظ بر آں حضرت جل سلطانہٗ
از تنگی میدان عبارت است و مصروف از ظاہر و الا فہو سبحانہٗ منزہ عن
الزمان و المکان و النقائص کلہا۔ سبحان ربک رب العزۃ عما
یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العلمین۔ انتہیٰ۔

اس مکتوب کے جواب میں حضرت کے والد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ
علیہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے :-

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ آنچہ از اذواق علیہ
مواجید سنیہ و شمول عنایات و مواہب کہ در بارہ خود احساس نمودہ اند و سرفرازی
یافتن باسرار خلعت و ملقب شدن بالقاب بزرگ و مشاہدہ نمودن غنج و دلال

و ملہم شدن بنزول بے کیف بعد از اں احساس ایں نزول و در میان آمدن امور یکہ لا عین رأت و لا اذن سمعت کہ برنگاشتہ بودند بوضوح پیوست و سبب لذت معنویہ گردید علو رتبہ ایں اسرار چہ بیان نماید کہ از حیطہ درک عقل و تصویر خیال بیرون است من لم یذق لم یدر فقیر نزدیک بایں چیزہا دلہ بادہ شما معلوم می کند و الغیب عند اللہ ہر چہ نوشتہ اند باجمال نوشتہ ظاہراً تفصیل را بمشافہ حوالہ نمودہ آمد بلے ایں امور نوشتن درست نمی آید بلکہ بہ بیان ہم نمے درآید ہماں قضیہ است کہ نوشتہ اند یضیق صدری و لا ینطلق لسانی ۔ انتہیٰ ؎

ایک اور خط میں اپنے والد بزرگوار کو لکھتے ہیں :۔

امشب بر ہماں بالاخانہ باخیر و برکت نشستہ بود کہ از در صورت مبارک حضرت ظاہر شدہ آمدہ بمن ملحق و متحقق گردید دریں اثناء ندا در داند کہ امروز ترا باپدر تو متحد یکی ساختند ایں معاملہ مکرر روئے دادہ بود ایں الہام گویا موقوف بہمیں نوبت بود ۔ انتہیٰ ؎

یہ خط پورا نہیں ملا ۔ جس قدر دستیاب ہوا ۔ اس جگہ لکھ دیا ۔ مگر اس کا جواب جو کہ حضرت کے والد نے تحریر فرمایا ہے ۔ اس سے مضمون خط کا پورا پورا پتہ لگتا ہے ۔ وہ فرماتے ہیں :۔

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد چہ نویسید از مطالعہ رقعہ شریفہ کہ مشتمل بر الہامات عجیبہ و القاب غریبہ و خطابات علیہ و تشریفات و تکریمات سنیہ کہ باں ممتاز و سر بلند شدہ آمد چہ قدر خوش وقت و ملتذ گردید آنچہ از اسرار خلعت و محبت و تحقیق باں از اسرار لازم الاستار است بہ اجمال مرقوم نمودہ بود دید و از مشاہدہ انوار و برکات ایں شہر مبارک و معائنہ نمودن فتح ابواب آسمان ہا و ابواب جناں بوضوح پیوست امور یست کہ دیدہ عقل و فکر در درک آں خیرہ و در حراہت حیرہ بانوار الٰہی و تائیدات نامتناہی بے نتواں برد احتیاج بتصدیق ایں

حقیر ندارد مع ذالک تصدیق در تصدیق است واقعہ کہ دیدہ آمد و تعبیر آں خوابستہ محتاج بہ تعبیر نیست از کمال مناسبت معنوی خبر میدہد تا بجائے رسیدہ است کہ باتحادہ کشیدہ و شرکت در معاملات پیدا شدہ و بجہت تاکید بہ رویا و کفایت نانمودہ الہام بایں معنی فرمودہ والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الہدیٰ۔ انتہیٰ ؞

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے بعض حقائق و معارف اپنے والد کے سامنے بیان کئے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ پہ ظاہر کئے تھے۔ تم کو بھی آگاہی بخشی ؞

نقل ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ الحمد للہ کہ وہ خلعت تم کو بھی عطا ہُوا مبارک ہو۔ الحق حضرت حجۃ اللہ کی شان نہایت عالی تھی۔ اور آپ کی علوشان کا اسی سے اندازہ کرنا چاہئیے کہ جب ابتدائی معاملات کی نسبت خود حضرت عروۃ الوثقیٰ ان کو تحریر فرماتے ہیں۔ " کہ علو رتبہ ایں اسرار چہ بیاں نماید کہ از حیطہ در عقل و تصور خیال بیروں ست۔" تو پھر انتہا میں کیا کچھ ہُوا ہو گا ؞

حضرت حجۃ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو اسرار واجب الاستار حضرت والد بزرگوار (یعنی حضرت خواجہ محمد معصومؒ) رحمۃ اللہ کی حیات میں وارد ہُوا کرتے تھے ان کی خدمت میں عرض کر کے سینہ کا بخار نکال لیا کرتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد حالات مثل بارش شدید برستے رہتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسا محرم نہیں۔ کہ اُس سے کہہ کر سینہ کی عقدہ کشائی کر لیا کروں۔ چنانچہ ایسے ہی حالات کی جانب اشارہ کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ اگر کرشمۂ از حقیقت معاملہ ایں اکابر بمیان آرد نزدیک کہ نزد لیکاں دوری جوینید و واصلاں راہ ہجر لپہ نید مستمع از ہوش رود و متکلم را تاب نماند ۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست ۔۔۔۔ ہم قصۂ غریب و حدیث غریب ہست

فرمایا کہ ایک روز زنانی حویلی میں ایک کوٹھری میں بیٹھا تھا کہ ناگہاں ایک فرشتہ بشکل انسان کوٹھری کے اندر آیا۔ اور کہا کہ خدا تعالےٰ تجھ کو سلام کہتا ہے میں نے یہ سن کر تواضع سے سر جھکا دیا۔ جس وقت سر اُٹھایا دیکھا کہ وہ فرشتہ واپس جاتا تھا۔

آپ کی وفات شب جمعہ نویں محرم الحرام ۱۱۱۵ھ ہجری کو اکیاسی[۸۱] سال کی عمر میں ہوئی۔ حضرت سرہند میں اپنے والدؒ کے مقبرہ کے شمال کی جانب علیحدہ مقبرہ میں مدفون ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حالات حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ و خلیفہ حضرت حجۃ اللہ نقشبند علیہ الرحمۃ ہیں آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ۵ ذی قعدہ ۱۰۹۳ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ فرزند اکبر و خلف الصدق حضرت شیخ ابوالعلی فرزند حضرت حجۃ اللہ کے ہیں آپ کا تیرہ سال کا سن تھا کہ حضرت شیخ ابوالعلی قدس سرہ کا انتقال ہو گیا تھا اُسی وقت سے آپ اپنے جد بزرگوار کی صحبت کے ملتزم ہوئے۔ بچپن ہی سے آثار ہدایت و انوار ولایت چہرہ مبارک سے آشکارا تھے۔ اور اسی کم سنی میں آپ پر اس قدر استغراق غالب تھا کہ سبق پڑھنے میں آپ کو غیبت ہو جایا کرتی تھی۔ اور انوار حضور و آگاہی ظاہر ہو جاتی تھی۔ سلوک باطنی تمام و کمال اپنے جد بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت خواجہ محمد زبیرؓ اپنے وقت کے قیوم تھے اور نہایت کثیر العبادت تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰسین شریف پڑھا کرتے تھے۔ تہجد سے چاشت تک مراقبہ فرماتے بعد ازاں توجہ کرتے۔ بعد ازاں قدرے قیلولہ فرماتے۔ اور پھر نماز فی الزوال بطول قرأت پڑھتے بعد نماز تلاوت قرآن شریف کرتے۔ بعد ازاں قدرے طعام تناول فرماتے۔ اور آپ کے کھانے کا یہی وقت تھا سوا دو نماز عصر پڑھتے۔ اور بعد نماز مشکوٰۃ شریف یا مکتوبات شریف کا درس فرماتے۔

بعد نماز مغرب اوابین میں دس پارہ پڑھتے۔ بعد ازاں حلقہ فرماتے اور پھر نماز عشا پڑھ کر محل سرائے میں تشریف لے جاتے۔ اور وہاں حلقہ نساء ہوتا۔ قریب نصف شب چند گھڑی کے واسطے استراحت فرماتے ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ تمام نسبت خاندان مجددیہ مجھ کو ایک توجہ میں عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ معمول نہیں ہے۔ اور دفعتہً اگر نسبت جائے تو اس کا تحمل بھی حوصلہ بشریت سے باہر ہے۔ مگر سائل نے اپنے سوال میں بہت الحاح کی۔ ناچار آپ نے ایک ہی توجہ میں اس کو تمام نسبت القا فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ لایا۔ اور مر گیا ۔

نقل ہے کہ ایک آپ کا مرید کثیر العیال تھا۔ ایک دفعہ وہ ایسا سخت علیل ہوا۔ کہ حالت نزع شروع ہو گئی۔ آپ کو اس کے حال پر رحم آیا۔ اور براہ شفقت اس کو اپنے ضمن میں لے لیا۔ اس کو شفا ہو گئی۔ اور مدت تک زندہ رہا۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوا اسی وقت وہ شخص بھی مر گیا۔ کہ آپ کی روح مبارک جو اس کی حیات کی قیم تھی۔ اس کا اس جہان سے قطع تعلق ہو گیا۔ جس وقت آپ بغرض عیادت یا کسی اور تقریب سے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ تو آپ کی سواری میں خلقت کا اژدہام ہوا کرتا تھا ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی تقریب سے جامع مسجد کے قریب سے گزرے۔ آپ کی سواری میں اس قدر ہجوم خلائق تھا کہ جس کی حد نہیں۔ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد میں سے آپ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے پرانی کملی اتار کر پھینک دی۔ اور کہا کہ اس کو جلا دو۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو کہا کہ اس امیر کی سواری میں اس قدر نور ہے کہ میں نے اس کا شمہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ تیس سال سے اسی کملی میں ریاضت کر رہا ہوں۔ کسی نے اسی وقت کہا۔ کہ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر ہیں

فرمایا۔ کہ الحمد للہ کہ ہمارے پرزادہ ہیں۔ اور ہماری آبرو باقی رہ گئی ۔ آپ نے اُنسٹھ سال کی عمر میں تاریخ ۴ ذی قعدہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو انتقال فرمایا۔ اور سرہند میں مدفون ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حالات حضرت خواجہ محمد عبید اللہ المعروف بمروج الشریعت رح

حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت فرزند سوم حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت باسعادت یکم شعبان سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو بمقام سرہند ہوئی۔ جس روز آپ پیدا ہوئے اس روز حضرت عروۃ الوثقیٰ کو الہام ہوا۔ سلام علیہ یوم ولد و یبعث ویوم یبعث حیاً ۔

ایام طفولیت ہی سے آثار ولایت وہدایت ناصیہ مبارک سے ظاہر تھے۔ مقامات معصومیہ[1] میں لکھا ہے کہ آپ کی سات سال کی عمر تھی کہ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی کا گذر سرہند میں ہوا۔ انہوں نے سوال کیا کہ ایک پارچہ گوشت ہے وہ کس طرح ذکر کرتا ہے۔ گویائی صفت زبان کی ہے۔ آپ نے فی الفور جواب دیا۔ کہ زبان بھی ایک پارچہ گوشت ہے۔ جس قادر مطلق نے اس کو صفت گویائی عطا کی ہے کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا۔ مولانا کی یہ جواب سُن کر تشفی ہو گئی ۔

آپ اپنے والدین کی سب اولاد سے زیادہ لاڈلے اور پیارے تھے حضرت خواجہ محمد معصوم رح آپ کو میاں حضرت کے نام سے پکارا کرتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں مکرم خاں کو لکھتے ہیں۔ جواب آنرا میاں حضرت باستصواب ایں فقیر نوشتہ است۔ انتہیٰ۔ علم وعمل اور تقوے میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ سلوک باطن اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ اور جمیع خصائص مجددیہ سے مشرف ہوئے اور منصب قطبیت پر سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد فرمایا کرتے تھے کہ عروج ونزول میرا اور تمہارا برابر ہے۔ انگشت سبابہ اور وسطیٰ کی طرف اشارہ کر کے

[1] مقامات معصومیہ خواجہ صفیر احمد ہمشیرہ زادہ خواجہ عبید اللہ کی تصنیف سے ہے۔ ۱۲ ۔

فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے ساتھ اس طرح جاتے ہو۔ آپ کی صحبت نہایت کثیر البرکت تھی۔ اور آپ کے حلقہ میں خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا۔ کہ بعض کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مجددؒ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تیرے لڑکے مثل میری ہوں گے۔ اُن سے محمد نقشبند اور محمد عبید اللہ مراد ہیں رحمہم اللہ تعالےٰ ۔

نقل ہے کہ ایک مہینہ میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا تھا یعنی رمضان شریف میں دن کو ایک پارہ یاد کر لیا کرتے تھے۔ اور رات کو سنا دیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۳ ہجری یوم جمعہ کو بمقام سنبھالکہ دہلی سے سرہند کو آتے ہوئے ہوئی۔ اور نعش مبارک سرہند میں آپ کے والد کے گنبد میں دفن کی ۔

نقل ہے کہ انتقال سے قبل آپ نے دریافت فرمایا کہ نماز کا وقت ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ ہے۔ آپ نے تیمم کیا۔ اور بعد تیمم پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور نماز کی نیت باندھی اور سجدے میں جان بحق تسلیم کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حالات حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد اشرفؒ فرزند چہارم حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے ہیں رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۴۸ ہجری میں ہوئی علوم معقول و منقول و کلام و تفسیر و حدیث بکمال کوشش حاصل کئے۔ اور ہر ایک کتاب پر شرح و حاشیہ لکھا تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ ان سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگرچہ مدت عمر تھوڑی باقی رہی ہے۔ لیکن بعنایت الٰہی تمہارا کام ایک توجہ میں کر دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ کہ ایک ہی توجہ میں تمام نسبت مجددیہ یعنی

ولایت ثلثہ و کمالات ثلثہ و حقائق سبعہ القاء فرمائیں۔ اور نسبت عالیہ باجمیع احوال و اسرار باطن میں متحقق ہو گئی۔ یہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رح کے کمال تصرف اور حضرت خواجہ محمد اشرف رح کے کمال استعداد و قابلیت سے ہے اس سے زیادہ کوئی تصرف اور کرامت نہیں ہو سکتی۔ مُردہ کو زندہ کرنا اس کے سامنے ہیچ ہے۔ آپ باستقامت طریقت و شریعت و ورع و تقویٰ موصوف تھے۔ طالبان خدا کی ہدایت میں مشغول رہتے۔ آپ کی وفات ۱۱۱۷ھ کو ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آخری کلام آپ کا حسبی اللہ نعم الوکیل تھا ؛

حالات حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد صدیق فرزند ششم اور سب سے چھوٹے حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۸ھ ہجری میں بمقام سرہند ہوئی ؛

نقل ہے کہ آپ کی ولادت سے دو سال قبل حضرت عروۃ الوثقیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ایک فرزند اور بلاواسطہ پیدا ہو چنانچہ ایک روز آپ نے اس بات کو حضرت بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے روبرو بھی فرمایا آپ محجوب ہو کر فرمانے لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے پوتے نواسے دیئے ہیں اب بجائے فرزند بلاواسطہ کے فرزند باواسطہ کی آرزو کیجئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ دل بے اختیار اسی طرح چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت شیخ محمد صدیق پیدا ہوئے۔ حضرت کو بوجہ اکبر سِن ان کی تربیت کا نہایت فکر و خیال تھا۔ کہ مبادا معاملہ خام و ناتمام رہ جائے اور بھائیوں کے محتاج ہوں۔ جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تھوڑی مدت میں قرآن شریف ختم کر کے کتب متداولہ کے پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ مگر معاملہ حال کو مقدم

دیکھا۔ اور گیارہ سال کی عمر میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور بشارت ولایت احمدی سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ آپ نے یہ خواب اپنے والد ماجد سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم کو یہ ولایت نصیب ہوگی۔ حتیٰ کہ اٹھارویں سال کی عمر حضرت نے آپ کو بشارت ولایت احمدی عطا فرمائی۔ اور بیس۲۰ سال کی عمر میں جملہ کمالات وخصوصیات طریقہ سے مثل اپنے بڑے بھائیوں کے سرفراز ہوئے ؛

اور اسی اثنا میں آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔ اور دوسرے بھائیوں کی طرح اشاعت طریقہ احمدیہ میں مصروف ہوئے۔ آپ حرمین شریفین کی زیارت سے فائز ہوئے اور وہاں آپ کی قبولیت عام ہوئی۔ اور مدت تک وہاں مقیم رہے۔ بعدہٗ ہندوستان واپس تشریف لائے۔ اس زمانہ میں فرخ سیر بادشاہ تھا۔ وہ آپ کا مرید ہوا۔ اور امراء واعیان سلطنت حلقہ میں حاضر ہوا کرتے۔ آپ اکثر مریض رہا کرتے تھے۔ اس سبب سے غذاء مرغوبہ کا پرہیز رہتا تھا۔ فرمایا کہ دہی مجھ کو نہایت مرغوب الطبع ہے۔ مگر تیرہ سال سے نہیں کھایا۔ آپ بکمال علم وعمل وفضل وورع وتقویٰ وحسن خلق وکسر نفس آراستہ تھے۔ بتاریخ ۵ جمادی الثانی ۱۱۳۰ھ ہجری بمقام دہلی آپکا انتقال ہوا۔ اور سرہند میں آپ کی نعش مبارک علیحدہ مقبرہ میں متصل مقبرہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما دفن کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

حضرت عروۃ الوثقیٰ کے صاحبزادگان کے علاوہ صدہا خلفاء صاحب ارشاد مثل محمد باقر لاہوری ومحمد حنیف کابلی ومحمد صدیق پشاوری ومرزا امان اللہ برہانپوری وشیخ ابوالمظفر وشیخ محمد علیم اللہ جلال آبادی ومرزا عبید اللہ بیگ وملا حسن علی پشاوری وملا موسیٰ بھٹی وملا بدرالدین سلطانپوری وحکیم حافظ عبدالحکیم نوہانی وشیخ بایزید سہارنپوری وحاجی حبیب اللہ حصاری وشیخ محمد مراد وشیخ آدم بھٹی وسید یوسف کروڑی ومیر شرف الدین لاہوری وشیخ انور نوارسرائی وشیخ

حسین منصور جالندھری و اخوند سجاول مترجم شرح وقایہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم گذرے ہیں۔

حالاتِ حضرت شیخ سیف الدّین قدس سرہٗ

حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہٗ پانچویں صاحبزادہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۴۹ھ ہجری کو بمقام سرہند ہوئی۔

نقل ہے کہ آپ کے عم مکرم حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے واقع میں دیکھا کہ آپ کی پیدائش کے وقت کوئی فرشتہ یہ آیت شریف پڑھتا ہے۔ سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث۔ جب سن تعلیم کو پہنچے۔ آپ کو مکتب میں داخل کیا۔ تھوڑی مدت میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور اس کے بعد عرصہ قلیل میں کتب متدوالہ پڑھیں۔ ایام طفولیت ہی سے کمالات باطنی حاصل کرنے شروع کر دیئے۔ گیارہ سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قیام قلب کی بشارت عطا فرمائی۔ اور آپ کی علو استعداد دیکھ کر ہر دم و ہر لحظہ آپ کی ترقی کا خیال تھا۔ آپ کے ظرف کو نہایت عمیق خیال فرمایا کرتے تھے۔ غرضیکہ عین ایام شباب میں واصل جملہ کمالات ہو کر مقبول مولائے ذوالجلال ہوئے۔ چنانچہ ایک خط میں اپنے والد کو اپنے معاملہ باطنی سے اس طرح اطلاع دیتے ہیں :۔

عرضداشت کمترین درویشاں محمد سیف الدین بغرض احوال پراگندہ جرأت نمودہ گستاخی می نماید۔ بامید عفو از حد تجاوز کردہ وراز نفسی مسکینہ قبلہ گاہا چندانکہ خواست و می خواہد کہ از دائرہ مباحات قدم بیرون نہد صورت پذیر نمی شود عمل بعزیمت خود بخود حق او حقا مغرب است وانہ آنیاں آمدہ اد

و اختلاط بغایت بعید افتاده الحمد لله و سبحانه که با وجود این همه خرابی و تباه کاری در محبت سگان درگاه قدم راسخ دارد و در اعتقاد فدویت آن عتبه علیه ممتاز است متاعی ازین بهتر در بساط خود ندارد و نظر بهمین اندوخته بعضی حالات سابقه و لاحقه را معروض میدارد. بلیت

تو مرا دل دہ و دلیری بین　　　روبہ خویش خوان و شیری بین

حضرت سلامت پیش ازین بچند سال از غایت ذره پروری بالحاق حقیقت الحقائق و حصول بهره از نسبت ملاحت این دور از کار را مستعد ساخته بودند و این ضعیف نیز آنچه از دولت عظمی درک میکرد بعرض آن مصدر میگذشت احیاناً آن قدر این نسبت علیه زور بار میکرد که اتحاد جسدی بلکه معامله کمون و بروز متخیل میگردید و ثقلی در بدن خود احساس می نمود الحال نیز در بحار امراره آن عجوبه ملتش غواصی می نماید چنانکه دور دور میرود گویا هیچ نرفته است و بانواع مختلفه ظهور می فرمائید و هر بار فنا و بقار جدید متوهم می شود

نه حسنش غایتی دارد نه سعدی را سخن پایان
بمیرد تشنه مستسقی و دریا هم چنان باقی

مارا و مسکن خود را تعین حبی معلوم می کند و خود را محتاط این تعین که فوق آن تعینی نیست می یابد و عجائب و غرائب چیزها از راه همین تعین در خود می فهمد و مثل ابر نیسان انوار و برکات می ریزند و اسرار لا اسم الاستار باری در میان می آرند و در بعضی اوقات چنان متخیل گشته است که مروارید زلویر را بروی نثار می کنند و آن قدر مشغوف این نسبت است که نسبتهائی دیگر گویا مستور شده - و ایضاً این درویش را آن اعلیٰ حضرت بارها بارتفاع واسطه اخذ فیوض و برکات از مرتبه مقدسه بے حیلولۃ بشری علیہ فرموده اند چه کمال اتحاد با حقیقت او صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم همین رفع واسطه است و این قسم اتحاد نصیب اقل قلیل است چنانچه از مکتوبات قدسی آیات ظاهر می گردد و اما

بہرہ از اصالت درحق ایں قسم شخص لازم ہست بانیت امیدوار است کہ بجواب ایں سرفراز گردد۔

سلطان اورنگ زیب کی توجہ کے واسطے دہلی جانا

آپ کے جواب میں امر معروف و نہی منکر بدرجہ غایت تھا۔ ہمگی معروف اجرار احکام شریعت و رفع بدعت تھی۔ سلطان وقت شاہ اورنگ زیب نے حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کی کہ اپنا کوئی خلیفہ میری ہدایت اور توجہ کے واسطے روانہ فرمائیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے انہیں صاحبزادہ کو وہاں بھیجا۔

نقل ہے کہ جب آپ دہلی میں پہنچے اور قلعہ میں داخل ہونے لگے۔ قلعہ کے دروازہ پر دو ہاتھیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھی کہ جس پر فیلبان بھی سوار تھے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں اس قلعہ میں داخل نہیں ہونگا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے۔ وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا ہے۔ چنانچہ وہ ہاتھی اور فیلبان بالکل توڑ ڈالے گئے۔ تب آپ قلعہ میں داخل ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ نے آپ کو حیات بخش باغ کی سیر کی تکلیف دی۔ وہاں سونے کی مچھلیاں تھیں کہ جن کی آنکھوں وغیرہ میں جواہرات جڑے تھے۔ حضرت نے دیکھ کہ فرمایا کہ جب تک یہ مچھلیاں نہ توڑی جائیں گی۔ میں اس جگہ نہ بیٹھوں گا۔ محافظان باغ نے بخیال نقصان شاہی اُن کے توڑنے میں تامل کیا۔ لیکن بادشاہ نے فی الفور تڑوا دیں اور کہا کہ خاطر شیخ میں زیادہ نفع ہے۔ غرضیکہ آپ نے حسب عادات وہاں ایسا معروف و نہی منکر فرمایا۔ کہ بادشاہ نے حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی شکر گذاری میں ایک خط لکھا۔ جس کے جواب میں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے تحریر فرمایا ہے:۔

الحمد للہ والمنۃ کہ زادہ منظور نظر و مقبول گشتہ و اثر صحبت بحصول انجامیدہ و از معروف و نہی منکر کہ شیوہ فقیر زادہ است اظہار و شکر و

رضامندی نمودہ بودند شکرِ خداوندی جل شانہ برین عطیہ بجا آوردہ و بسببِ آں دعاء و دعاگوئی نمودہ آمد چہ نعمتے است کہ با ایں ہمہ طمطراق بادشاہی و دبدبۂ سلطانی کلمۂ حق بسمعِ قبول افتد و گفتۂ نامرادے مؤثر شود انتہیٰ۔

بادشاہ اورنگ زیب آپ سے توجہ لیا کرتا تھا اور عجیب و غریب حالات کہ جو بادشاہوں کے واسطے عنقا روزگار ہیں وارد ہوتے۔ آپ اکثر اس کے حالات اپنے والد کو تحریر فرماتے۔ چنانچہ بعض مکاتیب میں جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اس کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں وہ مندرج جلد ثالث ہیں۔ مکتوب دوسو بائیس ۲۲۲ جلد ثالث میں تحریر فرماتے ہیں: ۔

آنچہ در احوال بادشاہ دین پناہ مرقوم نمودہ بودند از سرایت ذکر در لطائف و حصول سلطان ذکر و رابطہ و قلت خطرات و قبول کلمۂ حق و رفع بعضے منکرات و ظہور لوازم طلب ہمہ بوضوح پیوست شکرِ خداوندی جل شانہ بجا آوردہ در طبقۂ سلاطین ایں نوع امور حکم عنقاء و مغرب دارد در حدیث آمدہ است احیی سنتی بعد ما امیتت فلہ اجر مائۃ شہید اَ۔ اللھم زدہ توفیقہا و طلباً و شوقاً و نرمیتانی مراتب قربک۔

ایں درویش از آنچہ وظیفۂ فقرا است از دعا و توجہ فارغ نیست و صلاح ظاہر و باطن ایشان را در یوزہ مگر باطن ایشاں را بہ نسبت اکابر معمور می باید و امیدوار است کہ دریں نزدیکی لبغاء قلب مشرف شوند کہ درجہ اولیٰ است از ولایت ایں معنی را در حق ایشاں قرب الحصول می یابد۔

با کریماں کارہا دشوار نیست ،

والسلام اولاً و آخراً ؛

آگے اس سے اسی جلد کے مکتوب دوسو تینتیس ۲۳۲ میں تحریر فرماتے ہیں: ۔

در احوال حضرت برنگاشتہ بودند کہ از وسعت لطیفۂ اخفیٰ و مناسبت تام بآں خبر می دہند از مطالعۂ آں فرو قہا نمودہ لطیفۂ اخفیٰ اعلائے لطائف است و

حالِ باطن سلطان اورنگ زیب

ولایت آں فوق سائرہ ولایات و ایں لطیفہ را خصوصیتے است خاص بسیر سید کائنات و مفخر موجودات علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات و البرکات فقیر نیز ایشاں را مناسبتے بلطیفہ اخفیٰ در یافتہ الغیب عند اللہ سبحانہٗ و السلام۔

اِس سے آگے مکتوب دو سو بیالیس ۲۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ و ارسال التحیات میرساند مکتوب مرغوب رسید خوش وقت ساخت آنچہ از احوال بادشاہ دین پناہ مرقوم نمودہ بودند ہمہ بوضوح انجامید در طبقہ سلاطین ظہور ایں نوع امور از غرائب روزگار است۔ اللّٰہم زد۔ سالک چوں صفات خود را پرتو صفات حق باید جل شانہٗ۔ تجلّی صفات بود و کمال ایں تجلی آں است کہ ایں صفات خود را پرتو صفات حق باید مرأت ایں کمال بو خالی محض باید و عدم صرف بیند ایں زمان نہ ذکرے و نہ توجہے و نہ حضورے چہ بعد از لحوق کمالات باصل آں امور نیز عاید آنجناب مقدس میشوند بعد ازاں اگر ذکر است خود بخود است و اگر توجہ و حضور ست خود بخود است عارف دریں ہنگام رخت بصحرائے عدم کشیدہ است و از ہمہ منتسبات تہی گشتہ ایں حالت معبر بفنائے نفس است خوش است ؎

معشوق اگرچہ گشت ہم خانہ ما ۔۔۔ ویران ترہ از اوّل است ویرانہ ما

دار الخلافت میں آپ کے ارشاد کی نہایت وسعت ہوئی۔ بادشاہ شہزادہ محلات شاہی و جملہ امیر و وزیر آپ سے داخل سلسلہ مجددیہ ہوگئے اور حلقہ و مجالس میں اس قدر اژدہام خلائق ہوتا کہ بیان سے باہر ہے ؎

نقل ہے کہ ایک مرتبہ شاہزادہ محمد اعظم جو کہ آپ کا مرید تھا مجلس عالی میں حاضر ہوئے۔ اس قدر انبوہ خلائق تھا کہ اس کی پگڑی گر پڑی۔ اس کثرت ارشاد و بعض دیگر اپنے حالات کی حضرت نے اپنے والد کو بذریعہ مکتوب اطلاع دی۔ بجواب اس کے وہ تحریر فرماتے ہیں :۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ و ارسال التحیات میرساند مکتوب مرغوب کہ متضمن اذواق

عالیه واحوال سنیه بود خوش وقت ساخت وسبب فرحت دل وراحت جان گردید
نوشته بودند باوجود نسبت محبوبیت واسرار متعلقهٔ آن جانب تکمیل وارشاد روزبروز
افزون ست چرا روز افزون نبوده که افضل محبوبان سرور دین و دنیا است
و جانب ارشاد و تکمیل دروی علیه و علی آله افضل الصلوٰة واکمل التحیات از
همه زیاده تر بوده مرقوم نموده بودند که بعض اوقات بمباشرت امور مباحه نزول
واقع می شود تا به آن امور تشبث نه نماید معامله تکمیل زبون می افتد بلے
ارتکاب رخص و مباحات تقویت جانب بشریت که تکمیل است میکند و
ارتکاب عزیمت و مستحب پرورش جانب ملکیت می نماید که بارشاد کاره
ندارد ولکل وجهة اولیاء غیر مرجوعین در تکمیل جانب ملکیت کوشش می نمایند واز کمالات بشریت
دعوت حظے ندارد واولیاء غیر مرجوعین در تکمیل هردو جانب سعی کنند و ملکیت با بشریت جمع ساخته اند
این اکابر بمراد حق جل وعلا قائم اند شعر

لانی فی الوصال عبد نفسی　　وفی الهجران مولی للموالی
هجری که بود مراد محبوب　　از وصل هزار بار خوش تر

مضمون حدیث است ان الله کما یحب ان یؤتی بالعزیمة یحب
ان یؤتی برخصة باید دانست که مباح که مقرون بنیت صالح شود داخل
مستحبات میگردد و رخصت عزیمت می شود نوم العلماء عبادة شنیده
باشند علی الخصوص مباح که بامر او تعالی بوقوع آید داخل فرائض و واجب
میگردد چنانچه این معنی تفصیل از مکتوبات جلد ثانی حضرت ایشان واضح
ولائح است نوشته بودند که در مجالس سلطانی طرفه اسرار لازم الاستتار جلوه
می دهد مجدد دخول بآن محافل بعروج و نزول خاص ممتاز می سازند بلے
اهل کمال از هر بقعه فیوض واسرار مناسبه آن بقعه اخذ می نمایند واز هر زمین
کمال مناسب آن زمین میگیرند زمینی را مناسبت بمعاملات فناست و
زمینی را مناسبت دارد و بقعه به نزول حرم مکه را معاملات جدا است و حرم
مدینه را فیوض وکار بار جدا مصرع

ہر خویش پسر سے آمد حرکات دگر است

غرضیکہ چند مدت تک آپ دار الخلافت میں مصروف امر معروف و نہی منکر و ارشاد خلق میں رہے۔ بعد ازاں پھر حضرت سرہند واپس آ گئے۔ اور اپنے والد کی خدمت میں اقتباس انوار و برکات کرتے رہے۔ اُن کے انتقال کے بعد بہمہ اطوال و افعال اُن کی جانشینی کی ؁

نقل ہے کہ اکثر آخر کی نصف شب کو آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روزہ مبارک پر جاتے اور گرد پھرا کرتے تھے۔ اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ شعر ے

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم ۔ چندیں سگاں کوئے تو یک کمتریں منم

فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں مجدد الف ثانی رح کی درگاہ کا کتا ہوں۔ اور کبھی فرماتے کہ بندگی شیخ احمد کابلی سرہندی کی درگاہ کا کتا ہوں ؁

نقل ہے کہ آپ کی خانقاہ میں چار سو آدمی جمع رہتے تھے اور جو شخص جو فرمائش کرتا۔ اس کے واسطے وہی کھانا طیار ہوتا۔ اور باوجود اس قدر تنعم کے سالک بمقام بلند و کرامات ارجمند پہنچتے تھے ؁

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے تقلیل غذا کرنا چاہا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ حاجت تقلیل غذا نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے بنا کار دوام وقوف قلبی و صحبت الشیخ پر رکھا ہے۔ ثمرہ زہد و مجاہدہ شاقہ خرق عادات و تصرفات ہے اور ہمارے یہاں اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہاں دوام فکر و توجہ الی اللہ و اتباع سُنت ہے ؁

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت کے خادموں میں سے کابل سے کہ اس کا وطن مالوف تھا۔ ایران کو جاتا تھا۔ راستہ میں ایک رافضی گھوڑے پر چڑھا ہوا آگے آگے جاتا تھا۔ ناگاہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اس نے چند کلمے بے ادبی کے کہے۔ اس نے اسی وقت تلوار سے اُس کا سر کاٹ ڈالا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ سے حصول عقیدت

بعد ازاں اس کو خوف ہوا کہ کہیں اس کے رفیق مجھ کو ایذا نہ پہنچائیں۔ ناگاہ ایک سوار نقاب پوش پہنچا۔ اور ایک عصا اس مقتول کے مارا اور مجھ سے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں نے اس کو گدھا کر دیا ہے۔ اس شخص نے جو غور کیا تو وہ گدھے کی لاش ہو گئی تھی۔ اس نے سوار سے عرض کیا کہ مجھ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائیے۔ انہوں نے نقاب الٹا دیکھا تو حضرت شیخ سیف الدین تھے۔ فرمایا کہ اگر اس کی صورت تبدیل نہ کر دیتا۔ تو اس کے رفیق تجھ کو تکالیف دیتے۔ کہ اسی اثنا میں اس کے رفیق بھی آ گئے اس کا گھوڑا خالی پایا۔ اور لاش گدھے کی پڑی تھی۔ شرمندہ ہوئے اور نہ پوچھا۔ گھوڑا لے کر چپکے سے چلے گئے ۞

نقل ہے کہ ایک شخص کو مرض جذام ہو گیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا خواستگار ہوا۔ آپ نے کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ فی الفور شفا ہو گئی ۞

نقل ہے کہ خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ ایام طفلی میں ایک مرتبہ نہایت علیل ہوئے۔ آپ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ ان کی خالہ نے آپ سے دعائے صحت کے واسطے عرض کیا۔ آپ دفع مرض کے لیے متوجہ ہوئے۔ اور بعدہ فرمایا۔ کہ اس لڑکے کا اللہ تعالیٰ حافظ و معین ہے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا شیخ عظیم ہو گا۔ اور ہزاراں آدمی اس کے حلقہ میں حاضر ہوں گے ۞

نقل ہے کہ آپ کے بڑے بھائی حضرت حجۃ اللہ نقشبند قدس سرہ سفر حجاز کو جاتے تھے۔ بوقت رخصت آپ سے کہا کہ عمر آخر ہو گئی ہے۔ لڑکوں کے حال پر مہربانی رکھنا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے۔ کہ آپ کی عمر بہت ہو۔ البتہ مجھ کو اپنی عمر کی بالکل امید نہیں ہے۔ آپ میرے بچوں پر نظر عنایت رکھئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر دونوں بھائیوں کی

ملاقات نہیں ہوئی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رح انیس سال کے بعد فوت ہوگئے۔
نقل ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ مین الظہر والعصر مستورات کو جمع کرکے حدیث سنایا کرتے تھے۔ ایک روز خلاف معمول جلد وعظ ختم کر دیا مستورات نے عرض کیا کہ ابھی بہت وقت ہے۔ کچھ اور پڑھیئے۔ فرمایا۔ اور محمد اعظم سے پڑھوا آنا۔ محمد اعظم آپ کے بڑے صاحبزادہ کا نام تھا۔ بعد ازاں آپ علیل ہوگئے۔ اور پھر حدیث سنانے کا اتفاق نہ ہوا۔ اور بعد ازاں محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے سنایا ہوگا۔ آپ نے سینتالیس سال کی عمر میں ۲۶ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۹۶ ہجری میں انتقال فرمایا۔

نقل ہے کہ جب آپ کا جنازہ دفن کرنے لے چلے ہوا پر جاتا تھا۔ ہر چند لوگ چاہتے تھے کہ کاندھے پر رکھیں۔ ممکن نہ ہوا اور قبر کے پاس خود بخود جا کر رکھا گیا۔

حالات حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہر میں فقیہ کامل تھے۔ آپ نے کسب مقامات سلوک حضرت شیخ سیف الدین فرزند و خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رح سے کئے اور سالہا سال تک ان کی خدمت میں حاضر رہ کر مشرف بحالات بلند و مقامات ارجمند ہوئے۔ نیز حضرت حافظ محمد محسن اولاد شیخ عبد الحق محدث دہلوی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ ابتدا میں پندرہ سال تک ہر وقت مستغرق رہتے تھے۔ صرف نماز کے وقت افاقہ ہو جاتا تھا۔ اور پھر مغلوب الحال ہو جاتے تھے۔ آخر میں افاقہ ہو گیا۔ اکثر مراقبہ سے پشت مبارک میں خم ہو گیا تھا۔ اتباع سنت کا نہایت التزام و اہتمام تھا۔ ہر وقت کتب سیر و الغزوات پیش نظر رہتی تھیں۔ اور اس کے موافق عمل کیا کرتے تھے۔ ادنیٰ

ادب کا ترک نہ ہوتا تھا۔ اور اگر بمقتضائے بشریت ہو جاتا متنبہ ہو جاتے تھے ؎

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلاف سنت پہلے داہنا پاؤں بروقت داخل ہونے بیت الخلاء میں رکھا گیا۔ تین روز تک احوال باطنی میں قبض ہو گیا جب نہایت التجا و تضرع کی تب کھلا۔ لقمہ میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ سے چند روز کا کھانا پکا لیا کرتے۔ اور اس کو شدت بھوک میں کھا لیا کرتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال سے طبیعت کا تعلق کیفیت غذا سے نہیں رہا اور بھوک میں جو کچھ مل گیا وہی کھا لیا۔ دو سالن جمع نہ کرتے تھے۔ دو صاحبزادے تھے ایک کو گھی اور ایک کو شکر دیا کرتے تھے۔ اغنیا کا کھانا کبھی نہیں کھایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ یہ شبہ سے خالی نہیں ہوتا ؎

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی دنیا دار کے گھر سے کھانا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں ظلمت معلوم ہوتی ہے۔ اپنے خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔ کہ تم بھی غور کرو۔ انہوں نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کھانا وجہ حلال سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بوجہ نیت ریا ایک قسم کی عفونت اس میں پیدا ہو گئی ہے۔ اگر کسی دنیا دار کے گھر سے کتاب منگواتے تو تین روز تک اس کا مطالعہ نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ ان کی صحبت سے ظلمت مثل غلاف کے اس پر لپٹ گئی ہے۔ جب برکت صحبت مبارک ظلمت زائل ہو جاتی مطالعہ کرتے۔ نور فراست اور کشف اس قدر صحیح تھا کہ جیسا ان کو چشم دل سے معلوم ہوتا۔ اوروں کو چشم ظاہر سے نہ معلوم ہوتا۔ اور نہایت قوی الصرف تھے۔ اور مریدوں کو ان کی زلات پر متنبہ فرما دیتے تھے ؎

نقل ہے کہ ایک روز ایک مرید حضرت سیدؒ کی خدمت میں حاضری کے واسطے چلا۔ راستہ میں ایک نامحرم پر نظر پڑ گئی۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ تم میں ظلمت زنا معلوم ہوتی ہے۔ شاید کہ نامحرم پر نظر پڑ گئی ہے۔ پھر براہ کرم توجہ فرما کر اس ظلمت کا ازالہ فرمایا۔ اسی طرح ایک روز ایک خادم کو راستہ میں شرابی مل گیا

تھا۔ جس وقت خدمت میں حاضر ہُوا۔ دیکھ کر فرمایا۔ کہ آج تمہارے باطن میں ظلمت شراب معلوم ہوتی ہے۔ شاید کہ شراب خوار سے ملاقات ہُوئی ہے فرمایا کہ فساق کی مُلاقات سے نسبت مکدر ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں ذکر تہلیل کر کے جاتا تھا۔ آپ فرما دیتے تھے کہ آج ذکر تہلیل کر کے آئے ہو۔ اور اگر درود شریف پڑھ کر جاتا اُس کو فرما دیتے کہ دُرود پڑھ کر آیا ہے ۞

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میری لڑکی کو جن اُٹھا کر لے گئے ہیں۔ جس قدر عمل و عزائم کئے سب بیکار ہو گئے۔ آپ اس معاملہ میں ہمت فرمائیے۔ یہ سُن کر آپ تا دیر مراقب رہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ فلاں وقت تیری لڑکی حاضر ہوگی۔ چنانچہ اسی وقت آگئی۔ لڑکی سے جو ماجرا دریافت کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ میں ایک صحرا میں بیٹھی تھی۔ وہاں سے ایک بزرگ میرا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ لے آئے آپ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ آپ نے اس قدر تامل کے بعد کیوں فرمایا کہ تیری لڑکی فلاں وقت آئے گی۔ فی الفور کیوں نہ فرما دیا۔ فرمایا کہ میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کی کہ اگر میری ہمت میں اثر ہو مصروف ہوں۔ جب الہام ہو گیا کہ تیری ہمت میں اثر ہے تب میں نے ہمت کی اور کہا کہ فلاں وقت تیری لڑکی آ جائیگی ۞

نقل ہے کہ دو عورتیں امتحاناً حضرت سے اخذ طریقہ کے واسطے حاضر ہوئیں۔ دراصل وہ رافضی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنے عقائد بد سے توبہ کرو پھر اخذ طریقہ کرنا۔ چنانچہ ایک آپ کے کمال کی قائل ہو کر داخل طریق ہو گئی اور دوسری کو توفیق نہ ہوئی ۞

نقل ہے کہ ایک آپ کا مخلص ہوائے نفسانی سے چاہتا تھا کہ مرتکب زنا ہو کہ اسی اثنا میں آپ کی صورت مثالی حاضر ہوئی۔ اور وہ عورت خائف ہو

کہ ایک گوشہ میں چھپ گئی اور وہ شخص تائب ہو گیا ۔
نقل ہے کہ آپ کے پڑوس میں بھنگ فروش کی دکان تھی - ایک روز فرمایا کہ ظلمت بھنگ سے نسبت باطن مکدر ہو جاتی ہے - کسی مخلص نے چاہا کہ اُس کو بزور ہٹا دیا - آپ نے یہ سُن کر فرمایا کہ اب پہلے سے بھی زیادہ مکدر ہو گئی ہے کہ احتساب خلاف شرع واقع ہوا - اوّل اس کو بر نرمی توبہ کرانی چاہیئے تھی - پھر شدت کرنی تھی - غرضیکہ اس کو تلاش کر کے بلوایا - اور مریدوں کی جانب سے معذرت کی - اور کچھ روپے اس کو دیئے اور فرمایا کہ خلاف شرع پیشہ اچھا نہیں ہوتا - کوئی مباح پیشہ اختیار کر د چنانچہ وہ فی الفور تائب ہو گیا ۔
نقل ہے کہ ایک مرتبہ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کے واسطے گئے - مراقبہ میں معلوم ہوا کہ تمام جسم و کفن درست ہے - مگر پاؤں کے پوست اور کفن میں مٹی کا اثر پہنچ گیا ہے - اس کی وجہ دریافت کی تو صاحبِ مزار نے فرمایا کہ ایک غیر شخص کا پتھر اس کی بلا اجازت وضو کی جگہ رکھ لیا تھا کہ جس وقت آئیگا - واپس دے دوں گا - ایک دفعہ اس پہ قدم رکھا گیا تھا - اس کی وجہ سے مٹی نے پاؤں و کفن میں اثر کیا - الحق کہ جس کا قدم تقویٰ میں زیادہ اسی کو قرب و ولایت زیادہ ۔
آپ کی وفات ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۲۵ھ میں ہوئی - آپ کا مدفن خام دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے مزار کے قریب آبادی سے باہر ہے ۔

حالات حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ بتاریخ گیارھویں رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ بروز جمعہ بوقت صبح بعہد شاہ اورنگ زیب تولد ہوئے - آپ کے والد بزرگوار امرائے شاہی تھے - اور اسم شریف مرزا جان تھا - اور اسی مناسبت سے

شاہ اورنگ زیب نے آپ کا نام جانجان رکھا۔ کہ بیٹا باپ کی جان ہوا کرتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ بنتے بنتے جانجاناں ہو گیا۔ آپ کا نسب بواسطہ محمد بن حنفیہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ سے ملتا ہے۔ آثار رشد و ہدایت ناصیہ مبارک سے ظاہر تھے۔ عشق آپ کی خمیر طینت میں تھا۔

نقل ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یاد ہے کہ میری چھ ماہ کی عمر تھی کہ ایک حسین عورت نے مجھ کو دایا کی گود سے اپنی گود میں لے لیا۔ اس کے جلوۂ جمال سے میرا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور اُس کے ساتھ محبّت پیدا ہو گئی۔ اُس کے بلا دیدار قرار نہ آتا تھا۔ اور اُس کے فراق میں رویا کرتا تھا پانچ سال کی عمر میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی۔ کہ یہ لڑکا عاشق مزاج ہے۔ فرمایا کہ میری عمر نو سال کی تھی کہ میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خواب میں دیکھا کہ بکمال عنایت پیش آئے اور انہی ایام میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آتا اُن کی صورت مبارک حاضر ہو جاتی۔ فرمایا کہ میں نے بارہا بچشم ظاہر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا۔

چھ ماہ کی عمر میں عشق

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھے تھے کسی شخص نے ذکر کیا کہ قدماء صوفیہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔ مگر حضرت مجدّد رحمۃ اللہ علیہ سب کے خلاف وحدت شہود کو ترجیح دیتے ہیں کہ اسی اثناء میں ایک نور مثل آفتاب کے چمکا اور اس میں حضرت مجددؒ نے ظہور فرمایا۔ اور آپ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں سے اُٹھ جاؤ۔ اس واقعہ کو آپ نے اپنے والد سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ تم کو اُن کے طریقہ سے فیض حاصل ہو گا۔ صغر سنی سے ہی آپ کے والد نے تربیت میں نہایت اہتمام فرمایا۔ اور تمام اوقات منضبط فرما دیئے۔ اور نہایت تاکید کی کہ وقت عزیز رائگاں نہ ہو۔ چنانچہ عرصہ قلیل میں آپ نے ہر فن میں

کمال پیدا کیا۔ علاوہ علم قرأت و فقہ و حدیث کے دیگر فنون میں بھی آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔

فن سپہ گری میں کمال

نقل ہے کہ بمقتضیٰ سرادیل آپ کو بچپن سے طرح سے آتی تھی۔ فن سپہ گری میں آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر بیس آدمی مجھ پر تلوار کھینچ کر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک لاٹھی ہی ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک شخص بھی زخم نہیں پہنچا سکتا۔

شجاعت

نقل ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مغرب کی نماز میں انصراف سلام کے وقت میرے خنجر مارنا چاہا۔ میں نے فی الفور اس سے چھین لیا۔ اور پھر واپس دے دیا۔ اس نے پھر حملہ کیا۔ اور پھر میں نے چھین لیا۔ پھر واپس دیا۔ اسی طرح اس نے سات مرتبہ حملہ کیا۔ اور ساتوں مرتبہ میں نے چھین لیا آخر کار اس نے معذرت کی اور پاؤں پر گر پڑا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مست ہاتھی راہ میں آتا تھا۔ اور میں سامنے سے گھوڑے پر سوار جاتا تھا۔ فیلبان نے شور مچایا کہ ہٹ جاؤ۔ مجھ کو آئی کہ حیوان سے بھاگنا بڑی نامردی ہے اتنے میں ہاتھی نے مجھ کو سونڈ میں لپیٹ لیا۔ اسی وقت میں نے خنجر نکال کر اس کی سونڈ میں مارا۔ ہاتھی نے چیخ مار کر مجھ کو چھوڑ دیا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ جہاد باشرائط آیا۔ میں اور ایک سردار ایک ہاتھی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عین شدت حرب میں میرے ردیف کو خیال آیا کہ وہ ڈر گیا۔ فی الفور اسی حالت میں ایک غزل تازہ تصنیف کی کہ وہ حیران رہ گیا۔ غرضیکہ جس فن کا آدمی آپ کے پاس آتا اس فن میں آپ کی استادی کا اقرار کرتا۔ فرمایا کہ میرے مزاج میں رغبت اتباع سنت کمال تھی۔

ایک روز میرے والد مجھ کو اپنے پیر کی خدمت میں لے گئے۔ اتفاقاً اس روز سکر و سماع میں ان کی نماز عصر و مغرب فوت ہو گئی۔ اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر والد صاحب نے مجھ کو ان سے بیعت ہونے کے

واسطے کہا۔ تو میں انکار کردوں گا۔ چنانچہ ایک روز میں نے والد سے عرض کیا کہ حضرت نماز میں کیوں تساہل کرتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اُن پر سُکر غالب ہے معذور ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نماز میں سکر غالب ہو جاتا ہے۔ اور کام میں ہوشیار رہتے ہیں۔ اس بات سے وہ ناراض ہوئے مگر میرے دل میں بیعت کرنے کا کھٹکا نکل گیا۔ سولہ برس کی آپ کی عمر تھی کہ آپ کے والد نے انتقال کیا۔ آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ اوقات اسی طرح منضبط رکھنا۔ اور عمر اشغال لاطائل میں نہ صرف کرنا۔ فرمایا کہ میں نے اوقات اسی طرح کہ والد نے مقرر کردیے تھے منقسم رکھے۔ فرمایا کہ بعد انتقال والد خیر خواہاں دُنیا دو سال تک اسی کوشش میں رہے کہ منصب موروثی حاصل ہو جائے۔

چنانچہ ایک روز فرخ سیر بادشاہ کی ملاقات کو گئے۔ بادشاہ کو اس روز زکام تھا۔ اور دربار میں نہ آیا۔ اس سبب سے ملاقات نہ ہوئی۔ اُسی رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے مزار سے نکل کر اپنی کلاہ میرے سر پر رکھ دی۔ شاید کہ وہ بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے۔ اس کے دیکھنے سے منصب و جاہ کی رغبت میرے دل میں باقی رہی۔ اور بزرگوں سے ملنے کا شوق دل میں پیدا ہو گیا۔ اور جس جگہ صاحب کمال سنتا۔ اُن کی زیارت کے واسطے حاضر ہوتا۔ چنانچہ شیخ کلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور میر ہاشم جالیسری و شاہ مظفر قادری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ شاہ مظفر قادری سے جس وقت میں اُن کی ملاقات کو گیا کسی نے دریافت کیا کہ اس وقت بھی اوتاد و ابدال ہوں گے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ زمانہ دوستان خدا سے خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کو اوتاد و ابدال دیکھنا ہو میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس جوان کو دیکھے۔ یہ اُنہوں نے اپنی نور فراست سے معلوم کیا ورنہ اُس وقت تک میں نے کوئی طریقہ بھی اختیار نہیں کیا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ کے گھر جمع احباب و سامان طرب موجود تھا۔ کہ اسی اثنا میں کسی شخص نے حضرت سید محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف بیان کئے۔ یہ سنتے ہی آپ بے اختیار ہو گئے۔ اور باوجود ممانعت حضار جلسہ اُسی دم متوجہ زیارت حضرت سید ہو گئے۔ چونکہ مکان پر تمام لعب کو چھوڑ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد چاہا کہ جلد وہاں سے اُٹھیں اور عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی وقت حاضر ہونگا۔ اگرچہ حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ بعد دریافت صلاحیت و استعداد و استخارہ مسنونہ ذکر طریقہ طالب کو تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کو بلا آپ کی درخواست کے فرمایا۔ کہ آنکھیں بند کرکے متوجہ قلب ہو جاؤ۔ اور خود توجہ شروع کی۔ چنانچہ اُسی توجہ میں لطائف خمسہ جاری ہو گئے۔ اور بعد ازاں رخصت کر دیا۔ اور آپ پر نسبت باطنی نے اس قدر غلبہ کیا کہ اگلے دن صبح کو حضرت سید کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا۔ اور معمول کے موافق چلتے وقت آئینہ میں اپنی صورت دیکھی تو بعینہ حضرت سید کی صورت پائی۔ اس سے محبت اور عقیدہ اور زیادہ ہو گیا۔ تھوڑی مدت میں حالات و کیفیات طریقہ سے باطن معمور ہو گیا۔ دل محبت اور عقیدہ اور زیادہ ہو گیا۔ چار سال تک آپ نے ان کی خدمت میں استفادہ کیا۔ اور معاملہ تا ولایت کبریٰ پہنچ گیا۔ اُس وقت حضرت سید نے آپ کو اجازت طریقہ مع تبرک پیرہن عطا فرمائی۔ اور وصیت ملازمت عقیدہ اہل سنت وجماعت و اجتناب از بدعت فرمائی۔ اس کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ چھ سال تک اُن کی قبر پر جاتے رہے۔ اور اس عرصہ میں مسمی الباطن تک ترقی ہو گئی۔ لیکن حضرت سید بار بار واقعہ میں فرماتے تھے۔ کہ کمالات الٰہی بے نہایت ہیں۔ عمر گرامی کو طلب خدا میں صرف کرنا چاہیئے۔ قبور سے استفادہ معمول نہیں ہے۔ کسی زندہ بزرگ سے تحصیل مقامات کرنا چاہیئے۔

چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں حضرت مرزا صاحب نے بزرگانِ وقت کی خدمت میں رجوع کیا۔ پہلے حضرت شاہ گلشن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اظہارِ طلب کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ تم شیخ روزگار ہو تا ہے۔ اور میں چنداں پابند آداب طریقت کا نہیں ہوں۔ کبھی سماع سُن لیتا ہوں۔ اور کبھی نماز بے جماعت پڑھ لیتا ہوں۔ تم کسی اور جگہ جاؤ۔ چنانچہ اس کے بعد وہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ حضرت حجۃ اللہ نقشبند نبیرہ حضرت مجدّد علیہم الرحمۃ کے کہ وہ اپنے وقت کے قیوم تھے گئے نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ ایسے شخصوں کی ملاقات کہ باآداب ظاہر و انوار باطن سے آراستہ ہوں۔ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ سُن کر حضرت مرزا صاحب اُن سے قدمبوس ہوئے۔ حضرت خواجہ زبیر رح نے فرمایا کہ تم تو ہمارے ہی ہو۔ لیکن اس طریقہ میں صحبت شرط ہے اور تمہارا مکان یہاں سے بہت دور ہے۔ ہر روز آ نہیں سکتے اور جو نسبت تم کو حضرت سیّد سے پہنچی ہے۔ وہ بہت دور سے ہے اس کی نہایت محافظت کرنا چاہیئے۔ اور یہی کافی ہے؛

بعد ازاں حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ سے التماس توجہ کی۔ یہ بزرگ حضرت حجۃ اللہ نقشبند رح کے خلیفہ تھے۔ اُنھوں نے فرمایا۔ کہ تم نے سلوک علی البصیرہ حاصل کیا ہے اور تم کو کشف مقامات ہے۔ اور مجھ کو چنداں کشف و علم مقامات نہیں ہے۔ استفادہ بوجہ احسن نہ ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب کا قول ہے کہ اگرچہ اُن سے استفادہ ظاہراً نہیں ہوا لیکن حدیث شریف کے سبق کے ضمن میں اُن کے باطن سے فیض فائض ہوتا تھا۔ اور نسبت کے عرض میں خوب قوت پیدا ہو گئی۔ پھر حضرت حافظ سعد اللہ خلیفہ حضرت محمد صدیق فرزند اصغر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنھوں نے استخارہ کا حکم فرمایا۔ استخارہ فہو المراد آیا۔ اُن کی خدمت میں بارہ ۱۲ سال رہنے کا اتفاق ہوا۔ ان کی عمر

اسّی سال سے زیادہ تھی۔ بسبب کبرسنی توجہ نہیں کر سکتے تھے۔ البتہ صبح کے وقت ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھتے تھے۔ اس وقت طالبین حلقہ باندھ کر گرد بیٹھ جاتے تھے اور قرآن سنتے تھے۔ اس سے ترقیات باطن ہوتی تھیں۔ ان کے مزاج میں غیرت نہایت تھی۔ اگر کوئی بلا اجازت کسی مزار پر بھی چلا جاتا تھا۔ تو اس کی نسبت میں فتور آجاتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مرزا صاحب نے ان سے عرض کیا کہ اس طریقہ میں مدار ترقی توجہ پیر پر ہے۔ اور اس قدر مدت میں فقیر کو صرف ایک ہی مرتبہ توجہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور فقیر کو ہمیشہ اس سعادت کی آرزو رہتی ہے۔ اس جرأت سے نہایت ناراض ہوئے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے ظاہر و باطن میں تغیر عظیم پیدا ہوا حتیٰ کہ علیل ہو گئے اور تین مہینے تک بیمار رہے۔ جب ایک روز جناب حافظ عیادت کو تشریف لائے تب صحت ہوئی۔ اور نسبت باطن بحال ہوئی۔ لیکن چونکہ وہ طالبوں کے حال پر بوجہ ضعف خیال فرما ہی نہیں سکتے تھے۔ ناچار حضرت مرزا صاحب نے حضرت خواجہ محمد عابد سنامی خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد نبیرہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہم کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی۔ جب اس کی خبر حضرت حافظ صاحب کو پہنچی تو حضرت مرزا صاحب سے فرمانے لگے کہ تم نے یہاں کیا فیض میں کوتاہی دیکھی۔ کہ اور جگہ جانا اختیار کیا۔ مرزا صاحب نے عرض کیا کہ میرا مقصود صرف اللہ اور نسبت علیہ ہے۔ اور اس کا حاصل ہونا توجہات پر موقوف ہے۔ اور یہ بات بوجہ ضعف و ناتوانی حضرت کے ہو نہیں سکتی اس سبب سے ایک آپ کے بھائی کے پاس رجوع کیا ہے۔ اور خاندان والا سے ویسی ہی اخلاص و بندگی راسخ ہے۔ مگر عذر سے ان کی صفائی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ بعد انتقال جب کبھی ان کے مزار پر جاتے تو وہ حضرت مرزا صاحب سے منہ پھیر لیا کرتے۔ بعد موت ان کے خلیفہ نے حضرت مرزا

صاحب سے کہا کہ مجھ کو واقع میں حضرت حافظ صاحب نے بشارت دی ہے کہ ہم مرزا صاحب سے راضی ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ حکم اور مرضی الٰہی سے کیا تھا۔ یہ سُن کر مرزا صاحب بہت خوش ہُوئے اور سجدات شکر بجا لائے کہ رضائے اہلِ حقوق اللہ تعالیٰ کی نعمت سے ہے۔ حضرت خواجہ محمد عابد رحمۃ اللہ کی صحبت میں کمالات سے کام شروع ہوا۔ اور سلوک ان میں حقائق سبعہ وغیرہ ختم ہوئے۔ فرمایا۔ ولایات میں ذوق وشوق وظہور دیدی تھا۔ وہ سب زائل ہو گیا۔ اور بجائے اس کے برد یقین و اتصال بے کیف واحوال بیرنگ و لطافت نسبت مقامات عالیہ مجددیہ میں حاصل ہوئی۔ مقامات سافلہ میں فیض مثل بڑے بڑے قطرہ والی بارش کے آتا تھا۔ یہاں مثل شبنم کے ہو گیا۔

بعد ختم مقامات حضرت شیخ نے پھر ایک سال میں سیر مرادی تمام مقامات کی کرادی۔ اس سے ہر مقام کے حالات و کیفیات میں نہایت قوت پیدا ہوگئی اور لطافت نسبت اس درجہ کو پہنچ گئی۔ کہ حضرت شیخ کی توجہات بھی ادراک میں نہ آتی تھی۔ بلکہ آخر کار اُن کی صحبت صرف ایک قسم کی صفائی پیدا ہوتی تھی۔ اور بس۔ اس کی شکایت بھی اُن سے کی گئی۔ فرمایا کہ اس کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ فیضان الٰہی برابر آتا ہے۔ اگرچہ نہایت بیرنگی سے ادراک میں نہ آئے۔ جس وقت تک حوض بھر نہیں جاتی پڑنا گھڑے پانی کے گرنے کی آواز آیا کرتی ہے۔ اور جب لبریز ہو جاتی ہے پانی اس میں آتا رہتا ہے مگر آواز نہیں پیدا ہوتی۔

فرمایا کہ حضرت شیخ کی توجہات سے نسبت باطنی میں اس قدر طول وعرض پیدا ہوا کہ نظر کشفی بھی کام نہ کرتی تھی۔ اور تسلیک مقامات طریقہ میں نہایت قوت حاصل ہوئی۔ چنانچہ حضرت شیخ نے اپنے چند اصحاب تربیت کے واسطے سپرد کئے۔ بعد ختم مقامات جب اُن پاس لے گیا۔ اُنہوں نے

جمیع بشارات مُسلّم رکھے۔ فرمایا کہ حضرت شیخ کے اصحاب میں جو خصوصیت کہ فقیر کو تھی وہ کسی کو نہ ملی ؂

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ نے فرمایا کہ رات اللہ تعالیٰ نے ایسے کمالات جدیدہ عطا فرمائے کہ بمقابلہ اُن کے کمالات سابقہ کچھ نہ تھے حضرت مرزا صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت اس قدر شب باقی رہی تھی کہ یہ برکت حضور مجھ پہ بھی احوال عجیبہ اسرار غریبہ وارد ہوئے تھے۔ حضرت شیخ رح نے فرمایا درست ہے تم کو ہمارا ضمنی کیا ہے۔ اور جو کچھ مجھ کو بخشش و کرامت ہوتی ہے اُس میں تم کو حصہ ملتا ہے ؂

نقل ہے کہ فرمایا۔ ایک روز حضرت شیخ سے میں نے قادریہ خاندان کی اجازت کے واسطے عرض کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ آؤ تم کو اس خاندان کی اجازت سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سرفراز کرائیں۔ چنانچہ خود بھی جناب رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف متوجہ ہو بیٹھے۔ اور مجھ کو بھی متوجہ ہونے کو فرمایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب ربّ العٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مع اصحاب کرام و اولیاء عظام رضی اللہ تعالےٰ عنہم ایک بارگاہ عالی میں رونق افروز ہیں۔ اور حضرت غوث الثقلین رح حضور پُرنور میں کھڑے ہیں۔ حضرت شیخ رح نے جا کہ عرض کیا کہ مرزا جانجاناں اجازت خاندان قادریہ کے اُمیدوار ہیں۔ فرمایا کہ اس معاملے میں سیّد عبد القادر رح سے کہو۔ چنانچہ اُن سے عرض کیا۔ اُنہوں نے حضرت شیخ کی عرض قبول فرما کہ لعطائے خرقہ تبرک اجازت سے بندہ کو سرفراز فرمایا۔ اور مجھ کو اپنے سینے میں حالات و برکات طریقہ قادریہ کا بخوبی احساس ہوا۔ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ میں اضمحلال و ربودگی بہت ہے۔ اور طریقہ قادریہ میں لمعان انوار ہے ؂

فرمایا کہ حضرت شیخ نے مجھ کو اجازت خاندان سہروردیہ و چشتیہ بھی عطا فرمائی ہے۔ اور نسبت چشتیہ اویسیہ طور سے بھی مجھ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچی ہے۔ فرمایا بعض اوقات کہ نسبت چشتیہ کا ظہور ہوتا ہے سماع اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور سوز و گداز و عشق و محبت کہ لازم نسبت چشتیہ ہے باطن کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ فرمایا کہ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ نے مجھ کو بشارت حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجھ کو اُن کے انوار سے فناء حاصل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ پھر دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجائے بندہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور بندہ اُن کی جگہ بیٹھا ہے۔ پھر دیکھا کہ دونوں جگہ حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہیں۔ پھر دیکھا کہ میں بیٹھا ہوں۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں سے میرے حال پر یہ ہے کہ مجھ کو پیرانِ کبار سے خصوصاً حضرت سید اور حضرت شیخ سے کمال محبت اور رسوخ ہے۔ اور اگرچہ بشرف زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف نہیں ہوا۔ مگر الحمد للہ کہ اُن کے ایسے نائبوں کی سعادت صحبت سے محروم نہیں رہا۔ اور اسی طرح یہ بزرگوار بھی میرے حال پر کمال بندہ نوازی فرمایا کرتے تھے۔ اور میری توقیر میری قدر سے زیادہ فرمایا کرتے تھے۔

فرمایا کہ ایک روز حضرت سید نے میری جوتیاں سیدھی کر کے رکھیں۔ اور فرمایا کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں قبولیت تمام ہے۔ حضرت حاجی محمد افضل رح صاحب میری تعظیم کو سیدھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ تمہارے کمالات کی تعظیم کرتا ہوں۔ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب نہایت تکریم کرتے اور فرمایا کرتے کہ تم میرے قبلہ گاہ کی جگہ ہو۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نہایت تواضع سے میرے زانو بوس ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری مانند میرے مریدوں میں کوئی نہیں ہے۔ ایک روز اور فرمایا کہ تم کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت ہے تمہاری توجہات سے

ترجیح طریقہ ہو گی۔ اور فرمایا کہ جناب الٰہی سے تم کو لقب شمس الدین حبیب اللہ عطا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز میں حضرت شیخ کے حضور میں حاضر تھا۔ فرمایا کہ دو آفتاب مقابل بیٹھے ہیں کہ شعشان انوار سے ایک دوسرے سے متمیز نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ ایک روز ایک سرہندی صاحبزادہ سرہند کو جاتے تھے۔ اُن کی زبانی میں نے اپنا اسلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا۔ جب انہوں نے مزار پر پہنچ کر میرا اسلام کہا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سینہ تک اپنا سر مبارک اُٹھا دیا۔ اور فرمایا کہ کون مرزا؟ پھر فرمایا وہ ہمارا شیفتہ اور دیوانہ علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فرمایا کہ وہ مجددی صاحبزادہ میرے بہت مشکور ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری وجہ سے مجھ کو زیارت نصیب ہو گئی۔ اور اس کے بعد میری بہت تعظیم کرنے لگے۔ غرضیکہ بعد انتقال حضرت شیخ حضرت مرزا صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے۔ طالبان خدا ہر طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حسب استعداد فیض یاب ہوئے۔ تہذیب نفوس طالبان جیسے کہ آپ کی خدمت میں ہوتی تھی۔ بزرگان سلف ہی کے وقت میں کبھی ہوتی ہو گی۔ مشائخ وقت کہا کرتے تھے کہ جس قدر فیض صرف تمہاری صحبت میں ہوتا ہے اس قدر اوروں کی توجہ وہمت سے نہیں پہنچتا۔

اثرِ صحبت

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں رسمی طور سے آیا۔ اور وہاں سے پھر حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم مرزا صاحب کے مرید ہو گئے کہ تمہارا باطن اُن کے طریقہ کے انوار سے معمور ہے۔ اُس نے کہا کہ نہیں میں تو صرف اُن کی خدمت میں حاضر ہی ہوا تھا۔ فرمایا ؎

آہن کہ بپایۂ آشنا شد　　　فی الفور بصورت طلا شد

توجہات نافذ

آپ کی توجہات سے لوگ دُور دراز ملکوں میں ترقیات حاصل کرتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ بھیک نبیرہ حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کابل میں تھے۔ حضرت نے دہلی سے غائبانہ توجہ فرما کر مقاماتِ عالیہ پر پہنچا دیا۔ حضرت مولوی احمد اللہ فرزند حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم کو دہلی سے پانی پت میں توجہاتِ غائبانہ فرمایا کرتے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں اُن کو تحریر فرماتے ہیں:۔

توجہ پشما تا امروز ناغہ شدہ و نخواہد شد ترقیاتِ شما روز افزوں ست تجلیاتِ کمالاتِ رسالت گاہ گاہ ظہور مے کند۔ انتہیٰ۔

اور ایک جگہ اُن کے والد کو تحریر فرماتے ہیں:۔

احمد اللہ را در حقیقتِ کعبہ توجہ میشود و در دو سہ روز در حقیقتِ قرآن داخل مے گردد۔ انتہیٰ۔

ہزارہا آدمیوں نے آپ سے طریق حاصل کیا۔ اور دوامِ ذکر میں مشغول ہوئے۔ قریب دو سو آدمیوں کے اجازتِ تعلیمِ طریقہ عطا فرمائی۔ اور قریب پچاس آدمیوں کو نہایت مقاماتِ مجددیہ احمدیہ پر پہنچایا۔ بمقتضائے عمومِ الطاف حضرت کی عادتِ شریف اس طرح تھی۔ کہ سالک ابھی ایک مقام اچھی طرح سرانجام کرنے نہیں پاتا تھا کہ بطورِ طفرہ مقامِ عالی پر واصل فرما کر ادنےٰ التفات سے وہاں کے حالات و کیفیات اس پر القاء فرما دیتے تھے۔ تاکہ ہر مقام سے مناسبت پیدا کر کے پھر بطورِ خود کثرتِ ذکر و مراقبہ سے مقاماتِ عالیہ میں تحقیق پیدا کرے اور ہمہ تن عالی ہمت اسی پر مصروف تھی۔ کہ طریقہ احمدیہ عالم میں رواج پذیر ہو اور طریقہ جدیدہ مجددیہ سے جہاں منور ہو جائے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ بعض افغانوں نے حضرت کی بشاراتِ مقامات پر دل میں انکار کیا۔ حضرت نے یہ بات اپنی فراست سے دریافت کر کے فرمایا کہ اگر تم کو اعتبار نہیں ہے تو کسی کو اکابرِ دین میں سے مقرر کر لو کہ اس

کی روح مبارک ظہور فرما کر بشارات کی شہادت دے سب نے عرض کی کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک آکر تصدیق فرمائے نہایت تصدیق ہے۔ اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک پر فاتحہ پڑھ کر مع اصحاب متوجہ جناب مقدس ہو گئے کہ ابھی اثنار میں سب کو غیبت ہو گئی اور دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سب کو زجر فرما کر ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب کی بشارات سب سے صحیح ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے اس قسم کا شبہ بذریعہ تحریر بھی کیا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ تحریر فرمایا :-

مخدوما دو شبہ نوشتہ اند یکے آنکہ خلفاء حضرت سرہند دعوئے مقامات بلند میکنند و آثار آں مثل اولیاء متقدمین از ایشاں بظہور نمیرسد دیگر آنکہ مریداں خود را بشارتہائے عالی میدہند و حالات آنہا دلالت بر آں بشارتہا نمی کند ومساوات ایں درویشاں با اکابر سابقین بلکہ فضل بر آنہا لازم می آید وایں معنی مستبعد می نماید جواب شبہ اول بدانند کہ بزرگان پیشین باوجود تحقیق فنائے دعوئی کمالات علی کردہ اند وکتب قوم ازیں مقالات مملو ست غایۃ ما فی الباب جماعت ازاں طائفہ باظہار ایں امور مامور بودہ اند و فرقہ بحکم غلبۂ سکر معذور پس در شان ایشاں نیز ازیں ہر دو احتمال یکے را تجویز باید نمود و ہیچ کمالے غیر از نبوت بالاصالت ختم نگردیدہ و در مبدا فیاض بخل و دریغ ممکن نیست۔ پس در حق ایں بزرگان حسن ظن را چہ مانع است آخر از صلحاء مسلمین اند و مراد از ظہور آثار کمال اگر استقامت است کہ فوق کرامت است پس ایں معنی خود از اقویاء ایں طریقہ بقوت ظاہر میگردد و ضعفاء را اعتبارے نہ دگر مقصود از آثار صدور خرق عادات و مکاشفات است کہ منظور عوام است پس ایں مقدمات باجماع صوفیہ نہ از شرط ولایت اند و نہ از لوازم آں و مخفی نیست کہ صحابہ کرام کہ افضل جمیع امت مرحومہ بودہ اند کمتر مصدر ایں امور گشتہ و چوں مجاہدات

و در ریاضات این طریقہ بطور صحابہ و تابعین اتباع کتاب و سنت است اذواق و مواجید اہل این طریقہ نیز مشابہ اذواق ہماں جماعت است فلا تکن من الممترین۔ جواب شبہ دوم آنکہ دریافتن آثار باطنی اہل کمال امر آسان نیست علی الخصوص ادراک نسبت بے کیف این طریقہ کار ہر عمرو زید نے اما از ارباب فراست صحیحہ مخفی نمی ماند و آثار ظاہری کہ کثرت طاعت و ریاضت و افراط ذوق و شوق و تجرد و انقطاع باشد اہل اخلاص و ریا و ارباب حق و باطل شریک اند و از صدور معاصی احیاناً غیر معصومین ہیچ کس محفوظ نیست در حق این ہست کہ بنا بر بعد زمان نبوت و قرب قیامت ضعف در احوال ظاہری و باطنی راہ یافتہ است لیکن این بشارتہا ئے حقیقی نیست و مقصود این مشائخ از بشارت آنست کہ مرید از اں مقام نصیبے یافتہ نہ مثل اولیاء مشہور قوت و رفعت در آں مقام رسانیدہ تا مساوات بانہا لازم آید و اگر مرے خوش استعداد ے عمرے دریں کار جد و جہد بکار بردہ شریک دولت آں بزرگاں شود استحالہ ندارد بیت ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

و بداند کہ نسبت این حضرات انعکاسی است مثل انطباع نور شمس در مرأت و فرصتے می آید کہ انوار پیر لازم مرأت مرید گردد و انعکاس مبدل بتحقیق شود و مرید بمرتبہ کمال و تکمیل برسد پس در بعض اوقات عکس مقام در آئینہ باطن مرید می افتد و ہنوز آں مقام بتحقیق نرسیدہ و پیر کشف دقیق و نظر تحقیق را کار نفرمودہ آں مرید را بشارت آں مقام می فرماید و بعد مفارقت آں نسبت کہ بشرط محافظت ظاہر شدہ بود رویہ استتار می آرد پس آثار اگر ظہور ننماید بجا است و این اغلاط دریں جزو زماں بسیار رواج یافتہ است کہ در پیران نسبت کشفی کمیاب است و مریداں بنا بر ضعف ہمت التماس بشارت مقام و اجازت ارشاد در اضطراب اند انتہی۔

حضرت مرزا صاحب بکمال زہد و توکل موصوف تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے نہایت استغنیٰ تھا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا ہدیہ بھی قبول نہیں فرمایا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اپنے وزیر قمرالدین کی زبانی حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ملک عطا فرمایا ہے۔ اس میں جو کچھ مرضی ہو بطریق ہدیہ قبول فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام دنیا کی متاع قلیل فرمایا ہے۔ پھر اُس قلیل میں سے بھی تمہارے پاس قلیل ہے۔ اس میں سے میں کیا قبول کروں۔

نقل ہے کہ ایک امیر نے ایک خانقاہ اور ایک حویلی اور وجہ معاش فقرا کی مقرر کر کے حضرت کی نذر کی۔ آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور جواب دیا کہ گزارہ کرنے کو اپنے اور بیگانہ کا مکان کافی ہے۔ اور ہر شخص کی روزی جو کچھ اُس کے مقدر میں ہے۔ وقت پر پہنچ جاتی ہے۔ فقیروں کا خزانہ صبر و قناعت ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز موسم سرما میں آپ پھٹی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔ نواب خاں فیروز جنگ اس جگہ حاضر تھا۔ یہ حال دیکھ کر ایک اپنے مصاحب سے کہنے لگا کہ یہ ہماری بدبختی ہے کہ جن بزرگوں کی خدمت میں ہم کو ارادت و بندگی ہے وہ ہمارا ہدیہ قبول نہیں فرماتے۔ آپ نے یہ سُن کر یہ شعر ارشاد فرمایا۔

ہزار حیف کہ گل کرد بینوائی ما بچشم آبلہ آمد برہنہ پائی ما

فرمایا کہ فقیر نے روزہ رکھا ہے کہ امیروں سے نیاز نہ قبول کرے گا۔ اب کہ آفتاب قریب غروب کے ہے۔ اگر اپنا روزہ توڑوں دس لاکھ روپیہ چاہیئے۔ کہ ہمسایہ کی عورتوں کا چولھا گرم ہو۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ نظام الملک تیس ہزار روپیہ نیاز لائے قبول نہ فرمایا۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ راہ خدا میں اربابِ حاجت کو تقسیم کر دیجئے گا فرمایا۔ میں تمہارا خانساماں نہیں ہوں۔ یہاں سے تقسیم کرنا شروع کرو گھر تک سب تقسیم ہو جائیں گے۔

نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے تین سو اشرفیاں بھیجیں۔ آپ نے فرمایا اگرچہ رد ہدیہ کو منع فرمایا ہے لیکن اس کے قبول کرنے کو واجب بھی نہیں فرمایا۔ جو مال کہ یقینی حلال ہو اس کے لینے میں برکت ہے۔ فقیر اپنے اصحاب سے کہ باخلاص و احتیاط لاتے ہیں قبول کر لیتا ہے۔ اور امراء کا مال اکثر مشتبہ ہوتا ہے اور حق العباد اُس میں شامل ہوتا ہے قیامت کے روز ایسے مال کے حساب دینے میں دقت ہو گی۔

ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ قیامت کے دن جب تک آدمی سے پانچ سوال نہیں ہو لیں گے وہ ہٹنے کا نہیں۔ عمر کس چیز میں صرف کی۔ جوانی کس چیز میں صرف کی۔ مال کہاں سے حاصل کیا۔ اور کہاں خرچ کیا اور کیا عمل کیا۔ اُس چیز میں کہ جانا۔ فرمایا۔ پس ہدیہ کے قبول کرنے میں تامل ضرور ہے۔

نقل ہے کہ ایک امیر نے آموں کا ہدیہ آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے واپس کر دیئے۔ اُس نے بہت منت کر کے پھر بھیجے۔ تب آپ نے اُن میں سے صرف دو آم لئے باقی واپس کر دیئے۔ اور فرمایا فقیر کا دل اس ہدیہ کے قبول کرنے میں انکار کرتا ہے۔ کہ اسی اثنا میں باغبان چلاتا ہوا آیا۔ کہ فلاں امیر نے میرے آم ظلماً لئے ہیں۔ اور اُن میں سے تھوڑے سے آپ کے پاس بھی بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ ناعاقبت اندیش مغصوبہ ہدیہ سے ہمارا باطن تیرہ و تاریک کرنا چاہتے ہیں۔

امیروں کے گھر کا آپ کھانا بھی نہ کھایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے کہ ان

لوگوں کے کھانے کی ظلمت سے نسبت باطن مکدر ہو جاتی ہے کہ شر الطعام طعام الاغنیاء۔ یعنی بدترین طعام طعام اغنیاء ہے۔ بلکہ غربا کی دعوت قبول کرنے میں بھی مضائقہ فرماتے۔ اور فرماتے یہ لوگ بوجہ بے سروسامانی سودی قرضہ لے کر دعوت کیا کرتے ہیں ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ روزہ کے افطار کے وقت طعام بیگانہ سے تھوڑا تھوڑا روٹی کا ٹکڑا سب خدام کو تقسیم کیا۔ اور تھوڑا سے خود بھی تناول فرمایا۔ بعد تراویح سب سے کہا کہ یارو اپنے اپنے باطن کا حال کہو کہ نسبت میں کیا اثر کیا ہے۔ ایک نے عرض کیا کہ پہلے حضور اپنا حال بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ میرا باطن تو سیاہ و تباہ ہو گیا تھا۔ ببرکت نماز و استماع قرآن شریف پھر بحال ہوا۔ خادم نے عرض کیا کہ جب کدورت لقمہ شبہ سے حضور کے دریا انوار میں تغیر ہو گیا۔ تو ہم تنگ باطنوں کا کیا پوچھنا ہے۔ فرمایا لقمہ ہی سے توفیق رفیق ہوتی اور نور طاعت بڑھتا ہے۔ حضرت نے غنا پر فقر کو اختیار کیا تھا۔ اور صبر و قناعت کو پسند فرمایا تھا۔ تسلیم و رضا آپ کا شیوہ تھا۔ ملائم و نا ملائم قضا سے موافقت فرماتے اور ضروری ضروری احتیاج بشری پر قناعت فرمایا کرتے۔ اپنے اصحاب کی نسبت بھی یہی دعا تھی کہ نہ اس قدر غنا ہو کہ اسراف میں مبتلا ہوں۔ اور نہ اس قدر غریب ہوں کہ قرضہ لینے کی نوبت پہنچے۔ نہایت بے سامانی سے بسر کرتے اور منتظر مرگ رہتے۔ فرماتے کہ بعد ادائے مراتب بندگی و حلقہ فکر موت کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہوں۔ اور فرماتے کہ کوئی آرزو دل میں باقی نہیں رہی اور نہ کوئی تعلق خاطر ہے۔ مرگ تحفہ الٰہی ہے۔ اور اس کی وجہ سے لقاء پروردگار و دیدار محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہوتا ہے ۔

فرمایا کہ میں نے اپنی اوقات و اعمال موافق حدیث و فقہ درست کئے ہیں۔ اگر کوئی عمل خلاف شرع مجھ سے سرزد ہو اس پر مجھے آگاہ کر دیں۔

لوگوں کو جھک کر سلام کرنے اور سر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرماتے بلکہ موافق سُنت السلام کرنے کی تاکید کرتے۔ محبت مشائخ خصوصاً حضرت مجددؒ علیہ الرحمۃ میں سرشار تھے۔ اور فرماتے مجھ کو جو کچھ ملا ہے۔ غلبۂ محبت پیران کبار سے ملا ہے۔ آدمی کے اعمال کی کیا ہستی ہے کہ اُس کے قریب بارگاہ الٰہی نصیب ہو۔ بلکہ محبت مقبولان و مقربان اقویٰ ذریعہ قبولیت خدا ہے۔ آپ نہایت کریم الاخلاق تھے۔ تواضع اور خندہ پیشانی سے ہر شخص سے پیش آتے۔ اہل فضل و تقویٰ کی نہایت تعظیم فرماتے اور کافر کی تعظیم کے واسطے خواہ غریب ہو یا امیر کبھی نہ اُٹھتے ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سردار مرہٹہ حضرت کی ملاقات کے واسطے حاضر ہؤا۔ جس وقت آپ نے اُس کے آنے کی خبر سُنی کسی ضرورت سے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور جب وہ آکر بیٹھ گیا۔ تب برآمد ہوئے اور جب وہ اُٹھنے کو ہؤا تب بھی حجرہ میں چلے گئے۔ کیونکہ اگر اُس کی تعظیم نہ کرتے وہ آزردہ ہوتا اور اگر کرتے تو دین کا نقصان تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ برکت طریقہ دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سبب سے عبادت میں حضور دل ہوتا ہے۔ اور جو عبادت حضورِ دل سے ہوتی ہے اُس کی قبولیت کی اُمید ہے۔ نماز بے خطر انوار طریقہ کی برکت سے ہوتی ہے۔ خدام میں سے جو شخص دنیا داروں سے اختلاط رکھتا یا کیمیا وغیرہ کی تلاش کرتا بہت ناخوش ہوتے۔ اور فرماتے کہ ان کو کیا بلا ہو گئی۔ کہ توکل استغنا چھوڑ کر مزخرفات فانیہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اس خادم کی جانب سے حصول برکات صحبت انوار طریقہ سے نا اُمید ہو جاتے ؛

نقل ہے کہ حضرت کو کوئی شخص اجازت اعمال حُبّ و بُغض وسطے ارض دوست غیب و تسخیر سلاطین بے شرط ادائے زکوٰۃ اور ایک آثار اکسیر زر خالص دیتا تھا۔ مگر آپ نے منظور نہ فرمایا۔ کہ اس میں احتمال شوِش نسبت باطن ہے یا اور تشبث باسباب

دنیا ہے۔ فرمایا کہ دُنیا مغضوبہ خدا ہے۔ فرمایا کہ سالک کے دل میں طلب خدا و طلب دُنیا جمع نہیں ہوتی ہے۔ ترک ماسوا و اعراض از اغراض کرنا چاہیئے کہ در قبولیت کھلے ؎

آرزو تا بگذار تا رحم آیدش | آنمودم من چنیں مے آیدش
مئے صرف وحدت کسے نوش کرد | کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

فرمایا کہ محبت آئمہ اہل بیت اطہار و تعظیم اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم برابر ضروری ہے اور یہی راہ مستقیم ہے کہ جو قیامت کے روز بصورت پُل صراط ظاہر ہوگی جس میں یہاں کجی نہ ہوگی وہ صراط مستقیم سے باستقامت گذر جائے گا۔ اور جس میں کجی ہوگی اُس کو وہاں مصیبت ہوگی ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کسی رافضی بے ادب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کچھ کلمات گستاخی مُنہ سے نکالے۔ آپ نے فی الفور خنجر اُس کے مارنے کو نکالا۔ وہ گھبرا کر کہنے لگا کہ واسطہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجھے معاف کردو۔ بمجرد حضرت امام رضؓ کے نام سننے سے آپ کا غصہ فرو ہوگیا۔ اور اُس کو معاف کیا ۔

فرمایا کہ جمیع اولیاء اللہ و محبت عامہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم لازم ہے اور اپنے پیر کے حق میں اگر بوجہ نفع و استفادہ فرط محبت عقیدہ افضلیت رکھتا ہو بیجا نہیں۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں عزیمت پر عمل کرنا و تقویٰ اختیار کرنا دشوار ہے کہ معاملات ہو گئے۔ اور شرع پر عمل گویا موقوف ہو گیا۔ اور روایت فقہ اور ظاہر فتویٰ اپر کوئی عمل کرے اور محدثات امور و بدعت سے بچتا رہے۔ بہت غنیمت ہے۔ فرمایا کہ سماع سے رقت قلب پیدا ہوتی ہے۔ اور رقت رحمت کو کھینچتی ہے۔ پس جو چیز کہ موجب رحمت ہو وہ کیوں حرام ہونے لگی۔ اور مزامیر کی حرمت میں کسی کو اختلاف

نہیں۔ وہاں دف نکاح میں مباح اور نے مکروہ ہے۔ فرمایا ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم راستہ میں جاتے تھے۔ آپؐ کے گوش مبارک میں نے کی آواز پہنچی۔ آپ نے اپنے کان بند کر لیئے۔ مگر عبداللہ بن عمرؓ ہمراہ تھے۔ اُن کو منع کیا۔ پس کمال تقویٰ اس قسم کی آواز سننے سے احتراز کرنے میں ہے۔ فرمایا کہ بزرگان نقشبندیہ کہ عمل بعزیمت و اجتناب از رخصت رکھتے ہیں۔ سماع سے پرہیز کرتے ہیں۔ غنا کے جواز میں علماء کو اختلاف ہے۔ اور ترک مختلف فیہ اولےٰ۔ اور ایسے ہی کمال تقوے سے ذکر اختیار کیا۔ اور ذکر جہر سے پرہیز کیا ۞

فرمایا کہ مسئلہ توحید وجودی ضروریات دین سے نہیں ہے لسان شرع اس سے ساکت ہے۔ صوفیہ علیہ نے اپنے کشف و وجدان سے اس کو بیان کیا ہے۔ جس شخص کو بوجہ غلبہ احوال و محبت وارد ہو معذور ہے۔ باقی رسائل توحید کی ممارست اور معنی لا موجود الا اللہ کے تخیل سے توحید حاصل کرنا ارباب معرفت کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں ہے ۞

توحید وجودی

ایک عالم نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ علماء اور صوفیہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہیں۔ علماء نے صوفیہ کی شکایت شروع کی کہ ان لوگوں نے مسئلہ وحدت وجود شائع کیا۔ اور اس سے شرع میں خلل پیدا کیا۔ کہ جس سے بیباک لوگوں نے مداہنت اختیار کی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صوفیہ کو بوجہ غلبہ محبت معذور سمجھ کر سکوت فرمایا ۞

فرمایا اس طریقہ میں پیری و مریدی محض بیعت و شجرہ و کلاہ سے نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم ذکر قلبی و حصول جمعیت و توجہ الی اللہ صحبت مرشد میں ہونا ضروری ہے۔ فرمایا طریقہ کے اشغال واسطے حصول محبت الٰہی اختیار کیئے جاتے ہیں۔ اور گاہ گاہ فرط محبت محض موہبت الٰہی سے ہوتی ہے وگرنہ

دوام ذکر بشرائط و دو نشان تمدا کے طریقہ کا فرض ہے۔ چاہیئے کہ جمیع مرادات ترک کر کے کثرت ذکر کرے کہ دل بلا ذکر کثیر نہیں کھلتا۔ جس وقت ذکر میں کوئی کیفیت اور بیخودی حاصل ہو جائے اُس کی حفاظت میں مشغول ہو اور اگر وہ مخفی ہو جائے تو پھر بکمال عجز و انکسار ذکر کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کیفیت پھر پیدا ہو جائے اور دوام پذیر ہو۔ فرمایا کہ اوقات ذکر و عبادت سے معمور کر کے مدرکہ کو التفات ماسواء سے پاک رکھنا چاہیئے اور توجہ و ہمت سوء مفہوم اللہ تعالےٰ کے اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور کسی طرف نہ ہونا چاہیئے تاکہ ملکہ راسخ ہو اور دین کامل جس کو ایمان و اسلام و احسان کہتے ہیں حاصل ہو۔ اور جس وقت دل کی طرف متوجہ ہو، دل اللہ تعالےٰ کی طرف جمع پاوے۔ اس میں اگر ذوق شوق و کیفیت حاصل ہو اللہ تعالیٰ کی مزید عنایت ہے۔ ورنہ اصل چیز مرتبہ حضور و آگاہی کا حاصل کرنا ہے ؂

فرمایا کہ دل خیال و توجہ غیر سے سلیم پیدا کرنا چاہیئے۔ خواب و واقعات کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس میں اکثر اشتباہ ہو جاتا ہے۔ کبھی نور اتباع سنت کبھی نور ذکر کبھی مرشد کبھی کثرت درود کبھی خدمت سادات کبھی تصدیق و اخلاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح جس اولیاء اللہ سے رابطہ و مناسبت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی وہ رابطہ اور مناسبت اُن بزرگ کی شکل ہو کر خواب میں نظر آتا ہے۔ ایسی ایسی باتوں سے دل خوش ہوتا ہے لیکن دراصل یہ چیزیں کچھ نہیں ہوتیں۔ البتہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور اولیاء اللہ کی زیارت سے انوار باطن اور توفیق طاعت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور دیدار الٰہی کا نظر آنا کہ اُس کو تجلی صوری کہتے ہیں۔ جس طرح سے ہو نعمت عظمیٰ سے ہے اور بشارت مناسبت راسخہ ہے ؂

فرمایا۔ بوقت غلبہ خاطر صورت مرشد کو نصب العین رکھ کر التجا و تضرع جناب الٰہی میں کرنا چاہیئے کہ ازالہ مرض باطنی ہو۔ فرمایا عجز و انکسار کی صفت پیدا کرنا چاہیئے۔ اور خلق کی جفا و قضا پہ صبر و تحمل کی عادت ڈالنا چاہیئے ؎

چیست معراج فنا ایں نیستی عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

فرمایا کہ نظر بلند رکھنی چاہیئے۔ اور مجازی امور کو تقدیر سے سمجھ کر چون و چرا نہیں کرنا چاہیئے ؛

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خادم تھے اگر کسی کام میں اُن سے خطا ہو جاتی۔ اور اہل بیت اُس کو ملامت فرماتے تو آپ فرماتے کہ کچھ مت کہو اگر تقدیر میں ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ فرمایا حاصل ان تمام تکلفات کا تہذیب اخلاق موافق مکارم صفات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے فانک لعلیٰ خُلقٍ عظیم۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنی بھیجا گیا ہوں میں تاکہ پورا کروں عادات نیک کو فرمایا کہ ذکر نفی و اثبات سے صفات بشریت کم ہوتی ہے اور اس کا یہ طریقہ ہے کہ ہر ذمیمہ کو جدا جدا چند روز کلمہ طیبہ کے تکرار سے نفی کرنا چاہیئے۔ اور اس کی جگہ حب خدا ثابت کرنی چاہیئے۔ یہاں تک کہ وہ ذمیمہ زائل ہو جائے۔ فرمایا برخلاف ہوائے نفس مقامات سلوک حاصل کرنا چاہیئے۔ غالب ہے اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ سے مبدل ہو جائیں۔ فرمایا حق یہ ہے کہ صفات رذائل بعد تصفیہ و تزکیہ منکسر ہو جاتے لیکن استیصال و انعدام ممکن نہیں ہے ؛

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ اگر تم یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے۔ اُس کا یقین کر لو۔ اور اگر یہ سنو کہ کوئی اپنی عادت جبلی سے لوٹ گیا ہے اس کا یقین نہ کرنا۔ لاتبدیل لخلق اللہ ؛

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا غصہ گیا نہیں ہے۔ پہلے کفر میں صرف ہوتا تھا۔ اب حمایت اسلام میں ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا بعد فنا اور اطمینان نفس تسلیم و رضا سالک کی عادت ہو جاتی ہے اور فنار قلب میں بوجہ غلبۂ محبت نسبت افعال عباد سے مسلوب ہو جاتے۔ اور سوائے فاعل حقیقی کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ فرمایا کہ توسط و اعتدال حاصل کھانے پینے سوتے جاگنے اعمال و عبادت میں بہت مشکل ہے کہ کوشش کرنا چاہیئے کہ اوقات موافق سنت خیر البشر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منضبط ہو جائیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کا اتباع توسط و اعتدال حاضر کرنے کے واسطے ہوتا ہے۔ لیقوم الناس بالقسط اس پر نص قاطع ہے۔

فرمایا کہ مبدٔ فیاض کی جانب ہر وقت متوجہ رہتے ہے اس قدر فیض و برکات نازل ہوتی ہیں کہ باطن ادراک و کیفیت سے لبریز ہو کر چھلکنے لگتا ہے فرمایا کہ تصور اعمال پیش نظر رکھنا اور سابقہ عنایات بے علت دیکھنا سالکان راہ کے اطوار سے ہے۔ ہر چند کہ عمل بہت کرے لیکن صفت استغنا اور کبریائی الٰہی سے خائف رہنا چاہیئے۔ اور عذر تقصیر اور اُمید واثق کو وسیلہ قبولیت کرنا چاہئے۔ تھوڑے گناہ کو بہت جانے اور تھوڑی نعمت کو بہت سمجھے اور ہمیشہ شکر و رضا کو اختیار کرے۔

فرمایا کثرت درود ہزار اور استغفار لازم حال روندگان راہ ہے۔ مکتوبات حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ جامع مسائل شریعت و طریقت و معارف حقیقت و نکات سلوک و دقائق تصور و انوار نسبت مع اللہ ہیں۔ بعد عصر مداومت رکھنا چاہیئے کہ اس میں کشائش ابواب سعادت ہے۔ اور دعا حزب البحر صبح و شام و ختم خواجگان ہر روز حل مشکلات کے واسطے پڑھنا چاہئے۔ اور نماز تہجد دس یا بارہ ۱۲ رکعت سورہ اخلاص یا سورۃ لیٰسین سے پڑھنا چاہیئے۔ اور نماز اشراق چار رکعت اور چاشت چار رکعت یا آٹھ رکعت اور فی سوال ایک سلام سے چار ۴ رکعت نماز اوابین چھ ۶ رکعت یا بیس ۲۰ رکعت بعد

سنّت مغرب اور چار رکعت بعد سنّت عشاء اور سنّت عصر و تحیۃ وضو کے پابند رہنا چاہیے۔ تلاوت قرآن مجید ایک پارہ یا دو پارہ کلمۂ تمجید و توحید سو سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہٖ وقت صبح و وقت خواب سو سو مرتبہ۔ اور دیگر ادعیہ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہوئی ہیں۔ مقرر کرنا چاہیے۔ لیکن ان اعمال میں حضور قلبی ضرور ہے۔

فرمایا کہ فنائے قلبی یعنی بے شعوری از ماسوا و دوام توجہ الی اللہ۔ اگرچہ اس طریقہ میں جلد حاصل ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس سے تحقیق کہ نسیان ماسوا و قطع علاقہ علمی و حبی ہے مدت دراز میں حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تیس برس ہیں کہ مشائخ رضی اللہ عنہم سے کسب مقامات طریقہ کئے ہیں۔ اور تیس سال سے زیادہ ہوئے کہ طالبان خدا کو تلقین کرتا ہوں۔ بعد چھ سال گذرے ہوں گے کہ بتوجہات حضرت سید رضی اللہ عنہ سے فنا قلبی سے مشرف ہوا ہوں۔ اور اس عرصہ میں شغل باطن بہت کوشش سے کرتا رہا ہوں لیکن کما حقہٗ آثار فنائے قلبی اب ظاہر ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ بوقت ظہور کمال نسبت فنائیہ بارہا یقین ہوتا ہے کہ میں اس جہان سے انتقال کر گیا ہوں۔ اور اس وقت اگر کوئی سلام کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ میں زندوں میں ہوں بوقت ظہور فنا اس قدر نیستی و قصور غالب آتی ہے کہ خدمت اور تعظیم آدمیوں کی موجب تعجب معلوم ہوتی ہے۔

فرمایا کہ ایک روز فقیر حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کو چوہری ہلاتا تھا بخشونت تمام منع کیا۔ دوسرے روز خود فرمایا کہ اٹھو اور چوہری ہلاؤ اور فرمایا کہ کل نسبت فنائیہ کا ظہور تھا میں نے خیال کیا کہ تم ہنسی کرتے ہو اس سبب سے بخشونت منع کیا۔ اس وقت بقائیہ کا ظہور ہے۔ اور تجلی عظمت و کبریائے الٰہی باطن پر جلوہ گر ہے۔ اگر تمام عالم تعظیم کو اٹھے۔ اس مرتبہ کا حق ادا نہ ہو سکے۔ فرمایا کہ شناخت تجلیات الٰہی کہ ارباب محبت وہ

معرفت کے باطن پر وارد ہوتی ہے۔ نہایت دشوار ہے۔ نظر بصیرت نہایت تیز درکار ہے کہ کیفیات و تجلیات کا جُدا جُدا تمیز کرے۔ فرمایا کہ بعد حصول مقامات طریقہ احوال سالک مثل مرقع تصویرات مختلف کے ہو جاتا ہے۔ کہ کبھی کسی مقام کی لیکن نسبت ظہور کرتی ہے۔ اور کبھی کسی مقام کی نسبت خاندان احمدیہ جب کمالات اور اس سے فوق پر پہنچ جاتی ہے بوجہ لطافت و بیرنگی تجلیات ذاتی ادراک شکل ہو جاتا ہے۔ اور وہی لطافت و صفائی جمیع مقامات سافلہ میں بھی مؤثر ہو جاتی ہے۔ اور کیفیات کو منور کر دیتی ہے۔ خواب و واقعات کہ جس سے اطفال طریقہ خوش ہوتے ہیں۔ کم ہو جاتی ہیں۔ آگے پھر جہالت اور نکارت محض ہوتی ہے ؛

فرمایا کہ خلوت میں بیٹھ کر حفاظت نسبت باطنی اور ہمیشہ مبدٔ فیاض کیجانب متوجہ ہو کر مشغول رہنا چاہیے اور اوقات ادائے اعمال ظاہری میں معمور کرنا چاہیے کہ انوار اعمال سبب جمعیت و صفائے نسبت و حضور و آگاہی ہیں ؛

فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ کرنے سے نسبت باطن میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اکثر ذکر تخیل سے فنا بشریت ہوتی ہے۔ اور کثرت درود سے واقعات نیک نظر آتے ہیں۔ اور کثرت نوافل سے انکسار و شکست دلی حاصل ہوتی ہے۔ اور کثرت تلاوت سے نور و صفائی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ذکر تہلیل بلحاظ معنی مفید طریقہ ہے۔ اور محض تکرار الفاظ سرمایہ ثواب و کفر سیئات ہے۔ فرمایا ذکر نفی اثبات حبس نفس سے تین سو سے کم فائدہ نہیں دیتا۔ اور زیادہ جس قدر ہو مفید ہے ؛

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حبس نفس کو شرط ذکر نہیں فرماتے تھے۔ البتہ مفید فرماتے تھے۔ لیکن دوام ذکر اور وقوف قلبی اور توجہ جانب مبدٔ فیاض کو رکن طریقہ فرماتے تھے۔ فرمایا کہ ہوش در دم اوّل ذکر ضرور ہے اور جب ذکر قوت پکڑ جائے اور آواز اسم ذات سمع خیال میں پہنچے۔ پھر ہر انفاس میں

خلوت

ثمرات مراقبہ و ذکر تخیل و کثرت درود و نوافل و تلاوت وغیرہ

توجہ و آگاہی ذاتِ الٰہی کی حفظِ خواطر کے ساتھ رکھنا چاہیئے اور حسبِ وقت خطرہ دل پر گزرے وہیں اُس کو پکڑ لینا چاہیئے تاکہ وسوسہ اور حدیث منہ گامہ برپا نہ کرے کہ ہجوم خواطر مانع ورودِ فیض ہوتا ہے ❊

فرمایا کہ کثرتِ اسمِ ذات سے جذبِ الٰہی پیدا ہوتا ہے اور نفی اثبات واسطے سلوک اور قطع راہ کے مفید ہے۔ فرمایا کہ ادراکِ کیفیاتِ حالاتِ باطنی مرتبہ ولایت میں محفوظ کرتا ہے۔ اور کمالاتِ نبوت میں سواء انکارت اور جہالت کے وصف باطن اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن مقامات فوق میں اگرچہ لطافت و بیرنگی لازم ہے۔ مگر فی الجملہ کچھ ادراک میں آتا ہے۔ فرمایا لطافت و بیرنگی نسبتِ مجددیہ کے لوگوں کے انکار کا سبب ہوتی ہے۔ اور اسی سبب سے جب سیر سالک کمالات پر پہنچ جاتی ہے۔ مجھ کو تردد ہو جاتا ہے کہ کہیں ترکِ طریقہ نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر عمر وفا کی سالکوں کو مقاماتِ سافلہ سے عالیہ پر پہنچاؤں گا۔ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا اور اتباعِ سنت ہے اور یہ بات ہر مقام میں حاصل ہے ❊

فرمایا بر دِ یقین و طمانیت از بیش طلب کہ مقاماتِ مجددیہ میں حاصل ہوتی ہے۔ اُس سے ایک اتصال بے کیف مقصود سے پیدا ہوتا ہے ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را بجان ناس

اور کوئی ذوق شوق اور حضوری اس کو نہیں پہنچتی۔ فرمایا کہ طریقہ ورع و تقویٰ و متابعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اختیار کرنا چاہیئے۔ اپنا احوال باطنی کتاب و سنت پر پیش کرنا چاہیئے۔ اگر موافق ہے تو قابلِ قبولیت ہے۔ اگر مخالف ہے مردود جاننا چاہیئے۔ عقیدہ اہلِ سنت و جماعت کا ملتزم ہو کر حدیث و فقہ سیکھنا چاہیئے۔ اور صحبت علماء میں ثوابِ آخرت حاصل کرنا چاہیئے۔ عمل بہ نیتِ اتباعِ حبیبِ خدا یا محض رضاء مولیٰ کے واسطے اختیار کرنا چاہیئے۔ اور دل کو اغراض دو جہانی سے بیزار کرنا

ثمرۂ اسمِ ذات

چاہیے۔ کسی کا عمل ہی کیا ہے۔ کہ اس کو ہیچ کریں استطاعت کس سے ہے۔
کہ تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے بالتزام خلوت صفائی وقت کہ سرمایہ
درویشی ہے۔ حاصل کر اسباب دنیا سے جو کچھ اختیار کرے۔ مختصر اختیار
کر کہ اس کے واسطے حساب دنیا ہو گا۔ عبادت اور ذکر خدا میں سرگرم رہ
آج کا عمل کل پر مت ڈال۔ صحبت مشائخ میں رسوخ عقیدت بڑھا کہ دوستان
خدا کی دوستی موجب قرب خدا ہوتی ہے۔ پیر کے روبرو غیر کی جانب التفات
نہ کر۔ اور اس کی صحبت میں نوافل پڑھ۔ جہاں تک ممکن ہو سکے صبر و توکل
سے اوقات بسر کر۔ اور غیر سے التجا کا اندیشہ سر سے دور کر اپنے کام
اللہ تعالیٰ کے سپرد کر اور صدق و عدل دل کو سرمایہ خلوت خیال کر۔ اگر
تیرے دل میں کسی قسم کا تردد نہیں ہے تو عزلت اختیار کر کہ رزق اپنے
وقت پر پہنچے گا۔ اور اگر اندیشہ عیال سے تشویش ہو تو کوئی پیشہ اختیار
کرنا چاہیے کہ یہ بھی سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ وجہ معین کہ دل کو اس پر
اعتماد نہ ہو منافی توکل نہیں ہے۔ فقراء کا راس المال فراغ بال اور جمعیت
دلی ہے اور ایسا نہ ہو کہ فکر معاش سے جمعیت مبدل بتفرقہ ہو جائے۔ اور
یکسوئی خاطر میں خلل ہو۔ قناعت کی عادت اختیار کر حرص و طمع دل سے
دور کر دیا۔ اور اغیار سے ناامید ہو۔ ان کا ہونا نہ ہونا برابر سمجھ۔ کسی کو
چشم حقارت سے مت دیکھ اور اپنے تئیں سب سے کمتر اور قاصر شمار کر
راہ مولیٰ میں کبر اور غرور سر سے دور کر۔ اور اسی وجہ سے کہا ہے کہ درویشی
یہ ہے کہ جو کچھ سر میں ہے وہ رکھ دے (یعنی غرور ترک کرے) اور جو سر پر آئے اس سے ہرگز ہرگز
گریز نہ کرے۔ (یعنی جو کچھ بلا و مصیبت ہو اس پر صبر کرے) اور کل کے اندیشہ و فکر سے اپنے
تئیں رہا کر۔ اپنی عبادت اور طاعت پر ناز مت کر و دید قصور اور نیستی کو اپنا سرمایہ کر۔
مخالفت نفس جس قدر ہو سکے زیبا ہے۔ لیکن اس قدر بھی نہیں کہ نفس تنگ
آجائے اور نشاط و شوق طاعت میں نہ رہے۔ کبھی کبھی اس کی بھی موافقت

بھی کرنا چاہیئے کہ رضاء نفس مومن موجب ثواب ہوتا ہے ؏

فرمایا کہ ایک روز فقیر کا نفس متمثل ہو کر سامنے آیا۔ اور کہا کہ اس وقت جو کوئی مجھ کو اس قسم کا کھانا کھلائے جو مقصود اس کا ہو وہ پورا ہو۔ اتفاقاً اس وقت کوئی موجود نہ تھا۔ کہ اُس سے کہا جاتا۔ پھر اُس سے بہت دنوں کے بعد ایک روز متشکل ہو کر ایک قسم کے کھانے کی آرزو کی۔ اتفاق سے اس وقت ایک شخص موجود تھا۔ اس نے میرے کہنے سے وہ کھانا موجود کیا۔ بفضلہ اس کی ایک مراد جو مدت سے کسی تدبیر سے حاصل نہ ہوتی تھی۔ اس عمل سے حاصل ہو گئی۔ فرمایا اگر بہ نیت ادائے حسن شکر مزہ دار کھانا کھائے احسن معلوم ہوتا ہے کہ درصورت بے مزگی شکر دل سے نہیں نکلتا۔ طعام لذیذ کو پانی ملا کر بے مزہ کرنا نعمت الٰہی کو خاک میں ملانا ہے ؏

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طعام مرغوب تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور اگر رغبت نہ ہوتی تھی۔ ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ ہمارے نفوس مثل نفس جنید و شبلی رحمۃ اللہ علیہما نہیں ہیں کہ تلخی کو شکر جانیں اولیاء کے مزارات کی زیارت سے دریوزہ فیض و جمعیت کرے ارواح طیبہ مشائخ کو بارسال تحائف ثواب فاتحہ و درود خوشنود کرے جناب الٰہی میں وسیلہ کرے کہ سعادت ظاہر و باطن اس سے حاصل ہوتی ہے لیکن ملتا یوں کو بلا تصفیہ قلب قبور اولیاء اللہ سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے اور اسی وجہ سے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا مجاور ہونا قبور کے مجاور ہونے سے افضل ہے ؏

فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ہاتھی پر سوار ہیں نیچے اُتر کر فرمایا۔ آؤ ہم اور تم اپنے شانے آپس میں ملائیں۔ فرمایا کہ اس کی تعبیر سمجھ میں نہیں آتی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں لیٹا ہوں۔ اور آپ کے نفس مبارک سے راحت مجھ کو پہنچتی ہے۔ اسی اثنا میں مجھ کو پیاس لگی وہاں پیرزادگان سرہندی موجود تھے آنحضرت نے

ایک کو پانی لانے کے واسطے فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یہ تو ہمارے پیر زادہ ہیں۔ فرمایا۔ میرے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ پس وہ اس عرصہ میں پانی لائے اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ آپ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ ان کے مانند میری اُمت میں اور کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اُن کے مکتوبات بھی آپ کی نظر سے گزرے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یاد ہوں تو پڑھو۔ میں نے ایک مکتوب کا یہ مضمون انہ تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم الوراء الوراء پڑھا۔ آپ سُن کر بہت محظوظ ہوئے اور چند مرتبہ پڑھوایا۔ کہ جب وقت باطن پر فنا و نیستی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور سالک میں بیخودی و استغراق پیدا ہو جاتا ہے واقعات میں اپنے تئیں مُردہ دیکھتا ہے۔ نسیان اور بے شعوری لازم حال ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ جس زمانہ میں توجہات سیّد رضی اللہ عنہ، فنا قلبی حاصل ہوئی۔ اور قطع علائق اور زوال ہوا اوّل سے گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر تن سے جُدا ہو گیا ہے۔ لیکن کلمہ طیبہ زبان سے جاری ہے۔ اور ایک مرتبہ دیکھا کہ گویا میں مر گیا ہوں اور لوگ میری تجہیز و تکفین کر رہے ہیں۔ اور پھر جنازہ اُٹھا کہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف دفن کرنے کو لے چلے ہیں۔ اور میری رُوح جنازہ کے ہمراہ ہے۔ حتیٰ کہ جنازہ اتارا اور مجھ کو قبر میں رکھا اور خاک سے قبر کو برابر کر دیا۔ اس اثنا میں منکر نکیر جس طرح سے کہ حدیث شریف میں وارد ہے زمین میں دانت مار کر قبر میں آئے ہیں۔ اور میری جان کو نعش سے ایک تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ اور بعد سوال و جواب چلے گئے ہیں۔ اور میں قبر میں بہ آرام تمام سو گیا ہوں۔

فرمایا۔ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مر گیا ہوں۔ اور لوگوں نے بعد تجہیز و تکفین چاہا کہ میرا جنازہ اُٹھائیں کہ اتنے میں جنازہ خود بخود ہوا میں اُڑ کر روانہ ہوا۔ لوگ جنازہ کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔ اور میری رُوح بھی یہ میری اپنی رُباعی پڑھتی ہوئی اُن کے ہمراہ ہے۔ رُباعی

مظہر تشویش چشم در گوشہ نشوی سرمایہ خوشی و خرد شے نشوی

باید کہ بپائے خود روی تا سر گور اے جوہر پاک بار دوشے نشوی

فرمایا کہ بوجہ فرط محبت کہ مجھ کو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرمنشار نسبت علیہ نقشبندیہ سے ہے۔ اگر بمقتضائے بشریت بنسبت باطن کسی قسم کی غشاوت عارض ہوتی ہے۔ خود بخود طبیعت اس طرف رجوع ہو جاتی ہے۔ اور اُن کے ادنیٰ التفات سے رفع کدورت ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی عارضہ جسمانی پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف طبیعت متوجہ ہو جاتی ہے۔ کہ وہ فقیر کے اجداد سے ہیں۔ اور فی الفور مرض دفع ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں ایک قصیدہ کہا تھا۔ فقیر کے حال پر کمال نہایت فرمائی اور براہ تواضع فرمایا کہ میں اس تعریف کے لائق نہیں تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک قصیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں کہا تھا۔ نہایت نوازش سے پیش آئے۔ فرمایا کہ ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجب ایمان و سرمایہ تصدیق و ایقان سے میرے پاس کوئی عمل بجز آنحضرت کی محبت کے نہیں ہے اور یہ شعر فرمایا۔

نکرد مظہر ما عتے و رفت بخاک نجات خود بتولائے بوتراب گذاشت

فرمایا عوالم غیب کا دیکھنا شرط طریقہ نہیں ہے۔ اصل چیز دوام توجہ بخدا اور اتباع مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہمارا ارجی اعمال سوا توجہ بمبدا فیاض اور محبت مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نہیں ہے۔

فرمایا۔ ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے۔ اور جامع کیفیات نماز ہے۔ کہ متضمن انوار اذکار تلاوت تسبیح و درود و استغفار ہے اور سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اوّل کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کماحقہ ہو ادب سے ادا کی جائے۔

فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید موجب صفائی باطن و نسخ فیض قلبی ہے ترتیل پڑھنا چاہیئے۔ اور اگر جہر متوسط سے پڑھا جائے نہایت ذوق حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ رمضان شریف میں نسبت باطن میں نہایت ترقی ہوتی ہے۔ روزہ کی احتیاط کرنا چاہیئے۔ غیبت اور کذب سے بچنا چاہیئے۔ والا روزہ فاقہ ہوتا ہے۔ کوشش کرنا چاہیئے کہ اس مہینہ کی رضا اور ادائے حق صوم حاصل ہو۔

فرمایا کہ ایک شخص نے ماہ صیام کو پارسا آدمی کی صورت میں دیکھا۔ دریافت کیا کہ آپ روزہ داروں سے راضی جاتے ہیں یا نہیں۔ جواب دیا کہ نہیں۔ انہوں نے حق روزہ کا ادا نہیں کیا۔ اور اس سبب سے میں اُن سے ناخوش ہوں۔ مگر حجۃ اللہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بوجہ عذر مرض روزہ نہ رکھ سکے۔ اور اس سبب سے اُن کو کمال انفعال ہوا۔ اُن کا انفعال اور لوگوں کے روزہ رکھنے سے مجھ کو پسند آیا۔

فرمایا کہ اس مہینہ کے انوار و برکات غرہ شعبان ہی سے ظہور کرتے ہیں۔ گویا ہلال فیوض ماہ رمضان جب ہی سے طلوع ہو جاتا ہے۔ اور نصف شعبان سے اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ ہلال ماہ کامل ہو گیا۔ اور جہان کو اس مہینہ کے انوار نے منور کر دیا اور شب غرہ رمضان سے اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ گویا کہ آفتاب فیوض بھی بادل سے نکل آیا۔ اور اسی وجہ سے آپ کے پاس رمضان مبارک میں عزیز یعنی مرید ہر طرف سے جمع ہوتے تھے۔ اور عجیب و غریب صحبت منعقد ہوتی تھی۔ استماع قرآن اور تراویح میں

کچھ اور ہی حالات وارد ہوتے تھے۔ کبھی کبھی بعد تراویح مع اصحاب مراقبہ کرتے تھے۔ فرمایا کہ اس ماہ رمضان المبارک جو جمعیت و حضور ہوتا ہے۔ وہ سال بھر کے واسطے ذخیرہ ہوتا ہے۔ اور اگر اس میں فتور آجاتا ہے تمام سال اس کا اثر رہتا ہے ؛

فرمایا کہ میں نے اپنے حدیث کے اُستاد کی زبانی سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ یہ بات حدیث شریف سے مستفاد ہو جاتی ہے کہ اگر یہ مہینہ بجمعیت گذرے تو تمام سال توفیق و جمعیت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ ہر سال آخیر عشرہ ماہ رمضان کا اعتکاف کیا کرتے تھے اور جو شخص مقام اجازت پر پہنچ جائے تھے۔ اُن کو تبرک خرقہ عطا فرماتے اور تاکید فرمایا کرتے کہ ان دنوں میں لوگ ضرور حلقہ مراقبہ میں حاضر ہوں کہ ترقی باطنی سے بہرہ یاب ہوں۔ اور بعد انقضائے ماہ رمضان فرماتے بہ برکت رمضان شریف نسبت عزیزاں میں نہایت نورانیت و لمعان پیدا ہو گیا ہے۔ افسوس کہ تمام سال رمضان کیوں نہ ہوا۔ اگرچہ جب کبھی روزہ رکھو صفائی حاصل ہوتی ہے لیکن کیفیات رمضان علیحدہ ہوتے ہیں۔ حضرت کا کشف خصوصاً کشف کمالات الٰہیہ نہایت صحیح موافق نفس الامر ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ اپنے پیران کبار کے مطابق تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے اجل نعم سے کہ فقیر کے حال پر ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کشف مقامات الٰہیہ مطابق نفس الامر وقوف تسلیک سالکان تا غایت مقامات طریقہ عطا فرمائی ہے ؛ کشف مقامات

نقل ہے کہ ایک شخص کو مقرر طور سے از دیاد قوت کے واسطے مقامات پر توجہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز وہ امتحاناً دوسرے مقام پر متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے بزجر فرمایا کہ میں نے کہا۔ تو قلب پر متوجہ رہ کہ تو دوسرے مقام پر کیوں متوجہ ہوتا ہے ؛

نقل ہے کہ ایک امیر شخص آپ کی خدمت میں اپنے تصحیح مقامات کے

واسطے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تیری نسبت فلاں مقام تک پہنچی۔ اور تیرے پیر نے فلاں مقام کی بشارت دی ہے ؀

نقل ہے کہ ایک صالحہ حضرت سے اپنے مکان پہ روز غائبانہ توجہ لیا کرتی تھی۔ اس کا معمول تھا کہ جس وقت متوجہ ہو کر بیٹھا کرتی۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں اطلاع کو بھیج دیتی۔ آپ توجہ فرما دیا کرتے۔ ایک روز وہ شخص بطور خود آ گیا۔ اور عرض کی بی بی صاحبہ متوجہ بیٹھی ہیں۔ آپ نے قدرے سکوت کر کے فرمایا کہ نہیں وہ تو سوتی ہیں۔ اور تو اُن کے حکم سے نہیں آیا۔ وہ اپنے قصور کا معترف ہوا ؀

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے آ کر عرض کیا کہ میرا بھائی فلاں مقام پر قید ہو گیا ہے۔ آپ ہمت اور توجہ فرمائیے کہ اس کی رہائی ہو جاوے آپ نے ذرا سکوت کر کے فرمایا کہ نہیں وہ قید نہیں ہوا دلالوں سے کچھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ خیریت گزری۔ اس نے اپنے حال کا خط بھیجا ہے۔ کل پرسوں وہ خط آ جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ؀

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تو نے کفار کی پرستش کا کھانا کھایا ہے کہ تم میں ظلمت کفر معلوم ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ ایک ہندو کے ہاتھ کا کھانا کھایا ہے۔ اُس کی کدورت باطن معلوم ہوتی ہے ؀

نقل ہے کہ آپ نے ایک اپنے خلیفہ مولوی غلام محی الدین کو وقت رخصت فرمایا کہ ان کے آگے ایک دیوار نظر آتی ہے شاید راہ سے واپس آ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد چند ماہ واپس آ گئے ؀

نقل ہے کہ ایک شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس کا نام رکھنے کے واسطے عرض کی۔ مگر ساتھ ہی دل میں یہ بھی خیال آیا کہ محمد حسن رکھیں تو اچھا ہے بمجرد اس خیال کے آپ نے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کا

نام محمد حسین رکھا ؏

نقل ہے کہ ایک فاحشہ عورت کی قبر پہ اتفاقاً گذر ہوا۔ قبر پر متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ اس قبر میں آتش دوزخ شعلہ زن ہے تو آپ ختم تہلیل اس کی روح پر کیا فی الفور اس کی نجات ہو گئی ؏

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کو ایک قبر پر لے گیا۔ اور عرض کیا کہ یہ میرے ایک دوست کی قبر ہے۔ اُس کا حال دریافت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ غلط کہتا ہے۔ تیرے دوست کی قبر نہیں ہے۔ یہ ایک عورت کی قبر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ درست ہے۔ میں نے امتحاناً آپ سے دریافت کیا تھا ؏

نقل ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا ایک قرابت دار مر گیا ہے۔ اس کا حال تباہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بخشش کی دُعا فرمائیے۔ آپ نے بعد تضرع بجناب الٰہی فرمایا کہ الحمد للہ اس کی مغفرت ہو گئی۔ رات کو میت نے بھی آ کر خواب میں بیان کیا کہ حضرت کی دُعا سے میری بخشش ہو گئی ؏

نقل ہے کہ حضرت کا ایک ہمسایہ بشدت مرض سے جاں بلب ہو گیا آپ نے اُس کے واسطے دُعا کی اور کہا کہ الٰہی مجھ کو اس کی موت کے غم کی تاب نہیں ہے۔ اُس کو شفا عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کی اور اُسے صحت ہو گئی ؏

نقل ہے کہ ایک روز ایک عورت نے حضرت کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کیا کہ جب تک میری لڑکی کے حق میں فرزند کی بشارت نہ دیں گے۔ دامن نہیں چھوڑوں گی۔ آپ نے بعد قدرے سکوت کے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیری لڑکی کے بیٹا پیدا ہو گا ؏ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا ؏

نقل ہے کہ جب یہ لڑکا جوان ہوا اُس نے طریقہ چشتیہ میں داخل ہونا چاہا۔ رات کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا فرمایا

کہ بیٹا ہمارے گھر سے کہاں جاتے ہو۔ اور اس پر توجہ فرمائی کہ اس کا دل ذاکر ہو گیا۔ حضرت کی خدمت میں آ کر طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوا ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے بلا زاد و راحلہ سفر اختیار کیا۔ ہر منزل پر اللہ تعالیٰ غیروں کے ہاتھ سے سامان ضروری پہنچا دیتا تھا۔ راہ میں باراں شدید نازل ہوئی۔ ہوا سرد سے ہمراہیوں کو تکلیف پہنچنے لگی۔ آپ نے دعا کی یا اللہ جل جلالہٗ بارش ہمارے پاس ہو۔ اور ہم خشک منزل پر پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارش آپ کے گرد گرد ہوتی رہی اور آپ خشک منزل پر پہنچ گئے ؂

نقل ہے کہ آپ نے ابتدا میں مریدوں کو منع کر رکھا تھا کہ کسی کے سامنے آپ کا نام نہ لیں کہ ان کے مرید ہیں۔ اتفاقاً ایک شخص سے حضرت حافظ سعد اللہ صاحب نے کہ آپ کے پیر صحبت تھے دریافت کیا کہ تم کس کے مرید ہو۔ اس نے کہا کہ میں اپنے بزرگوں سے طریقہ حاصل کیا ہے۔ حالانکہ وہاں آپ کا نام لینا ضرور تھا۔ اس سبب سے آپ کو سخت غیرت آئی اور نہایت ناخوش ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جملہ پیران طریقت تا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے برہم ہو گئے۔ اور دو تین دن میں ہلاک ہو گیا ؂

فرمایا کہ فقیر کا مزاج نہایت نازک اور غصہ نہایت تیزی پر ہے۔ اور یہ بات ارشاد کے شایاں نہیں ہے فرمایا کہ سالہا دعا کی ہے تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ نے میری تیغ غضب کو کند فرمایا ہے۔ مگر تاہم کما حقہٗ حدت غضب نہیں گئی۔ اور مغضوب علیہ پر ضرور اثر پڑتا ہے۔ اور اس کی نسبت باطنی تباہ و خراب ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ مجرد غصہ اس کی نسبت مثل شہاب ثاقب اتر آتی ہے۔ اور تھوڑی ہی رضامندی سے مثل ہوائے آتشیں پھر اپنے مقام فوق پہ چلی جاتی ہے۔ غرضیکہ آپ کے کشف و کرامت

زاندازِ وصف ہیں۔ اس جگہ مشتے نمونہ از خروارے نقل کر دیئے ہیں۔ عمدہ کرامت استقامت اتباع مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و طالبان خدا کو مرتبہ قرب پر پہنچانا ہے۔ اور یہ جیسے آپ سے ظہور میں آئیں اظہر من الشمس و ابین الامس ہیں۔ جب حضرت کا سن شریف اسّی سے متجاوز ہوا۔ آپ کے دل میں شوق رفیق اعلیٰ از حد غالب ہوا۔

ایک روز اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے اظہار میں فرمایا کہ کوئی آرزو فقیر کے دل میں باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام حقیقی سے مشرف فرمایا۔ علم سے حظ وافر نصیب کیا۔ عمل نیک پر استقامت بخشی۔ لوازم کشف و کرامت و تصرف جو کچھ کہ چاہیئے۔ سب عطا فرمائے صلحاء کو کسب فیض کے واسطے فقیر کے پاس بھیجا۔ اور مقامات طریقہ پر پہنچا کر اپنے راستہ کی ہدایت پر مقرر کیا۔ دنیا اور اہل دنیا سے علیحدہ رکھا اور دل میں ماسوا کی جگہ نہ رہی۔ اب کوئی آرزو باقی نہیں رہی البتہ شہادت ظاہری کی کہ اس کا اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے۔ اور فقیر کے اکثر بزرگ شہید ہوئے ہیں۔ لیکن چونکہ فقیر نہایت ناتوان اور ضعیف اور قوت جہاد باقی نہیں رہی۔ بظاہر یہ آرزو متعسر معلوم ہوتی ہے۔ اور فرمایا مجھ کو اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے جو موت کو دوست نہیں رکھتا۔ حالانکہ موت موجب لقاء الٰہی و زیارت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیدار اولیاء کبار و عزیزاں ہے۔

فرمایا کہ فقیر کو نہایت اشتیاق زیارت ارواح طیبہ کبار دین ہے اور سخت آرزو مند دیدار مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلیل خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام و زیارت امیر المومنین صدیق اکبر و امام حسن و سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی و حضرت خواجہ نقشبند و حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہے اور فقیر کو ان اکابر سے محبت خاص ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت کی یہ آرزو بھی پوری کی اور شہادت ظاہری اور شہادت باطنی سے کہ جس کو اصطلاح صوفیہ میں فنافی اللہ کہتے ہیں جمع ہو کر قرب الٰہی میں بمرتبہ اعلیٰ علیین پہنچے۔ یعنی شب چہار شنبہ ساتویں محرم ۱۱۹۵ہجری کو کچھ رات گئے چند آدمیوں نے آکر دروازہ پہ دستک دی خادم نے عرض کی کہ کئی آدمی آپ کی زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آئیں۔ تین آدمی اندر آگئے۔ ان میں سے ایک ولایت زاد مغل تھا۔ حضرت بھی خوابگاہ سے اُٹھے کہ ان کے برابر کھڑے ہو گئے۔ مغل نے پوچھا کہ مرزا جانجاناں تم ہی ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ دونوں ہمراہیوں نے بھی کہا کہ مرزا جانجاناں یہی ہیں۔ یہ سُن کر اُس بدبخت نے طمنچہ سے گولی ماری۔ کہ وہ دل کے قریب پڑی۔ اور آپ زمین پر گر پڑے۔ نواب نجف خاں نے کہ اُس وقت وزیر شاہی تھا۔ ایک انگریز ڈاکٹر بھیجا اور کہا کہ قاتل معلوم نہیں۔ اگر معلوم ہو گیا قصاص جاری کیا جائیگا۔ آپ نے فرمایا اگر ارادہ الٰہی میں شفا ہے بہرصورت ہو جائیگی۔ ڈاکٹر کے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے اگر معلوم ہو جائے میں نے بھی اُس کو معاف کیا تم بھی معاف کرنا۔ اس کے بعد تین روز تک آپ زندہ رہے۔ اس حالت میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

سنہ ۱۱۹۵ ہجری دسویں شب محرم کو اُس کو شب شہادت بھی کہتے ہیں تین بار زور سے سانس لے کہ رُوح مبارک عالم بقا و دائمی کو راہی ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؁

آپ کی وفات کی بہت تاریخیں کہی گئیں۔ منجملہ ازاں دو نہایت

برجستہ ہیں۔ ایک آیت قرآنی اولئک مع الذین انعم اللہ اور ایک الفاظ حدیث عاش حمیدا مات شہیدا۔

آپ کا مزار دہلی میں متصل چتلی قبر واقع ہے۔ بچاردیواری کے دروازہ کی محراب کے اوپر یہ شعر کندہ ہے ؎

بہ لوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت نہایت موزوں تھی۔ اور آپ کا کلام نہایت پُراثر ہے۔ چند اشعار اس جگہ تبرکاً لکھے جاتے ہیں۔

غزل

ازاں پہلوئے خود جا بید ہیم ایں رنج و محنت را　کہ غیر از جا نے نیست در عالم مصیبت را
قضا از مشہد با مشت خونے دام میگیرد　کہ تا رنگیں کند ہنگامۂ روز قیامت را
تبا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن　خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
نگیرد باطن اہل صفا زنگ از نظر بازی　تصرف نیست ہرگز در دل آئینہ صورت را
دماغ دل درینجا گاہے گاہے چاک می گردد　خدا آباد تر سازد خرابات محبت را
تلطف کردہ است ایں دل حق صحبتہائے دیرینم　بہ بزم خود نخواہی داد جا اں انجمن مروت را
بجائے سنگ طفلاں پارہ ہائے شیشہ باید زد　چو مظہر میرزا دیوانہ نازک طبیعت را

غزل

ہر دم از یاران دیرین یاد می آید مرا　کوہکن از آب شیریں یاد می آید مرا
لالہ از دل چو می بینم گریباں میدرم　دور آں دامن رنگیں یاد می آید مرا
گردش مینا چو گیرم آب میگردد دلم　ساعد ساقی بلوریں یاد می آید مرا
سرو چوں آہستہ می جنبد بہ تحریک نسیم　آں خرام نازنیں یاد می آید مرا

واشده گلهائے باغ از رشک داغم میکند
نام برگ گل بر مظهر که دل خوں میشود

جوشش یاران رنگیں یاد می آید مرا
ناخن ہائے نگاریں یاد می آید مرا

متفرق

مظهر ز ما رمیده دگر یاد نه ما نه کرد
تا ز رنج خود پشیمان مے آسوده مے
اگرچه بے گنه مے کشد چشم مظهر
ز تاثیر محبت درد لیش کردیم مظهر
کردی نظر بگفته غیرے بحال ما
در حیرتم که هر چه بردی ز دست من
هزار عمر فدائے شوے که من از شوق
با جفا و جور با مهر و فا کم نیست کار
لکن با این خنکی اے رقیب دعوی عشق
که گفته است که تنها و بیکسم مظهر
یک خرام ناز شاں صد بار هم از جا میبرد
هوس عشق مکن اے دل بے صبر و قرار
حیف دردے که بجز ننگ ملاوا به فا نشست
ساقی بده آں مے که ز مستی نشناسم
مظهر طلبی گر بجهاں منزل راحت
زو خار الشیت پا د سر مه سا بر خاک ریخت
چوں دل مظهر کشیدی سوئے خود و ز عشق مکن
ارباب صفا دوست ز دشمن نشناسند
مهتاب و شراب و انتظارت

دیوانه خویش نبود ز وضع کرخت ما
هیچه مظهر کاوش راهی با خدا بوئے مرا
که مے کنند بوفا یار امتحان مرا
بجا باشد اگر خوانند یاران جانجاناں را
خنده شب فراق بر روز وصال ما
آں دل که هیچ پیش تو اش اعتبار نیست
بخاک و خوں طپیم و گوئی از برائے نیست
هیچ جز درد و الم از عاشقی مقصود نیست
که این پیشه ست که مخصوص استخوان نیست
که غم رفیق من و درد مهربان نیست
جلوه این خانه آبادان خرام کرده است
عاشقی فن شریف ست مگر کار تو نیست
بهر جانے نتواں ناز مسیحا بر داشت
پیمانه کدام و لب جانانه کدام است
بگذر تو ز خود در پس این پرده مقام است
از پئے آزار ما ناحق در آزار خود است
خاطر مجذوب را آزرده کردن خوب نیست
بهر روئے بد و نیک مرآئینه باز ست
ایں روز قیامت است شب نیست

آه مظهر چون توان راز محبت را نهفت | از همه قطع نظر کن تا ببینی روی دوست

بر اهل استقامت فیض نازل می‌شود مظهر | نمی‌دانی تجلی گرد کوه طور می‌گردد
وابستگی از خلق با حق آشنا کردست | بطبع من نجنبد کم بساختن بسیار می‌لرزد
نیاید کاری از من تا نگیرم جام ای مظهر | همین مستی و بیهوشی مرا هشیار می‌سازد

از همه قطع نظر کن تا ببینی روی دوست | چشم بستن از جهان چشم دگر وا می‌کند
ازینجا می‌توان بالا بلندی باش فهمیدن | مرا تا گردن آب تیغ او را تا کمر باشد

بر نسا هر ذره و بر سوز و ساز خود مناز | یاد بی‌پروا هر گه بر نیاز خود مناز
انفعال جرم بهتر از غرور طاعت ست | مظهر ای دور از حقیقت بر نماز خود مناز

آن شیر پیشه فقرم که وقت انتخاب | از نیستان دو عالم بوریای خویش جستم
انعم را هرگز نخواهد رفت از یاد دلم | دل دهی باشد علاج من که بیمار دلم
از پی کسب فنا جمله بر آورده ایم | بهر معدوم شدن تنها بوجود آماده ایم

رونق فقر فزون کرد پریشانی من | سخت زیبد بمن این جامه عریانی من

ز شغل عشق غیر از بیقراری نیست مقصودی | نگهدارد خدا از تهمت صبر و شکیبائی

بر لوح تربت من یافتند از غیب تحریری
که این مقتول را جز بیگناهی نیست تقصیری

حالات حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا نسب بواسطہ حضرت جلال کبیر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ علماء ربانی اور مقرب بارگاہ یزدانی سے تھے۔ علوم عقلی و نقلی میں آپ کو کمال تجربہ تھا۔ فقہ و اصول میں اجتہاد کے رتبہ کو پہنچے تھے۔ اور علم فقہ میں ایک کتاب بہت مبسوط مع بیان ماخذ و دلائل مختار مجتہدان مذاہب اربعہ تالیف فرمائی ہے۔ اور جو کچھ اُن کے نزدیک اقوی ثابت ہوا ہے۔ اس کا ایک علیحدہ رسالہ مسمّی بما خذ الاقوی تحریر کیا ہے۔ اسی طرح ایک تفسیر جامع قول قدماء مفسّرین و تاویلات جدیدہ ارقام فرمائی۔ تصوّف میں بھی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کی تحقیق میں رسالہ لکھے ہیں۔ غرضیکہ ان کی صفائی ذہن اور جودت طبع زائد الوصف ہے۔

لڑکپن کے ایام میں اپنے جد شریف حضرت شیخ جلال پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور اپنے حال پہ نہایت مہربان پایا۔ اسی طرح ایک بار حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گویا کہ حضرت نے خرقہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔ ابتداء میں آپ نے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد سنامی قدس سرہٗ سے اخذ طریقہ اور ان کی توجہات سے تا بفناء قلبی پہنچے۔ بعد ازاں ان کے ایماء سے حضرت مرزا جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسب فیوض شروع کیا۔ اور بکمال شریعت تمام سلوک طریقہ احمدیہ مجددیہ حاصل کیا۔ غرضیکہ اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہوئے۔ حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ نے آپ کو علم الہدیٰ کا خطاب دیا تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کی نسبت علوم میں فقیر کی نسبت کے برابر ہے۔ البتہ عرض اور قوت میں فرق ہے اور یہ میرے ضمنی ہیں۔ اور جو فیض کہ مجھ کو پہنچا

ہے۔ اس میں یہ شریک ہیں۔ اور ان کا ایک وید میرا ایک وید ہے۔ اور بوجہ اجتماع کمالات ظاہری و باطنی یہ عزیز ترین موجودات ہیں۔ اور فقیر کے دل میں ان کی مہابت آتی ہے اور از روئے صلاح و تقویٰ و دیانت روح مجسم ہیں۔ مروج شریعت و منور طریقت ہیں۔ حضرت شہید فرمایا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے قیامت کے روز دریافت کیا کہ میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا۔ تو قاضی ثناء اللہ کو پیش کروں گا۔

نقل ہے کہ جس وقت حضرت قاضی صاحب مرزا صاحب کی مجلس میں آنے کو ہوتے تھے۔ تو مرزا صاحب پہلے ہی ان کے واسطے اپنے قریب کی جگہ خالی کروا دیا کرتے تھے کہ اسی اثناء میں یہ آجاتے۔ اور اس جگہ بیٹھ جاتے۔ ایک روز کسی نے حضرت مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو از روئے کشف ان کے آنے کی خبر معلوم ہو جاتی ہے کہ آپ ان کے واسطے جگہ خالی کرا رکھتے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ جب میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے تعظیماً کھڑے ہونے لگتے ہیں میں سمجھ جاتا ہوں کہ قاضی صاحب آتے ہیں اور میں اُن کے واسطے جگہ خالی کر دیتا ہوں۔ غرضیکہ آپ کی عظمت اور بزرگی کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ افسوس کہ اس زمانے کے علماء ان کو علماء ظاہر سے شمار کرتے ہیں۔

فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا انت منی بمنزلۃ ھٰرون من موسیٰ علیہما السلام حضرت مرزا صاحب نے اس خواب کو سن کر یہ تعبیر دی کہ فقیر کی صورت مثالی نے بشکل بزرگوار یعنی حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ متمثل ہو کر بشارت دی اور ممکن ہے کہ بعد فقیر خلافت طریقہ تمہاری جانب منتقل ہو۔

فرمایا۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ کی شہادت ہوئی۔ اور مجھ کو نہایت افسوس ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ

تشریف لائے ہیں۔ اور کلمات تعزیت فرماتے ہیں۔ بالجملہ آپ کی ذات بابرکات ایک آیت آیات الہٰی سے تھی ؛

آپ کی وفات غرہ رجب ۱۲۲۵ہجری میں ہوئی ۔ مدفن شہر پانی پت میں ہے ؛

حالات حضرت مولوی فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولوی فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ کے بڑے بھائی تھے۔ علم ظاہر میں بہرہ کامل رکھتے تھے۔ اخذ طریقہ حضرت شیخ الشیوخ خواجہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ کی توجہات سے مقامات طریقہ پر پہنچے تھے۔ کثیر الذکر اور ہمیشہ متوجہ الہٰی رہتے تھے۔ ان کے انتقال سے قاضی صاحب کو نہایت الم ہوا۔ ایک شب خواب میں آکر فرمایا کہ اے برادر اس قدر رنج و غم کیوں کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؛ اس عالم میں مجھ پر اللہ تعالےٰ نے اس قدر رحمت اور نعمت عطا فرمائی ہے کہ حساب سے باہر ہے ؛

حالات حضرت مولوی احمد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولوی احمد اللہ فرزند کلاں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ علم ظاہر اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سے حاصل کیا تحصیل علم کے وقت تمام تمام شب مطالعہ کتب میں گزار دیتے تھے۔ کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب قدس سرہ سے اخذ طریقہ و مقامات مجددیہ حاصل کئے تھے۔ نہایت کثیر الذکر والعبادات

تھے۔ صبح سے تا بچاشت بلند مراقبہ کیا کرتے تھے پینتیس ۳۵ ہزار مرتبہ ہر روز ذکر تہلیل کیا کرتے تھے۔ اور اکیس پارہ قرآن شریف کے پڑھا کرتے تھے۔ جوان سی سالہ تھے کہ جہان سے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

حالات حضرت مولوی نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی نعیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن بہرائچ حضرت مرزا صاحب قدس سرّہ کے خلفاء نامدار سے ہیں۔ آپ جامع معقول و منقول تھے۔ چار سال تک حضرت مرزا صاحب کی صحبت میں رہے۔ حضرت مرزا صاحب فرمایا کرتے کہ تمہاری چار سال کی صحبت اوروں کی بارہ سال کی صحبت کے برابر ہے۔ حضرت مرزا صاحب قبلہ آپ کے حال پہ نہایت عنایت فرماتے اور فرماتے کہ تمہارے نور نسبت اور فیض صحبت سے عالم منور ہو گا۔ پس ایسا ہی ہوا۔ حضرت نے بوقت عطاء اجازت و خلافت ہر سہ مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کو عطا فرمائی تھیں۔ اور فرمایا کہ دولت یعنی مکتوبات شریف جو میں نے تم کو دی ہے کسی مرید کو نہیں دیئے۔ فرمایا کہ مشائخ طریقت جو اپنے مریدوں کو خلعت خلافت دیا کرتے ہیں۔ جو میں نے تم کو دیا ہے یہ سب بہتر ہے۔ اس نعمت کا شکر اور قدر کرنا۔ یہ تمہارے واسطے ظاہر اور باطن کا ایک خزانہ ہے۔ اور اگر طالب جمع ہوا کریں اور فرصت ہوا کرے تو بعد عصر کے سب کے سامنے پڑھا کرنا اور یہ بجائے مرشد اور مربی کے ہے۔ آپ بکمال اخلاق حسینہ آراستہ تھے۔ اور صبر میں نہایت صبر و توکل سے اوقات یاد خدا میں بسر کرتے۔ آپ کی کتاب معمولات مظہریہ آداب طریقت میں نہایت مقبول و مفید ہے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۵ صفر ۱۲۱۸ھ ہجری میں ہوئی۔ بہرائچ میں آپ کا مدفن ہے۔ راقم الحروف نے بھی زیارت کی ہے ؛

؛ ؛ ؛

حالات حضرت مولوی ثناء اللہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی ثناء اللہ سنبھلی حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اعظم خلفاء سے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ علم ظاہری حاصل کر کے علم حدیث و قرآن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ بعد ازاں سلوک مجددیہ تا انتہا مقامات حضرت مرزا صاحب قبلہ قدس سرہٗ سے حاصل کر کے اپنے وطن سنبھل میں باشاعت علم ظاہر و باطن ہوئے بکمال استقامت و اخلاق حمیدہ موصوف تھے۔ فرمایا کہ حدیث کے شغل سے صفا و نورانیت و نسبت احمدیہ میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک امیر کے گھر کا کھانا کھا لیا۔ اُس سے حلاوت باطن زائل ہو گئی۔ ہر چند کہ توبہ و استغفار کی مگر واپس نہ ہوئی اگرچہ کیفیات نسبت ہمیشہ شامل حال ہے مگر وہ بات کہاں۔

حضرت مولوی صاحب نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روپیہ یومیہ بھی آپ کا مقرر فرمایا۔ بعد اس خواب کے ایک شخص نے آپ کی رفع ضروریات کے واسطے ایک روپیہ یومیہ مقرر کر دیا۔ حضرت مرزا صاحب قبلہ نے ایک خط میں آپ کو لکھا ہے:-

اللہ معکم اینما کنتم شما در آنجا رفتہ جائے فقیر گرم ساز ید کہ در آں ضلع عالمے فہمیدہ درویشے صاحب نسبت نمیست بخاطر جمع بکارہ خود مشغول باید بود و تشویش را بخاطر راہ نباید داد و اوقات را در ایصال منافع دینی ظاہراً و باطناً مصروف دارند او سبحانہٗ شمارا دولتے دادہ است۔ شکر آں ہمیں است قال الجنید الشکر حروف النعمۃ فی مرضیات المنعم نزد است کہ ضیق بوسعت بدل مے شود۔ فرد

مشکلے نیست کہ آساں نشود — مرد باید کہ ہراساں نشود

اگر از غیب چیزے معین گردد بے مضائقہ آں را قبول باید نمود کہ وجہ معین طلب سوال منافی توکل نیست اگر اعتماد بر آں نباشد خصوصاً دریں زمانہ باعث رفع تفرقہ خاطر است و توکل صرف موجب بے جمعیت و رأس المال صوفیہ ہمیں جمعیت است اللہ تعالیٰ باتباع سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ و درویشاں خانقاہ مجددیہ را ضائع نخواہد کرد انتہت انتہیٰ ؎

حالات حضرت شاہ رحمت اللہ علیہ

حضرت شاہ رحمت اللہ علیہ حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اجل خلفاء سے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ ابتداء میں اور اور درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوئے آخر میں حضرت مرزا صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلوک طریقہ باتقریب انتہا مقامات تک پہنچایا۔ اجازت سے شرف یاب ہوئے۔ آپ کو معاملات جلالی کہ ظاہراً ایذا النفس اور باطناً راحت روح ہوتے ہیں بہت پسند تھے۔ ایک گوشہ میں ترک ماسوا کر کے بکمال استقامت و صبر و قناعت بسر کرتے تے۔ امراء وقت نے ہر چند کچھ روزینہ مقرر کرنا چاہا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ آپ کے گھر میں رات کو سوائے نور ذکر کے چراغ نہ ہوتا تھا۔ اور دن کو سوائے قوت اتباع مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کوئی قوت نہ ہوتا تھا۔ سالہا سال قبا عریانی در بر و کلاہ مو بر سر و لنگی در کمر سے گذارے۔ جم غفیر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتے۔ و بجمعیت تمام انعقاد و حلقہ ہوتا ؎

حالات حضرت محمد حسن عرب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد حسن عرب حضرت مرزا صاحب قبلہ کے قدیم اصحاب سے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ بڑے ریاضت کش تھے۔ ہر روز چالیس ہزار مرتبہ ذکر کلمہ طیبہ لسانًا

کیا کرتے تھے۔ اور دس ہزار نفی اثبات بحبس نفس دم اور ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص اور ہزار مرتبہ استغفار ہزار مرتبہ درود شریف کا معمول تھا۔ معتمد اصائم الدہر بھی تھے۔ رات عبادت میں گذارا کرتے تھے۔ اور دن کو حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گذاری کیا کرتے تھے۔ تین سال میں مقامات مجددیہ تا انتہا حاصل کئے تھے۔ ببرکت صیام وغیرہ کثیر کشف صحیح وجدان سلیم رکھتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب قبلہ قدس سرہٗ فرمایا کرتے۔ کہ تمام عرب میں ایک آدمی طالب مولیٰ و مجاہدہ راہ خدا میرے پاس آیا۔ اور وہ محمد حسین عرب تھے۔ ان کے وصف میں یہی چند الفاظ کافی ہیں۔

ان کے سوائے حضرت مرزا صاحب قبلہ کے اور بہت سے خلفاء مثل مولوی غلام یحییٰ صاحب حاشیہ و مولوی غلام محی الدین و شیخ محمد مراد و میر علیم اللہ گنگوہی و شیخ مراد اللہ و شیخ محمد احسان و شیخ غلام حسن و شیخ محمد منیر و مولوی قلندر بخش و میر نعیم اللہ و خلیفہ محمد جمیل و حضرت شاہ بھیک و مولوی عبدالحق و شاہ محمد سالم و میر مبین خاں صاحب و میر معین خاں و میر علی اصغر و محمد قائم کشمیری و حافظ محمد رحمت اللہ و مولوی قطب الدین و مولوی کلیم اللہ بنگالی و میر روح الامین و محمد شفیع و محمد واصل و محمد حسین و شیخ غلام حسین تھانیسری و مولوی عبدالکریم و مولوی عبدالحکیم و نواب ارشاد خاں و غلام مصطفےٰ خاں و اخوند نور محمد قندھاری و ملا نسیم و ملا عبدالرزاق و ملا جلیل و ملا عبیداللہ و ملا تیمور ہر اک صاحب ارشاد جامع کمالات گذرے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

حضرت شاہ عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ

حضرت شاہ عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کی ولادت ۱۱۵۸ھ ہجری میں بمقام بٹالہ پنجاب میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد شریف شاہ عبداللطیف رح نہایت مرتاض مجاہد

قبل ولادت آپ کے نام کی بشارت

تھے۔ کہ بلیہ جوش دے کر کھایا کرتے۔ اور جنگل میں جا کر ذکر جہر کیا کرتے۔ اور حضرت ناصر الدین قادری سے بیعت تھے۔ حضرت کی ولادت سے قبل آپ کے والدؒ نے حضرت علیؓ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے کا نام علی رکھنا۔ چنانچہ بعد تولد آپ کا نام آپ کے والدؒ نے علی رکھا۔ لیکن جب آپ سن تمیز کو پہنچے۔ تب آپ نے تادیباً اپنا نام غلام علی مشہور کیا۔ آپ کی والدہ شریفہ نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام عبد القادر رکھنا۔ یہ بزرگ شاید غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے عم شریف نے کہا نہایت مرد بزرگ تھے اور ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ انہوں نے بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ نام رکھا۔ آپ کے والد شریف دہلی میں رہا کرتے تھے۔ وہاں آپ کو اپنے پیر سے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ بیعت کرانے کے واسطے بلایا۔ مگر قضاء الٰہی سے وہ بزرگ جس وقت کہ آپ وہاں پہنچے انتقال کر گئے ؂

حضرت مرزا صاحب سے بیعت ہونے کی کیفیت

آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے تم کو اپنے پیر سے بیعت کرانے کے واسطے بلایا تھا۔ لیکن تقدیر میں نہ تھا۔ اب جس جگہ تمہاری اطمینان قلبی ہو وہاں اخذ طریقہ کر لو۔ آپ اس وقت کے بزرگان دہلی مثل حضرت ضیاء اللہ و شاہ عبد العدل و خواجہ میر درد فرزند حضرت خواجہ محمد ناصر خلفاء زبیرؒ و مولانا فخر الدین و شاہ ناتو و شاہ غلام سادات حسینی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر آخر کار ۱۱۸۰ھ ہجری میں کہ اس وقت آپ کا سن بائیس سال کا تھا۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض بیعت کی۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ جس جگہ ذوق شوق ہو وہاں بیعت کرو۔ یہاں تو سنگ بے نمک لیسیدن کا مضمون ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ کو یہی منظور ہے۔ تب حضرت مرزا صاحب نے قادریہ خاندان میں

آپ کو بیعت کیا۔ اور تلقین طریقہ مجددیہ فرمایا۔ پندرہ سال تک حاضر حلقہ و مراقبہ رہے اور باجازت مطلقہ مع بشارت سمنت مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اوّل اوّل مجھ کو تردد ہوا کہ اگر میں طریقہ نقشبندیہ میں شغل اختیار کروں کہیں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ کے ناراض ہونے ہونے کا باعث نہ ہو۔ اسی اثنا میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں حضرت غوث الاعظم رح تشریف رکھتے ہیں۔ اور اس کے محاذ میں ایک اور مکان ہے وہاں خواجہ نقشبند رح رونق افروز ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت غوث پاک رح نے فرمایا کہ مقصود خدا تعالیٰ ہے جاؤ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس کے بعد سے آپ نے طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شروع کی اور آخرکار اس قدر فیض آپ کے حین حیات میں آپ سے جاری ہوا کہ شاید ہی کسی مشائخ سے ان کی زندگی میں جاری ہوا ہو۔ ہندوستان۔ کابل۔ بلخ۔ بخارا۔ عرب۔ روم سب جگہ آپ کے خلیفہ پہنچ گئے تھے۔ اور طریقہ اُن سے جاری ہوگیا تھا۔

اختیار فرمانا آپ کا اشاعت طریقہ نقشبندیہ

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک روز عصر میں حاضر تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا فیض دور دور تک پہنچ گیا ہے۔ حضرت مکہ معظمہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے۔ حضرت مدینہ منورہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے۔ بغداد شریف روم و مغرب میں ہمارا حلقہ جاری ہے اور بطریق ہنسی فرمایا کہ بخارا تو ہمارے باپ کا گھر ہی ہے۔ بعض بحکم آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بعض بدلالت دیگر بزرگاں و بعض خود آپ کو خواب میں دیکھ کر حاضر حضور ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا خالد رومی باشارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف سے دہلی آئے اور ساڑھے نو مہینہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر اپنے وطن کردستان واقع ملک روم کو واپس گئے۔ وہاں اُن کی اس قدر قبولیت ہوئی کہ جس کی حد نہیں۔

اشاعت فیض

چنانچہ ایک خط میں حضرت شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب کے نام اس طرح تحریر کیا :۔

مرکز دائرہ غربت مہجوری خالد کردی شہر زوری بعرض مقدس عالی مخدومی جناب ابی سعید مجددی معصومی میرساند اگرچہ بہ یمن ہمت حضرت قبلہ عالم روحی فداہ فیوض خاندان عالیہ آباء و اجداد کرام آں مخدوم عالی مقام کہ مقصر گمنام رسیدہ است بروں از حیز تحریر و خارج از حوصلہ تقریر است اما بفحوائے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ بمقام شکر گزاری برآمدہ عرض حضوری نماید کہ یک قلم تمامی مملکت روم و عربستان و دیار حجاز و عراق و بعضے ممالک قلمرو عجم و جمیع کردستان از جذبات و تاثیرات طریقہ علیہ سرشار و ذکر و محامد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی آناء اللیل و النہار محافل و مجالس و مساجد و مدارس زبان زد صغار و کبار است بنحویکہ ہرگز در ہیچ قرنے از قرون ہیچ اقلیمے از اقالیم منطقہ نیست کہ گوئی زمانہ نظر ایں زمزمہ را شنیدہ یا دیدہ فلک دوار رغبت و اجتماع را دیدہ باشد از آنجا کہ شدت رغبت حضرت صاحب قبلہ و آل قبلہ معلوم خاطر حزیں ایں مہجور و مسکین بود در مقامی گستاخی برآمدہ فرح افزائے خاطر آنجناب و سائر احباب شدہ ہرچند اظہار ایں گونہ امور صورت گستاخی و خود بینی دارد ایں فقیر را شرمندہ می دارد اما رعایت جانب دوستاں را مقدم داشتہ بمقام بے ادبی آمدہ و گرنہ نوشتن ایں امور از ایں نالائق محض دور بود از جوانیکہ "مشافہتہ" یا "مراسلۃ" چونکہ بمقتضائے شیمہ کریمہ است از فرط جمیل ایں مسکین ذلیل در حضور حضرت با فردوس سعادت حضرت صاحب قبلہ کونین کوتاہی نفرمایند و باقی تقریب کلام ما را آں آستاں کہ موقف بختیاراں در آستاں ست یاد نمایند و خود نیز گاہے گاہے زنگ قساوت از دل ما بیچارگان دور نمایند دیگر چہ نویسد و در پناہ معین صفاتم و ضمن ہمت پیران کرام باشند۔

فرمایا کہ اوائل میں مجھ کو معاش کی نہایت سختی ہوئی۔ کچھ تھوڑی سی وجہ معاش تھی۔ اُس کو چھوڑ کر بالکل توکل اختیار کیا۔ ایک ٹوٹے بوریے کا بچھونا اور اینٹ سرہانے ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ شدت ضعف بھوک میں میں نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور دل میں عہد کر لیا کہ بس یہی میری قبر ہے کہ اسی اثنا میں ایک شخص آیا۔ اور اُس نے کہا دروازہ کھولو۔ میں نے نہ کھولا۔ پھر اُس نے کہا کہ دروازہ کھولو مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے۔ پھر بھی میں نے نہ کھولا۔ آخر کار دروازہ کی شگاف کی راہ سے پانچ روپیہ ڈال گیا۔ اس کے بعد سے فتوح جاری ہو گئی۔ دو سو کے قریب علماء و صلحاء آپ کی خانقاہ میں ممالک دور دراز سے آکر قیام کرتے۔ اور کفاف بوجہ احسن پہنچتا۔ باوجود ایں ہمہ آپ کے مزاج میں انکسار اس حد کا تھا۔ ایک روز فرمایا کہ اگر کتا میرے گھر میں آتا ہے۔ میں جناب الٰہی میں عرض کرتا ہوں کہ بار خدا میرا کیا منہ ہے کہ تیرے دوستوں کا وسیلہ پکڑوں۔ مجھ پر اپنی مخلوق کے واسطے رحم فرما۔ آپ کا عمل اکثر حدیث پر تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے اور نیز اپنے مرشد سے حدیث کی سند حاصل کی تھی۔ آپ حافظ کلام الٰہی تھے۔ لیکن کسی کو خبر نہ تھی۔ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ تہجد کے وقت لوگوں کو جگا دیا کرتے تھے۔ اور خود نماز پڑھ کے مراقبہ یا تلاوت کلام اللہ شریف میں مشغول ہوتے تھے۔ اور بقدر دس پارہ پڑھا کرتے تھے۔ ایام ضعف میں کم پڑھتے تھے۔ نماز صبح اول وقت پڑھ کر حلقہ مراقبہ میں اشراق تک مصروف رہتے۔ بوجہ ہجوم چند بار حلقہ فرمایا کرتے تھے۔ پہلی مرتبہ جب آدمی اٹھ جاتے تھے۔ ان کی جگہ اور آجاتے تھے۔ اس کے بعد تفسیر و حدیث کا درس طلبہ کو فرماتے۔ اگرچہ کوئی ملاقات کے واسطے آتا تھوڑی دیر کے بعد رخصت کر دیتے۔ اور عذر کرتے کہ فقیر اپنی گور و موت کی فکر میں مشغول ہے۔ اور چلتے وقت اس کو کچھ تبرک

اجرائے فتوح

انکسار

شیرینی بھی دیتے ۞

نقل ہے کہ ایک مرتبہ نواب امیر خاں حضرت غوث الاعظم کی اولاد اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما کے نواسوں میں سے تھے۔ آپ کی ملاقات کو آئے۔ بوجہ بزرگ زادگی آپ نے ان کی بہت تعظیم کی اور کچھ دیر کے بعد آپ نے حسب معمول ان کو رخصت کر دیا۔ لیکن اُن کا دل بوجہ غلبہ محبت اُٹھنے کو نہ چاہا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ مکان کا قبالہ نواب صاحب کے نذر کرو۔ یہ تو اُٹھتے نہیں۔ ہم ہی مکان نذر کر کے رخصت ہوئے جاتے ہیں۔ یہ سُن کر وہ فی الفور اُٹھ کر چلے گئے ۞

زوال کے قریب کچھ تھوڑا سا کھانا تناول فرماتے۔ امیر لوگ آپ کے واسطے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر بھیجا کرتے تھے۔ لیکن اُس کو نہ خود کھاتے۔ اور نہ طالبوں کے واسطے اُس کا کھانا پسند فرماتے۔ ہمسایہ میں بھیج دیا کرتے یا اگر کوئی حاضر ہوتا اُس کو دے دیتے۔ ہاں اگر کوئی روپیہ بھیجتا تو اُس کا چالیسواں حصہ اسی وقت علیحدہ کر کے زکواۃ دے دیتے۔ اور پھر حلوا وغیرہ پکا کر نیاز پیران کبار خصوصاً حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ دیتے۔ یا وجہ مصرف فقراء خانقاہ اگر قرض ہو جاتا وہ ادا کر دیتے۔ اور گاہ گاہ اگر کوئی بے اطلاع ہی لے جاتا۔ اور آپ دانستہ اس کی جانب سے منہ پھیر لیتے۔ بارہا لوگ آپ کی کتابیں لے جایا کرتے۔ اور پھر آپ ہی کے پاس فروخت کرنے کو لاتے۔ اور آپ قیمت دے کر خرید لیتے۔ اور اگر کوئی عرض کرتا کہ حضور یہ تو آپ ہی کی کتاب ہے۔ یہ نشانی موجود ہے آپ ناراض ہو کر منع کرتے اور فرماتے۔ کیا ایک کاتب چند نسخہ نہیں لکھ سکتا۔ بعد تناول طعام تھوڑا سا قیلولہ فرما کر کتب دینیہ مثل نفحات، و آداب المریدین وغیرہا اور تحریرات ضروری میں مشغول ہوتے۔ پھر نماز پڑھ کر کچھ حدیث و تفسیر کا درس فرماتے۔ پھر نماز عصر پڑھ کر کتب حدیث و

طعام اغنیاء نہ کھاتے

نیاز پیران

چشم پوشی

تصوف مثل مکتوبات امام ربانی رح عوارف و رسالہ قشیریہ وغیرہ کا وعظ فرما کر شام تک ذکر و توجہ کے حلقہ میں مشغول رہتے۔ بعد نماز مغرب خاص خاص مریدوں کو توجہ فرماتے۔ اور پھر کھانا کھا کر اور نماز عشاء پڑھ کر اکثر شب ذکر و مراقبہ میں بیٹھ کر بسر کرتے۔ اگر نیند کا بہت غلبہ ہوتا مصلےٰ ہی پر داہنی کروٹ کچھ لیٹ جاتے۔ بہت کم چارپائی پر سوئے ہیں۔ لیکن پاؤں کبھی نہ پھیلائے۔ اکثر بطور احتباء کے مراقبہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہیئت منقول ہے۔ اور اولیاء کرام مثل غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے بیٹھا کرتے۔ اور بوجہ کمال حیا پاؤں بہت کم پھیلاتے۔ حتیٰ کہ وفات بھی آپ کی اسی طرح ہوئی ؛

اوقات شب کا طریقہ

لباس موٹا پہنا کرتے۔ اگر کوئی عمدہ نفیس کپڑا ہدیہ بھیجتا۔ اس کو فروخت کر کے اور چند کپڑے خرید کر اللہ کے نام دے دیتے۔ اور فرماتے کہ ایک آدمی پہنے تو اچھا ہے یا چند پہنیں وہ بہتر ہے۔ اور اکثر یہ عادت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تھی۔ کہ موٹا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ تہبند (لنگی چادر) موٹی نکال کر فرمایا کہ اسی میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی روح مبارک قبض ہوئی ؛

حضرت شاہ صاحب نہایت سخی تھے۔ اور اخفا کی بہت رعایت تھی۔ حتیٰ کہ اکثر لوگوں کو دے دیا کرتے تھے۔ حیادار بھی ایسے تھے کہ اور کے منہ دیکھنے کا تو کیا ذکر ہے۔ اپنی شکل بھی آئینہ میں نہیں دیکھی تھی۔ مسلمانوں پر شفیق ایسے تھے کہ اکثر راتوں کو اُن کے واسطے دعا مانگا کرتے تھے ؛

اپنی شکل آئینہ میں نہیں دیکھی

ایک حکیم آپ کا ہمسایہ میں تھا۔ ان کا اکثر وقت آپ کی غیبت میں گذرتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ وہ محبوس ہو گئے۔ آپ نے اُن کی خلاصی میں کوشش

دقیقہ باقی نہ رکھا۔ دُنیا کا ذکر آپ کی مجلس میں بالکل نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا۔ تو اُس کو منع فرما دیتے۔ اور فرماتے کہ غیبت کے لائق میں ہُوں ۔

کسر نفسی

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے بادشاہ وقت کی غیبت کی آپ کا روزہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ افسوس روزہ جاتا رہا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت نے کسی کا ذکر بد نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اگر کیا نہیں سُنا تو ہے۔ غیبت میں ذاکر اور سامع دونوں برابر ہیں ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اور دریافت کیا کہ لعن یزید کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ قابل لعن ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ میں مستحق لعن ہوں۔ جس قدر تیرا دل چاہے دوسرے کا حال معلوم نہیں۔ زیادہ تحقیق منظور ہو تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے کہو۔ وہ اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا شیوہ تھا ۔

امر بالمعروف

ایک شخص سیّد اسمٰعیل مدنی مدینہ منورہ سے بحکم آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی خدمت میں کسب نسبت کے واسطے آئے تھے۔ آپ کے حکم سے ایک روز وہ جامع مسجد میں آثار نبویہ کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے واپس آکر انہوں نے عرض کیا۔ کہ اگرچہ وہاں برکات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں۔ لیکن ظلمت کفر بھی معلوم ہوتی ہے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بعض اکابر دین کی وہاں تصویریں رکھی ہیں۔ آپ نے اُسی وقت بادشاہ کو ایک نہایت پُر زور خط لکھا کہ وہ تصویریں نکلوا دیں۔ وہ خط یہ ہے :

حضرت سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحان اللہ از عجائب قدرت اُو سبحانہ چہ نوشتہ شود ایں سیّد محمد اسماعیل مدنی کہ از مدینہ منورہ برائے

کسب نسبت مجددیہ رضی اللہ عنہم نزد ایں لاشئے تشریف آوردہ امشب شب
جمعہ در مسجد جامع در آثار شریف رفت گفت کہ اینجا ظلمت اصنام معلوم میشود
وایں گفتن او محض از نور ایمان است او چہ داند دریں آثار حیثیت تحقیق شد کہ تصویر
ہا دریں جا نہادہ اند تصویر پیغمبر خدا علیہ السلام و ائمہ اہل بیت و اولیاء رضی اللہ
عنہم ساختن و پیش خود داشتن در شرح محمدی جائز نیست۔ تصویر حضرت
ابراہیم علیہ السلام خود حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بدست مبارک
شکست اند تصویر پیر خود و تصویر پیغمبر خدا و تصویر جناب امیر المومنین علیہ
السلام بت اند ترک تعظیم آں بہ کنند کہ صنم پرستی است تاب اللہ علیہ و
سنگے برآں نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر است صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم بت است ہائے مسلمانی و توحید وائے بادشاہی و متابعت اسلام
کجا شد بت پیروی نمایند وایں بت پرستی موقوف نمایند چہ ظالم و چہ گریہ کنم
بر خرابی و مسلمانی و بر اہانت و شکستی مسلمانان غلبہ کفر از آنست بہ تبیان کافراں
محتاج اند اللہ تعالے ہدایت فرماید در مسجد جامع و قلعہ بادشاہی کہ ہر دو
جائے مسلماناں است اصنام داشتن چہ معنی واللہ اگر مرا قوتے عود
نماید از شہر بت پرستاں ہجرت نمایم ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ رئیس بندیل کھنڈ انگریزی ٹوپی پہن کر حاضر
ہوا۔ آپ نے دیکھتے ہی اُس کو سخت جھڑکا۔ وہ واپس ہو گیا۔ اور
کہا کہ ایسا ہی احتساب ہے تو پھر نہیں آؤنگا۔ آپ نے فرمایا خدا تم
کو میرے گھر میں نہ لائے۔ لیکن چبوترہ کے زینہ پہ جاکر وہ ٹوپی خدمتگار
کو دی۔ اور پہن کر حاضر ہوا۔ اور بیعت کی اور کسی کو بھی امر
معروف فرمایا کرتے ؛

نقل ہے کہ ایک سید آپ کے پاس آئے۔ وہ داڑھی منڈوایا کرتے
تھے۔ آپ نے دیکھ کر نرمی سے فرمایا۔ تعجب ہے ابھی میر صاحب کے داڑھی

نہیں نکلی۔ بعدہٗ بانبساط تمام فرمایا کہ ہم سب آپ ہی کے خاندان سے ہیں۔ ہم لوگ تو آپ کے گماشتہ ہیں۔ وہ بہت شرمندہ ہوئے اور اس کے بعد پھر انہوں نے ڈاڑھی نہ منڈوائی۔ ترک و تجرید آپ کے مزاج میں اس قدر تھی۔ کہ بادشاہ وقت و امراء دربار اکثر اس بات کے خواہشمند رہے کہ خرچ خانقاہ کے واسطے کچھ مقرر فرمالیں۔ مگر کبھی منظور نہیں فرمایا۔ آپ اکثر یہ قطعہ پڑھا کرتے تھے ؎

خاک نشینی ست سلیمانیم — ننگ بود افسر سامانیم
ہست چہل سال کہ می پوشمش — کہنہ نہ شد چادر عریانیم

نقل ہے کہ نواب امیر خاں نے بھی یہی آرزو کی تھی کہ خرچ خانقاہ کے واسطے کچھ قبول فرمالیں آپ نے بجواب اس کے تحریر فرمایا کہ ؎

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم — با میر خاں بگوئے کہ روزی مقدر است

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جاگیر مواعید الٰہی ہیں و فی السماء رزقکم وما توعدون۔ فرمایا کہ اس طریقہ میں چار چیزیں بہت ضروری ہیں۔ دست شکستہ پا شکستہ دل درست و یقین درست۔ آخر عمر میں آپ کو ضعف نہایت غالب ہو گیا۔ لیکن جس وقت یہ شعر پڑھتے تھے ؎

ہر چند پیر خستہ دل و ناتواں شدم
ہر گہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم

اُٹھ بیٹھتے اور بقوت تمام توجہ فرماتے تھے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ نام شریف سے کر بیتاب ہو جایا کرتے تھے۔ اور آہ آہ کہہ کر ہاتھ اُوپر کو اُٹھا دیا کرتے تھے۔ اور کبھی دونوں ہاتھ پھیلا کر اِس طرح سمیٹ لیا کرتے تھے۔ جیسے کہ کسی کو آغوش میں لیتے ہیں۔ اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

موسیا آداب داناں دیگر اند — سوختہ جاں و رواناں دیگر اند

تعظیم و محبت رسول اللہ صلعم

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خادم قدم شریف تبرک آب آپ کے واسطے لایا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ آپ کے سر پر ہے۔ اس کو سنتے ہی بیتاب ہو گئے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور فرمایا میری کیا حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ میرے اوپر ہوگا۔ اور اُس خادم کی نہایت مدارات کی ؛

شوق اتباع سنت

مرض موت میں ترمذی شریف سینہ مبارک پر ہوتی تھی۔ اگر کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل نکل آتا تھا۔ اُس پر عمل کرتے تھے۔ بکری کے شانہ کا گوشت پکوا کر کھاتے تھے کہ مسنون ہے۔ قرآن شریف کا نہایت شوق تھا۔ نماز اوابین میں حضرت شاہ ابو سعید مجددی سے آپ کے خلیفہ اور نہایت خوش الحان تھے سنا کرتے تھے اور کبھی غلبہ شوق میں زیادہ سنتے تھے تو بیتاب ہو کر فرمانے لگتے تھے کہ بس کرو کہ زیادہ سننے کی طاقت نہیں ہے۔ اکثر اشعار پُر درد سُنا کرتے اور محظوظ ہوتے۔ لیکن چونکہ کوہ استقامت تھے۔ ضبط فرماتے تھے۔

نفاست مزاج

مزاج میں نفاست اس قدر تھی کہ افغان لوگ جو وہاں ناس سونگتے اس کی بو ناگوار گذرتی اور لوبان وغیرہ وہاں سلگواتے اور فرماتے کہ افغانوں نے میری مسجد کو ناس دانی بنا رکھا ہے ؛

نقل ہے کہ گاہ گاہ خود بخود خوشبو آپ کے مکان میں آنے لگتی اس وقت لوگوں کو وہاں سے علیحدہ کر دیتے۔ شاید کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگران پیران کبار کی ارواح مبارک کا ظہور ہوتا تھا۔ فرماتے کہ میں حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت مجدد علیہما الرحمۃ کی شکل بظاہر دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میرا پہلو شل ہو گیا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک سے استمداد کی۔ فی الفور اُن صورت مبارک ہوا میں معلق دیکھی اور وہ مرض سلب کر دیا ؛

فرمایا کہ گنہ گ اکابر چشتیہ کہ مست ذوق میں سرود و سماع ہے۔ کہ دل میں طرح طرح کا شوق لاتا ہے۔ اور چہرہ یار سے پردہ اٹھاتا ہے۔ اور گنہ گ متوسلان نقشبندیہ کہ بادہ نوش جام مودت ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ اس سے قلب کو اذواق گوناگوں پہنچتے ہیں ؏

آن ایشانند من چلیم یارب

فرمایا فقیر کے فؔ سے مراد فاقہ وقؔ سے قناعت وئؔ سے یاد الٰہی وؔ رؔ سے ریاضت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ امور بجالائے توفؔ سے فضل خدا قؔ سے قرب مولائی ئؔ سے یاری اور رؔ سے رحمت حاصل ہو۔ ورنہ فؔ سے فضیحت قؔ سے قہری ئؔ سے یاس اور رؔ سے رسوائی ہو۔ فرمایا کہ طالب ذوق و شوق و کشف و کرامت طالب خدا نہیں۔ فرمایا کمالات میں وصل عریانی ہوتا ہے۔ اس مقام سے سالک کو سوائے یاس اور محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہے ؛

فرمایا طالب کو چاہئیے کہ ہر وقت عبادت سے علیحدہ علیحدہ کیفیات کا امتیاز کرتا رہے۔ اور خیال رکھے کہ نماز سے کیفیت حاصل ہوتی ہے اور تلاوت سے کیسی نسبت کا ظہور پیدا ہوتا ہے۔ اور درس حدیث اور شغل تہلیل زبانی سے کیسا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی خیال رکھے کہ لقمہ شک سے کیسی ظلمت ہوتی ہے اور گناہوں سے کس قسم کی کدورت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ولایات میں خطرات مضر ہیں لیکن کمالات نبوّت میں نہیں ہیں ؛

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سامان لشکر نماز میں کر لیتے تھے۔ فرمایا کھانے میں ایک رضائے نفس ہے۔ اور ایک حق نفس۔ رضائے نفس غذا بہت لطیف اور حق نفس بمقدار توانائی ادائے فرض و سنت۔ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ چار چیز سے مراد ہے۔ بےخطرگی یا دوام حضور

تجلیات واردات ہیں ؛

فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جامع جمیع کمالات تھے۔ لیکن ہر وقت مناسب استعداد ہر قرن افراد امت میں ظہور کمال ہوا۔ فرمایا کہ جو کمال مثل جہاد و بھوک و عبادت وغیرہ کے آپ کے جسم مبارک سے ناشی تھا۔ وہ صحابہ کرام میں ظہور ہوا۔ اور جو قلب سے مثل استغراق و بے خودی و ذوق و شوق و آہ و نعرہ ناشی تھا۔ وہ جنید بغدادی سے اولیاء امت میں بظاہر ہوا۔ اور جو کمال کہ لطیفہ نفس سے مثل اضمحلال و استہلاک ناشی تھا۔ وہ خواجہ نقشبند رحؒ کے وقت سے ظاہر ہوا۔ اور جو کمال کہ اسم شریف محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ناشی ہے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کے دورہ سے مکشوف ہے۔ فرمایا۔ جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے۔ اسی طرح ترک حلال عارفوں پر فرض ہے۔ فرمایا کہ درویشوں کی رات فاقہ کی رات معراج کی رات ہے۔ فرمایا صوفی دنیا و آخرت کو پس پشت ڈال کر متوجہ مولےٰ ہوتے ہیں۔ للمولوی ؒ

ملت عاشق ز ملتہا جدا ست ۔۔۔ عاشقاں را مذہب و ملت خدا ست

فرمایا دعا کرتے وقت انوار فائض ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا فرق کرنا کہ یہ انوار دعا ہیں۔ اور یہ اجابت دعا مشکل ہے بعضے کہتے ہیں کہ اگر دونوں ہاتھوں میں ثقالت معلوم ہو علامت قبولیت دعا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اگر انشراح صدر حاصل ہو علامت اجابت دعا ہے ؛

فرمایا۔ بیعت تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک پیروں سے توسل حاصل کرنے کی نیت سے۔ دوسرے معاصی توبہ کے واسطے تیسرے نسبت حاصل کرنے کے واسطے ؛

فرمایا۔ مرد چار قسم کے ہیں۔ نامرد۔ مرد۔ جوان مرد۔ اور مرد طالب

دنیا نامرد ہے طالب عقبیٰ مرد ہے۔ طالب عقبیٰ و مولیٰ جوان مرد ہے طالب مولیٰ فرد ہے
فرمایا۔ خطرے کی چار قسمیں ہیں۔ شیطانی۔ نفسانی۔ ملکی۔ حقانی
شیطانی بائیں جانب سے آتا ہے۔ نفسانی اوپر سے یعنی دماغ سے ملکی داہنی جانب سے۔ حقانی فوق الفوق سے فرمایا۔ کہ جو کمال سوا نبوت انسان میں ممکن ہے۔ سب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ میں ظاہر ہوئے۔ فرمایا ؎

ہر لطافت کہ نہاں بود پس پردۂ غیب — ہمہ در صورت خوب عیاں ساختہ اند
ہر چہ بر صفحۂ اندیشہ کشند کلک خیال — شکل مطبوع تو زیبا تر ازاں ساختہ اند

فرمایا جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے نسبت اویسیت حاصل کرنا چاہے ہے چاہئے کہ بعد نماز عشاء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست مبارک خیال میں اپنے ہاتھ میں لے اور یہ کہے کہ بیعت کی میں نے آپ سے اور یہ کہ الٰہی پانچ چیز کے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور یہ قائم رکھے نماز اور ادا کرے زکوٰۃ اور روزہ ماہ رمضان اور حج خانہ کعبہ بشرط استطاعت کے اور چند شب اسی طرح کرے۔ اور اگر کسی بزرگ سے اویسیت خلوت میں بیٹھ کر دوگانہ ثواب اس کی روح پر پہنچا کر اس کی جانب متوجہ ہو۔

فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو ایسا ادراک عطا کیا ہے۔ کہ تمام بدن نے حکم قلب پیدا کیا ہے۔ جو شخص جس طرف سے آئے اس کی نسبت معلوم کر لیتا ہوں۔ فرمایا کہ تین کتابوں کا نظیر نہیں ہے۔ قرآن شریف صحیح بخاری اور مثنوی مولانا روم کا ؏

فرمایا کہ اولیاء تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ارباب کشف اور ارباب ادراک اور ارباب جہل۔ فرمایا کہ اولیاء میں بہت کم حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے کمال کو پہنچے ہیں۔ اگر تمام اولیاء موجود ہوں تو جہ فرمائیں تو تمام شاہراہ

شہود پر آجائیں۔ فرمایا۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی سہروردیہ طریقہ میں بڑے سمجھدار آدمی تھے۔ دو باتوں میں تصوف تمام کر دیا ہے ؎

مرا پیرِ دانائے مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش دوم آنکہ بر غیر بدبیں مباش

فرمایا۔ جو شخص ہم سے ملاقات رکھے۔ چاہیئے کہ ہمارا لباس شاہی سمجھے۔ ہمارا سپاہیانہ طور اختیار کرے۔ رباعی ؎

یا مرد بایار انقش پیرہن او یا کش بر خانماں انگشت نیل
یا مکن باپیل باناں دوستی یا بنا کن خانۂ برخورد پیل

فرمایا کہ بعض مومنوں کی روح ملک الموت قبض کرتے ہیں۔ اور اخص خواص کی روح پر فرشتہ کو بھی دخل نہیں ہے ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب قدس سرہٗ نے لکھا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتہا و قل یتوفکم ملک الموت اسی کی جانب اشارہ ہوگا۔ فرمایا کہ درویشوں کی معاش ایسی چاہیئے جیسا کہ شیخ ابن یمین کردی نے کہا ہے ؎

نانِ جوین و خرقۂ پشمین و آبِ شور سیپارۂ کلام و حدیثِ پیمبری
ہم نسخۂ دو چار ز علمے کہ نافع است در دیں نہ لغو بو علی و زراتہ عنصری
تاریک کلبۂ کہ پئے روشنیِ آں بیہودہ ہمتے نہ برد شمع خاوری
بایک دو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو در پیش چشم ہمت شاں ملک سنجری
ایں آں سعادت است کہ حسرت برد بر آں
جویائے تخت قیصر و ملک سکندری

؎

اور اکثر اشعار حیالی پڑھا کرتے تھے ؎

لنگکے زیرہ و لنگکے بالا ، نے غم دردو نے غم کالا

گزکے بوریا و پوستکے ، دلکے پر زدرد دوستکے

ایں قدر بس بود جمالی را ، عاشق رند لاابالی را

فرمایا کہ عقل نورانی کی شناخت یہ ہے کہ بلا واسطے جانب مقصود ولایت کرے۔ اور عقل ظلمانی اُس کو کہتے ہیں کہ چراغ ہدایت مرشد سے راہ پاوے۔ فرمایا کہ طالب کو چاہیئے کہ ایک لمحہ یا مطلوب سے غافل نہ ہوے

ایں شربت عاشقی است خسرو ، بے خون جگر چشید نتواں

فرمایا دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر کفر ہے ؎

اہل دنیا کافران مطلق اند ، روز و شب در بق بق و در لق لق اند

فرمایا زوال انا کے یہ معنی ہیں کہ سالک انا نہ کر سکے جیسے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ انا کہنا آسان ہے۔ اور انا زائل کرنا مشکل ہے۔ فرمایا ابتداء قلب میں سالک نوافل سے رہ جاتا ہے۔ اور فرض اور سنت پر اکتفا کرتا ہے۔ فرمایا کہ طریقہ محمدیہ میں چار دریا فیض کے ہیں۔ نقشبندیؒ۔ قادریؒ۔ چشتیؒ۔ سہروردیؒ۔ لیکن اول غالب ہے۔ فرمایا کہ کفر طریقت اس کو کہتے ہیں کہ امتیاز نہ رہے۔ اور سوائے ذات حق کے کوئی چیز نظر میں نہ رہے۔ فرمایا کہ جو مخدوم ہوا چاہے۔ اس کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت کرے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

فرمایا کہ اب ضعیف ہو گیا ہوں کچھ نہیں ہو سکتا۔ پہلے شاہجہان آباد کی جامع مسجد میں رہا کرتا تھا۔ حوض کا یخ پانی پیا کرتا تھا۔ دس پارے قرآن شریف کے پڑھا کرتا تھا۔ اور دس ہزار نفی اثبات کیا کرتا تھا۔

نسبت ایسی قوی ہوگئی تھی۔ کہ تمام مسجد انوار سے پُر تھی۔ جس کوچہ میں گذر جاتا تھا۔ وہ بھی نورانی ہو جاتا تھا۔ اگر کسی بزرگ کے مزار پر جاتا تھا۔ اُس کی نسبت لپیٹ ہو جاتی تھی۔ تب میں از راہ تواضع اپنے تئیں لپیٹ کیا کرتا تھا ؂

زناتوانی خود ایں قدر خبر دارم　　　که از رخش نتوانم که دیده بر دارم

فرمایا کہ بلا میں مبتلا کرنا امتحان معشوق ناز نہیں ہے ؂

نیست بے موجب پئے آزار ما
امتحاں مے خواہد از ما یار ما

فرمایا کہ آدمی کو دو چیز درست اور دو چیز شکستہ چاہئے۔ دین درست اور یقین درست۔ دست شکستہ اور پا شکستہ چاہئے ؂

راقم الحروف کہتا ہے کہ دین درست سے یہ مطلب کہ قولاً و فعلاً و اعتقاداً موافق شریعت ہو۔ یقین درست کے یہ معنی کہ مواعید الٰہی پر پورا پورا یقین ہو۔ دست شکستہ سے یہ مراد کہ اشارۃً و صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ پا شکستہ سے یہ غرض کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جائے۔ فرمایا کہ فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے۔ درویشوں کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طور اختیار کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ حال تھا۔ کہ کمال گرسنگی سے شکم مبارک پر پتھر باندھ دیتے۔ اور توکل پر بیٹھتے اور بلا پر صبر کرتے اور عطا پر شکر فرماتے ؂

فرمایا کہ بعض اکابر کا مقولہ ہے کہ درویش اگر بعد تین روز کے طعام طلب کرے صوفی نہیں ہے۔ اس کو خانقاہ سے خارج کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے میری نسبت یہ بیان کیا کہ وہ طالب ذوق و شوق و کشف و کرامت ہے۔ انہوں نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص ایسے مقصد کا طالب ہو اس کو کہو کہ ہماری خانقاہ سے باہر ہو

جائیے۔ اور ہمارے پاس نہ آئیے۔ جب یہ خبر مجھ کو پہنچی میں نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور نے یہ فرمایا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ پھر کیا مرضی ہے۔ فرمایا کہ یہاں ننگ ہے نمک لیسیدن ہے اگر یہ بے مزگی منظور ہو ٹھہرے رہو۔ میں نے کہا کہ مجھ کو یہی منظور ہے ؎

ما برائے استقامت آمدیم نے پئے کشف و کرامت آمدیم

فرمایا کہ اس طریقہ میں مجاہدہ نہیں ہے۔ مگر وقوف قلبی کہ عبادت دل طرف ذات الٰہی کے ہے اور نگہداشت خطرات گذشتہ و آئندہ ہے اور یہ اس طرح چاہیئے کہ جب خطرہ دل میں پیدا ہو کہ فلاں کام گذشتہ زمانہ میں کس طرح ہوا تھا۔ اسی وقت دل سے دفع کرے کہ تمام قصہ دل میں نہ آئے یا دل میں خیال آئے کہ فلاں جگہ جا کر یہ کام کروں۔ اور اس کام میں منفعت ہو اس کو معاً دفع کرے غرضیکہ جو خطرہ غیر خدا کا دل میں آئے اس کو فی الفور دفع کیا جاوے۔

فرمایا کہ احوال قلب سالک پر مثل باران شدید ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب قلب سے عروج ہو کر لطیفہ نفس کی سیر ہوتی ہے۔ مثل بارش خفیف جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور جب لطیفہ نفس سے سیر جس قدر بلند ہوتی جاتی ہے نسبت سمجھ میں نہیں آتی۔ استہلاک و اضمحلال زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور نسبت مثل شبنم کے باریک ہو جاتی ہے۔

فرمایا صوفی کو نکاح نہیں کرنا چاہیئے۔ صوفی کو تحریک و تجرد دنیا سے روگردانی ماسوا سے منحرف انحراف خلوت۔ صحبت اغنیا سے دوری لازم ہے۔ اور نکاح مانع امور کا ہے۔ کہ عورتوں میں صبر و توکل نہیں ہوتا۔ الا ماشاءاللہ بعض عورتیں صاحب توکل ہوتی ہیں۔ اور نسبت باطنی رکھتی ہیں۔ اور نسبت باطنی رکھتی ہیں۔ فرمایا کہ حضور و جمعیت و توحید

وجودی لطیفہ قلب میں ہوتی ہے۔ لیکن فنارِ انا و اضمحلال و استہلاک و شکستگی و نابودگی اور نیستی لطیفہ نفس کی سیر میں واقع ہوتی ہے۔ فرمایا کہ لائق پیری وہ شخص ہے کہ ضروری مسائل کا علم رکھتا ہو۔ مقاماتِ عشرہ صوفیہ مثل توکل و قناعت و زہد و صبر وغیرہ حاصل ہوں۔ اربابِ دنیا کی صحبت سے اجتناب رکھتا ہو۔ مشائخ کرام کی صحبت سے فیض یافتہ ہو۔ صاحبِ کشف یا صاحبِ ادراک ہو۔ خطرہ ماسواء سے دل پاک ہو۔ ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت سے پیراستہ ہو۔ پھر فرمایا کہ میں اپنا حال بیان کروں ؎

بر زمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند کہ بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

فرمایا کشف میں احتمال خطا و صواب دونوں ہیں۔ اور وجدان میں احتمال نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص اگر دور سے چار پایہ کی صورت دیکھے اور سمجھے کہ شیر ہے۔ اور فی الحقیقت شیر نہیں ہے۔ بلکہ کوئی اور چار پایہ ہے یا پانی دیکھا اور اس کو شراب سمجھا یہ کشف کی مثال ہے۔ اور وجدان یہ ہے مثلاً ہوا نظر نہیں آتی۔ لیکن اس کی حرارت اور برودت محسوس ہوتی ہے۔ ایسے ادراک میں احتمال غلطی کا نہیں ہے۔

فرمایا کہ جو معارف حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیے ایسے تمام امت میں کسی شخص نے نہیں بیان کیے۔ فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کے صدق مواعید پر نظر رکھے۔ اور اسباب وہمیہ ظنیہ پر خیال نہ کرے اور یہ یقین جانے کہ اللہ تعالیٰ روزی پہنچانے والا ہے جس کو پیدا کیا ہے اس کو روزی مہیا کریگا ع

رزق را روزی رساں پر می دہد

فرمایا۔ اکابرانِ طریقت کے تالیفات میں توحید وجودی و ذوق و شوق

مقامات عشرہ توبہ و انابت و صبر و قناعت و زہد و توکل و رضا و تعلیم وغیرہ درج ہیں۔ مگر جو مقامات کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں۔ کسی عارف نے یہ معارف بیان نہیں کئے۔ عرفان میں کوئی کتاب مثل مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رح تمام روئے زمین پر نہیں ہے۔ فرمایا کہ سالک کو لطیفہ قلب و نفس کی سیر میں ذکر خفی و نفی اثبات و تہلیل لسانی سے ترقی ہوتی ہے اور بعر عناصر ثلثہ میں کثرت نوافل یا طول قرأت سے اور کمالات ثلثہ میں تلاوت کلام اللہ شریف اور حقائق سبعہ میں درود شریف کے پڑھنے سے ترقی ہوتی ہے۔ فرمایا بعض اولیائے اللہ کی جناب میں کمال زہد و ریاضت و ترک و تجرید سے رسوخیت حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض کو قرب الٰہی کثرت سے میسر ہوتا ہے۔ لیکن مقام اہل عبادت صاحب زہد و ریاضت سے عالی ہے۔ فرمایا جس کو یقین زیادہ اُس کا مقام اعلےٰ ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میرے واسطے کچھ تحریر فرمائیے۔ آپ نے یہ آیت شریف تحریر فرمائی قل اللہ ثم ذرھم اور اس کی تفسیر بھی اس کے نیچے اس طرح لکھی کہ امور جزئی و کلی اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنا چاہیئے۔ اور فکر معاش وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہیئے۔ اور تعلقات ماسواء اللہ کو چھوڑنا چاہیئے۔ اور اپنے جمیع امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنا چاہیئے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را ۔ تو دانی حساب کم و بیش را

فرمایا ؎

منشیں بگدایاں در دوست کہ ہرکس
منشست بایں طائفہ شاہی شدو بر خاست

فرمایا۔ تبدیل اخلاق رذیلہ و صفات بشریت دفع انانیت کیواسطے تکرار کلمہ طیبہ اور کثرت ذکر کرنا چاہیئے۔ جس وقت انوار الٰہی غالب ہوجائینگے

سالک کے اخلاق و اوصاف میں شکستگی ہو جائیگی۔ ان الملوک اذا دخلوا قریتاً افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ۔

فرمایا کہ تجرید انقطاع علائق ظاہر کو کہتے ہیں۔ اور تفرید انقطاع علائق باطنی کو۔ فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محی الدین ابن العربی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کلام میں تطبیق دی ہے۔ اور توحید وجودی اور توحید شہودی کو نزاع لفظی قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت بزرگ آدمی تھے۔ اور انہوں نے نیا طریقہ بیان کیا ہے۔ لیکن اس مقام میں خطا کی اور حال قال میں لائے ہیں۔ اور معارف کشفیہ کو بحث علمی میں لاکر تطبیق دی ہے۔ ورنہ ان ہر دو مقام یعنی توحید وجودی اور توحید شہودی میں فرق بین ہے۔ جس شخص کو معارف مجددیہ سے مناسبت حاصل ہوتی ہے۔ اُس کو عیاناً معلوم کیا ہے۔ کہ توحید وجودی ابتداء احوال سیر لطیفہ قلب میں ہوتی ہے۔ اور توحید شہودی سیر لطیفہ نفس میں حضرت مجدد الف ثانی کے معارف ان ہر دو مقامات کے وراء ہیں۔ معارف محی الدین ابن العربی قطرہ ہیں۔ اور معارف حضرت مجدد دریائے محیط ع

چہ نسبت است بکوہ آسماں عالی را

اگر محی الدین ابن العربی حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ میں زندہ ہوتے اور ان کی معارف سُنتے سمجھتے۔ تو ان سے استفادہ کرتے۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ بے نہایت ہے۔ اس کی حد نہیں کہ کوئی اس کی انتہا کو پہنچے او سبحانہٗ وراء الوراء ثم وراء الوراء للشعر ؎

قدوسیاں بارگاہ الست غیر از بی بے نبردہ اند کہ ہست

فرمایا چشتیہ خاندان میں بیعت کا بہت لحاظ ہے۔ یہاں تک بعض کا مقولہ ہے کہ جب تک بیعت نہ کرے۔ مرشد کا فیض نہیں پہنچتا۔ اور ہمارے

نہ دیگر بیعت ضروری نہیں ۔ ہماری بیعت ہماری توجہ ہے ۔ جس کو بہت توجہ کریں البتہ اُس کو فیض پہنچے گا ۔ فرمایا کہ میں اپنے پیروں کے طریقہ سے خوش بھی ہوں اور ناخوش بھی ۔ خوشی کی وجہ یہ ہے کہ ان کے طفیل سے ہم کو توفیق متابعت سُنّت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوئی ۔ اور ناخوشی کی یہ وجہ ہے کہ یہ طریقہ انتہا پذیر نہیں ہے ۔ جس جگہ پہنچتا ہوں ۔ یہی آواز آتی ہے کہ یہاں مت ٹھیرو مقصود آگے ہے ۔ ساٹھ سال گزرے کہ ہوا کی طرح دوڑ رہا ہوں ۔ اور منتہا کو نہیں پہنچتا ۔ سعدی نے خوب کہا ہے ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

بخلاف اور طریقوں کے کہ جس وقت مرید کو کچھ اسرار توحید وجودی منکشف ہوا ۔ تھوڑا بہت ذوق و شوق و رقص و وجد بمقتضائے قلب حاصل ہو گیا ۔ پھر کہتے ہیں کہ واصل ذات و عارف منتہی ہو گیا ع

آں ایشانند من چنینم یا رب

نقل ہے کہ ایک درویش کو آپ نے توجہ کے واسطے یاد فرمایا کسی نے عرض کیا کہ وہ جامع مسجد کی طرف سیر کو گئے ہیں ۔ فرمایا کہ یہ کیا فقیری ہے ۔ فقیری میں صبر لازم ہے ۔ اور صبر حبس نفس کو کہتے ہیں فرمایا جس وقت ہم مجاہدہ میں مشغول تھے ۔ پچیس برس تک ہم اپنے تئیں ایک حجرہ میں بند کر رکھا تھا ۔ نہ جاڑوں میں باہر آتا تھا اور نہ گرمیوں میں ۔ فرمایا میری سترہ برس کی عمر تھی کہ دہلی میں آیا تھا ۔ اب مجھ کو دہلی میں ساٹھ سال گزر چکے ہیں اور ایک روز بلا فکر و مراقبہ نہیں گزرا ۔ مع ہذا خوف خاتمہ ہر وقت دامن گیر ہے ۔ اور اطمینان اس وقت ہو گا ۔ جب بہشت میں داخل ہو جاؤں گا ۔ اور اپنے کانوں سے

ندائے رب العالمین سن لوں گا۔ کہ اے بندے میں تجھ سے راضی ہوں ؁

فرمایا کہ ہمارے اکابر طریقت نے فرمایا ہے کہ ہم نے نہایت بدایت میں درج کیا ہے۔ اس کے معنی بہت لوگوں نے لکھے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ نہایت بدایت میں پیدا ہونے سے توجہ دائمی و حضور مع اللہ ہے و کم خطرگی یا بے خطرگی مراد ہے۔ اور یہ اور طریقوں میں نہایت خیال کی جاتی ہے۔ اور ہمارے طریقہ میں شروع ہی میں پیدا ہو جاتی ہے۔ نہایت ہمارے ہاں کچھ اور ہی ہے۔ اور وہ توجہ حضور کا گم ہونا ہے۔ فرمایا ذکر کثیر سے مراد ذکر قلبی دائمی ہے کہ وہ انقطاع پذیر نہیں ہے۔ اور لسانی مراد نہیں ہے کہ وہ انقطاع پذیر ہے۔ اور اس پر دلیل آیت کریمہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ یعنی باز نہیں رکھتی ان کو تجارت اور نہ بیع ذکر اللہ سے کیونکہ تجارت میں ذکر زبانی موقوف ہو جاتا ہے۔ قلبی موقوف نہیں ہوتا ؁

فرمایا کہ اکثر آدمی قلبی کو ذکر خفیہ کہتے ہیں۔ اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ خفیہ کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔ ذکر قلبی اگرچہ غیر سے پوشیدہ ہے لیکن ملائکہ اور شیاطین سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پس خفا حقیقی اس میں نہ پایا گیا۔ دراصل ذکر خفیہ ذاکر کے مذکور میں گم ہونے کو کہتے ہیں۔ کہ اس کو کوئی خبر اپنی اور ذکر کی نہ ہو۔ فرمایا کہ میرا حال ایسا ہے کہ ہر چند متوجہ قلب ہوتا ہوں کوئی اثر توجہ اور ذکر کا نہیں پایا۔ البتہ کسی وقت غیبت ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ روئیں روئیں میں ذکر ہے ؁

فرمایا شب قدر عجب بابرکت رات ہے۔ اس میں دعا و عبادت مقبول ہوتی ہے اہل قرب کو اس رات اور ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے

فرمایا کہ ایک بار میں جامع مسجد میں معتکف تھا۔ رات کو سوتا تھا۔ ایک

شخص نے مجھ کو آ کر جگا دیا اور کہا کہ اُٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت مرحومہ کے لئے دعا کر۔ میں اُٹھا۔ دیکھا تو تمام نور سے چراغ عالی نورانی روشن ہو رہے ہیں۔ میں جان گیا کہ یہ شب قدر کا نور ہے۔ فرمایا یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ اس شب درخت اور تمام مخلوقات سجدہ کرتی ہے۔ ایسا شاید ہوتا ہوگا۔ مگر کبھی کسی کتاب میں نظر نہیں آتا ٭

نقل ہے کہ ایک روز ایک بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے تبرک کی شیرینی آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اس کو چوم کر سر اور آنکھوں پہ رکھا اور فرمایا کہ میں چشتیوں کا نہایت معتقد ہوں۔ سلطان جی کے برابر کوئی محدث نہ تھا۔ اور فرمایا کہ حضرت فرید الحق والدین میرے حال پہ نہایت مہربان ہیں۔ ایک روز مراقبہ میں میں نے دیکھا۔ کہ وہ میرے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ تمام گھر اُن کے نور سے منور ہو گیا۔ انھوں نے کہا کہ آؤ تم کو شغل تعلیم کروں۔ میں اپنے پیر کی غیرت سے ڈرا۔ اور عرض کیا کہ شغل تو جو میرے پیر نے تعلیم کیا ہے وہی کافی ہے۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے ہم بمنزلہ خاکروب اور کناس کے ہیں۔ دستور ہے کہ حاکم وقت اپنے خاکروب یا کناس کو قافلے کے ہمراہ کر دیتا تھا تاکہ چوروں اور راہزنوں سے سلامت گزار دے۔ ایسے ہی ہم مثل خاکروب اور کناس غوث الثقلینؒ اور خواجہ نقشبندؒ کے ہیں ٭

فرمایا کہ رضائے پیر سبب قبول خلق و خالق ہے۔ اور آزردگی پیر سبب نفرت حق و خلق ہے۔ فرمایا کہ پیر کی رضا سے وہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی مجاہدہ اور ریاضت سے نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اگر کوئی شخص دائرہ قلب میں داخل ہوا اور اُس میں وسعت پیدا کی اور دوسرا شخص

بلاد وسعت پیدا کیے۔ دائرہ فوق پر ترقی کر گیا۔ اور ان دونوں میں اول شخص افضل ہے۔ فرمایا کہ اور مصائب کا ایک دو۲ روز رونا ہوتا ہے۔ لیکن فقیری دائمی رونا ہے۔ ہرگز انقطاع پذیر نہیں ہے۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولوی صاحب مولویت کو چھوڑ دو اور آہ سیکھو۔ فرمایا کہ جب کسی کو ہماری توجہ سے تصفیہ قلب و تزکیہ نفس ہو جائے۔ وہ ہماری جانب سے مجاز مطلق ہے اگر ہم نے اس کی زبانی اجازت نہ دی ہو۔ فرمایا کہ اجازت کے واسطے چند چیزیں ضروری ہیں۔ اول علم دوم عقل سوم تجرید و تبتل و انقطاع ورنہ اجازت عبث ہے فرمایا کہ رسالہ آداب المریدین مصنفہ حضرت نجیب الدین سہروردی طریقہ نقشبندیہ سے بے خبر ہے۔ اس طریقہ نقشبندیہ میں مجاہدات شدیدہ و ریاضات شاقہ کو صوفیوں نے بیان کی ہیں نہیں ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ اس طریقہ میں تیار کار انکسار و افتقار بجناب الٰہی اور پیر سے اخلاص پر ہے۔ حضرت نے بارہ۱۲ روز سجدہ میں پڑھ کر جناب الٰہی میں مناجات کی کہ مجھ کو طریقہ نو عطا کہ کہ سہل الطریق اور اقرب الطریق الی اللہ ہو۔ اور البتہ موصل ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور یہ طریقہ عطا فرمایا۔ فرمایا کہ اور طریقوں میں مجاہدہ رکھی ہے اور طریقہ نقشبندیہ میں بجائے مجاہدہ توجہ پیر رکھی ہے۔ اور ذکر ہر طریقوں میں شرط ہے۔ فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب سے کسی نے عرض کیا۔ کہ آپ نے یہ طریقہ مجددیہ کیوں اختیار کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس طریقہ میں چنداں ریاضت مجاہدہ نہیں ہے اور میں مرزا نازک مزاج تھا۔ مجھ سے اور طریقوں کے مجاہدات نہ ہو سکتے۔ فرمایا کہ اہل محبت کو حاجت اعمال کی نہیں ہے اُن کو عمل قلیل کافی ہوتا ہے بلکہ قلیل کی بھی حاجت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ علماء کو پسند ہے۔

فرمایا کہ جب حضرت خواجہ نقشبند رحمہ کا شہرہ کمال منتشر ہوا۔ ایک زاہد آپ کے اوقات اور اعمال دیکھنے کے لئے آیا۔ اس نے آپ کو کوئی مجاہدہ یا ریاضت کرتے نہ دیکھا۔ سیدھی سیدھی نمازوں کو پڑھ لیا۔ رات کو بعد عشا پلاؤ کھا کر سو رہے۔ ثلث شب سے تہجد پڑھ لیا۔ وہ زاہد حیران ہو گیا۔ اور عرض کیا کہ میں تمام شب نہیں سویا اور ذکر کرتا رہا۔ اور تم نے شام کو پلاؤ کھایا۔ اور اکثر شب سوتے رہے۔ لیکن جو نور تم میں ہے وہ مجھ میں نہیں ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ اسی پلاؤ کا نور ہے۔ فرمایا دل کو ماسوا سے خالی کرنے اور ذات حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنے سے نور حضور ہوتا ہے۔

فرمایا کہ خدا کے نام کو تاثیر ہے۔ اگرچہ ذاکر ہندو ہو اور جس لفظ سے ذکر کرے توجہ الی اللہ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اسمائے حسنیٰ کہ شرع میں وارد ہیں۔ ان سے ذکر کرنے کا اور اثر ہے۔ اور ان سے ظہور انوار و جذبات و واردات و قرب الٰہی اور وصول ذات ہوتا ہے۔

فرمایا کہ ایک روز ایک ہندو میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ آپ مجھ کو یاد رب کی سکھا دیں۔ میں نے کہا اللہ اللہ دو ہزار مرتبہ ہر روز صبح کے وقت کہہ لیا کرو۔ اس نے کہا اس لفظ سے تو نہیں یاد کروں گا۔ میں نے کہا کہ اچھا قلب کی جانب متوجہ ہو کر دل سے تو ہی تو ہی کرو۔ اس پر وہ راضی ہو گیا۔ چند روز کے بعد اس کے دل میں توجہ الی اللہ پیدا ہو گئی اور مشرف باسلام ہوا۔

فرمایا کہ ایک ہندو میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ اپنے طور سے پچاس ہزار مرتبہ خدا کا نام لیتا ہوں۔ اس کی برکت سے ماسوا سے اعراض ہو گیا۔ فرمایا کہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے اس کے دل میں کیفیت دیکھی ہے لیکن کفر کی وجہ سے کیفیت مکدر تھی۔ کیفیت نورانی سوا ذکر ایمانی کے نہیں پیدا ہوتی۔

فرمایا کہ اس ہندو سے مجھ کو نہایت شرم آئی کہ باوجود ظلمت کفر ایک دم ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔ اور میں باوجود نور ایمان غافل ہوں۔ فرمایا کہ طالب کیفیت خدا پرست نہیں ہے۔ ذکر کرنا چاہیئے کیفیت خواہ پیدا ہو یا نہ ہو فذکر فی نفسہٖ عبادت ہے ؎

گر نباشد از شکر جز نام بہر زاں بسے خوشتر کہ اندر کام زہر

فرمایا کہ ہر روز پچیس ہزار اسم ذات کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ جمعیت باطنی کی یہ تعریف ہے کہ تشویش آئندہ و گذشتہ دل میں نہ آئے۔ فرمایا کہ فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ ہاتھ کے خالی ہونے کو۔

فرمایا فنا و بقا میں صوفیہ کے اقوال مختلف ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ فنا اخلاق ذمیمہ کا زائل ہونا اور اخلاق حمیدہ سے متحقق ہونے کو کہتے ہیں۔ اور قدما نقشبندی فنا بی شعوری کو کہتے ہیں۔ اور جب بےشعوری کا بھی علم نہ رہے۔ اس کو غایۃ الفنا کہتے ہیں اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فناء نسیان ماسوار کو کہتے ہیں۔ اور یہ نہایت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے دے اور حضرت غوث الثقلین رحؒ نے فنا کی چار قسمیں فرمائی ہیں۔ فنار خلق۔ فنار ہوا۔ فنار ارادہ۔ فنار فعل۔ فرمایا ارادہ اصل ہوا ہے اور ہوا اس کی فرح ہے۔ فرمایا کہ علم صرف اسی قدر کہ صیغہ معلوم کرنے ضروری ہے اور نحو شرح ملاّ اور دو ایک کتابیں علم معانی کی بھی پڑھنا چاہیئے۔ کہ اس سے فصاحت و بلاغت سے کلام معلوم کرے۔ بعد ازاں تفسیر و حدیث میں توغل کرنا چاہیئے کہ اس سے انوار قلبی پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہی علم دینی ہے۔ باقی تضییع اوقات۔ فرمایا۔ کہ علم فقہ میں کتاب الصلوٰۃ تک انوار ادراک میں آتے ہیں۔ اور معاملات فقہ میں ادراک میں نہیں آتے۔ لیکن موجود ہیں ؛

نقل ہے کہ ایک روز رمضان میں آپ کو اس قدر تشنگی غالب ہوئی۔ کہ طاقت بیٹھنے اور کلام کرنے کی نہ رہی۔ فرمایا کہ قیامت کے روز ایسی روزہ

کا ثواب جناب الٰہی سے اُمت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تمام روزوں کا جب سے کہ روزے فرض ہوئے ہیں چاہوں گا۔ فرمایا کہ لقمہ شبہ کی تاثیر پایا تحلیل رہتی ہے۔ اور لقمہ حرام کی تاثیر تین روز تک رہتی ہے۔ فرمایا کہ آج طعام بیگانہ سے چند لقمہ کھائے تھے۔ اس قدر باطن مکدر ہو گیا ہے۔ کہ ہر چند استغفار و اذکار و تلاوت قرآن شریف کی دفع کدورت نہ ہوئی۔ بعد تحلیل دفع ہوئی ۔

فرمایا کہ لوگ عمدہ عمدہ کھانے پکا کر لاتے ہیں۔ اور کھانے کیواسطے اصرار کرتے ہیں۔ اگر نہ کھاؤں تو اُن کی دلشکنی ہوتی ہے۔ اور کھاتا ہوں تو اپنی بدمزگی ہوتی ہے۔ کیا کروں۔ فرمایا۔ کہ ہمارا کھانا یعنی جنس بازار سے خرید کر آتی ہے۔ مگر چونکہ سامنے پکتی ہے توجہ کی تاثیر سے ظلمت دُور ہوتی ہے۔ اور دُوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔

فرمایا کہ معتقدان وحدت الوجود دعوی کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا اجماع اسی مذہب پر ہے۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ متقدمین سے علاء الدولہ سمنانی اس کے مخالف تھے۔ متاخرین میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی خلاف ہی ہیں۔ اور ان ہر دو بزرگ کے ہزارہا اولیاء کبار تابع ہوئے ہیں۔ پس اجماع کجا۔ اس کے علاوہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بھی اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ منصور نے لغزش کی اور زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کی دستگیری کرتا۔ اگر میرے زمانے میں ہوتا میں بیشک اس کی مدد کرتا۔ اس حالت سے حالت فوق پر لے جاتا ۔

فرمایا کہ تربیت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تربیت جمالی اور دوسری جلالی۔ تربیت جمالی سے سب راضی رہتے ہیں۔ موافق نفس ہے۔ لیکن تربیت جلالی پر قائم رہنا نہایت دشوار اور مردان دیدار کا کام ہے ۔

فرمایا حقیقت رضا بجز فنا کامل حاصل نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے اتفاق اس پر ہے کہ رضا آخرت مقامات سے ہے۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں کوئی عمل تصفیہ قلب کے واسطے اولیاء اللہ کے اذکار کی کتاب مطالعہ کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے پیر نے مجھ کو دو نصیحتیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کے عیب کی نیکی کی طرف تاویل کرنا۔ اور اپنی نیکی کی عیب کی طرف تاویل کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ اس سے تو امر معروف موقوف ہو جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی میں بدی نہیں معلوم ہوتا۔ ہر ایک کو نیکی ہی جانتا ہوں۔ حضرت سعدی شیرازی نے فرمایا ہے ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

فرمایا کہ ایک بار قدم مبارک حضرت حق سبحانہٗ کا ظاہر ہوا۔ غایت شوق سے اُس کو بوسہ دیا اور غائب ہو گیا۔ پھر موجود ہوا۔ اور پھر غائب ہوا۔ اور اسی طرح چند مرتبہ ہوا۔

راقم الحروف لکھتا ہے کہ قدم ظاہر ہونے سے کوئی استعجاب نہیں ہے، بہت سے اولیائے اللہ کے بیان کیا ہے کہ مجھ پر بیعت کے واسطے دست قدرت ظاہر ہوا۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ قیامت کے روز جب دوزخ ہل من مزید کہے جائیگی۔ اور اُس کی کسی طرح تسکین نہ ہوگی۔ تب اللہ تعالےٰ اپنا قدم اس پہ رکھ دیگا۔ اور وہ بس بس کہنے لگے گی۔

فرمایا کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فراق میں بیتاب ہو کر خاک اُڑائی۔ چونکہ یہ امر شرع میں اچھا نہیں ہے۔ ظلمت بھی پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں ایک شخص نے مجھ سے آ کر کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے منتظر بیٹھے ہیں۔ بکمال شوق حاضر ہوا۔ آپ نے معانقہ فرمایا۔ تا وقت معانقہ آپ کی شکل اپنی تھی۔ بعد ازاں حضرت سید

امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی شکل پر ہو گئی ۔

فرمایا کہ ایک بار قبل از عشاء سو گیا ۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ۔ آپ نے منع فرمایا ۔ اور وعید بیان کی ۔ فرمایا کہ ایک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ من رانی فقد رای الحق آپ کی حدیث ہے ۔ فرمایا ہاں ۔ فرمایا کہ ہر روز تحمید و تسبیح پڑھ کر اور اس کا ثواب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح مبارک پر بھیج کر سویا کرتا تھا ۔ ایک مرتبہ ترک ہو گیا ۔ خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اسی حلیہ سے کہ جو شمائل ترمذی میں لکھا ہے تشریف لائے ۔ اور شکایت فرمائی ۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ خوف آتش دوزخ کا نہایت غلبہ ہوا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ تشریف لائے ہیں ۔ اور فرماتے ہیں کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے دوزخ میں نہیں جائیگا ۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا تیرا نام عبداللہ اور عبدالمہیمن ہے ۔ فرمایا ایک مرتبہ حضرت مجدد رح تشریف لائے اور فرمایا کہ تو میرا خلیفہ ہے ۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبند تشریف لائے اور میرے پیرہن میں داخل ہو گئے ۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ میرے پاس آکر بیٹھ گئے میں نے دریافت کیا کون ہیں ؟ فرمایا کہ بہاؤالدین رح ۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص ایک خلعت لایا اور کہا کہ یہ حضرت غوث الاعظم رح نے تجھ کو عنایت کیا ہے ۔ فرمایا کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے مزار پر گیا ۔ اور عرض توجہ کی کہ مزار سے باہر آکر توجہ فرمائی لیکن وقت استوار تھا ۔ جلد اٹھ کھڑا ہوا حسرت ہوتی ہے کہ کیوں اتنی جلدی اٹھا ۔ کیفیت کا بیان نہیں ہو سکتا ۔

فرمایا کہ ایک روز خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا ۔ اور کہا

شیئاً للہ شیئاً للہ دیکھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا ہے۔ کہ اس کے کنارو سے پانی چھلکتا ہے القا ہوا کہ تیرا سینہ نسبت مجددیہ سے بھرا ہے۔ دوسرے کی گنجائش نہیں ہے ؛

فرمایا کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ کے مزار پر گیا۔ اور عرض توجہ کی فرمایا کہ تم کو کمالات حاصل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اپنی نسبت بھی عطا فرمایئے آپ نے توجہ فرمائی۔ میں نے دیکھا کہ میرا چہرہ مثل اُن کے چہرے کے ہو گیا اور اُن کا چہرہ میرے چہرہ کی مانند ہو گیا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حاضر ہوا۔ وہ تشریف لائے اور فرمایا عبادت بکثرت کرو کہ اس راہ میں تعبد درکار ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپکا مرتبہ کس طرح حاصل ہو۔ فرمایا بکثرت عبادت سے۔ فرمایا ایک مرتبہ میرا مکان معطر ہو گیا۔ اوپر کو دیکھا۔ میرے سر پر روح معطر جلوہ نما ہے۔ اور اس کے گرد شعشان آفتاب کی طرح روشن ہو رہی ہے۔ حیران ہو گیا کہ یہ کیا ہے۔ پھر دل میں خیال آیا کہ شاید روح مبارک جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا روح حضرت غوث الاعظم رح ہا ہیں تجمل تشریف فرما ہیں ؛

فرمایا کہ ایک مرتبہ اہل خانقاہ میں نزاع لفظی ہوئی۔ حضرت مجدد رح تشریف لائے اور فرمایا کہ جو نزاع کرے اُس کو خانقاہ سے نکال دو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لائیں اور فرمایا کہ میں تیرے واسطے زندہ ہوئی ہوں اور آئی ہوں۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ منصب قیومیت تجھ کو عطا ہوا۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہوا کہ تجھ سے طریقہ جدیدہ نکلا۔ فرمایا کہ ایک روز وسعت مکان کے واسطے عرض کی۔ الہام ہوا کہ تیرے اہل عیال نہیں کیا حاجت ہے ؛ فرمایا ایک روز مکان ہمسایہ کا طلب کیا۔ الہام ہوا کیوں ہمسایہ کو تکلیف دیتے ہو اور باہر نکالتے ہو۔

فرمایا ایک روز بقصد زیارت حرمین شریفین نیم قدم اُٹھ کھڑا ہُوا۔ الہام ہُوا کہ تیرا اس جگہ رہنا بہتر ہے۔ فرمایا کہ ایک روز الہام ہُوا حضرت سلطان المشائخ نے اپنے خلفاء دکن بھیجے ہیں۔ تم کابل اور بخارا کو بھیجو۔ فرمایا۔ کہ کلام ربانی کہ مبرا از صورت ولحن ہے۔ تین بار میں نے سُنا ہے۔

فرمایا کہ ایک شب میں نے کہا یا رسول اللہ۔ آواز آئی۔ لبیک اور میرا نام عبد صالح فرمایا۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے کہا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ الہام ہُوا کہو ارحم الرحمٰن شیئاً للہ۔

راقم الحروف کہتا ہے۔ اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ یا شیخ الخ سے منع کیا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ اب تم کو وسیلہ کی حاجت نہیں ہے بلکہ براہ راست ہم سے طلب کرو۔ کیونکہ وسیلہ کی ابتدا میں ضرورت ہوتی ہے۔ انتہا میں نہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب ۱۲۹ جلد اوّل میں تحریر فرمایا ہے:۔

مخدوما مقصد اقصیٰ و مطلب اسنیٰ او صول بجناب قدس خداوند است جل سلطانہ لیکن چوں طالب در ابتدا بواسطہ تعلقات در کمال تدنس و تنزل است و جناب قدس او تعالیٰ در نہایت تنزہ و ترفع و مناسبتے کہ سبب افادہ و استفادہ است درمیان طالب و مطلوب مسلوب است لاجرم از پیر راد وان راہ بین چارہ نبود کہ برزخ بود و از ہر دو طرف حظ وافر دارد تا واسطہ وصول طالب بمطلوب نگردد و ہر قدر کہ طالب را بمطلوب مناسبت پیدا می گردد ہماں قدر پیر خود را از میان می کشد و چوں طالب را بمطلوب مناسبت تام پیدا شد پیر بہ تمام خود را از میان برکشید و طالب را بمطلوب بے توسط خود واصل گردانید پس در ابتدا توسط مطلوب را بے آئینہ پیر نمیتواں دید و در انتہا بے توسط خود آئینہ پیر جمال مطلوب جلوہ گر میگردد و وصل عریاں حاصل می شود۔

حضرت کے کرامات و تصرفات و اخبار مغیبات بے شمار ہیں۔ سب سے اعظم کرامت طالبان خدا کے باطن میں القاء فیض برکات ہے۔ اور یہ آپ سے اس قدر ظاہر ہوا کہ اس کے لکھنے کو دفتر چاہیئے۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے خواب میں اخذ طریقہ کیا۔ اور شرفیاب حضور ہو کر مقامات عالیہ پہ پہنچے۔ اکثر فساق و فجار آپ کے توجہات سے تائب ہوئے۔ بعد کفار اندک التفات سے مشرف باسلام ہوئے ۔

نقل ہے کہ ہندو بچہ برہمن زادہ اچھی شکل کا مجلس شریف میں اتفاقاً آگیا۔ سب اُس کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ کی نظر عنایت اُس پہ ہو گئی فی الفور کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا ۔

نقل ہے کہ آپ کے ایک خادم تجارت کے واسطے ہمراہ قافلہ جاتے تھے۔ راہ میں ایک صحرا میں دیکھا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جلد بھگی دوڑا کر آگے چلے جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ پچھلے قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ سے بیعت ہونے کو دہلی آتے تھے۔ جنگل میں راہ بھول گئے۔ ایک بزرگ دفعتہً آموجود ہوئے اور ان کو سیدھا راہ بتا دیا۔ اُن سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں وہی ہوں جس سے تم بیعت ہونے جاتے ہو ۔

نقل ہے کہ ایک صالحہ ضعیفہ کے جوان لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ آپ اس کی تعزیت کے واسطے گئے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو فرزند نعم البدل عطا فرمائے۔ اس عورت نے عرض کیا۔ حضرت میں بھی اب ضعیف ہو گئی ہوں۔ میرا خاوند بھی ضعیف ہو گیا۔ اب کیا اولاد پیدا ہو گی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا قادر ہے۔ بعد ازاں آپ وہاں سے اُٹھ کر ایک مسجد میں آئے۔ وہاں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس عورت کے فرزند ہونے کے واسطے

دُعا مانگی۔ بعد دُعا آپ نے ہمراہی سے فرمایا۔ کہ اُس عورت کے فرزند کیواسطے دُعا مانگی تھی۔ اثر اجابت پایا گیا۔ انشاء اللہ تعالےٰ لڑکا ہوگا۔ بعد ازاں حضرت کی بشارت کے موافق اللہ تعالےٰ نے اُس کو فرزند عطا فرمایا اور وہ جوان ہُوا ٭

نقل ہے کہ ایک شخص کو بادشاہ نے روپیہ کے واسطے حبس کر لیا۔ اس کے کسی عزیز نے آکر حضرت سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چند آدمی جمع ہو کر قلعہ سے چھڑا لاؤ۔ اُنھوں نے عرض کیا کس طرح چھڑا لائیں۔ وہاں تو پہرہ اور سپاہی ہونگے۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے تم کو کیا مطلب تم ہمارے کہنے سے جاؤ۔ اور لے آؤ۔ چنانچہ چند آدمی گئے۔ اور لے آئے۔ اور کوئی اُن کا معترض نہ ہُوا ٭

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی میرا لڑکا دو مہینے سے گم ہے۔ توجہ فرمائیے کہ آجائے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو تیرے گھر ہے وہ اس بات سے نہایت حیران ہُوا کہ ابھی گھر سے چلا آتا ہوں۔ اتنے میں کہاں سے آگیا۔ خیر فرمودہ گھر گیا۔ جاکر دیکھا تو وہ موجود تھا ٭

نقل ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لائی اور عرض کیا کہ یہ نوکر تھا۔ نوکری چھوڑ کر ملنگ فقیروں میں داخل ہوگیا۔ شریعت سے منحرف ہو گیا۔ بھنگ پیا کرتا ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی۔ راہ راست پر آگیا ٭

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کشتی رواں پر توجہ کی فی الفور کشتی ٹھہر گئی غرضیکہ آپ کی کرامات ہزاروں ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے تبرکاً لکھے جاتے ہیں۔ اور در اصل راقم الحروف کی چونکہ اپنی طبیعت اس کی طرف چنداں مائل نہیں ہے۔ حسب دستور لکھے دیتا ہوں۔ ورنہ جس وقت یہ مضمون میرے سامنے آتا ہے طبیعت کو ایک قسم کی ماندگی ہو جاتی ہے اور لکھنے کو نہیں کرتا۔ بخلاف ملفوظات کے کہ اس کے لکھنے سے دل نہیں بھرتا۔ اور بخوف

طوالت ہی بس کرتا ہوں۔ ورنہ شوق تو یہی چاہتا رہتا ہے کہ لکھ اور لکھ
حضرت کو شوق شہادت سے آدمیوں پر سخت تکلیف پہنچی۔ اور اُس کے
بعد قحط قتال عظیم ہُوا۔ اس سبب سے شہادت سے ڈرتا ہُوں۔ غرضیکہ
آخر مرض موت آپ کو شروع ہُوا۔ اور اس میں بواسیر اور خارش نے
غلبہ کیا۔ آپ کی اکثر عادت تھی کہ وقت مرض اکثر وصیت نامہ تحریر فرماتے
اور زبانی نصائح و دوام ذکر و پرداخت نسبت و اخلاق حسنہ و معاشرت
اور مجازی قضایہ عدم چوں و چرا و اتحاد مابین برادران طریقت اور فقر و
قناعت و توکل و تسلیم و رضا کی فرماتے۔
فرمایا کہ میرا جنازہ آثار شریف جامع مسجد میں رکھنا اور عرض شفاعت جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے کرنا۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند
رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میرے جنازے کے آگے فاتحہ یا کوئی آیت شریف
یا کلمہ طیبہ پڑھنا بے ادبی ہے۔ بلکہ یہ دو بیت پڑھنا ہے

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو | شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما | آفریں بر دست و بر بازوئے تو

پس میرے جنازے کے آگے بھی یہی شعر پڑھنا۔ بلکہ یہ دو شعر
عربی میں بھی پڑھنا ہے

وفدت علی الکریم بغیر زاد | من الحسنات والقلب السلیم
فحمل الزاد اقبح کل شیئ | اذا کان الوفود علی الکریم

بتاریخ ۲۲ صفر یوم شنبہ ۱۲۴۰ھ ہجری کو آپ کا انتقال ہُوا۔ نماز
جنازہ جامع مسجد میں حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔
بعد ازاں حسب وصیت جنازہ کو آثار شریفہ میں لے گئے۔ اور وہاں
سے لاکر حضرت شہید کے پہلو میں دفن کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
حضرت شاہ رؤف احمد صاحب رافت رحمۃ نے آپ کے خلیفہ اعظم

نے آپ کی وفات کی یہ تاریخ لکھی ہے ؎

چوں جناب شاہ عبداللہ قیوم زماں
زیں جہاں فرمودہ رحلت سوئے جنات کریم
سال او با حال او جستم چو اے رافت زدل
گفت فی روحٍ و ریحانٍ و جنّاتِ النعیم

حالاتِ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابو سعید معصومی مجددی قدس سرہٗ کی ولادت بتاریخ ۲ ذی قعدہ ۱۱۹۶ھ ہجری کو بمقام رام پور میں ہوئی۔ آپ کا نسب النسب بواسطہ حضرت شیخ سیف الدین و حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملتا ہے۔ ابتدائے عمر ہی سے صلاحیت مزاج میں تھی۔ فرمایا کہ اوائل عمر میں ایک مرتبہ میرا اتفاق لکھنؤ جانے کا ہوا۔ محلہ کی مسجد میں جب نماز کو جایا کرتا تو راستہ میں ایک مجذوب برہنہ بیٹھا ہوتا۔ مجھ کو دیکھ کر ستر عورت چھپا لیا کرتا۔ کسی نے اُس سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب تو ان کو دیکھتا ہے اپنا ستر عورت پوشیدہ کر لیتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک وقت آئیگا کہ ان کو ایسا منصب حاصل ہوگا کہ مرجع اقارب ہوں گے۔

فوقع کما قال۔ تقریباً دس برس کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ فرمایا کہ اُس کی ایک جید قاری سے تجوید کی اور ایسی ترتیل سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے کہ جو سنتا تھا محو ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب آپ حرمین شریفین کو گئے تو اہلِ عرب نے بھی سن کر بہت تعریف کی۔ بعد حفظ قرآن شریف علوم عقلیہ و نقلیہ اس وقت کے علمائے کبار مثل حضرت مولانا

رفیع الدین صاحب و والد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیے عین تحصیل علم میں ارادہ خدا طلبی پیدا ہوا۔ اوّل اپنے والد ماجد سے کہ اپنے طریقۂ آبائی پر مستقیم تھے اور مزاج میں ترک دنیا و انقطاع غالب تھا ارادت کی مگر تھوڑی ہی مدت بعد ان کی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ درگاہی علیہ الرحمۃ کا سلسلہ دو واسطہ سے حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ سے ملحق ہوتا ہے۔ آپ کو یعنی حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو استغراق رہتا تھا۔ کہ نماز کے وقت اُن کو آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اور توجہ میں اس قدر گرمی تھی کہ اگر سو آدمیوں کی جانب متوجہ ہوتے تھے۔ تو سب بیہوش ہو جاتے تھے۔

ایک بار نماز میں شوق الٰہی سے قدرے بدن کو حرکت ہو گئی۔ تو اوّل امام پھر تمام جماعت پھر تمام محلہ کو وجد آگیا۔ الغرض کہ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر بہت مہربانی فرماتے۔ اور چند روز میں آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ آپ کے بھی بہت سے مرید ہو گئے۔ اور حلقہ میں بیہوشی و وجد و صیحہ و نعرہ ہوا کرتا تھا۔ چونکہ نسبت میں یہ جملہ امر نقع ہو جاتے تھے اور مثل صحابہ کرام کمال افسردگی و آسودگی سے عمر بسر کرتے ہیں۔ اس کے سوا حضرت مرزا جانجاناں صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے حالات بھی بچشم خود اسی انداز کے پائے۔ خود حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت کی۔ غرضیکہ ان جملہ امور پر غور کر کے آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا طلبی میں خط لکھا۔ اُنہوں نے بکمال تعظیم جواب دیا۔ اور تحریر فرمایا کہ اس معاملہ میں حضرت شاہ غلام علی صاحب سے کوئی بہتر نہیں ہے ؎

پس حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقبول درگاہ ہوئے ؎
نقل ہے کہ جس وقت حضرت شاہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بادب پیرزادہ کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنی مسند خالی کر دی۔ اور کہا کہ آپ کی جگہ یہاں ہے۔ فقیر آپ کے خاندان کے ایک کمترین منتسبان سے ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میں بجہت استفادہ اور کفش برداری حاضر ہوا ہوں ؎

حضرت شاہ صاحب نے قبول فرمایا۔ اور ابھی شاہ درگاہی صاحب قدس سرہٗ زندہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اگر مرید اپنا مرشد دوسرے شیخ کے پاس دیکھے۔ تو چاہیئے کہ بلا انکار پیر اوّل اس کی خدمت میں حاضر ہو۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر نہایت توجہ فرماتے۔ اور آپ نے اُن سے از ابتدا تا انتہا جملہ سلوک مجددیہ بکمال تفصیل حاصل کیا۔ چنانچہ اس کے بیان میں ایک رسالہ بھی تحریر فرما کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور حضرت شاہ صاحب نے اُس کو نہایت پسند فرما کر چند سطریں اس کی تعریف میں تحریر فرمائیں ؎

حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ کی نہایت تعریف فرمایا کرتے اور فرماتے کہ ارادت ایسی ہونی چاہیئے کہ جیسی شاہ سعید صاحب رح کی ہے کہ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کر۔ اکثر مریدوں کو آپ کی سپرد کر دیا کرتے تھے چنانچہ مولانا خالد رومی و سیّد اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہما آپ سے توجہ کیا کرتے تھے۔ جب آپ سفر سے تشریف لاتے حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ کا استقبال کیا کرتے ؎

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب قبلہ علیل تھے جو آپ سفر سے تشریف لائے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو چارپائی پر کے

چلو۔ تاکہ استقبال فوت نہ ہو۔ غرضیکہ پندرہ سال تک حضرت شاہ صاحب قبلہ کی صحبت سے استفادہ کیا۔ اور بشارات جلیلہ مثل اصمیت و قیومیت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اپنے مرض موت میں حضرت شاہ ابوسعید صاحب کو اس طرح تحریر فرمایا کہ از غیب القاء میشود کہ ابوسعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجددہ رضی اللہ عنہ بریں باعث است و دیدہ ام کہ شمارا برراہی راست خود نشاندہ ام و منصبے کہ آثار آں عنقریب عاید بشما شود مفوض شدہ خانقاہ شمارا مبارک کنادہ۔

بعد انتقال حضرت شاہ صاحب قبلہ حضرت ابوسعید صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے۔ اور طالبان حق مثل مور و ملخ جمع ہوکر مستفیض ہوئے اور آپ مثل آبائے کرام و مشائخ عظام ترویج شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و طریقہ احمدی انام اللہ برکات صاحبہا میں سرگرم ہوئے۔ چونکہ آپ کے مزاج میں ایثار بدرجہ غایت تھا۔ اس سبب سے تلخی و سختی فقر و فاقہ کہ حسن درویشی ہیں۔ بہت جھیلیں۔ تحمل و بردباری و شکستگی و مسکنت آپ کے مزاج میں اس قدر تھی کہ جو شاہ صاحب قبلہ کے منکر تھے وہ بھی آپ کے معتقد ہوگئے۔ آپ کے تصرف و کرامت زائد الوصف ہیں ؂

نقل ہے کہ آپ کے ایک خادم نے عرض کیا کہ تہجد کے واسطے میری آنکھ کبھی کھلتی ہے کبھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خادم سے کہدو کہ تہجد کے وقت ہم کو یاد دلایا کرے اٹھا کر بٹھا دینا ہمارا کام ہے۔ آئندہ تم کو اختیار ہے۔ چنانچہ ہر روز ایسا ہی ہوتا تھا کہ آپ اس کو اٹھا کر بٹھا دیا کرتے تھے ؂

نقل ہے کہ آپ کے ایک مرید بعد اخذ طریقہ ایسا استغراق غالب

ہوا کہ خلوت میں بوقت نماز معرفت قبلہ نہ ہوے۔ ناچار ہو کر اُس نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بوقت تحریمہ میری طرف متوجہ ہو۔ میں تجھ کو متوجہ قبلہ کر دیا کرونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا کہ جب بوقت تحریمہ وہ آپ کی جانب متوجہ ہوتا۔ آپ ظاہر ہو قبلہ کی طرف اشارہ کر دیتے۔ اور یہ اتفاق مدتوں تک رہا۔

اسی شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اہل خانقاہ میں نزاع ہوا۔ اور بہت شور وشغب ہوا۔ رات کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خانقاہ میں تشریف لاتے ہیں۔ اور بغضب تمام فرمایا کہ فلاں فلاں شخص خانقاہ سے نکال دو۔ اس شخص کی اس خوف سے کہ کہیں میرا نام بھی آپ نہ لے دیں۔ آنکھ کھل گئی۔ یہ حیران وپریشان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت تہجد کے واسطے وضو کرتے تھے۔ اُس کو دیکھ کر فرمایا کہ تم کیوں ایسے گھبراتے ہو۔ تمہارا نام تو نہیں لیا۔ اور بعد نماز صبح آپ نے جن جن شخصوں کا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نام لیا تھا۔ خانقاہ سے نکال دیا۔ آپ زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے وہاں کے تمام مشائخ ومفتی آپ سے بکمال تعظیم پیش آئے اور تین مہینے تک آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ اور اکثر شرفا وسادات داخل طریق ہوئے۔

جب آپ حرمین شریفین سے واپس آئے اور ٹونک میں پہنچے۔ آپ کو مرض موت لاحق ہوا۔ نواب ہر روز آپ کے پاس آتا تھا۔ عید کے روز سکرات موت شروع ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج نواب نہ آئے کہ دنیاداروں کے آنے سے ظلمت وکدورت ہوتی ہے۔ اور حافظ کو سورہ یٰسین پڑھنے کو فرمایا۔ جب حافظ تین مرتبہ پڑھ چکا۔ تو

آپ نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ فرصت کم ہے۔ آپ کی انگشت سبابہ متحرک تھی کہ بین الظہر والعصر بروز عید الفطر ۱۲۵۰ھ انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تابوت شریف وہاں سے نقل کر کے دہلی میں لائے اور حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی مغرب کی جانب دفن کیا۔

نقل ہے کہ جب صندوق سے نعش مبارک نکال کر لحد میں رکھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی غسل دیا ہے ؎

حالات حضرت شاہ عبد الغنی صاحب قدس سرہٗ

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب فرزند دوم حضرت شاہ ابو سعید صاحب کے ہیں قدس سرہما۔ آپ کی ولادت شریف شب شنبہ ۲۵ شعبان ۱۲۳۵ ہجری میں موضع مغلپورہ قریب بھتری منڈی بیرون شہر دہلی ہوئی۔ زمانہ طفولیت ہی سے آثار صلاح و تقویٰ آپ میں پائے جاتے تھے۔ اسی وقت شرینی و تلخی میں فرق نہ کرتے تھے۔ آپ کی چار سال کی عمر شریف تھی کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں لے جا کر توجہ کرائی۔ فرمایا کرتے تھے کہ وہ توجہ مجھے خوب یاد ہے۔ اور اس کا اثر آج تک اپنے میں پاتا ہوں۔

اسی عمر میں طالبین آپ کے گرد بیٹھ کر عرض کرتے کہ ہم کو توجہ دیجئے۔ آپ کی توجہ سے ان کو تاثیر ہوتی تھی۔ بعد حفظ قرآن شریف و دینیات کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین کو گئے۔ وہاں آپ نے علامہ شیخ محمد عابد انصاری سندھی مدنی کے بڑے محدث و فقیہ تھے۔ سند علم حدیث کی حاصل کی اور بعد مراجعت مولانا اسحٰق علیہ الرحمۃ سے اس فن شریف کی تکمیل کی۔

جب آپ کے والد شریف حج سے واپس آئے۔ اور ٹونک میں انتقال کیا۔ تو آپ کی وصیت اتباع سُنت و اجتناب از دنیا اور اہل دُنیا کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ اگر اہل دنیا کے دروازے پر جاؤ گے ذلیل ہو گے۔ والّا وہ تمہارے دروازہ پر مثل سگاں حاضر ہوں گے اور فرمایا کہ تمام اوراد اور اشغال کی تم کو ملکہ تمہارے چھوٹے بھائی عبدالمغنی کو بھی اجازت دیتا ہوں۔ اور فرمایا کہ سلوک طریقہ شریفہ حضرت شاہ صاحبؒ قدس سرہٗ کے خلفاء سے حاصل کرنا۔ صغر سنی ہی سے میں نے بیعت اپنے والد ماجد سے کی تھی۔ استفادہ سلوک باطن تا ولایت کبریٰ حضرت شاہ احمد سعید اپنے برادر کلاں رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا۔ اور تمام سلوک حضرت مرزا عبدالغفور بیگ خرجوی قدس سرہٗ سے کیا۔ ترویج علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث شریف آپ کی ذات بابرکات سے بہت ہوئی۔ اور بوجہ توغل حدیث شریف آپ کی نسبت اور ہی رنگ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ ہر ایک کے ادراک میں نہ آتی تھی۔

حدیث شریف میں آپ کو معلومات بہت تھیں۔ مثل اختلاف روایات کتب و اسماء الرجال و تاریخ وغیرہ میں نہایت ملکہ حاصل تھا۔ سنن ابن ماجہ پر ایک حاشیہ مسمی بانجاح الحاجۃ نہایت مفید ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات تخریج احادیث مسمی بہ تبریز المکتوبات فی تخریج احادیث المکتوبات لکھی ہے۔ تکملہ مقامات مظہری جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی اور آپ کے خلفاء کے احوال میں لکھا ہے۔

بعد غدر حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں بھی بہت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث پڑھتے۔ اور بڑے بڑے علماء مفر کمال اہل علم کے ہوتے اور باوجود

کمال اشتغال علم حدیث مقلد مذاہب حنفی تھے۔ کمال استقامت و اتباع سنّت و اجتناب از بدعت و عمل بعزیمت وورع و تقویٰ جو آپ کی ذات گرامی میں تھا۔ کم کسی میں ہوگا۔ دہلی میں جب آپ مقیم تھے۔ بازار کے آم نوش نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ان کی بیع فاسد ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر ان کی بیع کا یہ معمول ہے کہ آم بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے بلکہ گاہ گاہ مورل ہی مالکان باغ فروخت کر دیتے۔ ملازمان نصاریٰ کی نذر قبول نہ فرمایا کرتے تھے ‎۔

۷ محرم الحرام سنہ ۱۲۹۶ ہجری کو آپ نے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور بقیع شریف میں قریب قبہ امیرالمومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پائیں مزار حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ مدفون ہوئے ‎۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ‎۔

حالات حضرت مولانا شاہ عبدالمغنی قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ عبدالمغنی فرزند ثالث حضرت شاہ ابوسعید صاحب کے ہیں قدس سرہما۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۴۹ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی گیارہ سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا ‎۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایام اخروی میں چند شخص آپ کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ اور عرض کیا کہ ہم کو توجہ کیجئے۔ آپ نے تسبیح ہاتھ میں لے کر ایک مرتبہ زور سے ہُو کیا۔ جمیع اہل حلقہ پر تاثیر قوی پڑی۔ بعد از ان حفظ قرآن شریف آپ نے علم فقہ و حدیث میں مناسبت پیدا کر کے اپنے بڑے بھائی شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ان سے توجہات لیں۔ اُن کے بعد حضرت شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمد علیہما الرحمۃ کی محبت میں حاضر ہوئے۔ اور وہ اُن کے حال پر نہایت

رحم فرماتے۔ آپ کے مزاج میں تواضع و شکست و شفقت و نفع رسانی بدرجہ غایت تھی۔ بعد زمانہ غدر حرمین شریفین کو مع اہل و عیال ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حق جل و علا کو خواب میں دیکھا۔ بکمال تمنا عرض کیا کہ مدینہ منورہ میں سکونت اور موت کا نہایت اشتیاق ہے۔ ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی۔ چنانچہ اثر قبولیت ظاہر ہوا۔ کہ خود مع اہل و عیال تا آخر حیات شرف جوار روضہ مقدسہ سے بہرہ یاب رہے۔ اور بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ ہجری انتقال فرمایا اور قریب قبہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں مزار حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ مدفون ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حالات حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعیدؒ فرزند اکبر حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہما کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ھ ہجری میں بمقام رام پور میں ہوئی۔ آپ کی دس سال کی عمر تھی کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ سے اخذ طریقہ کیا۔ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت الطاف و مہربانی فرماتے۔ اور جب آپ سبق پڑھ کر آتے۔ اور حضرت شاہ صاحب کا حلقہ ہوتا۔ آپ وہاں جاتے۔ اگر بوجہ کثرت آدمیوں کے جگہ بیٹھنے کی نہ ہوتی۔ اور حضرت شاہ صاحب آپ کو دیکھ لیتے تو بلا کر مسند کے قریب بٹھاتے۔ اور بقوت تمام توجہ فرماتے۔

فرمایا کہ میں نے اکثر کتب تصوف مثل رسالہ قشیری و عوارف المعارف و احیاء العلوم و مکتوبات شریف و مثنوی مولانا روم حضرت شاہ صاحب سے پڑھی ہیں یا سنی ہیں۔ اور بعض کتب و حدیث بھی پڑھی ہیں۔ اور کتب

معقول و منقول و دیگر علمائے وقت مثل مولوی فضل امام و مولوی رشید الدین خاں سے استفادہ کی ہیں۔ نیز حضرت شاہ عبد العزیز صاحب مولانا رفیع الدین صاحب و شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور حدیث کی سند مجھ کو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہٗ سے حاصل ہے۔

فرمایا کہ جن ایام میں میں علم پڑھا کرتا تھا۔ تو اکثر شب مطالعہ میں گزر جاتی تھی۔ اور اسی طرح ذکر و فکر اور شاہ صاحب کے حلقہ و مراقبہ کا بھی التزام رکھا تھا۔ اور اگر حضرت شاہ صاحب سے مفارقت ہوتی تو اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے توجہ لیا کرتا تھا۔ بلکہ شاہ صاحب کی موجودگی میں بھی اُن سے توجہ لیتا تھا۔ فرمایا کہ مَیں نے جمیع مقامات پر اپنے والد سے بھی توجہ لی ہے۔ اور اِسی سبب سے سلسلہ میں اُن کے نام کے بعد اپنا نام داخل کیا ہے۔ ورنہ کسب نسبت و اجازت و خلافت حضرت شاہ صاحب رح سے حاصل ہے۔

فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ بوجہ فرط عنایت فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم پر کبھی توجہ ناغہ نہیں ہوئی۔ خواہ تم یہاں رہے یا نہیں۔ اور اسی سبب سے مدت صحبت پندرہ سال ہوتی ہے۔ جب آپ کا سن شریف قریب بیس ۲۰ سال کے تھا۔ اُس وقت حضرت شاہ صاحب نے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ اُس میں بعد ذکر آپ کے والد نے آپ کی نسبت اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابو سعید بعلم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفہ قریب است سلمہ اللہ ماجد خود۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ حضرت شاہ صاحب کے رُو برُو بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر

فرمایا ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری اولاد سے نسبت حاصل کریں گے - فرمایا کہ مجھ کو بہ نظر کشفی اس طرح معلوم ہوتا ہے - کہ آپ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا، کہ اس لڑکے کی اولاد سے کریں گے ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ اور آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ ابوسعید صاحب قدس سرہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کے رُوبرو بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ صاحب نے حاضرین سے فرمایا - کہ ان دونوں میں سے کونسا اعلیٰ معلوم ہوتا ہے - کسی نے کچھ جواب نہ دیا - پھر خود ہی فرمایا - کہ میری نگاہ میں بیٹا باپ سے بہتر ہے - غرضیکہ حضرت شاہ صاحب قبلہ آپ پر کمال مہربانی فرمایا کرتے ؛

نقل ہے کہ جب حضرت شاہ صاحب قبلہ سخت مریض ہوئے تو حضرت شاہ ابوسعید صاحب کو اپنی جگہ مسند نشینی کے واسطے طلب فرمایا - تو تحریر فرمایا کہ برخوردار احمد سعید را آنجا بجائے خود گزارند - چنانچہ آپ حسب الارشاد اپنے والد بزرگوار کی جگہ بافادہ طالبان خدا مشغول رہے - اور بعد مدت دہلی تشریف لائے - جب آپ کے والد بزرگوار حج کو تشریف لے گئے تو اپنی جگہ آپ کو مقرر کر گئے - اور آپ بہمت تمام اشاعت شریعت و طریقت میں مصروف ہوئے اور طالبان خدا کو انوار نسبت احمدیہ سے مالامال کر دیا - تاثیر صحبت شریف سے طالبان کا دنیا اور اہل دنیا سے دل سرد ہوتا تھا - اور محبت الٰہی سے گرم ہوتا تھا - غلبہ شوق سے خواب و خورد و آرام جاتا رہتا تھا ؛

شب و روز میں تین مرتبہ حلقہ فرمایا کرتے - بعد نماز صبح و بعد نماز ظہر بعد نماز مغرب تک کہ مرید کا رُشد ظاہر و باطنی نہ دیکھ لیتے - اُس کو رخصت نہ فرماتے - بلکہ اگر وہ بمبالغہ و الحاح طلب رخصت کرتا اجازت نہ دیتے

اور فرماتے کہ مرید نارسیدہ بمنزلہ طفل شیر خوار کے ہوتا ہے۔ کہ اپنے نفع و نقصان سے واقف نہیں ہوتا۔ اگر بچہ قبل از مدت مقررہ رضاعت اپنی دودھ پلائی سے علیحدہ ہوتا ہے تو اُس کے نشو و نما میں نقصان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مرید قبل از استعداد جدا ہو جائے ناقص اور ابتر ہو جاتا ہے۔ اگر طالب میں میل دُنیا اور رغبت اغنیاء دیکھتے تو اُس سے مایوس ہو جاتے۔ اور اسی طرح نکاح پر مائل دیکھتے۔ اس سے بھی ناامید ہو جاتے اور کلمہ استرجاع پڑھتے۔ فرماتے کہ مبتدی کے واسطے کوئی چیز مثل عورت کے مضر نہیں ہے۔ جس وقت اس بلا میں مبتلا ہوا۔ دُنیادار ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طلب اس کے دل سے جاتی رہی۔ اور اکثر یہ شعر پڑھتے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

فرمایا کہ صحبت اغنیاء و ارباب تنعم طالب خدا کے واسطے سم قاتل و سد سکندری ہے۔ اور اس سے مجاری فیض بند ہو جاتا ہے۔ اور قلب پر ظلمات کثیفہ پڑھتے ہیں۔ خیال کرو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو وصیت فرمائی۔ ایاکِ و مجالسۃ الاغنیاء و احبی المساکین و قربتھم۔ بلکہ فقراء اور برادرانِ طریقت کی بھی آپس میں زیادہ صحبت پسند نہیں فرماتے تھے۔ فرمایا کہ مرید حق کسی کی طرف التفات نہیں کرتا۔ بلکہ غیر سے متنفر ہوتا ہے۔ طالبین سے جو شخص کہ حجرہ بند کر کے ملتزم ذکر و فکر ہوتا۔ اُس کو بہت پسند فرماتے فرمایا کہ طالب اس وقت اللہ تعالیٰ کا مرید ہوتا ہے کہ اپنے سینہ سے جمیع مقاصد و مرادات دفع کرے اور سوا رضائے حق سبحانہٗ کوئی مُراد اُس کی نہ ہو اور مردہ بدست زندہ ہو رہے۔ اور بارگاہ الٰہی میں ہر وقت بتضرع و زاری دُعا کرتا رہے کہ الٰہی جو کچھ تیری رضا ہے اُس پر قائم رکھ اور ایک لحظہ مجھ کو اپنے سے دُور مت کر۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اس کی تمنائے قلبی پر

اس کو پہنچائے۔ فرمایا کہ آرزوئے فقیر یہی ہے کہ انفاس مستعار حیات اللہ تعالیٰ کی مرضی میں گذریں۔ اور گوشہ نامرادی بیٹھ کر زبان سے تکرار کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تازہ رہے۔

فرمایا کہ دوام ذکر اور دوام توجہ الی اللہ بانکسار تمام اسباب قبولیت بجناب الٰہی ہیں۔ اس میں غفلت نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس راہ میں طالبان حق جل وعلا کے واسطے بہت ضروری ہیں۔ اور چاہیئے کہ دل کو وعدہائے الٰہی پر قوی رکھے کہ یہی خلاصہ زندگی ہے۔ فرمایا کہ طالبان خدا کو چاہیئے کہ ایک لمحہ جناب الٰہی سے غافل نہ ہوں۔ تاکہ توجہ الی اللہ بے مزاحمت اغیار کہ اسی کو دوام حضور بھی کہتے ہیں۔ ملکہ دل ہو جائے۔ اور انقطاع تعلق ما سوائے بالکل ہو جائے اور کوئی مراد اور مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے دل میں نہ رہے۔ اور تعمیر اوقات بوظائف وطاعت کرے۔ اس طرح سے ہر روز کم از کم قلب سے پانچ ہزار ذکر اسم ذات وتمام لطائف سے اقل ایک ایک ہزار اسم ذات اور گیارہ سو مرتبہ ذکر نفی واثبات وپانچ ہزار مرتبہ ذکر تہلیل بلحاظ معنی کرے وکم از کم ایک ایک پارہ قرآن شریف بتدبر معنی اور بارہ رکعت نماز تہجد وچار چار رکعت اشراق وچاشت وفی زوال اور بیس رکعت اوابین اگر ممکن ہو سکے ورنہ چھ ہی پر اکتفا کرے باکمال خضوع وخشوع ادا کرے۔ اور آدمیوں سے بقدر ضرورت اختلاط رکھے کہ ادائے حقوق ہو جائے۔

فرمایا کہ امور دین ودنیا کو بواسطہ پیران کبار جناب الٰہی میں تفویض کرے اور مجاری احوال کو تقدیر سے جانے اور وقائع پر چون وچرا نہ کرے اور ماسوا سے ناامید رہے۔ وصبر وتوکل وقناعت ورضا وافتقار وانکسار وخاکساری وتواضع کو اپنی عادت ڈالے۔ کتب صوفیہ میں مکتوبات شریف کو مطالعہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ظرف میں کھانا کھاتا ہوں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مجھ کو کھانا بھیجا ہے اور حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت سرور عالم نے یہ کھانا خاص تمہارے واسطے بھیجا ہے ؛

فرمایا کہ ایک مرتبہ خانقاہ شریف ایام صیام میں بوقت تراویح مشاہدہ ہوا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب کبار رضی اللہ عنہم گویا اس حقیر کا قرآن شریف سننے کو تشریف لائے ہیں۔ اور بعد استماع تحسین قرأت فرمائی فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا راہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ تشریف لاتے ہیں۔ اور فقیر سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے ے

عشق آں خانماں خراب ہست　　　که ترا آورد بخانۂ

اور نہایت مہربانی سے پیش آئے ؛

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ایک اپنے مرید کے بچہ کی عیادت کو تشریف لے گئے جا کر دیکھا۔ تو اس کی نزع کی حالت تھی۔ اور غرغرہ شروع ہو گیا تھا اور سوائے سینہ کے اور کسی عضو میں جان نہ تھی۔ اور اس کی ماں روئی سے اس کے منہ میں پانی ٹپکاتی تھی۔ اس نے بچہ کو حضرت کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور الیسار و کہ اس کی دعا کی خواستگار ہوئی۔ کہ حضرت کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے اور آپ بجمیع ہمت اس کے دفعہ مرض کے لیئے متوجہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ کا تمام جسم کانپنے لگا اور بعد ازاں درگاہ الٰہی میں اس کی صحت کے واسطے دعا مانگی۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ اس نے فی الفور آنکھیں کھول دیں۔ اور کھانے کو مانگا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے چند لقمہ اس کو کھلائے۔ اور اس کو اسی وقت سے تخفیف شروع ہو گئی۔ اور بالکل صحت ہو گئی ؛

نقل ہے کہ حضرت کے صاحبزادہ خورد حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ جہاز پر سوار تھے۔ کہ یکایک طوفان عظیم آیا اور پردے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور نوبت بیاس پہنچی۔ وہ اُسی وقت حضرت کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا۔ کہ حضرت نے جہاز کو اپنی پشت پر رکھا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت طوفان ٹھہر گیا۔ انہیں صاحبزادے سے منقول ہے کہ بعد وقوف عرفہ جب میں متوجہ مزدلفہ ہوا تو بسبب اتباع سُنت اُونٹ سے اُتر گیا۔ مگر بوجہ اژدہام خلائق ہمراہیوں سے جُدا ہو گیا۔ اور ہر چند کوشش و تلاش کی نہ ملا۔ حتیٰ کہ ثلث شب گذر گئی نہایت حیران ہوا کہ اتنے میں حضرت کی آواز آئی اِدھر آؤ۔ میں فی الفور اُسی طرف کو چل دیا۔ جب تھوڑی دُور چل لیتا۔ وہ آواز پھر آجاتی تھی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ میں ساتھیوں سے جا ملا۔

حضرت کی کشف و کرامات بے حد ہیں۔ اس جگہ چند تبرکاً لکھے ہیں حضرت نے ایام غدر میں دہلی سے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ میں سکونت فرمائی۔ وہاں بانواع انعامات و تشریفات حضرت محبوب رب العالمین مشرف ہوئے۔ دو سال کے قیام کے بعد آپ کا بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ ہجری کو وصال ہوا۔ بقیع میں قریب روضہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہٗ دفن کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ نہایت کریم النفس رقیق القلب دوائم الذکر والفکر و حلیم و صاحب رحمت و شفقت تھے۔ مریدوں میں اگر کسی سے لغزش ہو جاتی تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتے۔ اور فرماتے کہ قصور میرا ہے۔ اگر مجھ میں کمال ہوتا تو تم سے یہ بات وقوع میں نہ آتی۔ بلکہ میرے عکس سے میرے اوصاف رذیلہ میں ظاہر ہوئے۔ شکست و مسکنت و دید قصور آپ میں بدرجہ غایت پائی جاتی تھیں۔

حالات حضرت شاہ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالرشید فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید کے تھے رحمۃ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۷ھ ہجری میں بمقام لکھنؤ ہوئی۔ پانچ سال کی عمر تھی کہ اپنے جد امجد قیوم زماں حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ کی صحبت میں اکثر حاضر باش رہا کرتے تھے۔ بلکہ شب کو آپ ہی کے پاس سویا کرتے تھے۔ اور جس وقت کہ حضرت نماز تہجد کے واسطے اُٹھتے آپ بھی اُٹھتے۔ اور شریک نماز ہوتے۔ اس وقت حضرت بعض بعض اصحاب کو توجہ فرماتے۔ اس میں آپ بھی شریک ہوتے اور فیوضات سے بہرہ یاب ہوتے بعد حفظ کلام مجید مصروف تحصیل علوم متداولہ ہوئے۔ اور اُس کے ساتھ ہی کسب سلوک بھی شروع کر دیا۔ یعنی آپ کی سات سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کے جد امجد قدس سرہ نے آپ کو اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہما کو کہ دونوں قریب قریب ہم عمر تھے بتاریخ ۲۷ ماہ رمضان بعد تراویح کے کہ وہ شب شب قدر تھی۔ طلب فرما کہ بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا کہ توجہ کے وقت حاضر ہوا کرو۔ آپ پہلے ہی حاضر رہا کرتے تھے۔ اب زیادہ التزام حضوری توجہات فرمایا۔ جب تک کہ حضرت کے جد امجد دہلی میں رہے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جب وہ حرمین شریفین کو روانہ ہوئے اپنے والد کے حلقہ میں بیٹھنا شروع کیا۔ اور نسبت مقامات احمدیہ بکمال کوشش حاصل کی۔ آپ کا قریب بیس ۲۰ سال کے سن شریف ہوگا کہ جو علم ظاہری و باطنی سے فراغت حاصل کر کے جامع النورین ہو گئے۔

اسی زمانہ میں آپ کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور اپنے والد بزرگوار کی اجازت حاصل کر کے راہی حرمین شریفین ہوئے۔ حضرت کے والد ماجد تا دروازہ شہر

وداع کے واسطے تشریف لے گئے۔ اور عمامہ و کلاہ و قمیص جو حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے آپ کو تبرک پہنچا تھا۔ وہ صاحبزادے صاحب کو مع اجازت عامہ و خلافت مطلقہ عطا فرمایا۔ یہ خلعت خاص آپ کے حصّہ میں آیا ہے۔ اور مخلصین و محبین کو بایں الفاظ خطوط تحریر فرمائے۔ کہ فرزند اعزی اعظمی النسخہ معارف فقیر ہے۔ جس کو شوق دخول طریقت و ذوق استفادہ علوم معارف ہو اِن سے حاصل کرے۔ کہ درحقیقت ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے ؏

غرض آپ حرمین شریفین پہنچے۔ اور وہاں بانواع انعامات خداوندی جل شانہٗ و عنایات حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مشرف ہو کر واپس دہلی پہنچے۔ بعد مراجعت آپ درس علوم ظاہری و آمادہ معارف باطنی توجہ مریدین و تسلیک طالبین میں مصروف ہوئے۔ آپ کی نسبت نہایت قوی اور توجہ بہت پُر اثر تھی۔ اِس سبب سے حضرت کے والد ماجد اپنے مریدوں کو ظہور تاثیر کے واسطے آپ کی سپرد کر دیتے تھے۔ اور آپ کی قوی توجہات سے وہ لوگ جلد متاثر ہو جاتے تھے۔ حضرت کے والد بزرگوار نے آپ کو حسب طلب والی عہد رامپور نواب کلب علی خاں مرحوم وہاں بھیج دیا۔ نواب صاحب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور تین وقت حلقہ توجہ میں حاضر ہوتے۔ اور برکات و فیوض طریقہ سے فیض یاب ہوتے۔ اور اِن چند روزہ توجہات کا اثر اُن پر تادم مرگ رہا ؏

نقل ہے کہ نواب کلب علی خاں کے والد کا مذہب شیعہ تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ کلب علی خاں بھی شیعہ ہو جائیں۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور نوبت باینجا رسید کہ اِن کے والد نے کہا کہ اگر تبدیل مذہب نہ کرینگے تو ریاست سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ مگر حضرت کی توجہات کی برکت سے اُنہوں نے اس کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور صراط مستقیم پر قائم رہے۔ آخر کار برکت پیران کبار

بحکم الحق یعلو و لا یعلی نواب کلب علی خاں کو ریاست ملی ؎
حضرت کو مدینہ منورہ کی سکونت کا کمال شوق تھا۔ اور اکثر بکمال حسرت فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیے وہ کونسا دن آئیگا۔ جو حرمین شریفین میں چل کر سکونت اختیار کرینگے۔ آخر کار پردۂ غیب سے ایک سامان پیدا ہوا۔ کہ دہلی میں غدر آگیا۔ اور خلقت پریشان ہو گئی۔ جس کا جس طرف منہ اُٹھا چل دیا۔ اور حضرت کے والد ماجد نے مع اہل و عیال حرمین شریفین کا رُخ کیا۔ اور وہاں جاکر سکونت اختیار کی۔ اور مُراد دلی بر آئی۔ وہاں انواع کمالات و جمالات مثل تحقیق نسبت محبوبیت و حصول غنا رائم و بقا اکمل مرتبہ مقدسہ حقیقت الحقائق مشرف ہوئے۔ وہاں قریب دو سال بعد حضرت کے والد بزرگوار کو مرض موت لاحق ہوا۔ اور بسبب شدت مرض و کثرت ضعف حلقات توجہ میں نشست دشوار ہو گئی۔ آپ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ آپ بجائے اپنے باپ کے حلقہ کیا کرتے اور اس میں اُن کے جمیع خلفا اور مرید بھی حاضر ہوتے۔ اِن کے انتقال کے بعد سب نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور استفادہ کے واسطے حاضر ہوتے۔ مردم اطراف و جوانب جہاں مثل حجاز و روم و شام و بخارا و خراسان و ہند و ستان جوق جوق آکر داخل طریق ہوتے۔ علماء و مشائخ زمان ترک تدریس و منصب شیخی کر کے خاکروبی آستانہ کو اپنا فخر سمجھتے اور آپ بھی ہمہ تن مصروف اشاعت طریقت ہو گئے۔ اور قریب دس سال تک مسند ارشاد کو زینت فرمایا کہ بتاریخ ۱۶ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ ہجری کو مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ اور بائیں جانب قریب روضہ حضرت خدیجہ الکبرےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا دفن ہوئے ؎
آپ نہایت مجمع اخلاق حسنہ تھے۔ اپنے تئیں ادنی اخادم سے بھی کمتر جانتے تھے۔ اگر کہیں محفل یگانہ یا بیگانہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ ایسی جگہ بیٹھتے تھے کہ جہاں کسی قسم کا امتیاز نہ پایا جائے۔ بلکہ اکثر قریب

صف نعال میں بیٹھ جاتے تھے۔ اور جب کوئی نہایت مجبور کرتا تھا تب وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ بیٹھتے تھے۔ فرش بچھانے و جاروب میں خدام کی اعانت کیا کرتے تھے۔ بڑے ذاکر و شاغل تھے۔ ہمیشہ اذکار اور مراقبات و کثرت تلاوت قرآن شریف و استغفار و درود میں مشغول رہتے تھے۔ بلا اشد ضرورت کسی سے مجالست و مکالمت نہ کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ ٭

نقل ہے کہ ایک روز آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو فرمایا۔ کہ شیخ الخطبا سید محمد مدنی کے پاس جاؤ۔ جب حرم نبوی میں داخل ہو کر قریب روضہ مطہرہ پہنچے۔ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ظاہر ہوئے اور دریافت فرمایا کہ کہاں جاتے ہو۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ سید مدنی کے پاس جاتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سید مدنی محمد مدنی تو میں ہی ہوں۔ بس پھر آپ آگے نہ گئے۔ اور وہیں سے واپس آ گئے ٭

حالات حضرت محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد معصوم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ فرزند و خلیفہ حضرت شاہ عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۰ شعبان سنہ ۱۲۶۳ ہجری بمقام دہلی اندرون خانقاہ شریف ہوئی۔ جب سن تمیز کو پہنچے حفظ قرآن شریف شروع کیا۔ آپ کے جد امجد آپ پر نہایت مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور آپکی تربیت ظاہری و باطنی کا نہایت خیال تھا۔ جب حفظ قرآن شریف سے فارغ ہوئے۔ اور اپنے جد امجد کو تراویح میں سنایا۔ آپ بہت خوش ہوئے تادیر اپنے سینہ معارف گنجینہ سے لگائے رہے۔ اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ اور ایک خلعت جبہ عطا فرمایا۔ بعد ختم قرآن شریف علوم معقول و منقول اپنے والد ماجد اور اپنے چچا حضرت شاہ محمد مظہر اور کچھ حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ

اللہ علیہما سے پڑھے۔ آپ کی بیعت آپ کے جدامجد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرّہٗ سے ہے۔ اِن کی رحلت کے بعد حسب وصیّت اپنے والد ماجد سے تمام مقامات مجدّدیہ اجمالاً و تفصیلاً حاصل کیے۔ اور خلافت خاصہ اور اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے۔ بلکہ ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد جب حج کو تشریف لے گئے۔ تو اُس وقت آپ ہی کو اپنا قائم مقام و جانشین حلقہ فرما گئے تھے ؂

ایام غدر میں آپ بھی اپنے جدامجد کے ہمراہ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ سترہ اٹھارہ سال تک خاص مدینہ طیبہ میں رہ کر مورد عنایات حضرت سرور کائنات ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے گیارہ حج کیے۔ اس کے بعد نواب کلب علی مرحوم کی التجا و آرزو سے آپ ہندوستان میں رام پور تشریف لے آئے۔ اشاعت طریقت و شریعت میں بہت مصروف رہتے ہیں۔ تواضع و مسکنت و بردباری آپ کا شیوہ ہے۔ اگر کوئی شخص آپ سے مسئلہ دریافت کرنے آتا ہے تو فرما دیتے ہیں کہ علماء سے دریافت کرو میں تو کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اور اسی طرح اگر کوئی مرید ہونے آتا تو اُس سے بھی تبہ اضع پیش آتے۔ اللہ تعالےٰ ذات عالی کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے۔ نہایت غنیمت ہے ؂

آپ کے چار صاحبزادے بڑے مولوی ابوطاہر محمد سیف الدّین صاحب، دوسرے مولوی حافظ ابو اشرف محمد عبد القادر، تیسرے حافظ ابو الفیض محمد عبدالرحمٰن اور چوتھے میاں ابوسعید ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بڑے صاحبزادے سن شعور کو پہنچے ہیں انہوں اپنے والد کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اور ملتزم حلقہ و توجہ ہیں ؂ اللہ تعالےٰ مثل اپنے آباو اجداد کے ظاہر و باطن میں کامل کرے۔ آمین۔ چوتھے ابھی صغیر سن ہیں۔ اللہ تعالےٰ معمر و صالح مثل بزرگان کبار کرے ؂

حالات حضرت شاہ محمد عمر صاحب قدس سرہٗ

حضرت شاہ محمد عمر صاحب فرزند ثانی حضرت شاہ احمد سعید رضؓ کے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت باسعادت بماہ شوال سنہ ۱۲۴۴ھ اندرون خانقاہ واقع ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں اپنے جد امجد حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہٗ کی زیارت کی تھی۔ اور ان کے ملحوظ عنایت رہے۔ بہ کمال تربیت والد ماجد قرآن شریف یاد کر کے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ اوائل علوم مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم سے اور حدیث شریف اپنے بڑے چچا حضرت شاہ عبد الغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اکثر علوم دینیہ و تصوف اپنے والد ماجد سے بقرأت و سماعت پڑھے۔ بیعت طریقت بھی اپنے والد ماجد سے کی۔ حضرت اپنے تمام فرزندوں میں ان کی بہت رعایت فرمایا کرتے تھے۔ اور انہوں نے بکمال صرف ہمت علیہ و توجہات تویہ تا انتہا مدارج احمدیہ و مقامات عالیہ پہنچایا۔ اور اجازت و خلافت مطلقہ سے مشرف فرمایا ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے حال کی خبر اپنے والد بزرگوار سے کی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جو میرے کرنے کا کام تھا وہ میں نے کر دیا۔ اب تمہاری استقامت درکار ہے۔ اگر میرے قدم بقدم چلو گے۔ میری مانند ہو جاؤ گے۔ ایام غدر میں آپ نے بھی بہ ہمراہی والد ماجد خود ہجرت حرمین شریفین کی۔ اور تا وقت انتقال والد ماجد مدینہ طیبہ میں رہے۔ اور بانظار قدسیہ و الطاف عالیہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے ترقیات بے پایاں حاصل کیں۔ بعد رحلت اپنے بزرگوار کے توطن حرم محترم مکہ معظمہ اختیار فرمایا۔ و مشرف بہ تجلیات الٰہیہ و فیضانات ذاتیہ و سرادقات عظمت و کبریائی ہوئے۔ اور مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔ التزام ریاضات و مجاہدات چنانچہ باید و شاید کیا۔ مرجع خلائق طالبین، خفی جلی و علا ہوئے۔

حسب حوصلہ و استعداد بہت طالبین نے آپ کی توجہات عالیہ سے ترقیات مقامات سامیہ کر کے اجازت و خلافت سے ممتاز ہو کر اشاعت طریقت شریفہ کیا۔ استقامت شریعت و طریقت آپ کی ذات والا صفات میں کما حقہٗ موجود تھے۔ درجات زہد و ورع و تقویٰ و توکل پر کہ لازم مقام شیخی ہیں بہت ثابت قدم تھے۔ دنیا و اہل دنیا سے متنفر اتباع سنت سنیہ و اجتناب بدعت سیئہ پر راغب۔ اخلاق حسنہ آپ کی عادت شریفہ تھی اس درجہ متواضع تھے کہ اپنے تئیں ادنیٰ آدمی سے بھی کمتر جانتے تھے۔

نقل ہے کہ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد بوجہ غلبہ تواضع طالبین کے مرید کرنے میں آپ کو تردّد ہوا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدّین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تشریف لائے ہیں۔ اور اپنی کلاہ شریف آپ کو پہنائی۔ ستر کمالات واجب سمجھتے تھے۔ شہرت ناپسند تھی خمول و انزوا مرغوب تھا۔ صفات بشری کا وجود نہ تھا۔ کمالات ملکی جلوہ گر تھے۔ نرم کلام شیریں گفتار جو سنتا تھا۔ شگفتہ ہو جاتا تھا۔ شب و روز سوائے اذکار اشغال و طاعت و عبادت و نشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کوئی نہ تھا۔ باوجود سخت عوارض کے کہ نشست و برخاست بہت کم ہوگئی تھی۔ اشغال و اوراد توجہ و حلقہ معمولات روزمرہ میں ہرگز فرق نہ آتا تھا۔ اور اسی کو صوفیہ الاستقامت فوق الکرامت کہتے ہیں۔ آخر عمر میں بہ تقریب نکاح اپنے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب ہندوستان میں رام پور تشریف لانے کا اتفاق ہوا۔ آپ کے وجود کو لوگوں نے بہت غنیمت سمجھا۔ مگر افسوس صد ہزار افسوس چند ماہ بقید حیات رہ کر بتاریخ دوسری محرم الحرام ۱۲۹۶ھ سفر آخرت اختیار کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نقل ہے کہ جب حضرت کے والد ماجد مدینہ منورہ میں مواجہ شریف میں حاضر ہوئے اور آپ کو جناب سرور کائنات کی بارگاہ سے خلعت عالی عطا ہوا

اس وقت حضرت یعنی حضرت شاہ محمد عمر صاحب اور آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبد الرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہما بھی موجود تھے ۔ اِن کو بھی ایک ایک تاج شاہانہ عطا ہوا ۔

حالات حضرت شاہ ابو الخیر محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

حضرت شاہ ابو الخیر محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں ۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۲ ہجری کو اندرون خانقاہ شریف ہوئی ۔ آپ کے جد امجد آپ کے نبائر میں سب سے زیادہ پیار رکھتے تھے ۔ کیونکہ آپ کے والد کو ایک ایسا مرض تھا ۔ جس سے اولاد ہونے کی اُمید منقطع ہوگئی تھی ۔ اور آپ کی ولادت محض حضرت کی زور کرامت سے ہوئی ہے ۔ آپ کے والد ماجد نے بعمر چار سالگی آپ کو بحضور جد امجد لیجا کر عرض کیا کہ اس فرزند کو بیعت سے مشرف فرمائیے ۔ چنانچہ آپ نے الفاظ بیعت اُن کو پڑھائے ۔ حفظ قرآن شریف کر کے تحصیل علوم مروجہ مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمٰن صاحب مہاجر و سید احمد مکی وغیرہ سے کی ہے ۔ سلوک طریقہ آبائے کرام اپنے والد ماجد سے حاصل کیا ۔ اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے ۔ بعد اُن کے انتقال کے اِن کے قائم مقام ہوئے ۔ فی الحال وہی خانقاہ شریف میں مقیم ہیں ۔ نہایت انزوا و انقطاع اختیار کر رکھا ہے ۔ دُنیا و اہل دُنیا کا وہاں گزر نہیں ۔ ورع و تقوے میں قدم راسخ رکھتے ہیں آداب طریقت و شریعت کے نہایت پابند ہیں ۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں برکت کرے ۔

حالات حضرت شاہ محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد مظہر صاحب فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۲ رجمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ ہجری بمقام خانقاہ شریف ہوئی۔ فرمایا کہ جب میں والدہ معظمہ رحمۃ اللہ علیہما کے شکم میں تھا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا چاند گود میں آگیا ہے۔ جب اس خواب کو جد امجد قدس سرہٗ سے بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارا یہ لڑکا چاند کی مانند منور ہوگا۔

نقل ہے کہ آپ کی ایک سال کی عمر تھی۔ کہ ایک روز آپ کے جد امجد آپ کو گود میں لئے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کو چوم کر سونگھ کر فرمایا کہ اس لڑکے میں اولوالعزمیۃ کی بو آتی ہے۔ ابھی آپ بچہ ہی تھے کہ آپ نے حق سبحانہٗ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اور ایک مرتبہ انہیں ایام میں حضرت جبرائیل علیہ السلام و حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ نو سال کی عمر تھی۔ کہ حفظ قرآن شریف سے فارغ ہو کر کتب درسیہ و دینیہ کی تحصیل کی جانب مصروف ہوئے۔ صغر سنی ہی میں ایک وقت خاص میں حضرت کے والد ماجد نے آپ کو طلب فرما کر بیعت کیا۔ اور مراقبہ احدیث تعلیم کیا۔ بائیس سال کی عمر میں علوم ظاہر و سلوک باطن سے فارغ ہو گئے بعد ازاں آپ کو شوق زیارت بیت اللہ و روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہوا۔ اور اپنے والد ماجد سے طلب اجازت کی۔ اگرچہ آپ کے والد بزرگوار کو آپ کی جدائی نہایت شاق تھی۔ مگر آپ کو بوجہ اصرار کے روک نہ سکے اور فرمایا۔ بستی کمر خویش و شکستی کمر ما۔

غرضیکہ مع رفقا آپ روانہ حرمین شریفین ہوئے اور طواف بیت اللہ و روضہ مقدسہ نبویہ سے اعزاز حاصل کر کے مورد تجلیات ذاتیہ و الطاف نبویہ

ہو کر بحفظ سلامتی مراجعت وطن کی کی۔ اور بکمال استقامت ظاہر و باطن مشغولِ افادہ بعض مریدین و درس طالبین ہوئے۔ اپنے والدِ ماجد کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ اور ان کے انتقال کے بعد مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ اور اشاعت طریقت و شریعت میں ہمہ تن مصروف ہوئے۔ شب و روز سوائے افادہ طالبین و حلقہ مریدین اور کام نہ تھا۔ مرتبہ زہد و ورع آپ کو بکمال حاصل تھا۔ سخاوت و اعانت محتاجاں آپ کی جبلت ذاتی تھی۔ مکارمِ اخلاق و مراحم اشفاق خارج از حدِ تحریر ہیں۔ آپ نے ایک خانقاہ بکمال اہتمام و انتظام بہت بڑے کیسے طبقات کے مدینہ شریفہ میں بجانب باب الجمعہ بنوائی ہے۔ جس میں زائرین اور مقیمین رہ کر راحت پاتے ہیں۔ بسبب کمال محبت حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و شوق دفن بقیع شریف سالہا سال سے مدینہ منورہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ حتیٰ کہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۰۱ھ کو انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؏

بقیع شریف میں متصل دیوار جانب قبلہ قبہ مبارک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے والد ماجد کی قبر کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہما ؏

حضرت نے مقامات سعدیہ کے آخر میں بمقتضائے وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ۔ اپنے والد ماجد کی زبانی اپنے خصائص بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا۔ کہ فرزندوں میں ارادت صادقہ اس کے حصہ میں ہے۔ اور وہ طالب صادق ہے۔ اور خدا کی طلب اس طرح چاہیئے۔ فرمایا کہ مجھے تم سے محبت ذاتی ہے۔ اور تم فرزندوں میں مثل یوسف کے ہو۔ فرمایا کہ جیسی مجھ کو محبت اس کے ساتھ ہے ایسی کسی کے ساتھ نہیں ہے۔ اور ایسے ہی جیسی اس کو میرے ساتھ ہے۔ دوسرے سے نہیں ہے۔ اور یہ کہ امورِ باطن میں مجھ کو اپنا رازدار کیا تھا۔ اور مجھ سے اسرار بیان کرتے تھے۔ اس میں دوسرا شریک نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ معاملات خاصہ و رازہائے غامضہ میں

مخصوص کیا تھا۔ اور اپنے نامی نامی مریدوں کی اجازت و خلافت کے بارہ میں مجھ سے مشورہ لیتے تھے۔ اور جو کچھ میں عرض کرتا تھا۔ اُس کے موافق عمل فرماتے تھے۔ اور جو کچھ میں اپنے مکشوفات اور ادراکات عرض کرتا۔ اُس کی تصدیق فرماتے۔ حتیٰ کہ بانکشاف اسرار قرآنی و مقطعات قرآنی میں نے عرض کیا۔ اُس کو قبول فرمایا۔ اور مرض موت میں مجھ کو امام نماز مفروضہ کا مقرر فرمایا تھا۔ اور فرمایا کہ دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ کر دل خوش نہیں ہوتا۔ اور حقیقت صلوٰۃ کا فیض نہیں آتا۔ اور اگرچہ بڑے بھائی موجود ہوتے تھے تاہم مجھ ہی کو امام کرتے۔ اور یہ کہ مجھ کو بشارت اتم و بقا اکمل فرمائی۔ اور ادب اور اخلاق نبویہ و اوصاف مرضیہ متخلق ہونے کی بشارت فرمائی۔ اور میرے مرتبہ اجتہاد پر پہنچے۔ اور قطع توسط کے قائل ہوئے۔ اور دوسرے کے بارے میں مجھ کو معلوم نہیں۔ کہ ایسا فرمایا ہو۔ بلکہ اکثر کمال خلفا کی نسبت فرمایا کہ ہنوز حقیقت فنا نہیں ہوئی۔ اور یہ مجھ ولایت محمدی و لحوق بحقیقۃ الحقائق کہ حقیقت محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ اُس سے فوق بھی ترقی کی بشارت دی ہے۔ اور میری نسبت فرمایا۔ کہ جو قرب اور خصوصیت اس کو اُس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہے۔ وہ مجھ کو نہیں اور یہ کہ میری نسبت اصالت اور محبوبیت ذاتی سے بہرہ ور ہونے کو تسلیم فرمایا ہے۔ اور یہ کہ مرض موت میں مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ ہماری جگہ بیٹھ کر طالبین کو توجہ کرو میں نے عرض کیا۔ کہ جب تک بڑے بھائیوں میں سے کوئی موجود ہوگا۔ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ اس پر آپ نے سکوت فرمایا۔ اور میری نسبت فرمایا۔ کہ اس کی نسبت عرض و طول و عروج و نزول میں میری برابر ہے۔ رحمۃ اللہ علیہما ؂

حالات حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب اکابر اصحاب و اجل خلفاء حضرت شاہ احمد سعید سے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کا نسب النسب بواسطہ حضرت محمد یحییٰ حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے قدس سرہما۔ آپ عالم و فاضل جید تھے۔ بعد تحصیل علم ظاہری حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بارادت صادقہ ملتزم ذکر و فکر ہوتے حضرت آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے تھے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادوں کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی۔

کمترین راقم الحروف نے بھی آپ کی چند مرتبہ زیارت کی ہے عجیب جامع الکمالات ظاہری و باطنی و کوہ استقامت و متخلق باخلاق نبویہ تھے چونکہ آپ کے اخلاق و عادات اکثر حضرت سیدنا و مرشدنا رحمۃ اللہ علیہ سے مشابہ تھے۔ احقر کو ان سے ایک تعلق خاص ہے اور وہ بھی اس ہمہ دان عصیاں کے حال پر نظر عنایت فرماتے تھے۔ حسن خلق آپ کا حصہ تھا۔ ایک مرتبہ کمترین کو نماز عید آپ کے پیچھے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ تمام مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ بعد نماز ہر شخص آپ سے بغلگیر ہوا۔ اور آپ ہر ایک سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اور ایک بات بھی اس سے کر لیتے تھے۔

علاوہ تبحر علم ظاہری و باطنی فن سپاہ گری میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ایک مرتبہ ایک سپاہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ کو شمشیر زنی میں خوب مشق ہے۔ میں بھی دیکھنا

چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ کل کو آنا۔ چنانچہ دوسرے روز وہ حاضر ہوا آپ نے ہنسبہ کے پیر کی چاروں نلیاں منگائیں۔ اور ان کو ایک جگہ باندھ کر سپاہی سے کہا کہ پہلے تم اس پر تلوار لگاؤ۔ چنانچہ اس نے لگائی۔ ایک نلی بھی نہ کٹی۔ اس کے بعد حضرت نے لگائی تو تینوں کٹ گئیں۔ فرمایا کہ بہت دنوں میں آج اتفاق ہوا ہے۔ یعنی مشق جاتی رہی ہے ورنہ چاروں کٹ جاتیں۔ وعظ اس روانی سے فرماتے اور اس میں ایسی ایسی شریعت وطریقت کے نکات بیان فرماتے کہ سکتہ کا عالم ہو جاتا تھا۔ آپ کی مجلس نہایت پُرفیض و بابرکت تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا انتقال ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۳۱۱ھ ہجری بمقام رامپور ہوا۔

نقل ہے۔ ایک شخص نے آپ سے شکایت کی کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ مگر اس کے بعد اس کی مدت العمر قضا نہیں ہوئی۔ عین وقت پر کوئی آ کر اٹھا دیتا۔ حضرت حافظ عنایت اللہ صاحب سلمہ اللہ رامپوری خلیفہ اجل حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ سلوک مجددیہ تمام و کمال حضرت سے حاصل کیا ہے۔ بوجہ کمال اتحاد معنوی حضرت مولانا محمد مظہر قدس سرہٗ کہ صاحب فراست وادراک قویہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ آؤ مولوی صاحب کے بیٹے۔ بعد حضرت کی وفات کے تمام مریدین نے آپ ہی کی جانب رجوع کیا۔ اور کسب سلوک باطنی کیا۔ عجب نسخہ اخلاق ہے۔ ستر احوال جیسا کہ آپ نے کر رکھا ہے ایسا بھی کم دیکھا ہے۔

راقم الحروف نے بھی آپ کی زیارت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت کرے۔ ان کے سوا اور بھی حضرت کے خلفا مثل مولانا ریاست علی خاں صاحب و مولانا عبد القیوم صاحب و مولانا عبد الغفار خاں صاحب وغیرہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ زندہ رکھے اور کمالات مشائخ طریقہ رحمۃ اللہ علیہم سے حظ وافر نصیب کرے۔

حالات حضرت مولانا ولی النبی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا ولی النبی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفار جلیل القدر سے ہیں۔ آپ کا نسب انسب بواسطہ خازن الرحمۃ محمد سعید قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ بڑے عالم و فاضل وصالح و متقی رقیق ہیں۔ حسن اخلاق و تواضع و شکست و مسکنت و قناعت صبر آپ کا حصہ ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید رح آپ پر کمال عنایت فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ اسم بامسمیٰ ہیں۔ راقم الحروف نے بھی آپ کی زیارت کی ہے۔ نہایت متبرک و متخلق باخلاق نبویہ ہیں۔ شہر رام پور میں باشاعت طریقت و شریعت مقیم ہیں اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں برکت کرے۔

حالات حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رح

حضرت حاجی دوست محمد صاحب اعظم و اکمل خلفار حضرت شاہ احمد سعید سے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ ابتدار طالب علمی ہی سے آپ کو فقرار کی زیارت کا شوق تھا۔ اور جب حضرت کسی کی تعریف سنا کرتے۔ اور اس کی ملاقات کو جایا کرتے۔ جس وقت کہ صرف نحو و کچھ منطق پڑھ لی علم ظاہری سے دل سرد ہو گیا۔ اور تلاش اہل اللہ میں سفر اختیار کیا۔ اور اکثروں کے حلقہ و صحبت میں بیٹھے۔ مگر کہیں تسکین نہ ہوئی۔ آخر بصلاح بعض دہلی کا ارادہ کیا۔ اور بمبئی میں حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ کی زیارت سے جب وہ حرمین شریفین جاتے تھے مشرف ہوئے۔ اور بیعت بھی کی۔ مگر تسکین قلبی ان سے بھی نہ ہوئی۔ آخر کار ان کے اشارہ سے دہلی میں حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہاں آپ کا جمال مبارک دیکھتے

ہی دل کو تسکین ہو گئی۔ آپ سے تجدید بیعت کی ایک سال دو مہینہ اور پانچ روز تک آپ کی خدمت میں رہے۔ اور تمام و کمال سلوک مجددیہ حاصل کیا۔ حضرت حاجی صاحب کو اپنے پیر سے اس قدر محبت و عشق تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اکثر آپ کی نعلین مبارک منہ پر رکھ کر رویا کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے بیت الخلا صاف کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی حضرت آپ کے حال پر کمال عنایت فرماتے :۔

چنانچہ ایک روز حضرت حاجی صاحب سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنے عطر دان سے تمہارے عطر ملا ہے۔ نیز ایک روز فرمایا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور تم تینوں فرزند ایک خوان سے طعام تناول کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت کی آپ کے حال پر نہایت مہربانی تھی۔ حتیٰ کہ اپنی ضمنیت سے آپ کو مشرف فرمایا۔ اس سے ہی سب کچھ قیاس کر لینا چاہیئے۔ حضرت نے آپ کو اجازت طریقہ نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ و دستار و کلاہ عطا فرما کر خراسان کو رخصت فرمایا۔ وہاں آپ کو قبولیت عام پیدا ہوئی۔ اور اس قدر اشاعت طریقہ ہوئی کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ کشف و کرامت کی کوئی شمار نہیں۔ صدہا خلیفہ و نیز اولیا بلکہ لاکھوں مرید ہو گئے۔

حالات حضرت حاجی عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی محمد عثمان صاحب خلیفہ و جانشین حضرت حاجی دوست محمد صاحب کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ ابتداء آپ کی انابت اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ ایام طالب علمی میں کسی شخص کی جانب سے کچھ پیغام رسانی کے واسطے حاجی دوست محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس وقت حضرت حاجی صاحب طالبعلموں کو سبق پڑھا رہے تھے۔ جس وقت آپ نے پیغام

پہنچایا۔ آپ کی طرف ایک نگاہ کی اور بات کا جواب دے دیا۔ اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ چند ماہ کے بعد اس نگاہ نے اپنا اثر ظاہر کیا۔ اور آپ ترک تحصیل علم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ملتزم حلقہ و مراقبہ ہوئے۔ اور سلوک مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کو اپنے پیر کے ساتھ نہایت محبت تھی چنانچہ وہ خود تحریر فرماتے ہیں۔

میاں ملا محمد عثمان اخوند صاحب فقیہ عرفی والا سلمہ اللہ تعالے اکثر امور فقراتہ تدریس و امامت نماز و کتابت مکاتیب باطراف و بعض امور دیگر منوط باو شاں است بر دست فقیر بیعت نمودہ کسب طریقت تا کمالات رسالت کردہ (اس وقت تک یعنی تا وقت تحریر آپ نے اس قدر حاصل کیا تھا)، نہایت ارادتمند و محب فقیر اند شرف اجازت یافتہ باذکار و افکار و امور مذکورہ اشتغال دارند۔

بوقت انتقال حضرت حاجی دوست محمد صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور الحق کہ آپ نے نہایت استقامت سے جانشینی کی۔ صدہا کو نسبت مجددیہ سے بقدر استعداد سیراب کیا۔ آپ صاحب کشف و کرامت و تصرفات تھے۔ چند سال ہوئے آپ کا انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

حالات حضرت مولوی سراج الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولوی سراج الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند اور جانشین اپنے والد حضرت حاجی عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ نے بچپن ہی میں قرآن شریف با تجوید حفظ کیا۔ اور سولہ ۱۶ سترہ ۱۷ برس کی عمر میں کتب متداولہ پر عبور کر کے اپنے والد سے نسبت مجددیہ حاصل کی اور بعد اپنے والد کے انتقال کے ان کے جانشین ہوئے۔ الحمد للہ کہ طریقہ مشائخ عظام پر قائم ہیں۔ اللہ تعالے

حالات پیران کبار سے حظ وافر نصیب کرے اور عمر طویل عطا فرمائے۔ آمین ؂

حالات حضرت شاہ رؤف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ رؤف احمد اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب سے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کا نسب شریف بواسطہ حضرت شاہ محمد یحییٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے علیہما الرحمۃ۔ آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۴ محرم الحرام ۱۲۰۱ھ بمقام رام پور ہوئی۔ جب سن تمیز کو پہنچے اور شوق راہ خدا پیدا ہوا۔ اولاً حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور پندرہ سال تک ان کی خدمت میں حاضر رہے۔ ذوق و شوق و آہ و بے تابی و استغراق و بیخودی و اسرار توحید وجودی و دیگر حالات ولایت صغریٰ حاصل ہوئے۔ حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر نہایت مہربانی فرماتے۔ ایک روز فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تجھ کو سینہ میں رکھ لوں۔ ایک بار اپنی کفنی کہ یہی آپ کی پوشش تھی اپنے بدن مبارک سے اتار کر آپ کے گلے میں ڈال دی۔ اس وقت کمال فیض نازل ہوا۔ مگر آپ کو اتمام نسبت مجددیہ کا نہایت شوق تھا۔ آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ جو کچھ تم نے نسبت وہاں حاصل کی ہے تم میں موجود ہے۔ لیکن ہر شیخ کا عنوان سیر و سلوک علیحدہ ہوتا ہے۔ میں ابتدا قلب سے تمہارا کام شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ ابتدا سے لے کر تمام و کمال نسبت مجددیہ القاء فرمائی۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ آپ کے حال پر نہایت مہربان تھے۔ بعد حصول خلافت بھوپال تشریف لے گئے۔ وہاں آپ سے نہایت اشاعت طریقت ہوئی۔ اور امراء و فقراء آپ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے ؂

فرمایا کہ مجھ کو اسم اعظم کی کہ جس کی شان میں حدیث صحیح ہے کہ الذی اذا دعی بہ اجاب و اذا سئل بہ اعطی وارد ہے کہ دریافت شوق ہوا ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ کو تلقین فرمایا۔ بھوپال سے آپ بقصد حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ راہ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور قریب مقام پیر کہ اس کو یلملم بھی کہتے ہیں۔ دفن کیا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

حالات حضرت شاہ خطیب احمد قدس سرہٗ

حضرت شاہ خطیب احمد فرزند اکبر حضرت شاہ رؤف احمد کے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت باسعادت تاریخ ۹ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ ہجری میں ہوئی۔ طفولیت ہی میں آثار سعادت جبین مبارک سے ہویدا تھے۔ کبھی لڑکوں میں نہیں کھیلتے تھے۔ جو کچھ سامنے آتا کھا لیتے۔ اور کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر دسترخوان پر نفیس اور غیر نفیس کھانا موجود ہوتا تو غیر نفیس ہی کھاتے۔ اور یہی لباس میں تھا۔ کہ موٹا پہنتے۔ اپنے والد سے تمام و کمال نسبت مجددیہ حاصل کی تھی۔ اور ان کی ضمنی تھی۔ اور نہایت قوی النسبت تھے ۔

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کے والد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ الا کہیں فتح یاب نہ ہوا۔ آپ نے حضرت شاہ خطیب احمد کو توجہ کے واسطے فرمایا۔ آپ نے ایک حجرے میں لے جا کر اُس کو توجہ فرمائی۔ وہاں سے جس وقت وہ باہر آیا سرشار نسبت تھا۔ اور کہا کہ ایسی تاثیر میں نے کہیں نہیں دیکھی ۔

نقل ہے کہ ایک درویش خانقاہ سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا۔ آپ کے والد نے فرمایا کہ توجہ و ہمت سے اُس کو کھینچو۔ چنانچہ ایک حجرہ میں جا کر بخوبی قوت

آپ نے ہمت فرمائی۔ فی الفور دوڑ آیا۔ بعد اپنے والد کے رونق بخش مسند ارشاد ہوئے۔ عجب نسخہ اخلاق حمیدہ تھے۔ علم و سخا و تحمل جفا آپ کا شیوہ تھا۔ ۱۲۲۶ھ ہجری میں بمقام بھوپال وفات پائی۔

نقل ہے کہ جس وقت آپ کو قبر میں رکھا۔ آنکھیں کھول دیں۔

حالات حضرت مولانا بشارت اللہ صاحب بہرائچی قدس سرہٗ

حضرت مولانا بشارت اللہ قدس سرہٗ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء سے تھے۔ آپ کا نسب شیخ بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ اول اپنے خسر حضرت مولانا نعیم اللہ خلیفہ حضرت مرزا جانجاناں شہید رحمۃ اللہ سے بیعت کی تھی۔ بعدہٗ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تمام و کمال نسبت مجددیہ حاصل کی۔ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت عنایت فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ جب کبھی آپ حاضر ہوتے تو حضرت شاہ صاحب آپ کا استقبال کرتے تھے۔ آپ کی علو منزلت کا اس سے ہی قیاس کرنا چاہئے۔ کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جانشین کے واسطے دو شخصوں کو تجویز فرمایا تھا۔ ایک شاہ حضرت ابوسعید صاحب اور دوسرے حضرت مولانا بشارت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔ کہ ان میں سے کوئی ایک مقیم ہو کر اشاعت طریقہ کرے۔

چنانچہ حضرت شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی وصیتنامہ میں اس کا ذکر ہے۔ ایک مرتبہ آپ کو حضرت شاہ صاحب قبلہ کی جانب سے کچھ گمان ناخوشی ہوا۔ تو آپ نے اس کا اظہار حضرت شاہ صاحب سے کیا۔ بجواب اس کے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اس طرح تحریر فرمایا:۔

وہم ناخوشی بندہ در دل نیارند بندہ ہرگز از شما ناخوش نیست

وجہ ناخوشی چیست این وہم از دل بردارند اکثر میگویم کہ سہ چہار کس در یاران من ممتاز اند شماہ میاں ابو سعید و رؤف احمد و احمد سعید و دیگر مولوی قصوری غلام محی الدین پیدہ شدہ است ۔ انتہیٰ

غرضیکہ آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے نہایت ممتاز خلفا میں سے تھے بھرائچ کی طرف آپ سے نہایت اشاعت طریقت ہوئی ۔ علم ظاہر میں بھی آپ کمال رکھتے تھے ۔ بھرائچ میں آپ کی قبر خام بنی ہوئی ہے ۔ جس وقت آپ کی وفات ہوئی آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چودہ سال کی تھی ۔ انہوں نے نسبت باطنی حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کی خدمت میں حاصل کی تھی ۔ اس وقت اُن کے صاحبزادہ حضرت مولانا ابو محمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ بھرائچ میں موجود ہیں ۔ چالیس سال کے قریب اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فیض یاب رہے ہیں ۔

راقم الحروف نے بھی ان کی زیارت کی ہے ۔ نہایت نامرادی اور گمنامی سے بسر کرتے ہیں ۔ کمال خلیق اور منکسر مزاج بزرگ ہیں ۔ ان کے پاس پیران طریقت کے اکثر تبرکات موجود ہیں ۔ منجملہ ازاں اس روسیہ کو بھی ایک خاص دستخطی حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کا مرحمت فرمایا ہے ۔ اللہ تعالےٰ ذات حمیدہ صفات کو تا دیرگاہ سلامت رکھے ۔

حالات حضرت مولانا خالد کُردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا خالد کُردی خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کے تھے ۔ بڑے عالم نامدار تھے ۔ ہر فن میں استعداد عجب رکھتے تھے ۔ پچاس کتب احادیث کی سند حاصل کی تھی ۔ علمار ہند و عراق میں فی الجملہ مدح حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرتے تھے ۔ بعد تحصیل علم کسی مدرسہ میں پڑھایا کرتے تھے ۔ کہ یکایک داعیہ خدا طلبی دل

میں پیدا ہوا۔ اور ایک روز مسجد مدینہ میں مجمع صلحاء میں بیٹھتے تھے۔ کسی شخص نے ذکر کیا کہ جس شخص کا طریقہ اہل سنت و جماعت کا ہو اور علم حدیث کی سند ہو اور نقشبندیہ طریقہ میں استفادہ کیا ہو وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ مولانا نے کہا کہ میرا طریقہ اہل سنت و جماعت ہے۔ اور سند حدیث حاصل کی ہے۔ سب کو دعا کرو کہ بواسطہ روح مبارک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم طریقہ نقشبندیہ کا فیض حاصل ہو۔ سب نے دعا کی۔ شب کو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ دہلی میں شاہ غلام علی کے پاس جاؤ۔

اتفاقاً اسی زمانہ میں حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کا وہاں گذر ہوا۔ ان کی رہنمائی سے روانہ ہندوستان ہوئے اور دہلی میں پہنچے۔ نو ۹ مہینے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں ملازم رہے۔ آب کشی کی خدمت اپنے ذمہ لے لی تھی۔ حجرہ بند کر کے بیٹھا رہا کرتے بجز حاجت ضروری باہر تشریف نہ لاتے تھے۔

ایک مرتبہ بہت سے علماء آپ سے ملنے کے واسطے آئے۔ اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہٗ سے سفارش چاہی کہ تم چل کر ملاقات کرا دو۔ چنانچہ حضرت نے جا کر کہا کہ دروازہ کھول دیجئے۔ یہ علماء آپ کی ملاقات کو آئے ہیں۔ حضرت مولانا خالد نے جواب دیا کہ صاحبزادہ صاحب مجھ کو معذور رکھئے میں یہاں کسی کی ملاقات کو نہیں آیا۔ اور دروازہ نہ کھولا۔ حضرت شاہ صاحب کی مجلس میں سب سے پیچھے صف نعال میں گردن جھکائے بیٹھے رہتے۔ حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت مہربانی فرماتے۔ اور نو ۹ مہینے کے بعد عطا خلافت فرما کر جس وقت رخصت فرمایا۔ تو اُس ملک کی قطبیت کی بشارت عطا فرمائی۔ بغداد شریف میں پہنچ کر حضرت مولانا نے گوشہ و انزوا اختیار کیا۔ اور ریاضات شدیدہ و مجاہدات

قوبہ میں مشغول ہوئے تین روز کے بعد کچھ کھالیا کرتے تھے۔ تاثیرات عجیبہ و خوارق عادت بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے۔ اور اس قدر ہجوم خلائق ہوا کہ وہاں کی سلطنت ہی آپ کے متعلق ہوگئی۔ ان کے خلفاء بلکہ خلفاء کے خلفاء ہزارہا ہو گئے۔ جس وقت کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روح مطہر پر توجہ ہوتے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ غصہ کو دیکھتے اور فرماتے کہ میری طرف متوجہ رہو۔

نقل ہے کہ آپ کا جاتور بھی شبہ کا چارہ نہ کھاتا تھا۔ الغرض کہ کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئیں۔ وہاں کے رئیسوں اور امیروں کی ان کے کچھ قدر نہ تھی۔ ایک مرتبہ حاکم بغداد کو ناراض ہو کر اپنی مجلس سے نکلوا دیا۔ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے نام مولانا نے ایک خط لکھا تھا۔ اس میں اپنی کثرت ارشاد کا حسب الارشاد اس طرح ذکر کیا تھا کہ یک قلم تمامی مملکت روس و عربستان و دیار حجاز و عراق و بعضے از ممالک قلم و عجم و جمیع کردستان از جذبات و تاثیرات طریقہ علیہ سرشار و ذکر محامد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ اللہ لسبع السامی اناء اللیل و النہار در محافل و مجالس و مساجد و مدارس زبان زد صغار و کبار است بنحویکہ ہرگز در ہیچ قرنے از قرون و ہیچ اقلیمے از اقالیم مظنہ نیست کہ کوئی زمانہ نظیر ایں زمزمہ را شنیدہ یا دیدہ فلک دوار ایں رغبت و اجتماع را دیدہ باشد۔ انتہی۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ کے انتقال کے ایک یا دو سال بعد مرض طاعون میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حالات حضرت سید اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید اسمٰعیل مدنی قدس سرہ نے اوّل مولانا خالد کردی سے بیعت کی اور حضوری نقشبندی حاصل کرنے کے بعد اجازت پا کر باتمام حضور و

جمعیت سرگرم تھے۔ کہ ایک شب واقعہ میں جناب سرورِ کائنات مفخرِ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ کہ دہلی جاؤ اور شاہ غلام علی سے نسبت باطن اخذ کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد دہلی حاضر ہو کر کسب سلوک مجددیہ کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر وطن کو واپس گئے۔ آپ کو کشف مقامات و وجدانِ حالات و ملاقات ارواح و کشف قلوب و کشف گذشتہ و آئندہ خوب تھا۔ حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر علویہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز میرے ساتھ دہلی کی جامع مسجد میں آثار شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں مجھ سے کہنے لگے کہ اس جگہ مجھ کو ظلمت تباں بھی معلوم ہوتی ہے۔ بعد تفحص معلوم ہوا کہ بعض اکابر کی وہاں تصویریں تھیں ؂

حالاتِ حضرت سیّد احمد گروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد احمد گروی علیہ الرحمۃ نے اولاً حضرت مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ طریقہ کیا بعد ازاں حسب الارشاد آں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرّہٗ سے کسب فیوض طریقہ مجددیہ کیا۔ اول اپنے وطن کو واپس آگئے۔ اور مرجع طلاب ہوئے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ راہ میں میں سخت بیمار ہو گیا۔ خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک وظیفہ مجھ کو تعلیم فرمایا۔ اُس کے پڑھنے سے مجھ کو شفا ہو گئی ؂

حالاتِ حضرت مرزا عبدالغفور بیگ صاحب خرجوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا عبدالغفور بیگ صاحب خرجوی اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے تھے قدس سرہما۔ عنفوانِ شباب ہی سے آپ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر اور مورد عنایت بیکراں رہے۔ بسلب امراض میں آپ کی

توجہ حکم اکسیر رکھتی تھی۔ اکثر حضرت شاہ صاحب قبلہ مریضوں کو آپ کی خدمت میں سلب مرض کے واسطے بھیجا کرتے تھے۔ اور آپ ایک ہی توجہ میں اس کا مرض سلب فرما لیتے تھے۔ اور ایسے ہی آپ کی توجہ القاء ذکر میں قوی الاثر تھی ۔

نقل ہے کہ ایک شخص داخل طریق ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا عبدالغفور بیگ کے پاس لے جاؤ وہ اس کے لطائف جاری کر دیں۔ ایک توجہ میں تمام لطائف جاری کر کے حضرت شاہ صاحب کے پاس واپس بھیج دیا۔ حضرت شاہ صاحب نے دیکھتے ہی معلوم کر لیا آپ کے مریدوں کو کشف ہو جاتا تھا۔ عجیب غریب باتیں بیان کرتے تھے۔ آپ کی صاحبزادی مال مسروقہ بتا دیا کرتی تھیں کہ فلاں جگہ ہے۔ آپ کے خلفاء نے ترکستان کی طرف شہرت حاصل کی تھی ۔

حالات حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب شاہجہانپوری قدس سرہٗ

حضرت مولانا عبدالرحمن شاہ جہان پوری اعظم خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے تھے رحمۃ اللہ علیہما۔ ابتدا میں آپ اور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر کسی جگہ مقصود حاصل نہ ہوا۔ آخر کار حضرت شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ دنیا اور اہل دنیا سے نہایت خلوت و انقطاع رکھتے تھے۔ اور ان کی جانب کچھ التفات نہ فرماتے تھے۔ نواب فرخ آباد آپ کا نہایت آرزو مند تھا۔ اور حاضر خدمت ہوتا تھا لیکن کبھی آپ اس کی جانب التفات نہ فرماتے۔ آپ کے مجاز اکثر قوی النسبت اور صاحب کشف صحیح ہوتے تھے۔ آپ کے نواسہ اور خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور خان صاحب شاہجہانپوری رحمۃ اللہ کی (راقم الحروف نے بھی زیارت کی ہے) ایک

نور مجسم معلوم ہوتے تھے ٭

حالات حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسب سلوک کر کے مشرف باجازت وخلافت ہوئے۔ بعد ازاں حرمین شریفین گئے اور وہاں سے شرف اندوز ہو کر حیدر آباد دکن آئے۔ وہاں آپ کا نہایت ارشاد ہوا۔ صغیر وکبیر اس ملک کے باخلاص وعقیدت آپ سے پیش آئے۔ ایک خانقاہ اور مسجد عالی بنا فرمائی۔ تنو آدمی سے زیادہ آپ کی خانقاہ میں وظیفہ خوار رہتے تھے۔ بکمال استقامت شریعت وطریقت سلیک طالبان حق جل وعلا فرمائے۔ اہل دنیا سے نہایت انقطاع رکھتے تھے۔ اور سخاوت پیشہ تھے ٭

رحمۃ اللہ علیہ ٭

حالات حضرت مولانا محمد جان شیخ الحرام رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد جان علیہ الرحمۃ بعد تحصیل علم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت مبارک میں ہوئے اور ریاضات شاقہ کیں۔ ہر روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتے۔ اور شب کو اس جگہ مشغول رہتے۔ صبح کے وقت ایک گھڑا پانی کا بھر کر کہ وہاں کا پانی بہت گوارا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے واسطے لاتے ٭

نقل ہے کہ ایک وہاں کے خادم کا لڑکا قریب الموت تھا۔ شب کے وقت وہ درگاہ میں آیا تو آپ مراقب بیٹھے تھے۔ بچہ کو آپ کے سامنے ڈال دیا۔ اور عرض دعا اور سلب مرض کیا۔ اُسی وقت آپ نے سلب مرض کیا۔ اور وہ بچہ بفضلہ تعالیٰ تندرست ہو گیا ٭

نقل ہے کہ ایک شخص ایک عورت کی محبت میں گرفتار تھا۔ اُس نے آپ سے اپنا ماجرا آکر عرض کیا۔ کہ حضرت میری مدد فرمائیے کہ اب سوا زنا کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اگر مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا تو قیامت کے دن میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کا نام لوں گا کہ انہوں نے میرے حال پر عنایت نہ فرمائی۔ انہوں نے اِس کو عمل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ تعلیم فرمایا۔ اُس نے عرض کیا کہ یہ تو ہمیشہ پڑھتا ہوں۔ فرمایا کہ اب ہمارے کہنے پر پڑھو۔ چنانچہ اُس نے پڑھا۔ اِس کے پڑھنے سے ایک سد سکندری اس مرد عورت کے درمیان میں حائل ہو گئی۔ اور دو۲ سال تک اُس کی قوت شہویہ زائل ہو گئی۔ حضرت شاہ صاحب سے اجازت و خلافت حاصل کر کے حرم محترم چلے گئے۔ ابتدا میں وہاں بہت تکلیف اور صعوبت کھینچی بعدہٗ آپ پر فتوح کھل گئے۔ اور سلطانیوں کو آپ کی جانب رجوع ہو گیا۔ حتیٰ کہ والدہ سلطان بھی آپ کی معتقدین میں سے ہو گئیں۔ استنبول و دیگر اضلاع روم میں آپ کے خلفاء منتشر ہو گئے۔ ایک خانقاہ تیار اور آئندہ و رندہ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۶۶ھ میں مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؂

حالات حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ مسمیٰ بہ محمد درویش عظیم آبادی رح

حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ رحمۃ اللہ علیہ ترک روزگار کر کے حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور کسب نسبت کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ ایک کملی سیاہ لے کر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ مزار پر انوار کی زیارت کو گئے۔ اور اکثر ممالک اسلام روم و شام و حجاز و عراق و مغرب و ماوراء النہر خراسان و ہندوستان کی سیر کی کہا کرتے تھے کہ مثل شاہ غلام علی صاحب کی میں نے کوئی شیخ نہیں دیکھا۔ امر

معروف و نہی عن المنکر میں نہایت بیباک تھے۔ شاہزادہ کامران والی ہرات آپ کا مرید ہو گیا تھا۔ احتساب میں ان کو الفاظ سخت کہے اور ایسے ہی اور اور ممالک کے حاکم آپ کے فرمانبردار ہو گئے۔ مگر ہر جگہ سے امور شرعیہ پر رنجیدہ ہو کر چلے آئے۔ آخر شہر سبز میں قرار پکڑا۔ وہاں کے حاکم نے آپ کو گانوں نذر کیا۔ اور اپنی حکومت اس جگہ سے برطرف کر لی آخر عمر میں نکاح کر لیا تھا۔ اور خدمت صادر و وارد کی اپنی ذمہ کر لی تھی۔ مذہب شافعی اختیار کر لیا۔ اور اسی سبب سے بخارا وغیرہ میں آپ کو شافعی کہا کرتے تھے۔ بعض حاکم ترکستان والے شہر سبز سے غبار رکھتے تھے۔ بایں وجہ آپ کو بطور اخفا شہید کرا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

حالات حضرت اخوند شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اخوند شیر محمد بعد تحصیل علوم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے اور کسب نسبت کر کے اجازت حاصل کی۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں ان کو اس قدر ذہول علم ہو گیا تھا کہ علم نحو میں سہل سی ترکیب بھی نہ ہو سکتی پھر علم ظاہر کی طرف رجوع کیا کہ مبادا ضائع ہو جائے صدہا آدمی آپ سے علم میں بہرہ یاب ہوئے۔ اپنے شاگردوں کو تقویٰ اور افعال خیر کی تاکید فرمایا کرتے۔ اور جو کوئی آپ کی مجلس میں غیبت کرتا اس پر جرمانہ مقرر کر دیا تھا۔ آخر عمر میں جب بہت ضعیف ہو گئے تھے درس و تدریس کو ترک کر کے سوا تلاوت قرآن مجید و صلوٰۃ مفروضہ اور کچھ کام نہ کرتے۔ آخر الامر ہندوستان کو دار الحرب خیال کر کے یہاں کی سکونت کو مکروہ جانا۔ اور حالت مرض ہی میں متوجہ حرمین شریفین بہ نیت ہجرت ہوئے۔ راستہ میں بمقام ملتان انتقال

فرمایا ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

اِن کے سوا حضرت شاہ صاحب کے صدہا خلیفہ مثل حضرت میر طالب علی المشتہر بمولوی عبد الغفار و سید عبد اللہ مغربی و ملّا پیر محمد و ملّا گل محمد و مولوی ہراتی المشتہر بہ مولوی محمد جان و مولانا محمد عظیم و مولوی نور محمد و میاں احمد یار و میاں قمر الدین و محمد شیر خان و میر نقی علی و مرزا مراد بیگ و شیخ خلیل الرحمٰن عالم و صاحب ارشاد گذرے ہیں ۔ رحمۃ اللہ علیہم ۔

حالات حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۲ھ میں بمقام قصور قریب لاہور ہوئی ۔ آپ کا نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ کا ایک سال کا سن تھا کہ آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا ۔ آپ کے چچا حضرت مولانا شیخ محمد قصوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متکفل پرورش ہوئے ۔ اور جب آپ سن شعور کو پہنچے ۔ تو آپ کی تعلیم بھی انہوں نے اپنے ذمہ لی اور تمام کتب معقول و منقول پڑھائیں ۔ چونکہ آپ کے چچا کو خاندان قادریہ کی خلافت حاصل تھی تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ نے انہیں سے کسب نسبت قادریہ کی اور مشرف خلافت ہوئے آپ کے بعض عزیز بانس بریلی میں رہا کرتے تھے ۔ آپ ان سے ملنے کے واسطے بانس بریلی تشریف لے گئے ۔ وہاں سے مراجعت کے وقت دہلی میں تشریف لائے ۔ اور حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملازمت حاصل کی ۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بکمال عنایت پیش آئے اور کنایۃً آپ کو نسبت مجددیہ حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ۔ لیکن چونکہ اس وقت آپ کے چچا صاحب قدس سرہ زندہ تھے آپ ان کے ادب کی

وجہ سے اس وقت تو قصور ہی چلے گئے۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد جب اُن کا انتقال ہو گیا۔ آپ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں نسبت مجددیہ حاصل کرنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ جس وقت آپ بیعت ہونے کیواسطے حضرت شاہ صاحب کی محفل میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے حاضر کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج ایک امر عظیم ظاہر ہوتا ہے۔ ایک فاضل اجل ہم سے اخذ طریقہ کرتا ہے۔ اور پھر آپ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر درگاہ الٰہی میں متضرع ہوئے۔ کہ الٰہی جو فیض حضرت غوث الاعظم رح کو وراثاً وعطاً وکسباً پہنچا ہے۔ سب اُن کو نصیب کر پھر آپ کا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہوا میں کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہارا ہاتھ حضرت غوث الاعظم رح کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ وہ تمہارے ہر کام دینی و دنیوی میں ممد و معاون ہوں گے۔ پھر اپنے سر مبارک سے کلاہ شریف اُتار کر آپ کے سر پر رکھ دی۔ اور فاتحہ خیر پڑھی۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ آپ کے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے۔

چنانچہ ایک روز ایک شخص قصور کا رہنے والا حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے بانبساط دریافت کیا۔ کہ غلام محی الدین کو کس جگہ کا پیر بنائیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ پیر قصور۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تم بڑے قاصر ہمت ہو۔ ان کو تمام پنجاب کا پیر بنائیں گے ؛

نقل ہے کہ ایک روز بعد عصر حضرت شاہ صاحب رح نے حضار سے فرمایا کہ آج تمام روز انقباض رہا۔ اب انبساط ہوا۔ سب اپنے اپنے دل میں اپنی اپنی حاجتوں کا خیال کر لو۔ میں تمہارے واسطے دعا مانگتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو گی۔ اُس وقت آپ (یعنی حضرت غلام محی الدین قصوری) اُس مجلس میں موجود نہ تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے اُن کو بھی

طلب فرما کر داخل حلقہ و دعا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شاہ صاحب نے آپ سے فرمایا کہ تم کو عنقریب اجازت توجہ دُوں گا۔ اور امتحاناً اپنے سامنے تم سے توجہ کراؤں گا۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے ایک روز مولوی محمد عظیم صاحب و صاحبزادہ رؤف احمد صاحب کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو گواہی کے واسطے بلایا ہے۔ چاہتا ہوں کہ غلام محی الدین کو اجازت دوں آپ فرمائیے کہ لائق اجازت ہوئے ہوئے یا نہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ ہو گئے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور کا فرمانا کافی ہے کسی کی گواہی کی احاجت نہیں۔ فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ لائق اجازت ہو گئے ہیں۔ پس آپ کو قریب بُلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ اور فرمایا کہ تم کو اجازت چھ طریقوں یعنی قادریہ۔ نقشبندیہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ مجددیہ کبرویہ دی۔ تم کو اُن کا فیض قالبوں کے دل میں بہ سمت القا کرتے رہنا اور طریق القا بھی تعلیم فرمایا۔ اور کلاہ شریف اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر رکھی۔ اور دیر تک اپنا ہاتھ سر پر رکھے رہے۔ پھر فرمایا کہ آؤ چھیوں طریقہ کا فیض علیحدہ علیحدہ تمہارے سینہ میں القا کروں۔ چنانچہ توجہ کر کے القا فیض کیا۔ اور فرمایا کہ یہ کلاہ میری نہیں ہے۔ بلکہ میرے پیران کبار کی ہے۔ اور فرمایا کہ ۲۷ رمضان المبارک کو خرقہ خلافت بخشوں گا۔ جب ۲۷ تاریخ آئی مغرب کے وقت آپ کو طلب فرمایا اور خرقہ و کلاہ عطا کرنے کو تھے۔ پہلے خود پہنی اور اُس پر توجہ فرمائی۔ پھر اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنا دی۔ اور صاحب زادہ صاحب اور مولوی محمد اعظم صاحب کو فرمایا کہ تم بھی پہنانے میں مدد کرو کہ یہ نعمت پیران عظام ہے۔ چنانچہ ہر دو بزرگوں نے واہتے بائیں سے

پہنچانے میں مدد کی۔ اور کلاہ شریف اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر رکھی اور پھر تجدید
اجازت فرمائی۔ کہ تم کو اجازت مطلقہ دی گئی۔ جو کوئی طلب فیض کرے
ہماری طرف سے القاء فیض وافر کرنا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ بصدق پیران کبار
تاثیرات ثمرات بخشے گا۔

نقل ہے کہ عید الضحیٰ کو حضرت شاہ صاحب نماز عید کو مسجد میں تشریف
لے گئے۔ بعد نماز لوگوں نے قدمبوسی کے واسطے ہجوم کیا۔ حضرت مولانا مسجد
کے ایک گوشہ میں علیحدہ جا بیٹھے کہ جب بھیڑ موقوف ہو جائیگی۔ قدمبوسی
ہو لوں گا۔ کہ اسی اثنا میں حضرت شاہ صاحب رحؒ نے فرمایا کہ قصور کے مولوی
صاحب کہاں ہیں۔ یہ سُن کر آپ اُٹھے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے قدموں
پر سر رکھ دیا۔ حضرت شاہ صاحب نے آپ کا سر مبارک اُٹھا کر اپنے سینہ سے
لگایا اور توجہ قویہ القاء حرارت میں فرمائی۔ اور دُعا کی۔ اس کے بعد مولانا
پھر اپنے گوشہ میں آ بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد پھر حضرت صاحب نے حضرت مولانا
کو طلب فرمایا اور اسی اثناء میں لوگوں سے فرمایا کہ تین چار مہینے ہوئے کہ
یہ مولوی صاحب قصور سے آئے ہیں۔ اس تین چار مہینہ جو کچھ انہوں نے
حاصل کیا ہے وہ تم نے چھ سال میں نہیں کیا۔ یہ میرے بڑھاپے کی کمائی
ہے۔ اور اس جگہ سے اُٹھ کر حضرت مرزا صاحب قبلہ کے مزار پُر انوار پر
تشریف لائے۔ اور قدم گاہ سے خاک اُٹھا کر آنکھ اور رخساروں پر ملی اور
بائیں کی جانب بیٹھ کر فرمایا کہ یا حضرت ضعیف نہایت ہو گیا ہوں۔ بیٹھ کر
نماز اور قرآن بھی نہیں پڑھ سکتا۔ تمام عمر مجھ کو آرام سے رکھا ہے۔ اب
اللہ آپ کے طفیل سے خاتمہ بخیر کرے۔ اور اس جگہ پھر حضرت مولانا کو طلب
فرمایا۔ اور آپ کا ہاتھ دیر تک ہوا میں رکھا۔ اور حضرت مرزا صاحب کے سپرد
کیا۔ اور فرمایا کہ یہ شخص آپ کے گھر میں آیا ہے۔ اس کے حق میں اپنی کمال
عنایات فرمائیں ۔

نقل ہے کہ ایک روز ماہ رمضان میں افطاری کے وقت حضرت مولانا کسی حکمت عملی سے پانی سرد کر کے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب نے دور سے دیکھ کر یہ مصرعہ پڑھا ہے

بگو مجنوں چہ آوردی برائے تحفہ لیلے

آپ نے وہ سرد پانی پیش کیا۔ حضرت شاہ صاحب نہایت رضامند ہوئے اور دعا دی کہ بود اللہ قبلک بود معروفت۔

غرضیکہ حضرت شاہ صاحب کی نظر عنایت حضرت مولانا پر اس قدر تھی کہ آٹھ نو مہینے کے عرصہ میں تمام سلوک مجددی طے کرا کر اجازت وخلافت سے مشرف کر کے رخصت فرمایا۔ چنانچہ مولانا خالد رومی کو آپ کا ذکر اپنے خط میں اس طرح کیا ہے :۔

منجملہ انعامات الٰہی سبحانہ ہست کہ مولوی غلام محی الدین از قصور نزد بندہ لاشئے آمدہ درجند ماہ بہ نسبتہائے احمدیہ رسیدہ۔ بہ اجازت وخلافت انتہا رسے یافتند۔

حضرت شاہ صاحب نے ایک رسالہ مختصر طور پر علاوہ مقامات مظہریہ کے حضرت مرزا صاحب کے حالات میں لکھا ہے۔ اس کے آخر میں خلفاء مظہریہ کے سلسلہ میں کچھ اپنا ذکر مبارک تحریر فرمایا ہے :۔

جامع الکمالات علوم ظاہر وباطن حضرت مولوی محی الدین کہ تلامذہ ومستفیدان بسیار دارند از بلدۂ قصور نزد ایں سراپا قصور آمدہ سعادت فیوض باطن کردند بعنایت الٰہی سبحانہ دراندک مدت بہ نسبتہائے احمدیہ مناسبت بہم رسانیدہ۔ اجازت بلکہ خلافت یافتہ حافظہ اللہ سبحانہ وعم نوالہ۔ اللہ تعالےٰ بفضل عام خود ایشاں را مروج طلاب محبت ومعرفت جناب ربانی خود وامام مستفیدان فرماید آمین۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔ ایں ہمہ انعامات الٰہی

بواسطہ حضرت ایشان یعنی حضرت مرزا صاحب مرزا مظہر جانجاناں است علیہ الرحمۃ والرضوان من عمر بباد دادہ سُست و کسلان کہ صِف و پیری بیت جوانی بہ غفلت بسر بردہ باین مرتبہ باشم از این ناچیز کہ عزیزان استفادہ نمودہ و می نمایند افادہ فیوض حق سبحانہ می کنند بسیار بہائے اوست عم نوالہ امید وارم کہ روز قیامت در زمرہ منتسبان این طریقہ علیہ برخیزم و برہمین عنایات حضرت ایشان از فائزان و مفلحان باشم آمین ؏

اور ایک خط میں حضرت مولانا بشارت اللہ صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں :-

اکثر میگویم کہ سہ چہار کس در یاران من شاہ میاں ابوسعیدؒ و روف احمدؒ و احمد سعیدؒ و دیگر مولوی قصوری غلام محی الدینؒ پیدا شدہ است۔

حضرت مولانا قصور میں واپس آکر اشاعت طریقہ علیہ مجددیہ میں مصروف وامر معروف ہوئے امر معروف و نہی عن المنکر و فقر و قناعت و تحمل ایذا اقارب و رضا بقضا آپ کا شیوہ تھا۔ صدہا کو نسبت مجددیہ سے سیراب کر دیا اگرچہ آپ کا معمول آٹھ پہر میں صرف ایک مرتبہ حلقہ منعقد کرنے کا تھا۔ مگر سرعت سیر طلاب و حصول مناسبت مقامات پر جب خیال کیا جاتا ہے عقل عقیل حیران ہو جاتی ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؏

آپ کے تصرفات باطنی و ظاہری بے حد ہیں۔ مگر افسوس کہ آپ کے حالات کسی نے جمع نہیں کئے۔ راقم الحروف نے جو حضرت سیدنا و مرشدنا مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی حضرت کے خلیفۂ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یا کسی اور معتبر سے سُنے ہیں۔ حوالہ قلم کرتا ہوں۔ مکاشفہ۔ آپ نے اپنے اول خط میں حضرت سیدنا مرشدنا کو تحریر فرمایا تھا۔ اُمید است کہ در فیض ظاہرہ

باطن از شما ظاہر شوند۔ انتہیٰ ؂

پس ایسا ہی ہوا کہ حضرت مرشدنا سے دونوں فیض جاری ہوئے۔ علم ظاہری بھی صدہا نے حاصل کیا۔ اور علم باطنی کا قصہ حضرت مولانا نے جناب صاحبزادہ دوست محمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کہ ہنوز شیر خوار تھے۔ حضرت مرشدنا کے خط میں تحریر فرمایا تھا۔ برخوردار حافظ مولوی دوست محمد سلمہ مسنونہ و ادعیہ باجابت مقرونہ رسانیدہ باشند۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ حضرت صاحبزادہ صاحب حافظ بھی ہوئے اور مولوی بھی ؂

نقل ہے کہ ایک شخص ایک جگہ آپ کو اپنے کسی عزیز کی قبر پہ کہ وہ حافظ تھے لے گیا۔ قبرستان میں پہنچ آپ دوسری قبر پہ فاتحہ پڑھنے لگے اس شخص نے عرض کیا کہ حافظ جی کی تو یہ قبر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی حافظ جی کی ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ پرانی قبر کسی بزرگ کی تھی کہ وہ بھی حافظ تھے ؂

نقل ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرماتے تھے۔ اور لوگ نہایت متاثر ہو کر سن رہے تھے۔ کہ اسی اثنا میں سیاہ گھٹا آئی اور بارش کے سامان ہوئے۔ سامعین یہ دیکھ کر متردد ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ وعظ فرماتے تھے۔ کہ اتنے میں ابر آ کر ترشح ہونے لگا۔ اور خلقت میں ایک پریشانی شروع ہو گئی۔ حضرت غوث پاک نے آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا کہ میں جمع کرتا ہوں اور تو پریشان کرتا ہے۔ کہ دفعتہً بادل ہٹ گیا۔ اس حکایت کا بیان کرنا تھا کہ حضرت کی مجلس سے بھی ابر ہٹ گیا۔ اور لوگ نہایت اطمینان سے وعظ سنتے رہے ؂

نقل ہے کہ ایک مرتبہ بارش نہایت کثرت سے کئی روز تک ہوئی۔ خلقت نہایت تنگ آ گئی۔ آپ سے عرض کی۔ آپ نے اسی وقت آسمان

کی جانب نظر اُٹھا کیا اُنگلی سے کچھ اشارہ کیا۔ یا لکھا کہ فی الفور بارش بند ہو گئی ؀

نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے غلام زادہ ہُوا ہے۔ آپ کو مُبارک ہو۔ اُس کا کچھ نام رکھ دیجیئے۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کا نام نور العین رکھو اور ایک اور ہو گا اس کا نام نور حسین نام رکھنا سال دو سال کے بعد وہ شخص پھر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا آپ کا غلام زادہ نور حسین پیدا ہُوا مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اب کے جو ہو اُس کا نام عبدالرحمٰن رکھنا۔ چنانچہ دو سال کے بعد پھر وہ شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ آپ کا غلام زادہ جس کا نام آپ نے عبدالرحمٰن رکھا تھا پیدا ہوا مُبارک ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اب کے جو ہو گا اُس کا نام عبدالرحیم رکھنا۔ چنانچہ وہ بھی پیدا ہوا۔ مگر اس کے بعد آپ سے اس شخص کی پھر ملاقات نہ ہوئی ؀

نقل ہے کہ ایک شخص نے جو نہایت ہی مفلس تھا۔ آپ کی دعوت کی اور دعوت میں صرف گاجر اُبال کر سامنے رکھ دیں آپ نے اُن کو نوش فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ اس کے بعد تنگدستی نہیں رہے گی۔ چنانچہ بفضلہٖ تعالےٰ وہ شخص اس کے بعد فارغ البال ہو گیا ؀

نقل ہے کہ یہ آپ کی کھلی کرامت تھی کہ اگر کوئی شخص اولاد کے واسطے تعویذ مانگتا۔ اور آپ اُس کو تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرماتے۔ کہ اس کو حبست میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا کہ لڑکا ہو گا اور اگر فرماتے تھے کہ چاندی میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا کہ لڑکی ہو گی۔ ایک شخص نے آپ سے اولاد کے واسطے تعویذ حضرت مرشدنا کے ذریعہ سے مانگا۔ آپ نے تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو

چاندی میں مرغوب تھا۔ حضرت مرشدنا نے عرض کی کہ اس کی خواہش تو فرزند نرینہ کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب چار مہینے گزر چکے ہیں۔ چنانچہ اس کے دختر ہوئی ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں آپ اپنے عم بزرگوار کی کوئی کتاب لکھی مطالعہ کے واسطے لیتے آئے راہ میں گم ہو گئی۔ اسی اثنا میں آپ کے چچا کا خط آیا کہ فلاں کتاب اگر تمہارے پاس ہو تو بھیج دو۔ آپ نے ان کو تحریر فرمایا کہ کتاب کتب خانہ میں تلاش فرمائیے۔ اور یہاں یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اردد علی ضالتی۔ پڑھنا شروع کیا۔ تھوڑی مدت کے بعد آپ کے عم شریف نے تحریر فرمایا کہ کتاب کتب خانہ سے دستیاب ہو گئی ۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا کر ہاتھ دھوتے تھے۔ کسی نے آ کر عرض کیا کہ حضرت فلاں شخص کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہے۔ آپ نے فرمایا یہی پانی پلا دو۔ چنانچہ وہی پلا دیا۔ اور اس کو کچھ خلل نہ ہوا ۔

نقل ہے غلام حسین خاں ترین ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خاں نے حضرت کو فرزند نرینہ کے واسطے بذریعہ خط عرض کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ رباعی لکھ کر بھیج دی کہ جس سے ان کے نام بھی مع دعا ظاہر ہیں۔

شاہ نواز ست قبول خدا　　لعل بود گوہر کان صفا
بادہ بسر داد سعادت قرین　　باد لعبد اللہ عبادت گزین
لطف اگر باد بہ لطف اللہ خاں　　جملہ برادر ز بلا در اماں

بفضلہ تعالیٰ آپ کی برکت سے پانچ فرزند پیدا ہوئے ۔

آپ کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہایت عشق تھا۔ چنانچہ ایک کتاب تحفہ رسولیہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حلیہ و اخلاق میں عجیب و غریب تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں

اپنے فرزند کو کہ اس کی تصنیف سے ایک سال بعد پیدا ہوئے مخاطب کر کے نظم میں پند و نصائح لکھی ہیں۔ چونکہ نہایت سود مند و نافع ہیں۔ تبرکاً اپنی کتاب میں داخل کرتا ہوں ؎

ای کہ ہنوزی تو بکتم عدم / زود بگذار ازجہان بہ قدم
منتظر تست دل و جان من / مشعل گہر جلوہ کن از کان من
راحت دل نور دو چشم منی / آب زن آتش چشم منی
سوختم از آتش مہجوریت / تا بکجا عرصۂ مستوریت
چند بکتابِ عدم جائے گیر / رخصت ہستی ز معلّم بگیر
شاد دلی دہ ز وجودت مرا / وا نہ محروم ز جودت مرا
بر کہ نہم نام تو عبدالرسول / باد بدرگاہ رسولت قبول
کنیت تو بہ کہ بود بوسعید / عمر تو باید کہ بود بر مزید
باد ز حق خوش لقبت فخر دین / باد بہر کار خدایت معین
می‌دہمت از دل خود چند پند / چونکہ شوی ہست بران کار بند
ہست یقین گہ تو بکارش بری / در دو جہان یافتہ باغی بری
شکر خدا کن بوجود آمدی / رستہ ز غیبت بشہود آمدی
از نسل آدم خاکی شدی / ورنہ خود صد گونہ پاکی شدی
گشتہ و یافتہ فضل کل / امت مرحومہ خیر الرسل
جملہ اعضاء تو سالم صحیح / ساکت و ناطق بزبان فصیح
ہوش بابی طبع سلیم الحواس / مدرک اسرار العقل و قیاس
حاجت بہ مسجد نہ بازار داد / سبحہ بکف داد نہ زنار داد
شکر چنین منعم فیاض کن / از رہ کفران ہمہ اعراض کن
شکر چہ با شاہ ہمہ بودن روا / خانہ اخلاص ازین در درآ
باز چون این منعم دائم عطا / گاہ فرستاد بتو اندک بلا

جزع مکن فزع مشو دل ملول / شاد و بلا را چو عطا کن قبول
صبر کن و دہ بقضا گش رضا / تا شوی از زمرہ اہل صفا
صبر بود در واقع دار الحرج / صبر بود فاتحہ دار الفرج
باش ہمیشہ پاس شریعت مدام / کار تو گردد ز شریعت مدام
یافتن راہ طریقت از وست / تافتن نور حقیقت از وست
ہر کہ نہ از اہل شریعت بود / داں بیقین کاہل خدیعت بود
ہر کہ بسال از تو افزوں باشد آں / مرد پدر زان تو چو مادر بداں
وانکہ بسال است برابر ترا / داں تو چو ہمشیرہ برادر ورا
وانکہ بسال است ز تو خرد تر / دختر و فرزند خود او را شمر
دیدہ مکن جانب نامحرماں / بد نظری تیر سم آلودہ داں
بند سراویل مسلسل بکن / جز کہ بہنگام خود حل مکن
بند سراویل عفیفاں یقین / از پے دردست دوائے متین
دوستی اہل ولاں پیشہ کن / بر سر نا اہل جہاں تیشہ کن
ہر کہ بتو گشت محبت احساس / جانی و نانی و زبانی شناس
با ہمہ وفق دلش کار کن / جود کن و لطف کن ایثار کن
صحبت او باش مکن زینہار / زانکہ بود صحبت ایشاں چو مار
صحبت یاراں بد از مار بد / مار بہ تن یار بجاں زند
صحبت نیکاں طلب اے ہوشمند / تا شوی از صحبت شاں سربلند
صحبت بسیار بکودک زناں / ہست یقیں بیخ خرد را کناں
اہل غنا صحبت شاں ہم مکن / قامت خود بہر طمع خم مکن
آنکہ نہادست ترا پشت و رو / خم مکن این پشت بجز پیش او
نیست کہ او نفع رساند ترا / کس ندہد تا ندہاند ترا
نفع و ضرر منع و عطا از خدا است / خطرۂ اغیار بخاطر خطا است

گر تو گنجی از بشوی خاک در ‌‌ ‌‌ ترک طمع گیر شوی تاج سر

هر که طمع کرد نه پر می شود ‌‌ ‌‌ چشم تو تنگ است تهی میرود

بین که طمع حرف سه دارد تهی ‌‌ ‌‌ پس ز طمع چشم پری چون نهی

بند بهر کار بهمت کمر ‌‌ ‌‌ می شود از همت تو خاک زر

همت عالی بکند کارها ‌‌ ‌‌ گل شود از همت تو خارها

پرشکمی هر که بود همتش ‌‌ ‌‌ آنچه برآید ز شکم قیمتش

عمر جوانی بعبادت گذار ‌‌ ‌‌ تا که به پیری نشوی خاکسار

گفت پیمبر ز خدا پاک ما ‌‌ ‌‌ رازق ما خالق ارض و سما

زور جوانی چو تو باشی مرا ‌‌ ‌‌ در شب پیریت بود مر ترا

روی را نکو یافته غره مشو ‌‌ ‌‌ روی بجز خوی نیرزد بجو

خوی نکو به ز بسی مال و گنج ‌‌ ‌‌ خوی نیکوان نرسانند رنج

باش نه دربند دل آزار کس ‌‌ ‌‌ شو تو گل جمله مشو خار کس

چین ز جبین دور بر افگنده ‌‌ ‌‌ خانهٔ بن کینه ز دل کنده به

با همه خوش خوی خوش آواز باش ‌‌ ‌‌ کهنه و افسرده مشو تازه باش

طبیعت بسیار فساد آورد ‌‌ ‌‌ نام نکویت بباد آورد

هر که ترا عیب شماری کند ‌‌ ‌‌ دشمن تو نیست که یاری کند

عیب گذار و ره نیکی پذیر ‌‌ ‌‌ تا که ترا کس نشود عیب گیر

عادت خود پرده پوشی کنی ‌‌ ‌‌ تا ز نخمانی و خموشی کنی

هر که بود هرزه سرا پرده در ‌‌ ‌‌ آدمیانش همه خوانند خر

حسن ادب ورز که مهتر شوی ‌‌ ‌‌ بی ادبی پیشه کنی خر شوی

بزم بزرگان چو نشینی خموش ‌‌ ‌‌ شهره خطاشان چو ببینی بپوش

نیست ادب پیش بزرگان سخن ‌‌ ‌‌ هرچه که گویند بد انکار کن

باش ز خدام مساجد مدام ‌‌ ‌‌ خدمت مسجد دهد جمله کام

خادم مسجد پئے عہدہ مشو
مسجدِ دل بروز یاد غیر
ظاہر و باطن بیکے رنگ باش
وعدہ مکن گر بکنی کن وفا
حق ہمہ اہل حق آور بجا
از ہمہ حق حق معلم فزود
مادر مشفق مدہ ایذا رسے او
نیست پدر جز بسرت تاج سر
عمر تو باید کہ شود صرف علم
علم بود پیر نخستیں تو
علم بود آنکہ عزیزت کند
علم چو خواندی بعمل شو گرائے
چونکہ عمل شد بریا مزد ہیچ
ہست عملہا ریائی خراب
مقصد اصلی ست چو باحق حضور
علم ضروری چو شدہ حاصلت
صیقل مرآت ضمیر اے سمیر
پیر بود مخزن اسرار ہو
پیر بود راہ رسانندہ
پیر چو شاہیں تو چو مورش بسیر
لیک گریزند از پیران زور
بدعیان اند دریں روزگار
گربہ وشانند مراقب بسبر

عہد چو خواہی سوئے بتخانہ رو
دل چو کعبہ ست چہ مسجد چہ دیر
رنگ مشو معتقدِ رنگ باش
نقض مواعید بود بس جفا
والدہ و والد و استاد را
اوست ترا سوئے خدا رہنمون
جنت عدن ست تہ پائے او
شاہ بجز تاج ندارد قبلہ
لب نکشائی تو بجز حرف علم
علم بود روشنی دین تو
باخبر و ہوش تمیزت کند
اندک عمل بہ کہ بود بے ریا
راست نماز ست شود منعوج
نفع ازاں نیست بعطشاں سراب
ہر کہ کنی کسب علوم ضرور
پیر گزیں پیر کند واصلت
پیر بود پیر تو و پیر بو
پیر بود مطلع انوار ہو
راز نہانی ہمہ دانندہ
گیر پرش تا بہ ثریا بپر
زاویہ گیراں بامید ظہور
دام نہادند برائے شکار
ہوش کشانند بمکر و غدر

صورت انسان بسیرت بلقیس — ظاہر شان مسجد و باطن کنیس
از ہمہ پیران دولت آزادگون — قصبہ قصور سوئے شاہجہان آباد گون
ہست در آن شہر شہ اہل قبول — فانی اللہ و فنا فی الرسول
دیدن او باعث یاد خدا — نیست دم از یاد خدا او جدا
فیض دہ اہل زمین آسمان — سری وقت است جنید زمان
یک نظرش کار جہان میکند — خفیہ نہ انکار عیان میکند
غوث زمین قطب زمان منجلی — شیخ ہمہ شاہ غلام علی
ہست امید چو رسی در حضور — زود بشوی غرق در امواج نور
درد دلم آمد کہ عشق گشتہ ام گرد — منبع رسیدم کہ سخن کوتہ بہ
سایہ اش از فرق جہان کم مباد — باد بقا تا دم یوم التناد

آپ کی وفات کا عجیب قصہ ہے۔ ۲۲ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷ ہجری کو آپ نے مثنوی مولانا روم کا درس فرمایا اور اُس میں اولیاء کی موت اور حیات دائمی کا تذکرہ فرمایا اور بعد درس انتقال فرمایا۔ اول اول لوگوں کو شبہ سکتہ وغیرہ کا ہوا۔ آخر کار عصر کے وقت دفن کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ کسی نے تاریخ کہی ہے ع

شمس دین نبی زوال گرفت

حضرت سیدنا و مرشدنا آپ کے خاصہ میں فرمایا کرتے تھے کہ مکھی کبھی آپ کے چہرہ پر نہیں بیٹھتی تھی۔ اور ہمیشہ دو زانوں بیٹھا کرتے تھے۔ فقط

حالات حضرت مولانا عبد الرسول صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبد الرسول قصوری فرزند و جانشین حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری کے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ بعد حفظ و تجوید قرآن شریف و تحصیل علم

ظاہری سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے مشرف باجازت وخلافت ہوئے۔ نہایت مہذب بااخلاق تھے۔ گویا آپ کی جبلت اخلاق حمیدہ پر تھی۔ سخاوت مزاج میں اس قدر غالب تھے کہ دوسروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھتے تھے۔ موسم سرما میں اگر مہمان آجاتے اور ان کے پاس لحاف رضائی نہ ہوتی تو اپنا دے دیا کرتے۔ اور آپ تمام شب بیٹھ کر گزار دیا کرتے۔ مزاج میں انکسار اس قدر تھا کہ اگر کوئی تعریف کرتا تو نہایت ناخوش ہوتے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپس میں ذکر کیا کہ حضرت قطب ہیں۔ یہ خبر کہیں آپ کو پہنچ گئی۔ اس سے نہایت ناخوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ تو یہاں سے چلا جا۔

چونکہ آپ طلبا کو انتہائی کتابیں دور ہی سے بیٹھے بیٹھے نہایت بے فکری سے بکمال فصاحت پڑھا کرتے۔ ایک مرتبہ کسی طالب علم نے آپس میں ذکر کیا کہ حضرت کا علم حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کم نہیں ہے، یہ خبر بھی اتفاق سے آپ کو پہنچ گئی۔ آپ اس طالب علم پر جب وہ سامنے آیا بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تاوقتیکہ تو ایسے حرف وحکایات سے سچی توبہ نہ کرے میں تجھ کو نہیں پڑھاؤں گا۔ الغرض جب وہ تائب ہوا تب آپ اس سے راضی ہو گئے۔

اگر کوئی امیر یا دولتمند مرید ہونا چاہتا تھا۔ تو اس کو نہ کرتے۔ بلکہ اس سے ایسے بچتے جیسے کوئی بڑی بلا سے بچتا ہے۔ عاجزوں اور مسکینوں کو نہایت پسند کرتے۔ بدرجہ غایت غالب تھا۔ کبھی کنایتہً یا صراحتہً کوئی ایسی بات نہ فرماتے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کو علم ظاہری باطنی میں کچھ دخل ہے۔ مسجد کے حجرے میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے وہاں سے اپنی کتابیں اور سب اسباب گھر کو روانہ کر دیا۔ اور ایک درویش کو کچھ روپے دئیے اور فرمایا[4] کہ یہ تجہیز وتکفین میں خرچ کرنا۔ حالانکہ اس وقت آپ

[4] لہ اس کو بازار میں لے جا جس کسی کا ہمارے ذمہ قرض ہو۔ ادا کر دے اور کچھ روپیہ اور روپیے اور فرمایا کہ

بالکل تندرست اور صحیح تھے۔ وہ درویش یہ بات سُن کر حیران ہو گیا۔ مگر تعمیل ارشاد سے چارہ نہ تھا۔ اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔ اور مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا کی سپرد کیا۔ مکان پر جب پہنچے اور گھوڑے سے اُترے گھوڑے کو بھی وداع کیا۔ مکان کے بالاخانے پر بیٹھے۔ فرمایا کہ اس قدر بھاری جسم کا یہاں سے اُترنا بڑی مشکل ہو گا۔ پھر فرمایا کہ آج دروازے رحمت کے مفتوح ہیں مگر غریب غربا بخشے جارہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک آپ کے خادم جو طبابت بھی کیا کرتے تھے حاضر ہوئے۔ اُن سے فرمایا۔ کہ تم خوب آگئے۔ اس وقت میرا دل پانی کو چاہتا ہے پیوں یا نہیں۔ اُس نے عرض کیا کہ پانی میں کیا حرج ہے۔ آپ نے پانی منگا کر پیا۔ اور فرمایا۔ کہ تم آگئے سو پی لیا ورنہ بلا پانی ہی جاتے۔ اس نے عرض کی خیر ہے۔ نبض دکھائیے۔ آپ نے نبض دکھائی اُس نے عرض کیا کہ نبض بہت اچھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اچھی بتلاتے ہو۔ اور میری نزع کی حالت ہے۔ اُس نے عرض کی کہ میں نے آج تک ایسی نزع کبھی نہیں دیکھی۔ فرمایا کہ آج دیکھ۔ وہ اس بات کو سُن کر گھبرا گیا۔ اور کہا کہ میں بازار سے جا کر کچھ مفرحات لے آؤں۔ کہ آپ کو ضعف قلب کی وجہ سے یہ خیالات ہیں۔ آپ نے اس کو منع فرمایا۔ کہ تم مت جاؤ اور کسی کو بھیج دو۔ مگر وہ خود ہی چلا گیا۔

اس کے بعد آپ نے اپنے نواسہ حضرت شاہ محمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے سر پر جن کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی ہو گی دستار بند ھوائی اور کتب خانہ کی کنجیاں حوالہ کیں۔ اور کلمہ تشہد پڑھ کر جان بجاناں سپرد کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ صرف ایک صاحبزادی سلمہا ہیں اُن سے دو صاحبزادے ہیں۔ بڑے صاحبزادہ مولانا حافظ سید محمد شاہ

صاحب آپ کے جانشین ہیں۔ آئندہ روندہ کی خاطر و مدارات کرتے ہیں۔ خدا آپ کو عمر طویل عطا فرمائے و کمال پیرانِ عظام فرمائے۔ آمین یا رب العٰلمین ٭

حالات حضرت سیدنا و مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی قدس اللہ سرہٗ

حضرت سیدنا و مرشدنا و مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی ضلع جہلم ملک پنجاب سنہ ۱۲۳۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ جب سن تعلیم کو پہنچے مکتب داخل ہوئے۔ صرف نحو قطبی۔ شرح وقایہ۔ جلالی وغیرہ اپنے والد بزرگوار اور بعض دیگر علماء قرب و جوار سے پڑھیں۔ بعد ازاں پشاور میں حضرت مفتی محمد احسن صاحب مرحوم و حافظ دراز صاحب سے تمام معقول و منقول ختم کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ دولت خانہ پر آ کر آپ مسند آرائے درس و تدریس ہوئے کہ ابھی اثنا میں یکایک شوق الٰہی آپ کے دل پر غالب ہوا۔ اور آپ مرشد کی تلاش میں گھر سے نکلے۔ کہ جس جگہ کوئی صاحب دولت ملے۔ اُس سے بیعت کروں۔ اتفاقاً بمقام شاہ پور حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رح خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہما سے ملاقات ہو گئی۔ اور بعد استخارہ انہی سے بیعت ہو گئے۔ حضرت مولانا نے ایک ماہ آپ کو توجہ فرما کر آپ کو علیحدہ لے گئے اور فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب ملے تھے کہ مولوی غلام نبی کو کلاہ اجازت دے دو۔ دیہ واقعہ کا معاملہ ہے۔ چنانچہ یہ کلاہ ہے۔ یہ کہہ کر آپ کو کلاہ عطا فرمائی اور طریق توجہ دہی بھی تعلیم فرمایا۔ اور اُس کے بعد عرصہ قلیل میں تمام مقامات مجددیہ طے کرا کر دستار خلافت و بشارت حصول نسبت خاصہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بعض خلعت پیش گاہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے دلوا کر رخصت فرمایا۔ اثنا سلوک میں جب

تحصیل علوم ظاہری

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری سے بیعت

چھ ماہ میں قرآن شریف حفظ کیا۔

آپ کا مراقبہ کمالات نبوت تھا۔ آپ کو شوق حفظ کلام مجید ہوا۔ چنانچہ آپ نے چھ ماہ میں یاد کر کے تراویح میں سُنا دیا۔ آپ قرآن شریف نہایت تجوید اور ترتیل سے پڑھتے تھے۔ اور اس قدر یاد تھا۔ کہ گاہ گاہ ایک شب میں بھی سُنا دیتے تھے ؛

مجمع طالبان ظاہر و باطن

حضرت کچھ مدت دولت خانہ پر قیام فرما کر پھر بمقام قصور حضرت مولانا رحمۃ اللّٰہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا بکمال عنایت بلیش از پیش پیش آئے۔ اور اکثر طالبین کو تربیت کے واسطے آپ کی سپرد کیا۔ اسی اثنا میں حضرت مولانا کا انتقال ہو گیا۔ اور حضرت دولت خانہ پر مراجعت فرما کر مصروف ہدایت خلق اللّٰہ و اشاعت علم ظاہری و باطنی ہوئے۔ آپ کی خدمت میں ستر اسی ۸۰ طلباء علم ظاہری و باطنی کا مجمع رہا کرتا تھا۔ اور سب کو آپ اپنے پاس سے کھانا اور کتابیں دیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض بعض کی پوشاک اور دیگر اخراجات کی بھی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اور بعض مع اہل و عیال مقیم رہتے تھے۔ اور اُن کے جمیع اخراجات کی بھی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ طالب کے حال پر خواہ وہ علم ظاہری کا ہو یا باطنی کا اس قدر شفقت فرمایا کرتے۔ کہ ہر شخص اپنی جگہ یہ خیال کرتا تھا کہ میری برابر آپ کسی پر مہربان نہیں۔

طالبان پر شفقت

آپ کا معمول تھا کہ دو بجے شب کے بیدار ہوتے۔ بعد اجابت غسل فرما کر نماز تہجد پڑھتے۔ اسی وقت کا غسل کسی موسم میں کسی وقت روز انتقال تک ناغہ نہیں ہوا۔ اکثر تہجد میں قرآن شریف کی منزل پڑھتے تھے۔ بعد نماز طلبہ کو سبق پڑھانا شروع کرتے۔ پڑھانے میں امتیاز نہ تھا۔ کہ بڑی کتاب ہو۔ پندنامہ فریدالدین عطار بھی پڑھاتے اور ہدایہ اور بیضاوی شریف بھی جس کتاب کو پڑھاتے اُس کے جمیع حواشی اور شروح سامنے رکھ لیتے۔ اور ہر ایک کو دیکھتے جاتے۔ حواشی اور شروح پر رجوع کا اس قدر خیال تھا

کہ سکندر نامہ و زلیخا کی شرح بھی سامنے رکھ لیتے۔ بلکہ راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پند نامہ کی شرح بھی پڑھاتے وقت سامنے رکھ لیا کرتے حتیٰ کہ اگر کوئی اُردو کی کتاب پڑھا کرتا تھا، چونکہ آپ پنجاب کے رہنے والے تھے کوئی شخص اگر دہلی کی جانب کا رہنے والا موجود ہوتا۔ اس کو بلا کر پاس بٹھا لیتے کہ تلفظ اور محاورہ میں اگر غلطی ہو تو بتا دیا کریں۔ آپ سے ہر قسم کے طالب علم بچہ، نوعمر، جوان، کند ذہن، شائق، غیر شائق، سمجھ دار، ناسمجھ سب پڑھتے تھے۔ کسی کو مارنا تو بجائے خود رہا۔ کبھی سخت آواز سے بھی کچھ نہیں کہا۔ اگر ایک مرتبہ میں لڑکا نہیں سمجھا تو جتنی دفعہ میں سمجھا سمجھا دیتے اور کسی قسم کا مزاج میں تغیر نہ ہوتا۔ البتہ جب وہ سبق پڑھ کر رخصت ہوتا اُس وقت آہستگی سے بتا دیا کرتے کہ مطالعہ اچھی طرح کیا کرو۔ بلا مطالعہ قوت پیدا نہیں ہوتی۔ صبح کی سنتوں کے وقت تک پڑھاتے۔ بعد ازاں نماز صبح پڑھتے۔ امامت خود کرتے۔ اور اس میں قرأت طوال مفصل پڑھتے۔ بعد نماز آیۃ الکرسی و دعوات ماثورہ پڑھ کر دعا مانگتے۔ بعد ازاں پچیس مرتبہ استغفار و دو مرتبہ الحمد شریف اور تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر پیران طریقت کی ارواح پاک پر ثواب پہنچاتے اس اثناء میں خدام حلقہ باندھ کر گرد بیٹھ جاتے۔ آپ نوبت بہ نوبت سب کو توجہ فرماتے۔ جب آفتاب بلند ہو جاتا الحمد للہ اس قدر بلند آواز سے کہ حاضرین سن لیں پڑھ کر فاتحہ پڑھتے اور نماز اشراق کو کھڑے ہوتے چار رکعت دو سلام سے پڑھتے۔ اور گاہ گاہ بعد ختم حلقہ ذکر اولیاء کرام و مشائخ عظام و معارف طریقہ سے حاضرین کو سرشار کیفیات فرماتے۔ بر خاستِ حلقہ پر طالبین و خود حضرت پر عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ کسی پر ذوق و شوق غالب ہوتا تھا کوئی مغلوب نسبت استہلاک و اضمحلال ہوتا تھا۔ کسی پر حالت عروج وارد ہوتی تھی اور کسی پر نزول کی نسبت

ولایات سے سرشار ہوتا ۔ کوئی کمالات سے مالامال اور کوئی حقائق سے بہرہ یاب اور حضرت مثل محبوب رعنا چشم میگون جس کی طرف دیکھتے تھے کچھ اور ہی لطف دیتا تھا ۔ بعد نماز اشراق دعا حزب البحر پڑھتے ۔ بعد ازاں پھر طلبا کو پڑھانا شروع کرتے ۔ اور یہ شغل درس دس بجے تک رہتا ۔ بعد دس بجے گھر میں کھانا کھانے تشریف لے جاتے ۔ اور وہاں پہنچ کر اول درویشوں کے واسطے کھانا بھیجتے ۔ اور خود بعد تناول طعام حلقہ نساء قریب ایک گھنٹہ کے فرماتے ۔ نساء کی توجہ کا اس طرح معمول تھا ۔ کہ ایک چارپائی پر چادر ڈال کر اپنے سامنے کھڑی کر لیتے ۔ اُس کی آڑ میں مستورات آ کر بیٹھ جاتی تھیں ۔ نساء کو داخل طریق بھی اس طرح کیا کرتے تھے ۔ کہ وہ چارپائی کی آڑ میں بیٹھ جاتیں ۔ اور ایک کپڑا ایک طرف سے آپ پکڑ لیتے تھے ۔ اور اُس کا دوسرا کنارہ چارپائی کی آڑ میں طالبہ پکڑ لیتی تھی بعد حلقہ نساء آپ باہر تشریف لاتے اور قیلولہ فرماتے ۔

اور جس وقت موذن اذان کہتا فی الفور بلا تامل اُٹھ بیٹھتے اور اُس کی اجابت کرتے ۔ بعد ازاں قضائے حاجت کو جاتے اور وہاں سے واپس آکر مسواک کرتے ۔ اور بعد مسواک اکثر غسل فرماتے اور شاذ و نادر وضو کرتے ۔ غسل یا وضو کے ساتھ آپ مسواک کبھی ناغہ نہ فرماتے ۔ اس کے بعد نماز ظہر پڑھتے ۔ اور بعد نماز طلبہ کو عصر کی اذان تک سبق پڑھاتے یا حلقہ فرماتے ۔ بعد ازاں نماز عصر پڑھتے ۔ اور بعد نماز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم پڑھا جاتا ۔ اس کی ترکیب یہ تھی :

اوّل اوّل درود شریف سو سو مرتبہ پڑھتے ہیں ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہزار مرتبہ پڑھتے ۔ پھر صرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نو سو مرتبہ ۔ بعدہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ سو مرتبہ پھر درود شریف پڑھتے ۔ اس کے بعد حلقہ فرماتے اور توجہ

کرتے اور مغرب کے وقت تک یہ شغل رہتا۔

بعد ختم حلقہ حاضرین ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کرتے پھر حاضر ہوتے کہ اتنے میں مغرب کی اذان ہوتی اور نماز پڑھی جاتی۔ بعد نماز ختم خواجگان کہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی و حضرت خواجہ عارف ریوگری و حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی و حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی و حضرت خواجہ محمد بابا سماسی و حضرت خواجہ امیر کلال و حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہم کی طرف منسوب ہے۔ اس طرح پڑھا جاتا۔ اور سورۃ فاتحہ سات مرتبہ بعد ازاں درود شریف سو ۱۰۰ مرتبہ بعد ازاں الم نشرح اُناسی ۷۹ مرتبہ بعد ازاں سورہ اخلاص ہزار مرتبہ بعد ازاں سورہ فاتحہ سات مرتبہ پھر درود شریف سو مرتبہ۔ اس وقت مُریدین ختم پڑھتے اور خود نماز اوابین میں مشغول رہتے۔ اور بعد ختم اوابین آپ بھی ختم خوانی میں مشغول ہو جاتے۔ بعد ختم حلقہ فرماتے۔ اور اکثر اسی وقت طالبین کو داخل طریق بھی فرمایا کرتے۔ اور اُس کا یہ طریقہ ہے:۔

کہ طالب کو اپنے رُوبرو بٹھا کر اُس کا ہاتھ مثل مصافحہ کے اپنے ہاتھ میں لے کر اوّل توبہ و استغفار پڑھاتے۔ بعد ازاں کلمہ توحید و شہادت تعلیم فرماتے۔ آپ کا اکثر یہ معمول تھا کہ طالب کو قادریہ طریق میں داخل کرتے اور سلوک مجددیہ طے کراتے۔

کیونکہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے۔ کہ عنوان طریق مجددیہ یہ قرار پایا ہے کہ چاہے جس طریقہ میں داخل کرے مگر سلوک مجددی طے کرائے بعد داخل طریق کرنے کے طالب کو اوّل خود توجہ فرماتے۔ بعد ازاں کسی مجاز کو سپرد فرماتے۔ کہ اُس کے جمیع لطائف میں ذکر جاری کر دے۔ بعد داخل طریق کرنے کے طالب کو تاکید فرماتے۔ کہ ہر لحظہ اور ہر ساعت قلب سے ذکر اسم ذات کا خیال رکھے۔ اُس وقت کا حلقہ

عنوان طریقہ مجددیہ

قریب عشاء کے ختم ہوتا۔ بعد ازاں آپ دولت خانہ تشریف لے جاتے اور اپنے ساتھ درویشوں کو لے جاتے۔ اور ان کے ہاتھ باہر کے واسطے کھانا بھیجتے۔ گھر سے دونوں وقت کھانا پک کر آتا تھا۔ اور باہر ایک درویش سب کو تقسیم کر دیتا تھا۔ جب خود طعام تناول فرما چکتے۔ حلقہ نسا منعقد ہوتا۔ بعد حلقہ باہر تشریف لاتے۔ اور نماز عشاء پڑھتے۔ بعد نماز عشا توجہ عام فرماتے۔ اُس وقت بعض بعض سے کچھ تکلم کلام بھی ہوتا۔ اور اسی وقت آپ آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے۔ بعد ازاں استراحت کے واسطے گھر تشریف لے جاتے۔

ایام رمضان مبارک میں نصف شب کے بعد باہر تشریف لاتے۔ اور حسب معمول غسل و نماز تہجد سے فارغ ہو کر قرآن شریف کا دَور شروع کرتے۔ اور جب سحری کا بالکل آخری وقت ہوتا۔ دَور موقوف کر کے سحری کھاتے۔ اور بعد ازاں پھر دَور شروع کرتے۔ یہاں تک کہ فجر کی سنتوں کا وقت ہو جاتا۔ اُس وقت نماز صبح پڑھتے اور حسب معمول اشراق تک حلقہ فرماتے۔ اور بعد نماز اشراق پھر دَور شروع کرتے اور دوپہر تک دَور کرتے رہتے۔ غرض کہ رمضان شریف میں سوائے حلقہ توجہ جملہ مشاغل ترک کر دیتے اور نصف شب سے مغرب کے وقت تک برابر قرآن شریف کا دَور کیا کرتے۔

جس زمانے میں کہ احقر حاضر حضور تھا۔ جلیہ اساڑھ کے روزے تھے اُس وقت کا سن مبارک قریب اسی برس کے تھا۔ جوان آدمیوں کا چہرہ بباعث تشنگی و گرمی بگڑ جاتا تھا۔ مگر آپ بلا تکلف دَور میں مصروف رہتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ جب تک قرآن شریف کا دَور کرتا رہتا ہوں بھوک پیاس کچھ معلوم نہیں ہوتی۔ اور الحق کہ صحیح ہے ہم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اگر شدت پیاس میں آپ کے پاس چلے جایا کرتے تھے تو پیاس جاتی رہتی تھی۔

اور باوجود اس سن وسال وشدت گرمی وغیرہ کے آپ آرام کی تلاش بھی نہ کرتے تھے ؂

نفس کی سرکشی کا احتمال

ایک روز انہیں ایام رمضان شریف میں لُو و گرمی بدرجہ غایت تھی اور آپ بعد نماز ظہر مسجد کے اگلے درجہ میں بیٹھے تھے ۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ یہاں بہت گرمی ہے اور لُو بھی آتی ہے ۔ اندر تشریف لے چلئے ۔ وہاں کسی قدر امن ہے ۔ فرمایا ڈر لگتا ہے کہ کہیں نفس آرام پاکر سرکشی نہ کرنے لگے ؂

ایام رمضان مبارک میں آپ کبھی دن کو قضائے حاجت کو نہ جاتے ۔ کہ استنجا ان کو نہ کرنا پڑے ۔ اور یہ کمال احتیاط تھی ۔ جمعہ کے روز بعد نماز عصر کے وقت تک وعظ فرماتے ۔ اور بعد عصر اپنے والدین کی قبر پر فاتحہ خوانی کو جاتے ۔ سفر میں ہمیشہ بعد عصر وعظ فرماتے ۔ اور اس میں علاوہ پند و نصائح کے وہابیوں ۔ نیچریوں رافضیوں کی نہایت مذمت فرماتے ۔ اپنے متوسلین میں سے اگر کسی کو سن لیتے کہ مذکورہ بالا فرقہ میں سے کسی کو آمد و رفت رکھتا ہے ۔ یا ان کی کوئی کتاب اس کے پاس ہے اُس کو پسند نہ فرماتے اور اپنی ناپسندیدگی ظاہر فرماتے ۔ کھانے پینے میں نہایت احتیاط رکھتے تھے ۔ جنگل میں ایک تالاب تھا ۔ اکثر اس کا پانی پیا کرتے تھے ۔ کھانا کھانے میں کبھی پانی نہیں پیا کرتے تھے ۔ بعد ظہر نوش فرماتے ؂

پانی میں کدورت

ایک خادم کا معمول تھا کہ بعد نماز تازہ پانی لاکر پلایا کرتا تھا ۔ ایک روز وہ پانی پلایا تو آپ نے اس کے پینے سے انکار کیا ۔ اور فرمایا کہ یہ پانی مکدر ہے ۔ کوئی اور شخص پانی لے آئے ۔ چنانچہ جب دوسرا شخص لایا ۔ تب آپ نے پیا ۔ شخص اول سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے جو تیرا پانی نہیں پیا ۔ اور اس کو مکدر فرمایا ۔ اس نے کہا کہ راہ میں میری نظر ایک نامحرم عورت پر پڑ گئی تھی ۔ آپ ہمیشہ بھوک رکھ کر کھانا کھاتے تھے ۔

فرمایا کہ مجھ کو یاد نہیں کہ کبھی میں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا ہو۔ فرماتے میرے نزدیک تازہ اور باسی سب یکساں ہیں۔ آپ نہایت منکسر مزاج تھے۔ اور لباادقات بھرے بھرے مجمع میں اپنی نسبت ایسی بات فرما دیتے تھے کہ سُن کر شرم آجاتی تھی ؀

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک جگہ آپ تشریف لئے جاتے تھے۔ جب وہ جگہ قریب آگئی تو بہت لوگ آپ کے استقبال کو آئے اور آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ہجوم سے کچھ فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی بندر یا ریچھ والا کسی گاؤں میں آتا ہے۔ اُس کے پیچھے بھی لوگ ہو جاتے ہیں ؀

پیران سلسلہ کی اولاد یا اُن کے شہر کا بھی کوئی رہنے والا ہوتا تھا۔ اس کی بھی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص دہلی کی جانب کا رہنے والا آپ کے پاس رہا کرتا تھا۔ چونکہ دہلی میں بعض حضرات کے مزار مبارک ہیں اور وہ اُس کے جوار کا رہنے والا تھا۔ اِس رعایت سے اُس کی خاطرداری فرماتے۔ ایک روز کسی طالب علم کی بات پر ناراض ہو گیا۔ آپ کو جب یہ خبر پہنچی۔ فرمایا کہ ہماری پگڑی لے جاؤ۔ اور اُس کے قدموں پر رکھ کر راضی کرو۔ الاستقامت کہ فوق الکرامت ہے۔ آپ میں شروع ہی سے بدرجہ غایت تھی ؀

پیران سلسلہ کی رعایت ؀

نقل ہے کہ جب آپ قصور شریف میں اپنے پیر کی خدمت میں حاضر تھے۔ للّٰہ میں سکھوں نے بہت لُوٹ مچائی۔ اور آپ کا گھر بھی لوٹ لیا۔ یہ خبر آپ کو وہاں پہنچی۔ لیکن آپ نے اُس کا ذکر تک بھی اپنے مرشد حضرت مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں کیا ؀

نقل ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ غیر مقلدوں کے بعض مسائل پر فتویٰ

دیا کہ جو ان کی ناراضی کا باعث ہؤا۔ اور انہوں نے عدالت میں نالش کر دی۔ دوران مقدمہ میں بعض ڈپٹی و تحصیلدار جو آپ کے خیر خواہ تھے۔ اُن کو اندیشہ ہؤا۔ کہ کہیں قید وغیرہ نہ ہو جائے۔ اس سبب سے چاہا کہ راضی نامہ ہو جائے۔ جب آپ سے اس کا تذکرہ آیا کہ راضی نامہ کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ دین میں فرق نہ آئے۔ اور جو کچھ فتویٰ دیا ہے۔ اُس سے انحراف نہیں ہو سکتا۔ خواہ قید ہو کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ آخر کار آپ کی فتح ہوئی ؎

ایک مرتبہ للّٰہ شریف میں سخت دبا ہیضہ ہوئی۔ اور اُس میں آپ کے صاحبزادہ کا جو بیس سال کی عمر میں تھا انتقال ہؤا۔ آپ اُس صدمہ کو نہایت استقلال سے برداشت کیا۔ رمضان شریف کی آخری تاریخ تھی معمولات میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا۔ دوران قرآن شریف بلا تکلف کئے گئے۔ جس وقت جنازہ تیار ہؤا۔ نماز پڑھ دی ؎

تسلیک مقامات مجددیہ میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی کہ اِس وقت نایاب ہے۔ بارہا ایسا ہوتا تھا کہ بمجرد تلقین مقام اس مقام کے فیض و برکات سالک پر نازل ہو جاتی تھی۔ اور توجہ سے اِس قدر سُرعت سے وصول مقام اعلیٰ پر ہوتا تھا۔ گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقام ہی ٹوٹ کر اس پر آگرا ہے۔ داخل طریق ہوتی ہے۔ طالب کے چہرے پر انوار طریقہ اہل نظر کو معلوم ہونے لگتے تھے۔ فراست نظر اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی عطا فرمائی تھی کہ بمجرد صورت دیکھنے آدمی کے استعداد باطنی معلوم کر جاتے۔ گویا پیشانی سے سعید و شقی کی شناخت کرتے تھے۔ بحدیث المؤمن ینظر بنور اللّٰہ کے مصداق تھے۔ سلوک طے کرانے میں حضرت کا خیال طالب کے حالات ظاہری استعداد باطنی پر ہوتا۔ بعض آدمی جو اس جگہ رہا کرتے تھے۔ اور متوسط الاستعداد

ہوتے تھے۔ ان کو چودہ پندرہ سال میں طے کراتے تھے۔ اور بعض جو باہر کے رہنے والے ہوتے تھے۔ اور سال میں دو چار مرتبہ آ سکتے۔ اور تھوڑا بہت قیام بھی کر سکتے تھے۔ ان کو سات آٹھ سال میں اور جو دور دراز جگہ کے رہنے والے ہوتے۔ اور پھر اُن کا آنا دشوار ہوتا اُن کو تین چار سال ایک ہی مرتبہ رکھ کر رخصت کرتے۔ اور بعض کہ عیالدار ہوتے وہ زیادہ بھی نہیں رہ سکتے تھے۔ اُن کو دو سال میں بھی بلکہ کو ایک سال میں سلوک ختم کرایا ہے۔ اور ایک شخص کہ نہایت قابل الاستعداد تھا۔ اُس کو صرف ایک مہینے میں تا معبودیت مطلقہ اور ایک شخص کو صرف سات سات توجہ ہر مقام پر کر کے طے سلوک کرایا۔ اور ہر دو نے بہت اچھی طرح ہر ایک مقام کا انتہا بخوبی کیا۔ اور فی الواقع یہ حضرت کے اعظم تصرفات سے ہے۔

حضرت نے تین قسم کی اجازت مقرر کی تھی۔ صغریٰ[1]۔ کبریٰ[2]۔ مطلقہ[3]۔ جس وقت طالب ولایت کبریٰ تک پہنچ جاتا اجازت صغریٰ سے بعطائے کلاہ بخشتے اور جس وقت کمالات نبوت پر پہنچتا تو اجازت کبریٰ عطا فرماتے۔ اور تبرک پیرہن بخشتے اور جس وقت تمام مقام ختم ہو جاتے دستار خلافت و اجازت مطلقہ بخشتے۔

آپ کے مزاج میں استتار بدرجہ غایت تھا اور جامہ علمائے ظاہر میں اپنے تئیں چھپائے ہوئے تھے۔ کشف و کرامات کا آپ کی مجلس میں نام نہ تھا۔ مگر بمقتضائے کل اناء یترشح بما فیہ بطور اضطرار جو ظاہر ہوتی تھیں اُن سے معلوم ہوتا تھا کہ کرامت پر قادر تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے غیر منکوحہ عورت اپنے گھر میں رکھ چھوڑی تھی۔ ہر چند اس کو سمجھایا نہ مانا۔ اسی اثنا میں امساک بارش ہوئی۔ اور امساک کو بھی طول کھینچ گیا۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

آپ نے فرمایا جب تک وہ شخص اُس عورت کو نہیں نکالے گا بارش نہیں ہوگی بعض نے کہا کہ اگر اُس شخص سے عورت نکلوا دیں اور پھر بھی بارش نہ ہو تو کیا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ہماری بات کا اعتبار نہ کرنا ؛

چنانچہ وہ لوگ جاکر اُس عورت کو نکلوا آئے۔ اور آپ سے عرض کیا کہ آپ بارش کی میعاد مقرر کریں۔ اُس وقت رمضان شریف کا آخری عشرہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس عشرہ کی طاق تاریخوں میں بارش ہو جائے تب تو جاننا کہ اِس گناہ کی شومی سے بارش بند تھی۔ اور اگر رمضان بعد ہو تو اتفاقی بات ہے۔ چنانچہ ۲۷ رمضان کو ایسی بارش ہوئی کہ تمام جل تھل ہو گئے ؛

اسی طرح ایک مرتبہ اور امساک بارش ہوئی۔ لوگوں نے آپ سے آکر عرض کیا کہ دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بارش کرے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مسجد کو گارہ سے لیپ دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہو گی۔ لوگوں نے عرض کیا تالاب میں گارہ ہی نہیں۔ کس چیز سے لیپا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند اس قدر بارش کردے کہ تالاب میں گارہ ہو جائے۔ لوگوں نے عرض کی کہ حضرت زیادہ کے واسطے دُعا مانگئے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم اپنے کام میں لگ جاؤ گے۔ اس کا خیال نہیں رکھو گے۔ غرض اس قدر بارش ہوئی کہ تالاب میں گارہ ہو گیا۔ اور لوگوں نے مسجد لیپ دی۔ بعد ازاں پھر خوب بارش ہوئی۔

ایک مرتبہ آپ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ تم لوگ اپنے اعمال درست کرو۔ اور گناہوں سے توبہ کرو۔ ورنہ تم پر سخت مصیبت آنے والی ہے۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ ہی ہیں۔ مگر کسی نے چنداں خیال نہ کیا۔ اور آپ قریب سال بھر کے فرماتے رہے کہ ہوشیار ہو جاؤ گناہوں سے بچو ورنہ عذاب آنے والا ہے

بالآخر وبا پیدا ہو گئی۔ اور ہر روز بہتر[2] اسّی آدمی مرتے تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آدمی زندہ نہ رہیگا۔ حتی کہ آپ کے چھوٹے صاحبزادہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دُعا فرمایئے اللہ تعالےٰ اس بلا سے نجات دے۔ آپ نے کہا کہ گناہوں سے توبہ کرو۔ سب توبہ کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اس طرح نہیں بلکہ فلاں فلاں جو فاسق معلن ہیں۔ اُن سے توبہ کراؤ یا اُن سے میل جول چھوڑ دو۔ چنانچہ اُن سب نے توبہ کر کے آپ سے دُعا کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ اور اُس کے بعد کوئی تازہ بیمار نہ ہوا۔ اور جو بیمار تھے اُن کو صحت ہوئی ۞

نقل ہے کہ ایک شخص کی شادی ہوئی۔ اور عرصہ بیس[2] سال تک اولاد نہ ہوئی۔ ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی اولاد نہیں ہوتی۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو نکاح ثانی کر لوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس سال اور صبر کرو۔ بفضلہ تعالےٰ اسی سال اُس کے لڑکا پیدا ہوا۔ ایک اور شخص نے شادی کی۔ اور رات کو وہ اپنی زوجہ پر قادر نہ ہو سکا۔ دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ اُس وقت آپ کھانا کھاتے تھے۔ ایک لقمہ اپنے سامنے سے اُٹھا کر دیا اور فرمایا۔ کہ اس کو کھالے۔ چنانچہ اُس نے کھا لیا۔ آپ کے تصرف سے اس میں ایسی قوت پیدا ہوئی۔ کہ اب اس کا سن قریب ساٹھ سال کے ہے۔ اُس کی وہ بیوی علیل ہو گئی ہے۔ مجبوراً اُس نے ایک باکرہ سے نکاح ثانی کر لیا ہے ۞

نقل ہے۔ کہ آپ کا ایک خادم دریائے جہلم میں کشتی پر سوار تھا۔ شام کا وقت ہو گیا۔ کہ دفعۃً آندھی آئی۔ اور قریب تھا کہ کشتی غرق ہو۔ سب لوگ کے حواس جاتے رہے۔ اُس شخص نے دیکھا کہ آپ کشتی کو سنبھالے

ہوئے ہیں۔ اُسی وقت سب کی تسلّی کی کہ انشاءاللہ تعالیٰ خیریت ہے۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ وہ کشتی بخیریت تمام پار ہو گئی۔ ایک آپ کے واسطے دریا میں سناہی پر تیرتا ہوا خربزہ لاتا تھا۔ دسناہی ایک چھوٹی سی مشک ہوتی کہ اس کو سینے کے نیچے رکھ کر دریا میں بآسانی تیرا جاتا ہے)۔ اتفاقاً سناہی کے منہ سے نال بیچ دریا میں آ کر سناہی سے علیحدہ ہو گئی اور یہ شخص ڈوبنے لگا۔ اسی وقت آپ کی جانب متوجہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی برکت سے فی الفور اُس جگہ دریا پایاب کر دیا اور اس کا پاؤں ریت پر قائم ہو گیا۔ وہ شخص خود راقم الحروف سے کہتا ہے کہ ریت صرف میرے پاؤں کے نیچے تھا۔ پانی ارد گرد نہایت گہرا تھا۔ خیر اُس شخص نے بآرام کھڑے ہو کر سناہی درست کی۔ اور پھر وہاں سے روانہ ہو دریا پار ہوا۔ جس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی اُس نے کوئی بات نہ کی تھی کہ آپ نے پہلے ہی فرمایا کہ دریا میں داخل ہونے سے پہلے سناہی کو خوب دیکھ بھال لینا چاہیئے ؎

نقل ہے کہ ایک شخص نے آ کر اپنے لڑکے کی شکایت کی کہ اپنی زوجہ کے ساتھ اچھی طرح نہیں رہتا۔ اُس کو سمجھا دیجیئے۔ جب اُس کا بیٹا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اُس کو سمجھایا۔ اُس نے عرض کی کہ حضرت میری طبیعت اس کی جانب رجوع نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ تیری زوجہ کی عمر صرف چھ مہینے کی رہ گئی ہے۔ چنانچہ یہ سُن کر اس نے اپنی بیوی کی نہایت خاطر و مدارات شروع کی۔ اور وہ اس سے بہت راضی ہو گئی۔ اسی اثنا میں وہ بیمار ہو گئی اور مہینہ ڈیڑھ بیمار رہ کر چھٹے مہینے مر گئی ؎

ایک شخص نے آپ سے آ کر عرض کیا کہ میں نے اپنی لڑکے کی فلاں شخص کی لڑکی سے نسبت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی کیا مرضی ہے۔ آپ نے کہا

وہاں کہنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ لیکن چونکہ اُس لڑکے کا باپ دولتمند تھا اُس نے شادی کر دی۔ آخر کار اُس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور وہ لڑکی عقیم نکلی ؎

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے غلام زادہ ہوا ہے۔ کیا نام رکھوں۔ آپ نے فرمایا اُس کا یہ نام رکھو۔ اور اب کی مرتبہ جو ہوگا، اُس کا یہ نام رکھنا۔ چنانچہ جب وہ لڑکا پیدا ہوا کہ اُس نام کا غلام زادہ پیدا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اب کی مرتبہ جو ہوا۔ اُس کا یہ نام رکھنا۔ اور پھر وہ بھی ہوا۔ غرض کہ اِس طرح آپ نے چار کے نام پہلے ہی سے رکھ دئیے۔ اور وہ سب پیدا ہوئے ؎

راقم الحروف ایک روز صبح کے حلقہ میں یہ خیال کرکے حاضر ہوا کہ آج فنائے نفس کی علامت بیان فرمائیں۔ جس وقت جاکر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ محمد معصوم رح کی خدمت میں یہ سوچ کر گیا کہ آج کچھ فنائے نفس کی علامت بیان فرمائیں۔ اُنہوں نے اُس کا خطرہ معلوم کرکے بیان فرمایا۔ کہ فنائے نفس کی یہ علامت ہے کہ کسی لطیفہ میں ذکر و توجہ محسوس نہ ہو ؎

راقم الحروف کے ایک دوست کے گھر میں لڑکیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اُس نے احقر سے کہا کہ حضرت سے کوئی تعویذ فرزند نرینہ کا منگا دو۔ چنانچہ احقر کی التماس پر حضرت نے ایک تعویذ بھیجا۔ اُس میں لکھا تھا۔ یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ اِسْمُہٗ یَحْیٰی اور تحریر فرمایا۔ کہ اس تعویذ کو حاملہ کے گلے میں ڈال دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ بعد انقضائے ایام حمل میرے دوست کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ اتفاق سے اُس کا نام اُس نے محمد یحییٰ رکھا ؎

نقل ہے کہ آپ کا ایک خادم کسی جگہ کو جاتا تھا۔ راستہ میں ایک عورت

اُس کے ہمراہ ہو گئی ۔ تھوڑی دُور آگے چل کر تنہائی میں اس عورت نے اُس کا ہاتھ پکڑا ۔ اور طالب حاجت روائی ہوئی ۔ وہ شخص بھی آمادہ ہو گیا تھا کہ آپ کی شکل مبارک حاضر ہوئی ۔ اور اُس کے سینہ پر ایک ہاتھ مارا ۔ جس سے اُس کی شہوت قطعی زائل ہو گئی ۔ اور خوف زدہ ہو کر وہاں سے علیحدہ ہو گیا ۔ جب آپ کے سامنے آیا ۔ آپ نے صُورت دیکھ کر اُس کو اشارۃً تنبیہ فرمائی ؀

ایک مرتبہ وہابیوں نے فوجداری میں آپ پر نالش کر دی ۔ فرمایا کہ اس مقدمہ میں ایک روز مجھ کو کچھ تشویش ہوئی ۔ الہام ہوا ؎

اعباد المسیح یخاف صحبتی ونحن عبید من خلق المسیحا

فرمایا کہ ایک مرتبہ خاتمہ کا نہایت خوف ہوا ۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خواب میں دیکھا ۔ کہ آپ کسی جگہ تشریف لیے جاتے ہیں اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوں ۔ جس جگہ سے آپ قدم اُٹھاتے ہیں ۔ اُس جگہ میں رکھتا ہوں ۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کسی خفیف کام کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا ۔ کہ جو یہ کام بھی کرتا ہے اُس کا بھی خاتمہ بخیر ہوتا ہے

فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خواب میں دیکھا ۔ آپ نے ایک سبز چیز مثل زمرد کے عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ ہماری خاص ہے ۔ یعنی نسبت فرمایا کہ ایک روز بچشم ظاہر میں نے دیکھا کہ حضرت یحییٰ پیغمبر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر آئے ہیں ۔ آپ کے مزاج میں استتار بدرجہ غایت تھا ۔ اور کبھی کوئی ایسا الہام یا مکاشفہ ظاہر نہیں فرمایا کرتے تھے ۔ اتفاقاً کسی خاص موقع پر کلام کا ابتدا اخیر کاٹ کر فرمایا کرتے تھے کہ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا تھا ؀

فرمایا تین چیزیں شرط اجازت ہیں ۔ علم ۱ عقل ۲ تبتل ۳ ۔ فرمایا اگر کسی

صاحب ہمت کو کوئی ایذا پہنچائے تو یہ نہیں چاہیئے۔ کہ اُس کے انتقام کے واسطے ہمت باطنی لگائے۔ فرمایا۔ صبر و شکیبائی چاہیئے۔ فرمایا اس زمانے میں چونکہ لوگوں کی ہمت و طلب بہت قاصر ہو گئی ہے۔ بعض کو جلد اجازت دیتا ہوں۔ طالب کو چاہیئے کہ اس اجازت و خلافت پر غرہ نہ ہو مقصود کچھ اور ہی ہے ۔

چاہیئے کہ اپنی جگہ جا کر ہمیشہ ذکر و فکر و حفظ نسبت و اتباع شریعت و عمل بر عزیمت و اجتناب از رخصت و استقامت بر طریقت و محبت پیران سلسلہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر قائم ہو۔ فرمایا کہ پیران کبار قدس اللہ اسرارہم کا معمول تھا کہ اگر طالب سے لغزش ہو جاتی تھی۔ اُس کو تنبیہ اور سرزنش فرماتے۔ اور جب تک وہ توبہ نصوح نہ کرتا۔ اُس پر ملتفت نہ ہوتے۔ لیکن فقیر اعراض باطن ہی پر اکتفا کرتا ہے اور ظاہر میں کچھ نہیں کہتا۔ اگر طالب تغیر احوال سے متنبہ ہو گیا تو خیر ورنہ ظاہری اعراض بھی کیا جاتا ہے کہ تائب ہو جائے۔ فرمایا کہ تربیت باطنی جلالی و جمالی ہر دو وضع سے چاہیئے۔ جس شیخ میں یہ دونوں اوصاف ہوتے ہیں اُس سے جلد فائدہ پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ مرید نارسیدہ مثل طفل شیر خوار ہے۔ کہ اگر قبل از ایام رضاعت اپنی والدہ سے علیحدہ ہو جائے۔ اُس کو نشو و نما میں فرق آ جائیگا۔ اِسی طرح اگر مرید قبل از وقت پیر سے علیحدہ ہو گا ناقص و ابتر رہ جائیگا ۔

فرمایا کہ باوجود تحصیل نسبت باطن اگر کسی شخص کے اخلاق درست نہ ہوں وہ قابل اجازت نہیں ہے۔ فرمایا کہ اگرچہ میں بعض اوقات جلد اجازت دے دیتا ہوں مگر وہ بباعث ضرورت و مصلحت مقید بشرائط ہوتی ہے واذا فات الشرط فات المشروط ۔

فرمایا کہ محبت مشائخ علیہم الرضوان اقوی ذریعہ وصول الی اللہ کا ہے ۔

فرمایا مبتدی کو جس قدر نکاح مضر ہے دوسری چیز نہیں ہے۔ فرمایا کہ طالب خدا کو اغنیار کی صحبت سمّ قاتل ہے۔ فرمایا کہ توحید وجودی معارف قلبیہ اور علوم اہل ولایت سے ہے لیکن اصل چیز اس سے علیحدہ ہے۔ وہاں العبد عبد و الرب رب کا ظہور ہوتا ہے۔ اور یہی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا مذہب تھا۔ اور توحید وجودی کو شریعت سے بلا تاویل تطبیق ممکن نہیں ہے جیسے کہ بعض کبرا نے کیا ہے اور بدون تاویل اس کو عین شریعت سمجھنا۔ اور مشارب انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام سمجھنا نادانی ہے۔ اور مغلوب الحال معذور ہے ؂

فرمایا کہ سوز عشق مجازی مثل سوز سرگین ہوتا ہے۔ اور سوز عشق حقیقی مثل سوز صندل و عود ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی اور طریقہ میں بیعت کی ہو۔ اور پھر چاہیئے کہ اس طریقہ مجددیہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ مقصود خدا ہے۔ اور یہ طریقہ جملہ طرق میں اقرب ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں اور طریقوں کا نام ہی نام رہ گیا ہے۔ پس طالب حقیقی کو لازم ہے کہ طریقہ شریفہ کا ملتزم ہو۔ فرمایا کہ انسان کی آفرینش سے علت غائی تحصیل معرفت ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اَىْ لِيَعْرِفُوْنَ۔ اور منشا پیری و مریدی حصول معرفت ہے۔ اور اگر حصول معرفت نہ ہووے تو وہ پیری مریدی بالکل بیکار ہے۔ پس چاہیئے کہ اس تلاش میں رہے۔ اگر پیر اول سے حاصل نہیں ہوا بلا تردد اور کسی کی جانب رجوع کرے ورنہ تارک عمل آیت شریف مذکورہ بالا ہوگا۔

فرمایا کہ تحصیل علوم ضروری ہے۔ اور سلوک صوفیہ پر مقدم ہے۔ اور اس کے بعد سلوک باطن گویا فرض ہے ؂

فرمایا کہ صحبت مشائخ خلاف شرع وحدت الوجود کہنے والوں سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔ فرمایا کہ جس کسی کو پیر اپنا جانشین قائم کرے اس کی تکریم و تعظیم

لازم رکھے۔ فرمایا کہ طالب تلاش اصل نسبت مجددیہ کی رکھے۔ اور کسی جگہ اگر رجوع خلائق ہو۔ اس پر فریفتہ نہ ہو۔ مقامات معصومیہ میں لکھا ہے کہ قبولیت خلائق اصلاً دلیل کمال نہیں ہے۔ بہت سے ایسے اولیاء ہیں کہ ان کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور حالانکہ وہ ان لوگوں سے جن پر ہجوم خلائق ہے۔ افضل بندے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں اور ان پر دو تین سے زیادہ اسلام نہیں لائے۔ البتہ اُن اولیاؤں سے یقینی افضل ہیں کہ جن پر خلائق کا ہجوم ہے۔

فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے دُنیا طلب کرتا ہے۔ اُس کو اللہ تعالےٰ آخرت سے محروم رکھتا ہے۔ فرمایا کہ دوستان خدا کو دُنیا راحت کی جگہ نہیں ہے۔ راحت کی جگہ آخرت ہے۔ فرمایا کہ کلمہ حق پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیئے اگر امید قبول ہو اور اگر امید قبول نہ ہو دل سے مکروہ جاننا چاہیئے۔ فرمایا کہ ولی کامل سے کمال حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ مکمل سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ترک دُنیا دل سے ہوتی ہے نہ کہ ترک اسباب ظاہر سے فرمایا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ بہت وظیفہ خوان ہوتے ہیں۔ ان کو توجہ کا دیر سے اثر ہوتا ہے۔ بخلاف غیر مقید شخصوں کے کہ یہ جب داخل طریق ہوتے ہیں۔ بہت جلد مؤثر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وظیفہ خوان لوگوں کو اپنے وظیفوں کا عجب ہوتا ہے۔ اور غیر مقید لوگوں کو اپنے اعمال سے ندامت ہوتی ہے۔ مقولہ بزرگان ہے۔ ندامت معصیت بازعجب طاعت۔

فرمایا کہ زاہدوں کی صحبت دیوانہ کتے کی مانند ہے کہ اپنا سا کر لیتی ہے۔ فرمایا کہ صاحب سلوک کو اگر غلبہ شہوت نہ ہو نکاح نہ کرنا بہتر ہے اور مثل عیسیٰ علیہ السلام مجرد رہنا انسب ہے۔ فرمایا کہ طالب مولےٰ کو سوائے ذات تبارک و تعالےٰ کے اور کسی کی محبت نہیں چاہیئے۔

فرمایا کہ فیض سب پر یکساں نازل ہوتا ہے لیکن قبولیت فیض بقدر استعداد

ہوتی ہے۔ فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ پیر کی رُوبرو نہ پانی پیئے نہ کھانا کھائے اور نہ کسی سے کلام کرے۔ اور گھر جانے کی اس سے اجازت طلب نہ کرے۔ یعنی جب وہ خود حکم فرمائے تب جائے۔ اور جمیع امور میں اُس کی اطاعت کرے۔ فرمایا کہ اللہ تعالے کے تمام کام حکمت سے ہوتے ہیں۔ کسی کام چون وچرا نہیں کرنی چاہیئے۔

فرمایا کہ بعض کو فائدہ باطنی اچھا معلوم ہوتا ہے اور محبت کم ہوتی ہے اور بعض کو فائدہ کم معلوم ہوتا ہے اور محبت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن فضل و اعتبار صاحب محبت کا ہے۔ فرمایا کہ معرفت الٰہی کی نہایت نہیں ہے۔ تھوڑے سے ذوق وشوق پر قانع نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر گاہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رب زدنی علما فرمایا تو دوسروں کا کیا ذکر ہے۔

فرمایا کہ مثل حضرت مجدد الف ثانی رح اُمتِ محمدیہ میں کم گذرے ہیں۔

فرمایا کہ میں سات سال حضرت صاحب قصوری کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ اس تمام مدت میں کبھی مراد غیر دل میں نہیں رہی۔ فرمایا بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔ فرمایا کہ جس شخص میں طلب صادق و محبت خدا ہوتی ہے۔ اُس کو طریقہ میں داخل ہونے سے ضروری فائدہ باطنی کھلتا ہے۔ فرمایا کہ حلقہ جس وقت تک ختم نہ ہووے اجازت جانا باعث ضرر ہے۔ فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ ہر وقت توشہ آخرت کی فکر میں رہے۔

فرمایا کہ بے اذن پیر کسی کو بیعت کرنا حرام ہے۔ فرمایا شیخین پر سب کرنا کفر ہے۔ فرمایا کہ کپڑا مثل صلحاء کے پہننا چاہیئے۔ فرمایا کہ طالب صادق وہ ہے کہ جس کو محبت مرشد واتباع خیر البشر غالب ہو۔ فرمایا کہ طالب مولیٰ کی کبھی پیاس نہیں بجھتی اور ہر وقت ترقی کی فکر میں ہوتا ہے۔ فرمایا جو شخص اولیاؤں پر طعن کرتا ہے اُس کی رُستگاری نہیں ہوتی۔ یہ لوگ نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعظیم واجب ہے اسی طرح اِن لوگوں کی بھی تعظیم ضروری ہے۔ فرمایا سالک کو چاہیئے کہ ضروری اسباب رکھے افراط نہ پڑے۔ فرمایا جس قدر طالب میں شکست و عاجزی زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر فیض اُس پہ زیادہ وارد ہوتا ہے۔ فرمایا اسم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور نفی اثبات سے سلوک۔ فرمایا بعض میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں سلوک۔ جس طالب میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اُس کو اسم ذات سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور جس میں سلوک زیادہ ہوتا ہے اس کو نفی اثبات زیادہ فائدہ کرتا ہے۔

فرمایا بعض کے حلقہ میں جوش و خروش و ہائے ہُو و نعرہ بہت ہوتا ہے اور عوام کی نظروں میں اس کی بڑی وقعت ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ جوش و خروش کوئی چیز نہیں ہے۔ فرمایا جس شخص کی طرف لوگ بہت رجوع ہوں یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ شخص کامل مکمل ہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ بہ کثرت صوفیہ غرہ نباید شد۔ فرمایا سالک کو چاہیئے کہ نیچی نظر کر کے چلا کرے کسی کا شعر ہے ؎

خوئے سگانست بہر سُو نگاہ شیر سر افگندہ رود سوئے را

فرمایا کہ بعض اولیاء عشرت ہوتے ہیں۔ اور بعض اولیاء عزلت اولیاء عشرت مشہور ہوتے ہیں۔ اور اولیاء عزلت گمنام۔ فرمایا ایک جہاد اکبر ہوتا ہے ایک جہاد اصغر۔ جہاد اصغر کفار سے لڑنے کو کہتے ہیں اور اکبر نفس سے جہاد کو کہتے ہیں۔

چنانچہ ایک موقع پر لڑائی کے بعد جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِہَادِ الْاَکْبَرِ۔

فرمایا زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا غفلت سے ہے۔ فرمایا سلوک حاصل کرنے کی چند شرطیں ہیں:۔

اوّل استعداد کامل۔ دوم پیر کامل مکمل۔ سوم۔ توفیق الٰہی۔

فرمایا۔ ایک مراد ہوتے ہیں ایک مُرید۔ مُراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی
طرف کھینچے۔ مرید وُہ ہے جو آپ محنت و ریاضت کر کے حاصل کرتے ہیں۔
فرمایا کسی بزرگ کی رُوح سے بالاستقلال مدد چاہنا منع و حرام ہے۔ اور وسیلہ
کہ جائز۔ فرمایا کہ وظیفہ یَا شَیخ عَبدَ القَادِر جِیلَانِی شَیئاً لِلّٰہِ دو طرح سے
پڑھنے کا معمول ہے۔ ایک یہ کہ حضرت شیخ کو وسیلہ سمجھے اور دوسرے یہ کہ ان
کلمات میں اثر و برکت سمجھے۔ فرمایا طریقت بلا شریعت ممکن نہیں ۔
فرمایا کہ مبتدی کو چاہئیے کہ صرف فرائض اور سنت پر اکتفا کر کے ہر وقت ذکر
میں مشغول رہے۔ قرآن شریف اور نفل منتہی کو پڑھنا چاہیئے۔ فرمایا علامت
فنائے نفس یہ ہے کہ کسی لطیفہ میں لطائف خمسہ سے فکر و توجہ نہ ہو۔ فرمایا کہ
کمال فنائے نفس غوث و قطب کو ہوتی ہے۔ فرمایا ایک کشف تو یہ ہوتا ہے
کہ قلب میں کچھ نورانیت پیدا ہو گئی اور اُس سے کچھ معلوم ہونے لگا۔ اور
دوم اَروَاحُنَا اَجسَادُنَا وَ اَجسَادُنَا اَروَاحُنَا کا مصداق ہو جائے۔
فرمایا اوّل کشف میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے میں کم۔ فرمایا۔
کشف لڑکوں کا کھیل ہے۔ فرمایا جو شخص اپنے پیر کو اچھا نہ سمجھے اُس سے
علیحدہ رہنا چاہیئے۔ فرمایا ؎

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید — واز زباں آوراں پاک نفس
چوں بدنیائے دُوں فرو آید — بعسل در بماند ہمچو مگس

فرمایا سالک کو قصص و حکایات کی کتابیں دیکھنا مضر ہے۔ فرمایا کہ بُری
صحبت سے استعداد باطنی خراب ہو جاتی ہے۔ فرمایا حضرت شاہ صاحب کے
کسی مرید نے اپنے ضیق معاش کی شکایت لکھی۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا
کہ یہ عجیب معاملہ ہے پہلے لوگ آکر فقر کی بیعت کرتے ہیں۔ پھر شکایت فقر
و فاقہ کرتے ہیں۔ فرمایا سالک کو چاہیئے کہ مفلسوں کی صورت نہ بنائے۔ فرمایا
کہ جس وقت فنائے نفس ہو جاتا ہے۔ تب نفس صدر نشین ہو جاتا ہے۔ اور حکم

خِیَارُکُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا کا حکم پیدا کرتا ہے۔ فرمایا کہ بعض پر جہل نسبت غالب ہوتی ہے اور اُن کو اپنا فائدہ باطنی ادراک میں نہیں آتا ؂

حضرت احمد برکی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور اُن کو اپنا حال ادراک میں نہ آتا تھا۔ اور حضرت سے باطن کی شکایت کیا کرتے تھے۔ اور حضرت اُن کی تسلّی لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ فرمایا کہ کشف وغیرہ ریاضات سے ہو جاتا ہے اور اس میں ہندو بھی شریک ہیں۔ لیکن کشف مقامات سوائے اولیاء اللہ کے اور کسی کو نہیں ہوتا۔ فرمایا مسائل روزہ نماز و آخری پارہ قرآن شریف ضرور صحیح یاد ہونا چاہیئے۔ فرمایا کہ سالک کو نظر نامحرم کی بہت احتیاط رکھنا چاہیئے ؎

نامحرم نظر دل را کند کور ز دولت خانہ قرب افگند دور

فرمایا کبھی کبھی پیر اپنے بعض مرید کی بڑی شان ظاہر کرتا ہے۔ مگر اُس سے بقدر اُس شان کے اشاعت فیض نہیں ہوتی۔ جیسے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح۔ کہ اُن کی نسبت حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میرے لیئے کیا لائے تو میں کہوں گا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو۔ اور ایسا ہی حال خواجہ محمد پارسا کا ہے کہ ان کی نسبت حضرت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا تھا کہ میرے وجود کا باعث پارسا محمد کا ظہور تھا۔ اور حالانکہ اشاعت طریقہ حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ سے ہوئی اور یہاں حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ سے فیض جاری ہوا ؂

فرمایا کہ صاحب ارشاد کو چاہیئے کہ اپنے تئیں با وقار اور متحمل رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ مریدوں کے دل میں حقارت پیدا ہو۔ فرمایا کہ جب تک نسبت پختہ نہ ہو جائے یعنی عکس پیر آئینہ مرید میں متحقق نہ ہو جائے نکاح کرنا مضر ہے ؂

فرمایا مکتوبات معصومیہ عجب چیز ہیں پڑھنے سے نہایت فیض آتا ہے۔ اور

بڑے بڑے دقیقے معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا بعض کی نسبت عرض میں زیادہ ہوتی ہے اور بعض کی عرض میں اس قدر نہیں ہوتی۔ طول میں یعنی علو میں زیادہ ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جس کی نسبت عرض میں زیادہ ہو وہ افضل ہے کہ عریض ہونے سے قوی ہونا مراد ہے۔ فرمایا حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی نے حضرت مرشدنا مولانا غلام محی الدین قصوری کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ ہماری آخر عمر کی کمائی ہیں۔ فرمایا سلوک میں پیر کی محبت بڑی دولت ہے۔ ع

از محبّت مست ہا زندہ می شود

فرمایا کہ جس قدر نسبت باطنی بلند ہو جاتی ہے اُسی قدر لطیف ہوتی جاتی ہے۔ فرمایا کہ متاخرین کی اصطلاح میں غوث جامع قطبیت ارشاد مدار ہے۔ فرمایا کہ فنا رزائل کا دور ہونا ہے اور بقا تخلق باخلاق اللہ ہونا ہے۔ فرمایا۔ نیکی بانیکاں خر خار لیست اور نیکی با بداں کار عباد اللہ انصار لیست۔ فرمایا کہ طالب خلافت قابل خلافت نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ احوال باطن منکر طریقہ سے نہیں کہنا چاہیئے۔ فرمایا فقر بڑی دولت ہے۔ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنا چاہیئے۔ فرمایا خواہ دوست ہو خواہ دشمن سب سے باخلاق پیش آنا چاہیئے۔

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ۔ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

فرمایا کہ اگر باوجود پیر کی التفات کے مرید کی جانب سے کم توجہی پائی جائے۔ یہ مرید کی نقص استعداد کی علامت ہے۔ فرمایا صحبت بد سے نہایت نقصان ہوتا ہے۔ فرمایا مرید کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت میں مردہ بدست زندہ ہو رہے۔ کسی بات کی اپنی طرف سے خواہش نہ کرے۔ پیر جو کچھ اس کے ساتھ معاملہ کرے وہ عین ثواب ہوتا ہے۔ فرمایا اگر کوئی شخص داخل طریق ہی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن طریق میں داخل ہونے کے بعد بے استقامتی بہت بُری ہے۔

فرمایا جو شخص اولیاؤں کو نقصان پہنچائے اُس کے واسطے یہ ضروری نہیں کہ اُس کو جانی یا مالی نقصان پہنچے۔ بلکہ اُن بزرگوں کے فیوض و برکات سے محروم

رہنا بھی بڑا نقصان ہے۔ فرمایا کہ انسان کی پیدائش سے مقصود حصول معرفت ہے۔ اور وہ بلا صحبت کامل مکمل ممکن نہیں۔ پس چاہیئے کہ جس جگہ ایسے شخص کا پتہ لگے۔ بعد استخارہ اس کی طرف رجوع کرے۔

فرمایا مدار کار دو چیز پر ہے۔ ایک محبت پر دوسری اتباع شریعت پر۔ فرمایا آدمی کو چاہیئے کہ احسن من الناس نبارہے۔ فرمایا نامحرم پر نظر اتفاقی بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی۔ فرمایا رستگاری عبادت کرنے میں نہیں ہے۔ بلکہ گناہوں سے بچنے میں ہے۔ آپ اپنے خدام کو ہمیشہ صبر پر بلا فقر و فاقہ و تحمل پر ایذار مخالفین پر تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا حافظ دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا ہے:۔

"فرزند ارجمند برخوردار حافظ دوست محمد طال عمرہ و تراد قدرہ بعد ادعیہ وافعیہ آنکہ خط فرحت نمط رسید انا ایذار کشمیری وغیرہ دل تنگ نشوند کہ تحمل شدائد و مصائب برتست بر حوادث موجب دفعہ بلیات و نورانیت و نورانیت باطن است کما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ۔ شنیدہ باشند بہر یکے با حسن خلق باشند۔"

اور ایک خادم کو تحریر فرماتے ہیں:۔

"از فقیر غلام نبی احمدی بعد السلام علیکم و اشتیاقے الیکم آنکہ خط فرحت نمط آں مخلص بے غلط رسید مسرور و منبہج گردانید از یوم از خاص تادم تحریر کشش و شوق ملاقات آں عزیز بسیار می دارد و از ارادہ آمدن شما بسیار خوش است اما معلوم نمائید کہ اگر منشاء ایں ارادہ تردداتِ دنیوی مصائب جہانی باشند با ایں کار مخالف اہل اللہ و اصحاب رسول است در دنیا ابتلا و آزمائش

بسیار اند علی الخصوص بمقبولاں خدائے تعالیٰ بر ورود حوادث و نزول تکالیف صبر بخشند بعد صبر و استقامت جمیع تکالیف مبدل بہ یسیر میشوند و وقتیکہ نعمت و نقمت برابر باشند ہیچ تکلیف معلوم نمے شود۔ پس اگر بحالت استقامت و شوق ارادہ ایں صوب دارند مبارک باعث فرحت فقیر است والسلام۔"

ایک اور درویش کو تحریر فرماتے ہیں :۔

"الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ از فقیر غلام نبی احمدی بعد سلام مسنون دعوات مشحون مہربان باد بہر دو خط رسیدند آنچہ از تنگی معیشت و عدم روائی حاجت نوشتہ اند ایں ہمہ لازمہ فقر است چوں خود بیعت فقر نمودہ وند بعد ازاں شکایت و اضطراب چہ معنی دارد تکلیفات دُنیا مقبولاں را باعث ترقی درجات اند باید کہ خود را از خیالات تنگی و فراخی پاک کنند کہ دنیا جائے گذر است مع ہذا کسے کہ توجہ کلی او الی اللہ باشد خاتمہ کار او بوجہ احسن می شود۔"

حضرت کی وفات

حضرت کے صاحبزادہ میاں گل محمدؐ صاحب کا وبا ہیضہ میں جب بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ ہجری کو انتقال ہوا۔ اور لوگ تعزیت کے واسطے آتے اور کلمہ تعزیت عرض کرتے۔ آپ فرماتے کہ ہم کیا یہاں بیٹھے رہیں گے ہم بھی چلنے کو تیار ہیں۔ رنج کس بات کا کریں۔ اسی زمانہ میں ایک طالب علم آیا۔ اور اُس نے پڑھنے کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہے اگر وہاں ٹھہر گیا تو تم فلاں وقت آنا۔ سبق شروع کرا دیں گے۔ اتفاقاً جس وقت آپ کو دفن کر رہے تھے وہ طالب علم

آیا اور اپنا قصہ مذکورہ سنایا ۞

راقم الحروف نے بھی جس قدر خدمت حاضر رہتا۔ کچھ نہ کچھ علم ظاہری میں آپ سے شغل رکھتا تھا۔ انہیں ایام میں مکان سے خدمت اقدس میں حاضر ہُوا تھا۔ میں نے کسی کتاب کے شروع کرنے کی درخواست کی۔ فرمایا شنبہ کے روز (کہ اس روز ۱۷ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ ہجری تھی) دیکھا جائیگا۔ اتفاقاً اُسی روز آپ کو تپ کہ یہی مرض موت بھی لاحق ہو گئی۔ مگر نہایت خفیف درجہ میں کہ اُس وجہ سے آپ نے غسل بھی ناغہ نہ فرمایا۔ یکشنبہ آئندہ کو فرمانے لگے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد وہاں آرام ملے گا۔ تو اب مرنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ انتقال کے روز صبح کو فرمانے لگے کہ آج حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے شاید کہ لینے آئے ہیں اور اس روز بعد حلقہ اولیاؤں کی وفات اور حیات دائمی کا بہت دیر تک ذکر فرماتے رہے۔ دوپہر کو قبل قیلولہ راقم الحروف کو بلایا۔ اور فرزندی امیر حسین کی تعلیم کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ رجب علی خاں کو لکھ بھیجوں کہ ہم کو ایک سفر درپیش ہے۔ اگر وہاں نہ گئے تو تمہاری طرف آئیں گے۔ اس کے بعد آپ آرام کرنے کو تشریف لے گئے۔ بعد زوال بہت جلد بیدار ہوئے۔ خود مسواک کرنے لگے اور مؤذن کو فرمایا جلد اذان کہو۔ چنانچہ اُس نے شروع کی آپ جواب دیتے گئے۔ جب کلمہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر مؤذن پہنچا آپ اُس کا جواب دیتے ہوئے پیچھے کو جھکتے گئے اور فرش مسجد پر لیٹ گئے۔ اور اسی وقت جان بجاناں تسلیم کی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ اولاً سب کو شبہ ہُوا کہ سکتہ پڑ گیا ہے مگر آخرکار یقین ہو گیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اگلے روز بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ ہجری کو دفن کیا ۞

حُلیہ شریف

حضرت مُرشدنا علیہ الرحمۃ میانہ قد مائل بسُرخی سبز ور رنگ تھے۔ فراخ پیشانی آنکھیں متوسط اہل کلائی اس میں محبت الٰہی کا سُرخ ڈورا تھا۔ بلند بینی دانت متصل متصل چمکدار تھے۔ ڈاڑھی انبوہ اُس پر خضاب وسمہ مہندی لگایا کرتے تھے سر مبارک مخلوق رکھتے تھے۔ دستار گول باندھتے تھے۔ کرتہ مونڈھوں پر چاک کا پہنتے تھے۔ تہ بند باندھا کرتے تھے اور ہر موسم میں کپڑے لٹھہ کے پہنتے تھے۔ تنزیب ململ کا استعمال نہ کرتے تھے۔ رفتار تیز تھی۔ اور چلنے میں اِدھر اُدھر کو نہ دیکھتے تھے۔ نشست اکثر دوزانوں تھی۔ اور آخر میں تو بالکل ہی دوزانوں بیٹھنا اختیار کر لیا تھا۔ دن کو سوائے قیلولہ کے اور وقت کبھی نہ لیٹتے۔ اگرچہ کیسی ہی منزل کیوں نہ ہو۔

نہایت خندہ پیشانی اور خوش خلق تھے۔ ہر وقت انبساط سے رہتے تھے۔ اور باانیہمہ ایسے باہیبت تھے کہ اُن کے سامنے گذرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اور بلا دریافت کئے کسی کو بات کرنے کا منہ نہ پڑتا تھا۔ اگر ہزار آدمیوں میں بیٹھے ہوتے تھے تو وہی وہ معلوم ہوتے تھے پیشانی مبارک سے ایک نور کی شعاع نکلتی تھی۔

غرضیکہ۔ ”آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری“

کے مصداق تھے۔ اللہ تعالےٰ اُن کے اخلاق ظاہری و باطنی سے ہم ناچیز دل بہرہ مند کرے۔ وَ لِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ ؂

حضرت مولانا مرشدنا علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے مولانا حافظ دوست محمد صاحب چھوٹے حافظ گل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔ چھوٹے صاحبزادہ کا آپ کو بڑا محبت دل ہو گیا تھا۔ بڑے صاحبزادہ آپ کے مسند آراستہ ارشاد ہوئے۔

حالات حضرت مولانا حافظ دوست محمد صاحب قدس سرہٗ

آپ سنہ ۱۲۶۶ ہجری میں بمقام ونڈ تولد ہوئے۔ ابھی شیر خوار ہی تھے کہ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط میں حضرت مرشدی کو بشارتاً تحریر فرمایا تھا کہ مولوی حافظ دوست کو دُعا۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب حافظ بھی ہوئے اور مولوی بھی۔ جب آپ علوم ضروریات سے فارغ ہو گئے تو آپ اپنے والد بزرگوار قدس سرہٗ سے متوجہ کسب سلوک باطنی ہوئے اور قریب تین سال کے عرصہ میں تمام و کمال سلوک مجددیہ حاصل کر لیا۔ حضرت نے بمقام سرہند بالیمائے حضرت مجدد علیہ الرحمت آپ کو دستار خلافت عطا فرمائی۔ ایام کسب سلوک میں حضرت مرشدنا آپ کے حالات باطنی سُن سُن کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات فقیر کے کسی منتسب میں نہیں۔ نیز ایک روز فرمایا کہ فقیر متردد تھا۔ دیکھیے نسبت خاصہ فقیر کس کی جانب منتقل ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ امانت فرزندی دوست محمد کو نصیب ہوگی۔ الحق کہ اس بشارت کا ظہور ہوا۔

بعد انتقال حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ صاحب مسند آرائے ارشاد ہوئے اور طالبین کو تا بایک مقامات مجددیہ بخوبی کرائے تھے حضرت صاحبزادہ صاحب قدس سرہٗ کے مزاج میں استغناء کمال تھا۔ مگر چونکہ راقم الحروف کے حال پر نہایت مہربان تھے گاہ گاہ اپنا کوئی واقعہ براہ عنایت بیان کرتے تھے۔

ایک روز فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ منجانب اللہ ایک کتاب میرے پاس آئی ہے۔ اس کے اوراق پر نوع انعامات الٰہی کا ذکر لکھا ہے کہ ہم نے تجھ کو یہ بخشا ہے اور یہ بھی عنایت فرمایا ہے۔ ایک روز دیکھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بصورت طفل میری گود میں تشریف رکھتے ہیں

ہیں۔ فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب میرے پیرہن میں آگھر داخل ہو گئے۔ علی ہذا القیاس اور بہت سے واقعات ہیں کہ مجھ کو یاد نہیں۔ تصرف اور ہمت بھی آپ کی قوی تھی۔ لوگوں کی حل مشکلات آپ کی ادنیٰ توجہ اور التفات سے ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ میرا لڑکا مدت سے کہیں چلا گیا ہے کچھ پتہ نہیں دعا فرمائیے کہ واپس آجاوے چنانچہ اُسی روز اس کا لڑکا آگیا۔ اور اُس نے بیان کیا کہ میں فلاں مقام پر تھا کہ دفعتہً میرے دل میں مکان آنے کا عزم ہو گیا۔ میں اسی وقت ریل پر سوار ہو کر مکان پر آگیا۔

آپ کے مزاج میں نہایت انقطاع واقع تھا۔ اہل دنیا سے کمال متنفر تھے۔ اگر کوئی ملنے آجاتا تو دور ہی سے دیکھ منقبض ہو جاتے اور اگر کوئی دار ملنے کا ارادہ رکھتا اور اتفاق سے نہ آسکتا تو نہایت خوش ہوتے تھے۔ ابتداء عمر سے مسکین اور غریب آدمیوں سے نہایت مناسبت رکھتے تھے۔ اور اپنے پاس بٹھائے رکھتے۔ غرضیکہ عجب نسخہ اخلاق تھے۔ افسوس کہ زیادہ عمر نہ ہوئی اور بتاریخ ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۱۶ھ ہجری کو امراض متعددہ میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حالات حضرت صاحبزادہ صاحب مولوی محمد عبدالرسول صاحب رح

آپ کے صاحبزادہ حافظ عبدالرسول صاحب مد اللہ عمرہٗ ورفع اللہ قدرہٗ آپ کے جانشین ہوئے جب یہ بچہ تھے اکثر حلقہ کے وقت اپنے دادا صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس آجایا کرتے تھے اور وہ اُن کو گود میں بٹھا کر توجہ کرتے تھے۔ اِن کے والد بزرگوار نے اِن کو حضرت سرہند میں لیجاکر بیعت کیا اور وہیں دستار بندی ہوائی۔ اِس وقت ماشاء اللہ جوان لسبت سالہ ہیں۔

نسبت موروثی سے سیراب ہیں۔ صبح و شام طالبین کے ساتھ حلقہ و مراقبہ و توجہ کرتے ہیں۔ تسلیک مقامات مثل سابق جاری ہے۔ طالبان خدا کی نہایت سیر چشمی و مروت سے خدمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو عمر طویل نصیب کرے اور فیض طریقہ جاری رکھے ۔ آمین یارب العلمین ۔

افسوس کہ عین عالم شباب بعمر ۲۹ سال میں بعارضہ درد گردہ بتاریخ ۷۔ رمضان ۱۳۲۳ھ بوقت شب آٹھ بجے یوم شنبہ انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

آپ کے صاحبزادہ صاحب مقبول الرسولؐ صاحب جانشین ہوئے۔ ان کی عمر ہنوز ۷ سال ہے۔ اور ایک صاحبزادہ صاحب محبوب الرسولؐ ہیں جن کی عمر ۴ سال ہے اور ایک صاحبزادہ صاحب فضل الرسولؐ صاحب ہنوز شیر خوار ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب صاحبان کو مثل اپنے اجداد کے علم ظاہری باطنی نصیب کرے آمین ثم آمین ۔

یارب ایں آرزوے من چہ خوش است　　تو مرا بریں آرزوئے خود برسال

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ۔

حضرت حافظ فضل محمدؐ صاحب للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ

اجل خلفاء حضرت سیدنا و مرشدنا سے تھے۔ قدس سرہما۔ سلوک مجددیہ تمام و کمال حضرت کی خدمت میں حاصل کیا۔ اقسام کشوف کشف مقامات کشف قبور و کشف ارواح و ملائکہ عظام و کشف آئندہ و گذشتہ رکھتے تھے۔ نہایت قوی النسبۃ اور دائم الفکر و الذکر تھے حضرت کی محبت میں یگانہ تھے ۔

جناب حافظ شہباز صاحب سدھوالی رحمۃ اللہ علیہ

سلوک باطنی تا آخر مقام حضرت سیّدنا و مرشدنا قدس سرہما سے حاصل کیا۔

نہایت ہی مہذب الاخلاق تھے۔ ہر وقت ذکر و فکر و عبادت میں معروف رہتے تھے؛

جناب حافظ نور الدین صاحب نلی والہ رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددیہ تا انتہا حضرت سیدنا و مرشدنا علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ حضرت تہذیب اخلاق بے نظیر تھے۔ کثیر العبادت و قوی النسبت تھے؛

جناب حافظ محمد اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددیہ تمام و کمال حضرت سیدنا و مرشدنا علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ ہر وقت مراقبہ میں مصروف رہتے تھے۔ قوی النسبۃ تھے ورع و تقویٰ آپ کا شیوہ تھا؛

جناب مولانا غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکنہ ڈھڈیال

اوّل میں علم ظاہری حضرت سیدنا و مرشدنا سے پڑھا کرتے تھے۔ دوران تحصیل علم میں داخل طریقہ ہوئے۔ اور سلوک باطنی شروع کر کے تا انتہا پہنچایا۔ قریب پچیس سال حضرت کی صحبت میں فیضیاب رہے۔ حضرت کے خلفا میں نہایت عالی شان رکھتے ہیں۔ اُن کی علو شان کا اس سے قیاس کرنا چاہیئے کہ ایک مرتبہ حضرت کو اپنے احباب میں تردد تھا۔ تو حضرت صاحبزادہ مولانا دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی۔ کہ اگر تم کو ہم سے سلوک حاصل کرنے کا اتفاق نہ ہو۔ تو مولوی غلام حسن صاحب سے حاصل کر لینا۔ غرضیکہ نہایت مہذب الاخلاق و قوی النسبت و الم الفکر و مصروف استاد ہیں؛

جناب مولانا محمد الہ جوایا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

علم ظاہر و سلوک مجددیہ تمام و کمال حضرت سیدنا و مرشدنا سے حاصل کیا۔ تہذیب الاخلاق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ چالیس سال تک حضرت کی خدمت

میں رہے۔ اور لنگر و دیگر امور خانہ داری کا نظم و نسق آپ کی سپرد رہا۔ خاکساری و مسکنت آپ کا شیوہ ہے۔ افسوس کہ آپ کا بھی انتقال ہو گیا ٭

جناب مولانا غلام مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم سنی ہی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پانچ سال میں تمام علوم معقول و منقول پر عبور کیا۔ بعد ازاں سلوک مجددیہ تا انتہا حاصل کیا۔ حضرت سیدنا و مرشدنا۔ ان سے مثل اپنے فرزندوں کے محبت رکھتے تھے۔ کمال ہی مہذب الاخلاق و دوائم الفکر و منزوی ہیں۔ استقامت و تقویٰ میں آپ یگانہ ہیں۔ نہایت صاحب فراست و ادراک ہیں۔ سخاوت آپ کا شیوہ ہے۔ علم ظاہری کی آپ سے نہایت اشاعت ہوئی۔ ساٹھ ستر طالب علم آپ کے پاس رہتے ہیں۔ اور اکثر کا خرچ خوراک آپ کے ذمہ رہتا ہے۔ افسوس کہ آپ کا انتقال ہو گیا ٭

جناب میاں عبداللہ کھیلی والہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پہلے اور اور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر کہیں کشود کار نہ ہوا۔ آخر حضرت سیدنا و مرشدنا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک مجددی تا انتہا حاصل کیا۔ اجازت و خلافت پا کر اپنے وطن گئے۔ مگر عمر نے وفا نہ کی اور انتقال کیا۔ نہایت قوی النسبت تھے۔ تمام اوقات مراقبہ میں رہتے تھے ٭

جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ الٰہ

سلوک مجددیہ تا انتہا حضرت سیدنا و مرشدنا سے حاصل کیا ادراک نہایت صحیح تھا۔ سالک کے پاس آتے ہی بتا دیتے تھے کہ تیرا فلاں مقام ہے۔ آپ

سے ارشاد بھی کثرت سے ہُوا۔ چنانچہ خلفاء کے خلفاء اس وقت ہیں ؛

جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب سیلیل والہ رحمۃ اللہ علیہ

سلوک مجددی تا آخر مقامات حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ سے حاصل کیا۔ جامع معقول و منقول ہیں۔ راقم الحروف سے فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ ہے۔ الحق کہ آپ نہایت قوی الاثر ہیں۔ افسوس کہ اب آپ کا بھی انتقال ہو گیا ؛

جناب مولانا امام الدین صاحب ساکن جموں رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول ابتداء سے انتہا تک تمام کتابیں حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ سے پڑھیں۔ بعد ازاں سلوک طریقہ مجددیہ تا انتہا حاصل کیا۔ نہایت صاحب ورع و تقویٰ تھے۔ امر معروف و نہی عن المنکر آپ کا شیوہ تھا۔ حضرت کے شیفتہ تھے۔ ایک مرتبہ اپنا تمام زیور وغیرہ حضرت کی نظر کر دیا آپ نے قبول فرما کر پھر انہیں واپس کر دیا۔ اور نہایت رضامند ہوئے ؛

جناب مولوی محمد نور رحمۃ اللہ علیہ ساکن ڈھڈوال ضلع جہلم

حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ کی ان کے حال پر نہایت عنایت تھی۔ یہ حضرت کے اُستاد کے نبیرہ تھے۔ نہایت مہذب اور خلیق تھے۔ عین عالم شباب میں کہ سلوک قریب الختم تھا۔ راہی ملک بقا ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ حضرت ان کی علو استعداد کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے ؛

جناب حافظ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اوّل میں کسی اور بزرگ کے مُرید تھے۔ بعدہٗ حضرت السیّدنا و مرشدنا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک مجددیہ از ابتدا تا انتہا حاصل کیا۔ للّٰہ شریف میں گرمی نہایت کثرت سے ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت کو مع درویشاں ماہ رمضان شریف میں اپنے مکان پر کہ وہاں خوب خنکی رہتی تھی لے گئے اور زائد از ایک ماہ مہمان رکھا۔ اور نہایت خاطر مدارات سے پیش آئے راقم الحروف بھی ہمراہ تھا ؛

جناب مولوی امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حافظ محمد صاحب موصوف کے فرزند تھے۔ آپ نے سلوک مجددی تمام و کمال حضرت سیّدنا و مُرشدنا قدس سرّہٗ سے حاصل کیا۔ نہایت سیدھے سادے آدمی تھے۔ شکل سے کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ آپ کچھ جانتے ہیں۔ آپ نے حضرت کے حالات و ملفوظات بھی جمع کیے ہیں ؛

جناب حافظ کرم الدین صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ تجارت پیشہ تھے۔ سلوک مجددیہ از ابتدا تا انتہا حضرتؒ سے حاصل کیا بخارہ کی جانب آپ کے بہت مُرید تھے۔ اِن کے سوا اور بہت سے بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اجازت و خلافت حاصل کی۔ مولوی احمد الدین صاحب ساکن نمین ضلع گجرات و مولوی امام الدین صاحب ساکن رتہ ضلع جہلم مولوی غلام محی الدین صاحب ساکن ضلع پشاور و میاں جمال الدین صاحب ساکن ضلع گجرات و حافظ عبداللہ صاحب ساکن ضلع گجرات اور بعض اُن سے صاحب ارشاد ہیں ؛

چنانچہ میاں سلطان صاحب ساکن للّٰہ و مفتی الدوین صاحب ساکن

وغیرہ و میاں لقمان صاحب ساکن ضلع جہلم و میاں امام صاحب ساکن ضلع شاہ پور وغیرہ حضرت مرشدنا رح کی مجازہ میں عورتیں بھی اہیں۔ اُن میں سے ایک دختر جناب حافظ افضل محمد صاحب رح و دوم دختر جناب حافظ محمد اعظم صاحب رح یہ ہر دو مخدرات نہایت کثیر الذکر و الفکر و العبادات ہیں۔ بکمال ورع و تقویٰ و استقامت بسر کرتی ہیں۔ ہر روز بعد نماز مغرب صالحات جمع ہوتی ہیں۔ اور حلقہ منعقد ہوتا ہے۔ اور توجہ دیتی ہیں۔ بَارَکَ اللّٰہُ ؎

جناب پیر غلام شاہ صاحب سلمہ قریشی بھیرہ حضرت بہاؤ الحق ملتانی رح اولاد سے ہیں۔ آپ شاگرد قدیم حضرت مرشدنا کے ہیں۔ قریب بیس سال کے صحبت میں رہے۔ نہایت صاحب استقامت و ورع و تقویٰ ہیں۔ خدمت خطوط نویسی و فتویٰ نویسی آپ کے سپرد تھی ؎

جناب میاں بھولا صاحب سلمہ ساکن ضلع گجرات پہلے کاشتکاری کا پیشہ کرتے تھے۔ جب داخل طریق ہوئے بالکل ترک تعلقات کر کے حضرت کے آستانہ پر حاضری اختیار کر لی۔ حضرت کے نقد و جنس فتوحات آپ ہی کے تحویل میں رہتی تھی۔ تقسیم لنگر بھی انہیں کے سپرد تھی۔ خدمت پارچہ شوئی بھی اُنہوں نے اپنے ذمہ کر رکھی تھی ؎

حافظ رکن الدین صاحب سلمہ کم سنی سے حضرت کی خدمت میں رہے۔ علم ظاہری بھی آپ سے حاصل کیا۔ سلوک مجددیہ تا آخر مقامات حاصل کیا۔ حضرت کے وضو کرانے وغیرہ کی خدمت اُنہوں نے اپنے ذمہ کر رکھی تھی۔ اور اس خدمت کو ایسے اخلاق سے ادا کیا کہ دوسرے سے بہت مشکل ہے۔ حضرت جب شب کو سو جاتے۔ تب یہ سوتے۔ اور ابھی حضرت آرام ہی میں ہوتے۔ اور اسی طرح دوپہر کو حضرت کے اُٹھنے سے قبل ہی وضو، نوافل وغیرہ سے فراغت حاصل کر لیتے۔ حضرت کی منزل قرآن شریف بھی سُنا کرتے۔ اور رمضان شریف میں قرآن کا دور بھی آپ ہی کیساتھ کیا کرتے تھے ؎

مولوی محمد الدین صاحب خانہ والہ حضرت سیدنا و مرشدنا کے عزیزوں میں تھے۔ کم سنی سے حضرت کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا۔ بعد حفظ و علم و فقہ سلوک باطنی بھی تا انتہا مقامات حاصل کیا تھا۔ لنگر کے متعلق جو گائے بھینس رہا کرتیں، اِن کی خدمت کیا کرتے ؀

میاں فتح محمد صاحب سلّمہ بچپن سے تا آخر حضرت کی خدمت میں رہے۔ نہایت مہذب الاخلاق ہیں۔ ہر شخص کی نسبت حضرت کے رُوبرو کلمہ خیر ہی کہا کرتے۔ اگر کسی سے کوئی لغزش ہوتی تو اُس کی تاویل کر کے صفائی کرا دیتے۔ تعمیر مکانات و مسجد کی خدمت اپنے ذمہ کر رکھی تھی ؀

حکیم تاج محمود صاحب سلّمہ ساکن پنڈ دادنخان حضرت کے شاگردان قدیم سے ہیں۔ حضرت مرشدنا جو ہر سال مسہل لیا کرتے تھے۔ وہ اُنہیں کی تجویز سے ہوتا تھا۔ صاحب ورع و تقویٰ ہیں۔ امر و معروف و نہی عن المنکر میں کسی کا لحاظ و باک نہیں۔ فرقِ مخالفین سے نہایت نفرت رکھتے ہیں ؀

مختصر حال مؤلف کتاب ھذا۔ راقم سیاہ کار کہ جس کی تمام عمر معصیت میں گذری اور اُس کا کوئی فعل ہوائے نفسانی اتباع شیطانی سے خالی نہیں کہاں اِس لائق کہ ایسے اکابرین کے ذیل میں اپنا بدنام داخل کرے ع

کجا سگ گرگیں کجا آفتاب عالمتاب

صرف اِسی اشارہ کی یہی بات سبب وسیلہ نجات ہو جائے ؎

می پذیرند بداں را بطفیل نیکاں

رشتہ را پس نہ دہد ہر کہ گوہر می گیرد

اپنا حال پُر اختلال عرض کرتا ہے۔ یہ ننگ خلائق ۱۲ رجب ۱۲۷۲ھ ہجری بمقام کوہاٹ پیدا ہوا۔ تخمیناً ۲۵ سال کی عمر تھی کہ حاضر عتبہ علیہ حضرت غوث زمان واقف علوم جلی و خفی حضرت سیدنا و مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ بمقام للہ شریف ہوا۔ مگر یہ حاضری تلاش حق میں تھی۔ بلکہ تلاش مغضوبہ حق میں تفصیل اِس کی یہ ہے کہ احقر کے خاندان

میں آباد اجداد نوکری پلیشہ چلے آئے۔ اسی کی بموجب راقم کو دنیاوی علوم کی تعلیم والد مرحوم نے دی تھی۔ اس سے فارغ ہو کر جب نوکری کی تلاش ہوئی۔ اور بڑی بڑی سفارشیں بھی بہم پہنچائیں مگر اثر نہ ہوا۔ آخر کار درویشوں کی خدمت میں دُعا کے لئے حاضری شروع کی۔ اسی کام میں ایسا انہماک ہوا کہ ایک مرتبہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ بدیہاختہ یہی عرض کیا کہ دُعا فرمائیے کہ نوکری میری ہو جائے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوکری ہو جائیگی مگر خدا کو نہ بھولنا عرض کی کہ اس کی بھی حضور یہی دُعا فرمائیں۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ خدا بھی خوب یاد رہے گا۔ یہ سُن کر آنحضرت آپ کے لپٹ کر رونے لگا۔

غرضیکہ جہاں جس بزرگ کی تعریف سنتا حاضر ہو کر یا بذریعہ خط نوکری کے لئے دُعا کا خواستگار ہوتا۔ اسی تقریب میں حضرت قبلہ رح کی خدمت میں چند عرائض روانہ کئے۔ اسی عرصہ میں کسی بزرگ کی بعیت کا بھی خیال ہوا مگر دل کسی طرف رجوع نہ ہوتا۔ اتفاقاً یا تو کسی کتاب میں پڑھا یا کسی نے بتلایا کہ جس شخص کو پیر کی تلاش ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ جناب سرور کائنات کی طرف متوجہ ہو کر درود شریف پڑھے کہ کوئی کامل مل جائے تو اللہ اُس کی مراد بر لاتا ہے۔ چنانچہ یہ عمل شریف شروع کرتے ہی میلان قلب حضرت غوث وقت مولانا غلام نبی صاحب رح کی طرف ہونے لگا۔

حُسن اتفاق سے دریائے اٹک کے پُل پر نوکر ہو کر چلا گیا۔ قریب ایک ہی مہینہ کے افسر سے ناموافق ہو کر نوکری سے الگ ہو گیا۔ اس عرصہ میں راقم سیاہ کار کو حضرت قبلہ رح کی قدمبوسی کا اس قدر شوق غالب ہوا کہ نوکری ہونے کی اس قدر نہ ہوئی تھی۔ جو اُس کے جانے سے ہوئی۔ مگر باایں‌ہمہ مقصد اصلی حاضری سے نوکری کی دُعا تھی۔ غرضیکہ اُس کے بعد حاضر خدمت ہو کر مشرف بہ بعیت ہوا۔ اُسی شب حضرت عیسےٰ اعلیٰ کو خواب میں دیکھا

کرنا چیز کے رُوبرو کھڑے ہیں۔ ان کی زیارت سے سینہ میں ایک جوش پیدا ہوا
اُس کے بعد پھر نوکری جلد مل کر عرصہ قلیل کے بعد جاتی رہی۔ پھر خدمت میں
دُعا کے لئے جو حاضر ہوا۔ ایک روز مجلس وعظ میں کسی بزرگ کی زبانی ایک
حکایت فرمائی۔ جس کا ماحاصل یہ تھا کہ جب کسی شخص کا یہ خیال ہو کہ یہاں جو
مراد چاہے وہ حاصل ہو جاتی ہے تو ایسی چیز کیوں نہ طلب کرے جو ہمیشہ
قائم رہے۔ یہ قصہ احقر کے دل پر اثر کر گیا۔

اس دفعہ آپ کی صحبت کیمیا خاصیت کی برکت سے اس نااہل کے دل
سے نوکری لطلب دُنیا کا قطعاً خیال جاتا رہا۔ اور اس ناچیز نے حضرت کے
آستانہ علیہ پر حاضر رہنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ حضرت نے بھی بکمال ذرہ
نوازی قبول فرما کر ۴ سال تک برابر حاضر حضور رکھا۔ اور باوجود اس نااہل
کی کمال ناقابلیت و بے استعدادی کے برابر ذرہ پروری و غلام نوازی نہایت
عنایت و توجہات کے جس کے لائق ہرگز ہرگز لاشے نہ تھا۔ فرماتے کہ حضرت
قبلہ نے جو احسانات اس ذرہ بمقدار پر فرمائے تا زیست بھی اگر عتبہ علیہ
میں سر کو پائمال کروں تاہم ہزار میں سے ایک بھی ادا نہ ہوئے

گر بر تن من زبان شود ہر مو   یک شکر از ہزار نتوانم کرد

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تمت بالخیر

بیان طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ

اگرچہ جملہ طریقے توصل الی اللہ ہیں اور ان میں بڑے بڑے اکابر دین گزرے
ہیں۔ مگر طریقہ انیقہ نقشبندیہ میں بعض ایسے خصائص و فضائل ہیں۔ کہ جن کو
دیکھ کر بے اختیار زبان سے لیکن تو چیزے دیگری نکل جاتا ہے۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ یہ طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے،

اور وہ اس کے سر حلقہ ہیں۔ اور چونکہ وہ افضل البشر بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس سبب سے اُن کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے بلند و بالا ہے۔ اس واسطے جو طریقہ اُن سے منسوب ہو اُس کی نسبت لا محالہ تمام نسبتوں سے اعلیٰ وارفع ہوگی۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اس طریقہ میں اتباع سنت و اجتناب از بدعت کا نہایت اہتمام اور التزام ہے۔ حتیٰ کہ ذکر جہر کو بھی اِس میں جائز نہیں رکھا اور ظاہر ہے کہ جس طریقہ میں جس قدر اتباع سُنّت و اجتناب از بدعت زیادہ ہوگا۔ اسی قدر اس میں انوار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم زیادہ ہوں گے۔ اور جس قدر طریقہ و نسبت میں انوار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زیادہ اسی قدر وہ نسبت قوت و رفعت میں ممتاز ہوگی۔

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اِس طریقہ میں شرط افادہ و استفادہ صحبت و محبت شیخ قرار پائی ہے۔ یعنی جس کو جس قدر پیر طریقت محبت و صحبت زیادہ ہوگی۔ اسی قدر اس کو فیوض و برکات پیر زیادہ حاصل ہوں گے۔ اور یہی بعینہٖ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا معاملہ تھا۔ چنانچہ مکتوبات معصومیہ جلد اوّل مکتوب ۵۸ میں لکھا ہے:-

در طریقہ ما مدار وصول مربوط برابطہ محبت است بشیخ مقتدا طالب صادق از راہ محبتیکہ بشیخ وارد اخذ فیوض و برکات از باطن او می نماید و بمناسبت معنویہ ساعت فساعت برنگ آدمی بر آید گفتہ اند فنا فی الشیخ مقدمہ فنا حقیقی است ذکر تنہا بے رابطہ مسطورہ و بے فنا فی الشیخ موصل نیست ذکر ہر چند از اسباب وصول است لیکن غالباً رابطہ محبت و فدویت بشیخ است آرے این رابطہ تنہا با رعایت آداب صحبت و توجہ و انعکاس بشیخ بے التزام طریق ذکر موصل است و در سلوک تسلیک اختیار است کہ بطریق دیگر و البتہ است مدار کار بر وظائف و اوراد اذکار است و

انبیاء معاملہ بہ ریاضت از تبعیات وپیر طریقت بایں مشابہ رجوع نسبت و دریں طریق کہ طریق صحابہ کرام ست علیہم الرضوان افادہ و استفادہ انعکاسی است وصحبت شیخ مقتدا بار عایت آداب کافی است و افکار و طاعات نیز از ممدات ومعاونات است صحبت خیر البشر علیہ وآلہ الصلوٰۃ الزاکیات والتسلیمات والتحیات المنامیات در حصول کمالات بشرط ایمان وتسلیم وانقیاد کافی بود۔ لہذا راہ وصول دریں طریق اقرب گشتہ است و در اخذ فیوض و برکات از شیخ کامل مکمل کمول وجسایان وشیوخ واحیاء واموات برابر اند ۞

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کمالات سے حظ وافر حاصل تھا۔ اور یہ طریقہ اُن سے شروع ہوتا ہے۔ اس سبب سے اس طریقہ سے کمالات نبوت کو راستہ دکھلایا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

نزد فقیر یک گام درطریقہ زدن برابر ہزار گام طریق دیگر است راہے بکمالات نبوت بطریق تبعیت ووراثت کشادہ مے شود مخصوص بایں طریق عالیست منتہائے طریق دیگر تا نہایت کمالات ولایت است از آنجا راہے بکمالات نبوت کشادہ اند ازینجا است کہ ایں فقیر در کتب ورسائل خود نوشتہ کہ طریق ایں بزرگواراں طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان چنانچہ اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت حظ وافر گرفتہ اند منتہیان ایں طریق نیز ازاں کمالات بطریق تبعیت نصیب کامل می یابند ومبتدیاں ومتوسطان کہ ملتزم ایں طریق اند وصحبت کامل بہ منتہیان ایں طریق دارند نیز اُمیدوار اند المرء مع من احب بشارت درافتادگاں را ۞

منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے بخلاف اور طریق کے کہ اُن میں سلوک جذبہ پر مقدم ہوتا ہے۔ اور تقدم جذبہ ہی کا نام محبوبیت ہے۔ قول اکابر ہے۔ تقدم جذبہ محبوباں راست محبوبان القلاب عنایت خواہند کشید دُورا ثنائے طریق نخواہند گذاشت۔ واضح ہو کہ جو جذبہ اس طریقہ میں مندرج ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ قسم اول کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے پہنچا ہے اور دوسری قسم کہ مبدأ ظہور حضرت خواجہ نقشبند رحؒ ہیں۔ اُن سے اُن کے خلیفۂ اوّل حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔ اور چونکہ وہ اپنے وقت کے قطب ارشاد تھے اُنہوں نے اس جذبہ کو حاصل کرنے کے واسطے ایک طریقہ ہی وضع کر دیا۔ اور اس طریقہ کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں۔ ہر چند کہ اس طریقہ کی اصلیت حضرت خواجہ نقشبند صاحب سے ہے۔ لیکن چونکہ حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہٗ نے اس کے حاصل کرنے کے واسطے ایک طریقہ وضع کیا ہے۔ اِس سبب سے یہ انہیں سے مخصوص ہے۔ اور یہ طریقہ نہایت کثیر البرکت ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ سے جذبہ منسوب ہے، اِس کے حاصل کرنے کے واسطے بھی ایک طریقہ علیحدہ وضع کیا گیا ہے۔ جس کو کہ وقوف عددی کہتے ہیں۔ اور اس جذبہ کے بعد جو سلوک پیش آتا ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں بلکہ بہت سی قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے کہ جس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ مقصود کو پہنچے ہیں۔ اور حضرت رسالت خاتمیت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نیز اس جذبہ اور سلوک سے پہنچے ہیں۔ اور چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نہایت فانی تھے۔ جملہ اصحاب میں اس خصوصیت طریق سے مخصوص ہیں۔ اور یہی نسبت جذبہ و سلوک اسی خصوصیّت کے ساتھ تا بحضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ پہنچی۔ اور چونکہ والدہ امام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی اولاد سے تھیں۔ حضرت امام نے اسی اعتبار سے فرمایا کہ ولدنی ابوبکر مرتین۔ اس کے سوا حضرت امام نے اپنے آبائے کرام سے بھی نسبت حاصل کی تھی۔ اِس سبب سے گویا جامع ہر دو طریق ہوئے۔ اور اُس جذبہ کو اس سلوک

کے ساتھ جمع فرما کر مقصود کو پہنچے ۔ دونوں سلوکوں میں فرق یہ ہے ۔ کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا سلوک سیر آفاقی سے قطع ہو جاتا ہے ۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سلوک سیر آفاقی سے چنداں تعلق نہیں رکھتا ۔ اس کی ایسی مثال ہے گویا خانہ جذبہ سے نقب کھود کر مطلوب تک پہنچا دیا ۔ سلوک اوّل میں تحصیل معارف ہے اور ثانی میں غلبہ محبت اسی سبب سے حضرت علیؓ باب مدینہ ہوئے اور حضرت صدیق نے قابلیت خلت آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کی ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لو کنت متخذ احد اخلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلا ؕ

حضرت امام جعفر صادق باعتبار جامعیت جذبہ کہ بنائے محبت ہے ۔ اور سلوک آفاقی کہ منشا علوم و معارف ہے ۔ محبت و معرفت سے کامل طور سے بہرہ ور ہوئے ۔ بعد ازاں حضرت امام سے یہ نسبت مرکبہ بطریق ودیعت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ کو پہنچی گویا کہ امانتاً اُن کی سپرد کی کہ بتدریج اُس کے حق دار کو پہنچا دیں ۔ کیونکہ ان کی اپنی توجہ اور جانب ہے سوائے اس کے کہ وُہ اس نسبت کے امانت دار ہیں ۔ اور اُن کو اس سے کچھ مناسبت نہیں ہے ۔ اس امانت داری میں بھی کچھ حکمت ہو گی ۔ ہرچند وُہ خود اس نسبت کے اثر سے قلیل النصیب ہیں ۔ مگر نفس نسبت میں اُن کا اثر آگیا ہے مثلاً اس میں جو کسی قدر سکر شامل ہو گیا ہے اور بلندی جو حس و ہوش سے غائب ہو جاتے ہیں وہ حضرت سلطان العارفین ہی کے انوار کا اثر ہے ۔ اگرچہ وہ سکر رفتہ رفتہ مغلوب صحو ہو جاتا ہے ۔ لیکن باطن بالکل خالی نہیں ہوتا ۔ گویا بظاہر صحو اور بباطن سکر ہو جاتا ہے ۔ کسی کا قول ہے ؎

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش ۔ ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

کا مصداق ہوتا ہے ۔ غرضیکہ ہر بزرگ سے یہ نسبت اس کا رنگ و اثر حاصل کرتی ہوئی اپنے حق دار عارف ربانی حضرت عبدالخالق غجدوانی رح پر کہ

سر حلقہ سلسلہ حضرت خواجگان ہیں پہنچی۔ اُس وقت پھر یہ نسبت از سر نو تر و تازہ ہو کر ظاہر ہوئی۔ مگر ان کے اس سلسلہ کا سلوک آفاقی پھر پوشیدہ ہو گیا۔ اور بعد حصول جذبہ اور راہوں کا سلوک و عروج پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہُوا۔ اور وہ نسبت اسی جذبہ اور سلوک آفاقی سے پھر ظاہر ہوئی۔ اور وُہ بہر دو جہت جامع کمال معرفت و محبت ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اور باوجود اس کے اس کو ایک اور قسم کا جذبہ کہ از راہ بعیت پیدا ہوتا ہے عطا فرمایا ۞

فرمایا کہ ان کے بعد ان کے خلیفہ یعنی حضرت خواجہ علاؤالدین ان کے کمالات سے بہرہ ور بدولت ہر دو جذبہ و سلوک آفاقی مشرف ہوئے۔ بعد حضرت خواجہ نقشبند رح کے خلفاء کے حضرت خواجہ احرار اس خاندان کے چراغ ہوئے ہیں وہ جذب خواجگان کو تمام کر کے متوجہ سیر آفاق ہوئے اور تمام سیر پہنچائی۔ مگر بلا اس کے کہ اس میں استہلاک و فنا پیدا کریں۔ پھر خانہ جذبہ میں اگر استہلاک و اضمحلال خاص اسی جہت میں پیدا کیا۔ اور اسی جہت میں بقا بھی پائی۔ بالجملہ اس جہت میں نشان عظیم حاصل ہوئی۔ اور علوم و معارف جو فنا و بقا میں حاصل ہوتے ہیں اس جگہ میسر ہو گئے۔ اگرچہ دو جہت تغایر جہتین علوم و معارف میں بھی تفاوت ہے ۞

منجملہ ازاں ایک اثبات توحید وجود سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ بوجہ سکر و غلبہ محبت تھی۔ ہر چند کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رح بھی اس طرف گئے ہیں مگر بعد ازاں انہوں نے بطریق ذوق معاملہ معلوم کر لیئے اس کی اصلیت تحقی ہے۔ چنانچہ انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اس کا ذکر لکھا جائیگا۔ اور چونکہ حضرت خواجہ کے اتباع اور اصحاب احوال غریبہ و جذبہ قویہ اور اقطاب اتباع حضرت سے تائید شریعت انہی سے مربوط ہی تھی۔ اور حضرت خواجہ کو ان سے نسبت حاصل تھی اس نسبت سے ان سے تائید شریعت و نصرت دین متین ہوئی۔ اور بعد حضرت

خواجہ احرار حیاءِ طریقت علی الخصوص ممالک ہندوستان میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے وجود سے ہوئی۔ اور چونکہ آپ کو حضرت خواجہ احرار کی نسبت خاصہ سے حصہ وافر نصیب تھا۔ اس سبب سے آپ کے علوم و معارف بھی توحید آمیز تھے ان کا منشا بھی وہی تھا جو کہ حضرت خواجۂ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کا تھا۔ اور اس کی توضیح حضرت مجدد الف ثانی رح نے اپنے مکتوب ۱۹۱ جلد اوّل میں جو کہ معارف توحید وجودی و شہودی میں لکھا گیا ہے اس طرح کی ہے کہ اس مکتوب میں ارباب توحید وجود کی قسمیں تبلائی ہیں ۞

منجملہ ازاں ایک نسبت تحریر فرماتے ہیں۔

طائفہ دیگر از ارباب توحید آنانند کہ استہلاک و اضمحلال در مشہود خود بر وجہ اتم پیدا کردہ اند و ہمت ایشان آنست کہ در مشہود ہموارہ مضمحل و معدوم باشند و اثرے از لوازم وجود ایشان ظاہر نہ شود رجوع انا را خود کفر میدانند و نہایت نزد کار ایشان فنا و نیستی است مشاہدہ را نیز گرفتاری میدانند بعضے از ایشان می فرمائید اشتہی عدما لا اعوذ بد ابدا عدمے میخواہم کہ ہرگز اورا وجود نبود ایشان اند مقتول محبت حدیث قدسی من قتلہ نا نا دیتہ در شان ایشان متحقق است ہمیشہ در زیر بار وجود اند و لمحہ آسائش ندارند چہ آسائش در غفلت است بہ تقدیر دوام استہلاک غفلت را گنجائش نیست شیخ الاسلام ہروی میفرمائید کسے کہ مرا یک ساعت از حق سبحانہ غافل سازد امیدا ست کہ گناہاں اورا بہ بخشند و وجود بشریت را غفلت درکار است حق سبحانہ و تعالے از کمال کرم خویش ہر یکے را از ایشان باندازہ استعداد او باموری کہ متضمن غفلت اند ظاہر ایشان را بآن امور مشغول ساختہ است تا آں بار وجود فی الجملہ از ایشان تخفیف یابد جمع را بسماع و رقص الفت دادہ و طائفہ تصنیف کتب و عومیہ

منشا علوم توحیدی حضرت خواجہ باقی باللہ رح

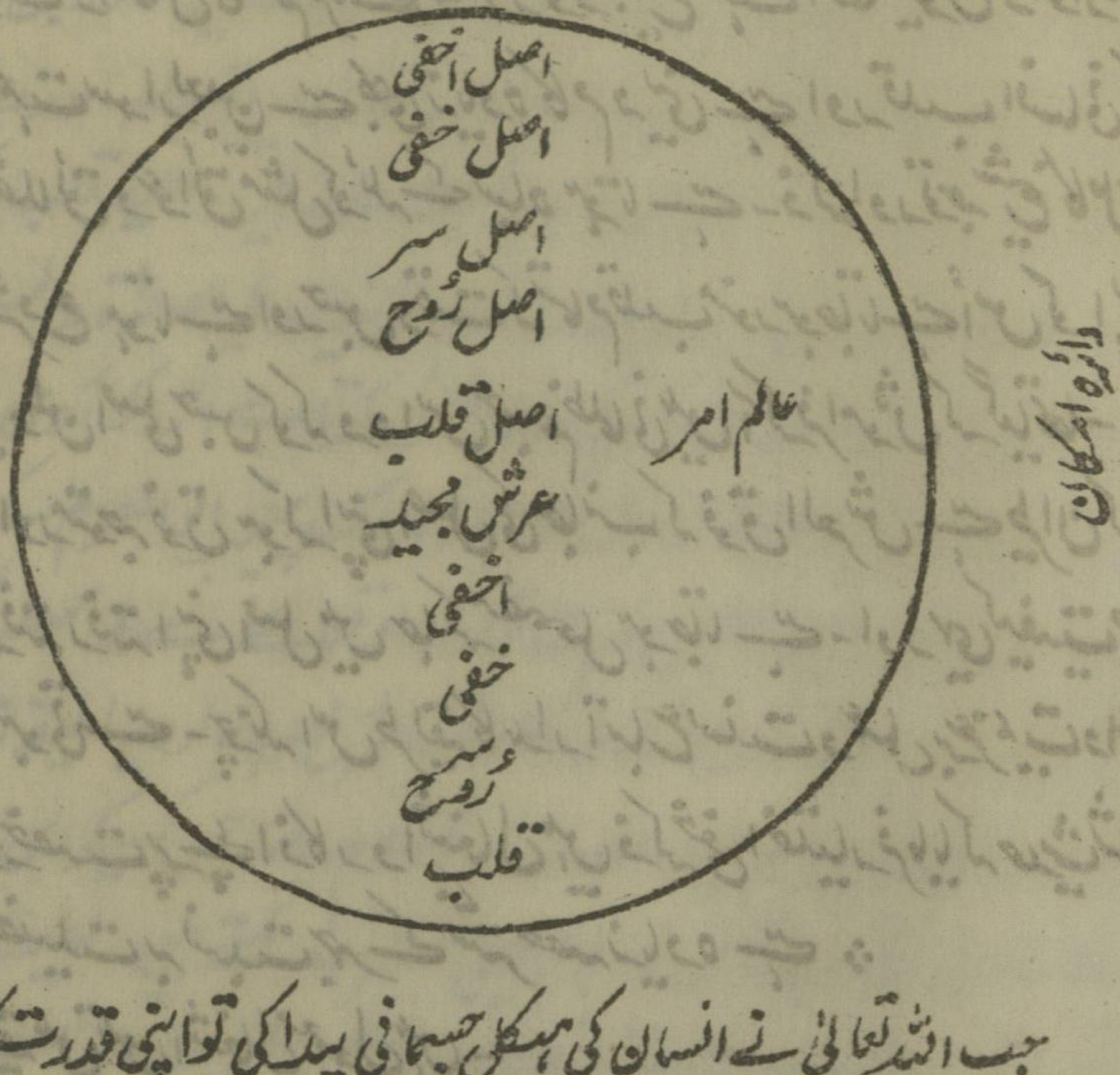
علوم و معارف شعار ساختہ دگہ و ہے را بہ بعض امور مباح مشغول داشتہ عبداللہ اصطخری ہمراہ سگباناں بصحرا می رفت شخصے از عزیزے سر آں را پرسید فرمود تا نفس از بار وجود خلاص شود و بعضے را از علوم توحید وجودی و شہود وحدت در کثرت آرام داد از آں بار ساعتی بیا بیاسانید ازیں قبیلہ است و توحیدے کہ از بعضے اکابر مشائخ نقشبندیہ قدس اسرارہم ظاہر شدہ است نسبت ایں بزرگواراں بہ تنزیہ صرف یکشد بعالم شہود در عالم کائنے ندارند معارفیکہ ارشاد پناہی حقائق و معارف دستگاہی ناصر الدین خواجہ عبید اللہ مناسب علوم توحید وجودی و شہود وحدت در کثرت نوشتہ اند ایں قسم اخیر توحید است کتابت فقرات ایشاں کہ مشتمل است بر بعضے علوم توحید وجہ آں انتشار علوم آں کتابت و مقصود ازاں معارف استئناس و الفت ایشاں نسبت بعالم و ہم چنیں است معارف خواجہ ما کہ در بعضے رسائل بر طبق کلام کتاب فقرات تحریر یافتہ۔ منشا ایں علوم توحید نہ جذبہ است و نہ غلبہ محبت و مشہود ایشاں را با عالم نسبتے نیست آنچہ ایشاں را در عالم می نماید شبہہ و مثال مشہود حقیقی ایشاں نیست ❊

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو اللہ تعالےٰ نے طریقہ جدیدہ عطا فرمایا۔ جو آج تک اُن کے خاندان میں جاری ہے اور جس کی مختصر کیفیت یہ ہے ❊

طریقہ مجددیہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک انسان دس ۱۰ لطیفوں سے مرکب ہے۔ منجملہ ازاں پانچ ۵ عالم امر اور پانچ ۵ عالم خلق کے ہیں۔ قلب ۱۔ روح ۲۔ سر ۳۔ خفی ۴۔ اخفی ۵۔ عالم امر ہیں۔ نفس ۱۔ خاک ۲۔ باد ۳ لطائف عشرہ

آب۴ - آتش۵ - عالم خلق سے جو چیز کو بمجرد امر کن پیدا ہو گئی - وہ عالم امر ہے اور جو بتدریج مخلوق ہوئی - وہ عالم خلق - عالم امر فوق عرش مجید ہے - اور عالم خلق تحت عرش اور یہ ہے دونوں عالم داخل دائرہ امکان ہیں ؛



جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہیکل جسمانی پیدا کی تو اپنی قدرت کاملہ سے اِن لطائف عالم امر کو کہ جواہر مجردہ ہیں - جسم انسانی کے چند مواضع سے تعلّق و تعشق پیدا کر دیا - چنانچہ لطیفہ قلب زیرِ پستان چپ بقدر فاصلہ دو انگشت اور لطیفہ رُوح زیر پستان راست بقدر فاصلہ دو انگشت کے اور لطیفہ سر بالائے پستان چپ بقدر دو انگشت اور لطیفہ خفی کا بقدر دو انگشت بالائے پستان راست اور اخفیٰ کو وسط سینہ میں تعلق بخشا - لطائف کے مواضعات میں اختلاف ہے - راقم الحروف کو جس طرح پہنچا ہے لکھ دیا ، اور ان لطائف کو اس ہیکل جسمانی اور ظلمانی سے ایسا تعلق بڑھ گیا کہ ان کو اپنی اصلیت بالکل نسیاً منسیاً ہو گئی جب اللہ تعالیٰ کا فضل کسی کے شامل حال ہوتا ہے تو وہ اس کو کسی اپنے دوست کی خدمت میں بھیجتا ہے - وہ بزرگ اُس کو مجاہدات و ریاضات فرما کر

تصفیہ باطن و تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں بوجہ نبوت طلاب کی ہمتیں نہایت قاصر ہو گئی ہیں حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم ذکر تعلیم فرماتے ہیں اور بجائے ریاضات و مجاہدات اتباع سنت و اجتناب از بدعت و توسط عبادات و اعمال کا حکم فرماتے ہیں۔ اور خود بجمیع ہمت القائے فیوض و انوار فرماتے ہیں اور یہ ہمت سوار العین سے بھی زیادہ کام دیتی ہے اور قلب انسانی کہ بوجہ کثرت خلائق و عوائق مثل کوئلہ کے سیاہ ہوتا ہے۔ ذکر اور توجہ شیخ کامل سے روشن ہونا شروع ہوتا ہے اور جس وقت کہ تمام قلب منور ہو جاتا ہے اُس کو اپنی اصلیت یا وطن اصلی جس کو کہ وہ اس جسم ظلمانی میں آکر فراموش کر گیا تھا۔ یاد آتا ہے۔ اور متوجہ فوق ہو کر اپنی اصل کی جانب کہ فوق العرش ہے طیران کرتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اپنی اصل میں جا کر مضمحل ہو جاتا ہے۔ اور یہی کیفیت جملہ لطائف کی ہوتی ہے۔ چونکہ اس طریقہ کا مدار اتباع سنت و عمل بر عزیمت و اجتناب از بدعت و رخصت پر ہے اذکار و اشغال میں ذکر خفی اختیار فرمایا کہ حدیث شریف میں اس کی فضیلت بہ نسبت جہر کے ستر حصہ زیادہ ہے۔

اس طریقہ میں تین اشغال معمول ہیں۔

شغل اوّل ذکر اسم ذات ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دل کو جمیع خطرات و حدیث نفس سے خالی کر کے زبان کو تالو سے لگا کر بجمیع ہمت متوجہ قلب ہو کر اسم مبارک اللہ اللہ بلا لحاظ کسی صفت کے زبان دل سے کہے بغیر اس کے صورت دل کا تصور کیا جائے۔ یا سانس بند کیا جائے مگر وقوف قلبی کی رعایت رکھے کیونکہ ذکر بلا نگاہداشت خواطر و وقوف قلبی فائدہ بخش نہیں ہوتا۔ بلکہ داخل حدیث نفس ہوتا ہے۔ امام الطریقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے وقوف عددی کو چنداں ضروری نہیں سمجھا مگر وقوف قلبی کو واجبات و شرائط ذکر سے فرمایا ہے۔ وقوف قلبی توجہ سالک بسوئے دل و توجہ دل بسوئے ذات الٰہی اسم مبارک اللہ کو کہتے ہیں۔ اور جب ان شرائط سے قلب میں حرکت زیادہ پیدا

ہو جائے ۔ تو پھر لطیفہ رُوح سے اس طرح شروع کرے اور پھر لطیفہ سر سے پھر خفی سے پھر اخفی سے پھر نفس سے کہ اِس کا مقام پیشانی اور پھر بدن سے کہ اسی کو لطیفہ قالب کہتے ہیں ۔ اِس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ و پے اور ہر بن مو سے ذکر جاری ہو جائے اور اسی کو سلطان الاذکار کہتے ہیں ۔ اور جس وقت پچیس مرتبہ کہہ لیا کرے تو زبان سے کہا کرے کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے ۔ اور رضا تیری اپنی محبت و معرفت مجھے عطا کر اس کو باز گشت کہتے ہیں ۔ لطیفہ قلب کے نور کا زرد رنگ ہے ۔ اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ۔ جس شخص کو اِس لطیفہ کے ذریعہ سے وصُول کرتا ہے اس کو آدمی المشرب کہتے ہیں ۔ کیونکہ ہر ایک لطیفہ لطائف عالم امر کا ایک پیغمبر اولوالعزم کے زیر قدم واقع ہے ۔ یعنی اس لطیفہ کا فیض حضرت تبارک و تعالےٰ سے بواسطہ اُس نبی کے پہنچتا ہے ۔ لطیفہ رُوح کے نور کا رنگ سُرخ ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ و السلام ہے ۔ جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصُول ہوتا ہے اُس کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں ۔ لطیفہ سر کے نور کا رنگ سفید ہے ۔ اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ۔ جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصُول ہوتا ہے ۔ عیسوی المشرب کہتے ہیں لطیفہ خفی کے نور کا رنگ سیاہ ہے ۔ اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ۔ جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصُول ہوتا ہے اس کو موسوی المشرب کہتے ہیں ۔ لطیفہ اخفی کے نور کا رنگ سبز ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے ۔ جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصُول ہوتا ہے ۔ اُس محمدی المشرب کہتے ہیں ۔ لطیفہ نفس کا نور بعد تزکیہ بے کیف معلوم ہوتا ہے ۔

اقسام مراقبات

ذکر دوم نفی اثبات ہے ۔ اُس کا طریق یہ ہے کہ دو زانو بیٹھے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال لا کو ناف سے کھینچے کہ فرق پر پہنچا و

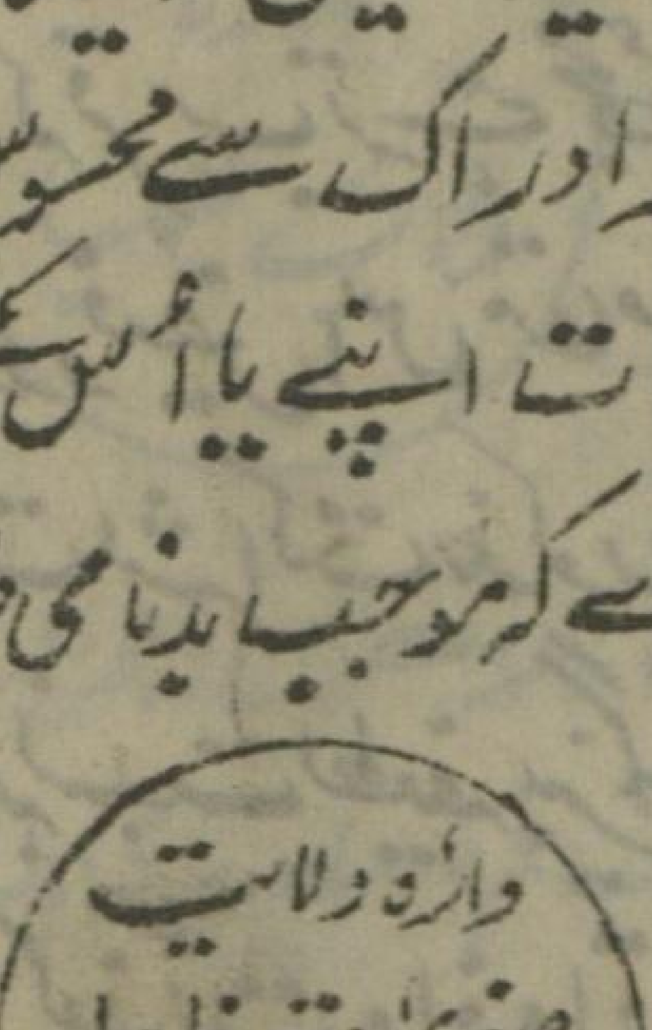
اور پھر وہاں سے الٰہ کو کھینچ کر داہنے مونڈھے پر لاوے اور الا اللہ کو مونڈھے
سے قلب پر پہنچائے - کہ اِس مجموعہ کا نقش لا معکوس ۸ ہو جاتا ہے - اور
بر وقت چھوڑنے سانس کے محمد رسول اللہ کو خیال میں کہے اور ذکر کرتے
وقت کسی عضو کو جنبش نہ ہو اور ہر سانس میں طاق عدد کہے کہ اسی کو وقوف عددی
کہتے ہیں اور جب پچیس ۲۵ کہہ لے تو زبان سے کہے - الٰہی مقصود میرا تو ہے اور
رضا تیری اپنی محبت و معرفت عطا کر اگر حبس نفس سے ضرر پہنچے تو ترک کر دے

شغل دوم مراقبہ ہے - مراقبہ مشتق ہے ترقب سے - اور ترقب انتظار کو
کہتے ہیں - پس مراقبہ گویا انتظار فیض الٰہی ہے - چاہئے کہ ہر وقت بہ نیاز
و شکستگی تمام متوجہ الی اللہ ہو اور کوئی خطرہ دل پر نہ آنے دے - اس
صورت میں ذکر کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی ؂

شغل سوم رابطہ ہے - یعنی پیر کی صورت اپنے مدرکہ اور دل کے اندر
تصور کرے - یا اپنے تئیں صورت شیخ پر تصور کرے - جب اس صورت کا غلبہ ہو
جاتا ہے تو ہر چیز شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے - اور اس کو فنا فی الشیخ کہتے
ہیں - اور یہ اقرب طریق ہے ؂

حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر تنہا بے
رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل نہیں ہے اور رابطہ تنہا برعایت آداب صحبت کافی
ہے - جب بعنایت الٰہی جل سلطانہٗ طالب کے لطائف عشرہ سے ذکر مفہوم
ہونے لگے تو مراقبہ حدیث تعلیم کیا جاتا ہے - یعنی وہ ذات کہ جامع جمیع صفات و
کمال اور منزہ کل نقائص سے ہے - فیض اُس کا لطیفہ قلب پر آتا ہے - اس
جگہ توجہ واسطے حصول نسبت جمعیت قلب کے کی جاتی ہے - اور جب نسبت حضور
و جمعیت قلب طالب میں پیدا ہو اُس وقت پیر طریقت کو چاہئیے کہ توجہ واسطے
حصول جذب بجانب فوق کے صرف کرے - جب قلب طالب میں جذب بجانب
فوق پیدا ہو اور انوار ظاہر ہوں یہ علامت اس کی ہے کہ قلب متوجہ بجانب

اپنی اصل کے فوق العرش ہے۔ جہت فوق اس واسطے تحریر میں آتی ہے۔ کہ خیال بجانب فوق ہوتا ہے۔ ورنہ مطلوب و مقصود جوانب و جہات سے مبرّا و منزّہ ہے۔ واضح ہو کہ خاطر قلبی کا کم ہونے یا بالکل زائل ہونے کو جمعیّت کہتے ہیں۔ نصف سافل دائرہ امکان تحت الثریٰ سے عرش مجید تک ہے اور نصف عالی فوق العرش ہے۔ اوّل سیر لطیفہ قلب کے نصف سافل میں کہ ہوتی ہے۔ مشاہدۂ انوار بیرون باطن و کشف عالم ارواح و کشف عالم مثال و کشف کونی یعنی عالم اجسام و غیر اجسام و کشف عالم ملکوت یعنی عالم ملائکہ و ارواح و بہشت و کشف ہفت طباق آسمان اسی نصف زیرین دائرہ میں ہوتے ہیں۔ اور اسی کو سیر آفاقی کہتے ہیں۔ یعنی تحت الثریٰ سے عرش مجید تک جو منکشف ہو وہ داخل سیر آفاقی ہے۔ اور انوار و اسرار کا باطن سالک میں منکشف ہونا و حصول نسبت کمال جمعیت و کثرت واردات قلب خطرات و جذب لطائف عالم امر اور اُن کا عروج بجانب اصول خود حالات سیر نصف عالیہ دائرہ امکان کے ہیں اور اسی کو سیر انفسی کہتے ہیں۔ سالک صاحب کشف جمیع حالات اپنے کشف سے دریافت کریگا۔ لیکن بسبب مفقود ہونے اکل حلال کے اس زمانہ میں طالب کشف عیانی نہیں ہوتے۔ اکثر صاحب کشف وجدانی ہوتے ہیں۔ صاحب کشف عیانی ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنا و تغیر و تبدل حالات و واردات عیاناً دیکھتا ہے۔ صاحب وجدان اگرچہ عیاناً نہیں دیکھتا مگر ادراک سے معلوم کرتا ہے۔ جس طرح کہ ہوا نظر نہیں آتی مگر ادراک سے محسوس ہوتی ہے۔ پیر طریقت جب تک سالک سے حالات و واردات اپنے یا اُس کے کشف یا وجدان سے نہ دریافت کرے بشارت مقام نہ دے کہ موجب بدنامی طریقہ ہے۔



اس کے بعد مراقبہ ولایت صغریٰ کہ مرتبہ ظلال اسماء و صفات اور مقام اولیاء مسمّی بمراقبہ معیت ہے حسب مفہوم آیۂ شریفہ وھو معکم اینما کنتم

ولایتِ صغریٰ

اس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ فیض آتا ہے۔ اُس ذات سے کہ ساتھ میرے ہے اور ساتھ ہر ذرہ کے ذرات ممکنات سے ہے۔ لطیفہ قلب پر اس مقام میں مورد فیض خود لطیفہ قلب ہے۔ ذکر اسم ذات و نفی اثبات وتہلیل لسانی بہ لحاظ معنی و رعایت وقوف قلبی اس مراقبہ و مراقبہ اولیٰ میں ضرور واجب ہے۔ سالک کی سیر اس جگہ تجلی افعال الٰہیہ میں ہوتی ہے اور سوائے فعل ایک فاعل حقیقی کے اپنے اور جمیع مخلوق کے افعال نظر سالک سے مخفی ہو جاتے ہیں۔ اسرار توحید وجودی یعنی ہمہ اوست و ذوق و شوق و آہ و نالہ و استغراق و بیخودی و نسیان ماسوا، و دوام حضور و معیت بیچون حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ادراک سالک میں آتی ہے۔ اس مقام کے خصوصیات سے ہیں۔

اس کے بعد ولایت کبریٰ میں کہ ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ ہے سیر واقع ہوتی ہے۔ یہ دائرہ متضمن تین دائروں اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ کی ہے۔ اسرار قربیت و توحید شہودی اس کے دائرۂ اولیٰ میں شامل حال سالک کے ہوتی ہے۔ خاص اسی دائرہ تک عروج لطائف عالم امر ہوتا ہے۔ یہ دائرۂ مفہوم آیت شریف نحن اقرب الیہ من حبل الورید ہے۔ یہاں اس طرح خیال کرتے ہیں کہ فیض آتا ہے اُس ذات سے کہ قریب تر ہے مجھ سے میری رگ جان سے۔



مورد فیض اس مقام میں لطیفہ نفس بشراکت لطائف خمسہ عالم امر ہے۔ نہ تہلیل و نفی اثبات بشراکت مذکورہ بالا اس مقام میں موجب ترقی ہے۔ حالات اس مقام کے بہ نسبت لطیفہ بیرنگ و بے مزہ ہوتے ہیں۔ مگر بعد حصول قوت نسبت لطیفہ نفس کیفیات و اذواق لطیفہ قلب فراموش ہو جاتے ہیں۔ جب فیوض اس مقام کے لطیفہ نفس سالک پر وارد ہوتے ہیں۔ تو سالک اپنا وجود ہستی مثل نمک

در آب یا مانند برف بمقابلہ آفتاب گداختہ و مضمحل پاتا ہے۔ نام و نشان اس کا باقی نہیں رہتا۔ زوال عین سالک اور آثار و صفات محو ولاشے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ مصداق انا کا اپنی ذات کو متعدد جانتا ہے۔ حقیقت فنا اس جگہ متقرر ہوتی ہے۔ ولایت صغریٰ میں صورت فنا ہے۔ اس کے بعد مراقبہ محبت کو مفہوم آیت شریف یحبھم و یحبونہٗ ہی ہوتا ہے۔ یہاں اس طرح خیال کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ وہ مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں ۞

فیض اس کا لطیفہ نفس پر آتا ہے یہ مراقبہ بھی ولایت کبریٰ کا ہے شرح صدر و کمال صبر و دوام شکر و رضا یعنی چون و چرا حکم قضا سے اٹھ جاتی ہے قبول تکلیفات شرعیہ میں احتیاج دلیل نہیں رہتی۔ حقیقت اسلام و شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ مواعید الٰہی پر یقین واثق ہو جاتا ہے۔ رفع انانیت و اتہام ذات و دید قصور و تہذیب اخلاق و تزکیہ رذائل مثل حرص و بخل و حسد و کبر و حب جاہ و عجب حاصل ہو جاتے ہیں۔ نفس مطمئن ہو جاتا ہے۔ مجال مخالفت وسرکشی نہیں رہتی۔ ذکر تہلیل و نفی اثبات بشرائط ترقی بخش ہے ۞

ولایت علیا

اس کے بعد ولایت علیا یعنی ولایت ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام شروع ہوتی ہے۔ قبل از زمانہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العالی سلوک طریقہ نقشبندیہ تا دائرہ اسماء وصفات یعنی ولایت کبریٰ کہ ولایت انبیا خصوصاً و علی جمیعہم عموماً افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات تھا۔ اس جگہ

دائرہ
ولایت علیا

یعنی ولایت علیا سے تا انتہا سیر سلوک وہ مقامات شروع ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت امام مجددؒ پر منکشف فرمائے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۞

اس جگہ مراقبہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ مسمیٰ باسم باطن منشاء

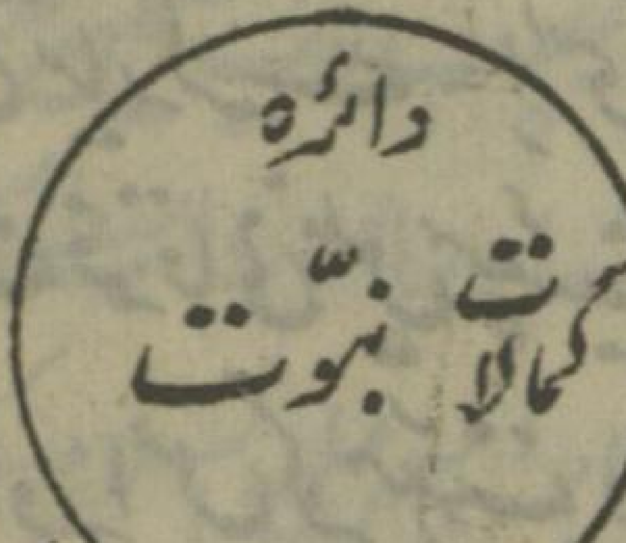
ولایت علیہما ہے۔ فیض اِس عناصر ثلثہ یعنی آب باد۔ آتش پر سوائے عنصر خاک کے آتا ہے۔ اِس جگہ عناصر ثلثہ کو توجہ حضور و عروج نزول ہوتا ہے۔ سلطان الاذکار سے جو مبتدیوں کو صفائی ہوتی ہے وہ اور ہے یہ تصفیہ عناصر اور یہاں کے حالات و کیفیاتِ بکمال لطافت و نزاکت ہیں۔ اور کچھ عجیب قرب باطن میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور ارباب کشف رویتہ ملائکہ کرام سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور اسرار قابل استتارہ ظاہر ہوتے ہیں۔

ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم ہو الظاہر میں اور ولایت علیا کی سیر اسم ہو الباطن میں ہے۔ اِن دونوں اسماء کی سیر میں یہ فرق ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں تجلی صفاتی بے ملاحظہ ذات تعالت و تقدست واقع ہوتی ہے۔ اور اسم الباطن کی سیر میں اگرچہ تجلی اسماء و صفات ہے لیکن تجلی ذاتی بھی پردہ ہائے صفات میں ملحوظ ہوتی ہے۔ جیسے کہ صفت علم میں ذات تعالےٰ ملحوظ نہیں ہے۔ اور اسم العلیم میں ذات ملحوظ ہے۔ پس سیر صفت علم سیر اسم الظاہر ہے اور سیر اسم علیم سیر اسم الباطن ہے۔ علم اور علیم اور اسم الظاہر اور اسم الباطن کے درمیان جو فرق لکھا گیا ہے وہ تھوڑا خیال کرنا۔ مرکز خاک و محدب عرش میں جو فرق ہے وہی علم اور علیم اور اسم الظاہر اور اسم الباطن کے مقابلہ میں قطرہ اور دریائے محیط کا فرق ہے۔ اس مقام میں تہلیل لسانی و نماز و نوافل بطول قیام و قرأت و رکوع و سجود ترقی بخش ہیں۔ ارتکاب رخصت شرعی اس جگہ بہتر نہیں ہے بلکہ عمل با عزیمت سے اِس مقام میں ترقی ہوتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ ارتکاب رُخصت بشریت کی جانب کھینچتا ہے۔ اور عمل بعزیمت سے ملکیت سے مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ پس جس قدر ملکیت سے مناسبت پیدا ہوگی اُسی قدر یہاں ترقی ہوگی ؀

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب سیر انتہائے ولایت کبریٰ تک پہنچ گئی اُس وقت گمان ہُوا کہ مطلوب حاصل ہوگیا ہے کہ اُسی وقت

ندا آئی کہ یہ سب تفصیل سیر اسم الظاہر کی تھی۔ اور ابھی صرف ایک بازو طیران کے واسطے تیار ہوا ہے۔ ہنوز دوسرا بازو طیران عالم قدس کا کہ اسم الباطن سے ہوگا۔ درپیش ہے۔ جب اس کی سیر بھی بتفصیل انجام کو پہنچی اور دونوں سیر اسم الظاہر اور سیر اسم الباطن کے بازو طیران کے واسطے جانب مقصود و مطلوب یعنی مرتبہ ذات محبت حق سبحانہ تعالےٰ تیار ہو گئی تو کمالات نبوت میں سیر شروع ہوئی ؞

کمالات نبوّت



اِس جگہ یعنی کمالات نبوّت میں تجلّی ذاتی بے پردہ اسماء و صفات ہوتی ہے۔ مورد فیض اِس مقام میں صرف عنصر خاک ہے۔ یہاں اس طرح مراقبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ذات بحت کہ منشاء کمالات نبوّت ہے۔ فیض اُس کا صرف عنصر خاک پر آتا ہے۔ قطع سیر کمالا نبوت بمقدار ایک نقطہ جمیع مقامات ولایت صغریٰ و کبریٰ و علیا سے بہتر ہے۔ حالات مقامات سابقہ مثل طلب طپش و بیتابی و شوق حال و مقام توحید وجودی و شہودی بمراحل دور جاتے ہیں۔ اور بجائے اُس کے بیرنگی و بے کیفی حاصل ہوتی ہے۔ ایمانیات اور عقائد میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ یاس و دید قصور کہ سالک اپنے تئیں بدتر از کافر فرنگ جانتا ہے۔ اور وہ نعل عریاں نقد وقت ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن مجید باترتیل و ادائے نماز باآداب اور جو اذکار کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور شغل حدیث و اتباع سنّت حبیب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے اِس مقام میں قوت اور تنویر پیدا ہوتی ہے۔ اِس جگہ جس قدر اتباع سُنّت کیا جائیگا۔ اور اُسی قدر ترقی باطنی ہوگی ؞

واضح ہو کہ تجلّی دائمی کے تین درجہ قرار دئیے ہیں۔ اوّل کمالات نبوّت جس کا کہ اوپر ذکر ہوا۔ دوم کمالات رسالت ہے۔ اس مقام میں مورد فیض ہئیت

کمالات نبوت

کمالات رسالت

وحدانی ہے۔ اس جگہ اس طرح مراقبہ کرتے ہیں۔ وہ ذات کہ منشا کمالات رسالت ہے۔ فیض اُس کا وحدانی پر آتا ہے۔ ہیئت وحدانی عبارت مجموع عالم امر اور عالم خلق سے ہے کہ بعد تصفیہ اور تزکیہ لطائف عشرہ کی ایک ہیئت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے کہ کوئی حکیم حاذق چند ادویہ مختلف تاثیر کو کوٹ چھان کر اور اُن کا وزن درست کر کے شہد یا قند کے قوام میں ملا کر ایک خاص مزاج کی معجون تیار کرے۔ اسی طرح لطائف عشرہ سالک بعد تصفیہ تزکیہ اس مقام میں اور مقامات فوقانی میں ہیئت جدیدہ پیدا کر کے ترقیات اور عروجات حاصل کرتے ہیں۔ اور اس کو ہیئت وحدانی کہتے ہیں۔ ورود انوار اور وسعت اور بیرنگی اس جگہ بہ نسبت مقام سابق کے زیادہ ہے۔ عبادات مذکورہ بالا ہی سے یہاں بھی ترقی ہوتی ہے۔

دائرہ کمالات اولوالعزم

اس کے بعد تیسرا درجہ دائرہ کمالات اولوالعزم شروع ہوتا ہے۔ اس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں۔ وہ ذات پاک کہ منشا کمالات اولوالعزم ہے۔ فیض اُس کا اوپر ہیئت وحدانی کے آتا ہے۔ کثرت ورود و تجلیات ذاتیہ و انوار لامتناہیہ سے باطن سالک معمور ہو جاتا ہے اور باطن میں اس قدر وسعت ہوتی ہے کہ تحریر میں نہیں ہو سکتی۔ اصحاب استعداد عالیہ کو یہاں اسرار مقطعات قرآنی و متشابہات قرآنی منکشف ہوتے ہیں۔ قرأت قرآن مجید و نماز بطول قیام سے اس مقام میں ترقی ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ بعد کمالات اولوالعزم سلوک کے دو راہ ہیں ایک بجانب حقائق الٰہیہ اور ایک بجانب حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مرشد کو اختیار ہے کہ سالک کو جس طرف سے چاہے سیر سلوک کرائے۔ لیکن چونکہ مرشدی و مولائی حضرت قطب زمان و غوث دوران حضرت مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ

نے راقم الحروف کو حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے سلوک شروع کرایا تھا اِس سبب سے اُنہیں کا ذکر مقدم کرتا ہوں ؛

حقیقت ابراہیمی

دائرہ حقیقت ابراہیمی

حقیقت ابراہیمی ۔ اِس جگہ اِس طرح مراقبہ کرتے ہیں وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت ابراہیمی ہے فیض اُس کا ہئیت وجدانی پر آتا ہے ۔ یہ مقام خلعت ازبس شگرف اور کثیر البرکت ہے یہاں انبیاء تابع حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ۔ اور حضرت حبیب رب العلمین علیہ من الصلوٰۃ واکملہا باتباع ملت ابراہیم حنیفا مامور ہیں ۔ اور اِسی واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے برکات مطلوبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صلوٰۃ وبرکات سے متشابہ کہا ہے ۔ کہ اللھم صلّ علی محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علیٰ محمدٍ وّ علیٰ اٰل محمدٍ کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ ۔ فرمایا ہے پس اسی سے خیر وبرکت اِس مقام کی دریافت کر لینا چاہیئے ۔ اس جگہ سالک کو ایک اُنس خاص حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ سے پیدا ہوتا ہے اور تمام خلق سے اِس قدر بے التفاتی ہو جاتی ہے کہ کسی کے توسط پر راضی نہیں ہوتا گویا کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگ میں گرتے وقت جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جواب دیا تھا ۔ واما الیک فلا حاجۃ لی اُس کا مصداق ہو جاتا ہے ۔ درود شریف مذکورہ بالا بقدر تین ہزار اِس جگہ پڑھنا تسلی بخش ہے ؛

حقیقت موسوی

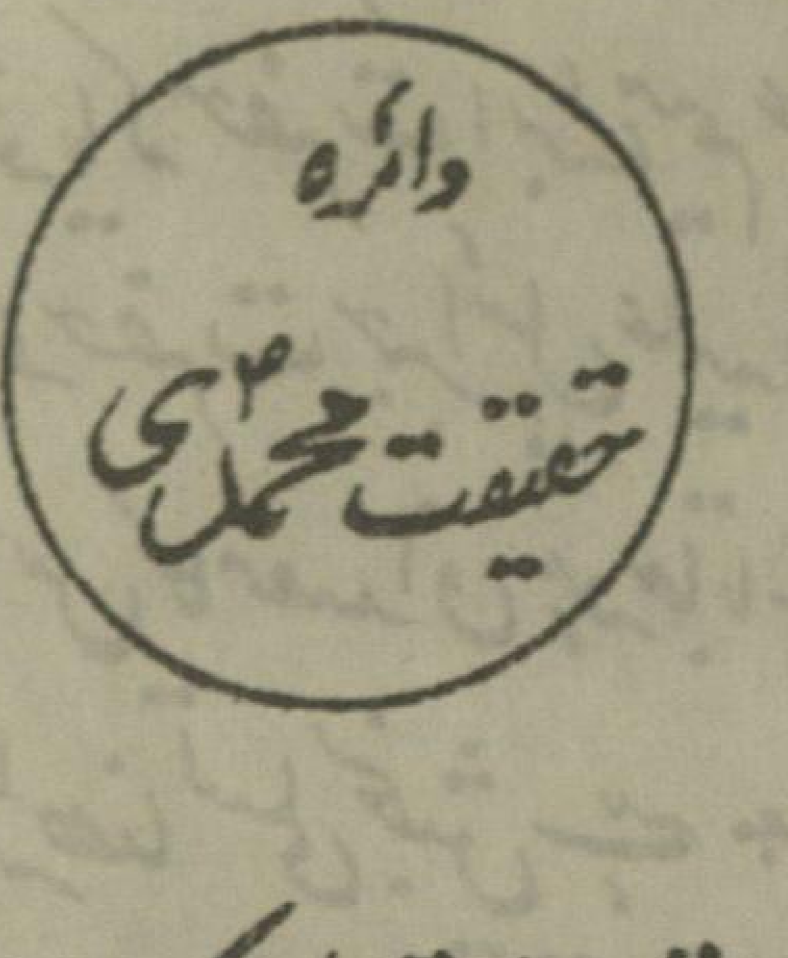
دائرہ حقیقت موسوی

بعد ازاں حقیقت موسوی میں سیر واقع ہوتی ہے ۔ حقیقت موسوی مقام محبت ذاتیہ صرف حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے ۔ بہت سے پیغمبر متابعت حضرت کلیم اللہ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ اِس مقام پر پہنچے ہیں یہاں

کیفیت عجیب بقوت تمام وارد ہوتی ہے۔ اور باوجود ظہور محبت ذاتی شان استغنائی و بے نیازی بھی ظاہر ہوتی ہے اور یہی بھید ہے کہ بعض مواضعات پر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بظاہر کلمات گستاخانہ سرزد ہوئے۔ کما قال اللہ سبحانہٗ حکایۃ عن قولہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اتہلکنا بما فعل السفہاء منا ان ھی الا فتنتک۔ اور ایک قسم کا اس جگہ شور و شوق قلب میں پیدا ہوتا ہے کہ منشاء رب ارنی انظر الیک ہے لیکن جو شور و شر قلب میں پیدا ہوتا ہے وہ اور ہے۔ اور یہ اور۔ وہ موجب شورش ہے اور یہ باعث کمال اطمینان و وسعت و بیرنگی باطن و ارادہ طاعت و استویٰ ایلام و انعام محبوب اس جگہ ہوتا ہے۔ درود شریف اللھم صل علیٰ محمد و اصحابہ و علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً علیٰ کلیمک موسیٰ ؑ بقدر تعداد مذکورہ بالا پڑھنا ترقی بخش ہے۔

اس کے بعد حقیقت الحقائق یا حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ یہ مقام محبت و محبوبیت ممتزجہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اس جگہ اس طرح مراقبہ کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ منشاء حقیقت محمدی ہے۔ فیض اس کا اوپر ہیئت وحدانی کے آتا ہے۔ اس مقام میں فنا و بقا بطرز خاص ظاہر ہوتی ہے۔ اتحاد خاص خاص خادمان آں سرور دین و دنیا صلے اللہ علیہ وآلہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور معنی قول امام الطریقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کہ (خدا را ازاں می پرستیم کہ رب محمد ؐ است) اس جگہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مقام میں تابع کو اپنے متبوع سے ایسی شباہت اور مناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان سے اٹھ گئی اور امتیاز تابع و متبوع زائل ہو جاتا ہے اور ایسا متوہم ہو جاتا ہے کہ گویا تابع و متبوع دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔ اور تابع مثل متبوع

حقیقت محمدی



کے اصل سے اخذ فیوض و برکات کرتا ہے اور حل معمہ رفع توسط کا کہ اکابر اولیائ
اُس کے قائل ہیں۔ اس جگہ ہوتا ہے۔ مگر باوجود اینہمہ تابع اپنے تئیں طفیلی
متبوع کا جانتا ہے۔ اور جمیع حرکات و سکنات دینی و دُنیوی میں اتباع محبوب
رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام از بس مرغوب ہوتا ہے۔ درود شریف اللّٰھم
صل علیٰ سیّدنا محمّدٍ وعلیٰ اٰل سیّدنا محمّدٍ و اصحاب سیّدنا محمّدٍ
افضل صلوٰتک بعدد معلوماتک و بارک و سلّم بتعداد مذکورہ بالا ترقی
بخش ہے۔ بعد اس مرتبہ مقدسہ کے حقیقت احمدی ہے ؂

حقیقت احمدی

حقیقت احمدی۔ یہ مقام محبوبیت ذاتیہ صرفہ سے ناشی ہے۔ اور یہ نسبت
حقیقت سابق کے حضرت کی ذات سے ایک مرحلہ نزدیک
ہے۔ اور حکم رُوح رکھتی ہے۔ کیونکہ حقیقت سابق حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تعین جسدی ہے۔ اور یہ روحی
اس جگہ خیال مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے۔ وہ ذات پاک
کہ منشا حقیقت احمدی ہے۔ فیض اُس کا ہئیت

دائرہ
حقیقت احمدی

وحدانی پر آتا ہے۔ اس جگہ علو نسبت باشعشان انوار ظہور فرماتی ہے اور اسرار
واجب الاستتار و کیفیات عجیبہ و حالات عظیمہ و غریبہ وارد ہوتے ہیں۔ کہ تحریر و
تقریر سے باہر ہیں۔ اہل مقام عالی میں درود شریف اللّٰھم صل علیٰ سیّدنا محمّدٍ و
علیٰ اٰل سیّدنا محمّدٍ و اصحاب سیّدنا محمّدٍ افضل صلوٰتک ومعلوماتک
و بارک وسلّم کا پڑھنا موجب ترقیات کثیرہ ہے۔ بعد اس کے حب صرفہ ہے ؂

حب صرفہ

حب صرفہ اس مقام میں اس طرح مراقبہ کرتے ہیں
وہ ذات پاک کہ منشاء علو و بیرنگی اس مقام کی نسبت
قرب حضرت مطلق ولاتعین بیان نہیں ہو سکتی حب
صرفہ ہے۔ فیض اُس کا ہئیت وحدانی پر آتا ہے

دائرہ
حب صرفہ

اول چیز کہ گنجینہ مخفی سے ظہور پذیر ہوئی یہی حب ہے اور حب منشاء مبدء خلق ہے

اگر یہ حبّ نہ ہوتی در ایجاد نہ کھلتا۔ چنانچہ حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیا
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف۔ یعنی تھا میں کنز مخفی پس
وسعت رکھا میں نے کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا میں نے خلق کو تاکہ پہچانا جاؤں
نص قاطع اس مدعا پر ہے ؎

یہ مقام خاص جناب رسول خدا صلے علیہ وآلہ وسلّم کا ہے۔ دیگر حقائق انبیاء کا
اس جگہ کچھ نشان نہیں ملتا۔ مگر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک
اس سے دریافت ہوتا ہے۔ بعد اس مکان کے مرتبہ لاتعین وحضرت اطلاق
وذات بحت ہے۔ قدم کو یہاں جولانگاہ نہیں ہے۔ البتہ سیر نظری واقع ہے۔
اور یہ سیر صفات ثمانیہ یعنی تکوین[1] و قدرت[2] وسمع[3]
والبصر[4] وکلام[5] وحیات[6] اور اُن کے اصول و اصول اصول
اور ذات بحث میں ہوتی ہے۔ یہ مقام بھی مخصوص
بحضرت سیّد الموجودات وافضل المخلوقات علیہ وعلیٰ آلہ و

دائرہ لاتعین

اصحابہ اتم الصلوٰۃ واکمل التحیات ہے۔ اس مقام میں مراقبہ اس خیال سے کہتے
ہیں کہ وہ ذات پاک کہ مبرّا ومنزہ تعینات سے ہے۔ فیض اس کا ہئیت وحدانی
پرآتا ہے۔ سابق میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ کمالات اولوالعزم کے بعد ذات بحت
کو دو راہیں ہیں۔ ایک براہ حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جس کا اوپر ذکر
کیا گیا۔ اور ایک براہ حقائق الٰہیہ جس کی یہ تفصیل ہے۔ اس راہ پہلے
حقیقت کعبہ میں پیش آتی ہے ؎

حقیقت کعبہ۔ اس جگہ مراقبہ اس طرح کیا جاتا
ہے۔ وہ ذات پاک کہ مسجود جمیع ممکنات اور منشاء

دائرہ حقیقت کعبہ

حقیقت کعبہ ہے۔ فیض اس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔ یہ مقام سرادقات
عظمت وکبریائی ذاتیہ الٰہیہ ہے۔ اس جگہ سالک مستغرق دریائے ہیبت و
جلال ہوتا ہے۔ اور جب اس جگہ فنا و بقا حاصل ہوتی ہے۔ سالک اپنی ذات

کو اس مرتبہ کی شان سے متصف یعنی توجہ ممکنات اپنی جانب پاتا ہے۔ بعد اس مرتبہ مقدسہ کے حقیقت قرآن پیش آتی ہے ؛

دائرہ حقیقت قرآن

حقیقت قرآن۔ یہاں اس طرح خیال کرتے ہیں کہ مبدا وسعت بیچون حضرت ذات سے کہ منشار حقیقت قرآن ہے فیض اوپر ہیئت وحدانی کے آتا ہے۔ اس مقام میں بواطن کلام اللہ کے ظاہر ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کا حرف ایک دریا نظر آتا ہے کہ موصل کعبہ مقصود ہے۔ وقت تلاوت قرآن مجید زبان تابی حکم شجرہ موسوی پیدا کرتی ہے۔ بلکہ لبسا اوقات تمام قالب مثل زبان کے ہو جاتا ہے اور باطن سالک میں ایک قسم کا ثقل ہوتا ہے۔ جو علامت انکشاف انوار قرآن مجید ہے۔ آیت شریف انا سنلقی علیك قولاً ثقیلاً۔ گویا اسی ثقل سے مراد ہے ؛

اس کے بعد مرتبہ مقدسہ حقیقت صلوٰۃ ہے۔ اس جگہ مراقبہ کرتے ہیں کہ وہ ذات پاک کہ منشار حقیقت صلوٰۃ ہے۔ فیض اس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔ یہ مقام جمیع کمالات ہے۔ اگر حقیقت کعبہ ہے وہ بھی جزء صلوٰۃ ہے۔ اور حقیقت قرآن ہے وہ بھی جزء صلوٰۃ ہے

دائرہ حقیقت صلوٰۃ

جس شخص کو اس مقام سے مناسبت تام پیدا ہوتی ہے وہ بوقت نماز گویا منشار دنیوی سے خارج ہو کہ منشار اخروی میں شامل ہو جاتا ہے۔ مضمون حدیث ان تعبد اللہ کانك تراہ۔ اس جگہ بوجہ کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو دولت کہ مخصوص باآخرت ہے اُس سے حظ وافر حاصل ہوتا ہے۔ اسرار ارحنی یا بلال وقرعینی فی الصلوٰۃ اس جگہ کھلتا ہے ؛

دائرہ معبودیت صرفہ

بعد ازاں معبودیت صرفہ ہے۔ معبودیت صرفہ۔ یہاں اس طرح مراقبہ کرتے ہیں۔ وہ ذات پاک کہ معبودیت صرف ہے فیض اُس کا ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔ اس جگہ وسعت بھی

حقیقت قرآن

حقیقت صلوٰۃ مراد وسعت بیچون حضرت ذات سے

حقیقت صلوٰۃ

کوتاہی کرتی ہے۔ امتیاز بھی راہ میں رہ جاتا ہے۔ یہاں کسی کی مجال قدم زدن نہیں ہے۔ عابد و معبودی میں گنجائش قدم ہے۔ مگر جب معاملہ معبودیت صرفہ پہ پہنچا تو پھر قدم کجا۔ الحمد للہ سیر نظری کو اس جگہ جائز رکھا ہے۔ اور بقدر استعداد روا رکھا ہے ع

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

شاید کہ امر نفی یا محمدؐ اسی کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہو۔ حقائق کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہی میں متحقق ہوتے ہیں۔ نفی عبادت الٰہیہ غیر مستحقہ یہاں ہوتی ہے۔ اثبات معبودیت حقیقی کا کہ سوائے اس کے کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اس مقام میں ہوتا ہے۔ کمال امتیاز درمیان عابدیت و معبودیت کے یہاں ظاہر ہوتا ہے اس جگہ عبادت صلواتیہ سے نظر میں حدت و بصر کو ترقی ہوتی ہے ٭

فائدہ سیر قدمی اور سیر نظری سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہاں قدم رکھنے کی گنجائش ہے یا شہود و مشاہدہ ہے۔ بلکہ یہ سیر از قبیل متشابہات ہیں۔ من لم یذق لم یدر۔ یہ ایک وصول مجہول الکیفیت ہے۔ اگر وصول قدمی ہو تو اس کو سیر قدمی کہا۔ اور اگر صورت مثالیہ میں نظر آیا تو اس کو سیر نظری کہا۔ وگرنہ نظر کجا اور قدم کہاں فقط ٭

یہ ہے بطور اختصار و ایجاز بیان مقامات مجدّدیہ کا جو کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز پر منکشف فرمائی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ٭ اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندوں اور خلفائیر انہوں نے اپنے خلفاء اور فرزندوں پر القا فرمائی۔ اور اس وقت سے بواسطہ آں حضرات اس وقت تک صدہا ہزارہا نسبت شریعہ سے تمام ممالک اربعہ جہات شرقاً و غرباً و شمالاً و جنوباً میں فیض یاب و مستفید ہوئے۔ مگر واضح ہو کہ ان مقامات عالیہ پہ بلا توجہ پیر کامل کہ جس نے تفصیلاً نہ حاصل کئے ہوں پہنچنا

سیر قدمی و نظری

محال ہے۔ اور افسوس کہ اس وقت ایسے بزرگوار النادر کالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں۔ اور جو شاذ و نادر تھے اُن سے بھی زمانہ دن بدن خالی ہوتا جاتا ہے اور قریب ہے کہ نسلیک مقامات مجددیہ مسدود ہو جائے۔ اور رسمی طور سے بلا تحقیق بحالات و خصوصیات و ظہور آثار و علامات باطن سالکین میں تعلیم مراقبات کرنا محض بے فائدہ اور باعث بدنامی طریقہ ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک ؂

جس صاحب نصیب کو اللہ تعالےٰ یہ دولت نصیب کرے چاہیئے کہ اس کی حفاظت و پرداخت میں ہر لحظہ اور ہر ساعت مشغول رہے۔ اور جس طرح حضرت قیوم زمان غوث دوران حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے عمل رکھے۔ انشاء اللہ فائض بمراد ہوگا ؂

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں　　گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

چنانچہ نقل مکتوب شریف ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اور تبرکاً کتاب کو اسی مکتوب پر ختم کرتا ہوں ؂

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ؂

نقل مکتوب حضرت قیوم زمان قطب جہان واقف علوم خفی و جلی حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ بدانند در راہ محبت الٰہی سبحانہٗ، غفلت و بیکاری منع است بزرگان دین و جانبازان راہ حق زندگی در محبت خدا صرف کردہ اند۔ بعضے ہزار رکعت نماز و یک ختم قرآن مجید ہر روز وظیفہ داشتند کم خوردن و کم خفتن و کم در خلق بودن و کم گفتن واجب می دانند مختار ما ایں است کہ در ہر امر و عادت خود توسط

لازم گیرد و اوقات بذکر معمور دارد تا جمعیت و حضور و توجه صفت باطن گردد و باین حضور اعمالے را قبولے و کیفیتے پیدا شود و ذوق و شوق و استغراق و غلبہ محبت نقد محبت گردد و دوام ذکر لازم گیرند توجہ بدل داشتن و توجہ دل بحق سبحانہٗ نمودن و خواطر گذشتہ و آئندہ از دل نگاہداشتہ ذکر اسم ذات یا نفی اثبات خفیہ بزبان خیال ہر وقت باید نمود و ذکر تہلیل زبانے نیز بتوجہ بجناب الٰہی و توجہ بدل بلحاظ معنی کہ نیست ہیچ مقصود بجز ذات پاک نافع است ؎

ذکر گو ذکر تا ترا جان است ۔۔۔ پاکی دل ز ذکر رحمان است

نفی و اثبات بحبس نفس نیز فوائد می بخشد تلاوت قرآن مجید سپارہ دو سپارہ ورد و ہزار یا پانصد بار وقت خفتن یا ہر وقت میسر شود سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم وقت صبح و وقت شام و وقت خفتن صد بار سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم و روز صد بار کلمہ توحید لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت و ھو حیّ لا یموت بیدک الخیر انک علی کل شیٔ قدیر ۔ در روز صد بار استغفار صد بار رب اغفرلی وارحمنی وعافنی وتب علی انک انت الغفور الرحیم ۔ اللھم اغفرلی وارحمنی ولوالدی ولمن توالد ولجمیع المومنین والمومنات بست پنج بار اللھم مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجیٰ عندی من عملی سہ بار گفتن ازیں استغفار مغفور شود سید الاستغفار در صبح و شام بلکہ ہر وقت کہ خواہد بخواند بالیقین بیکبار خواندن ایں استغفار بہشتی میشود ۔ اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت واعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فانہٗ لا یغفر الذنوب

الا انت در نماز شصت رکعت معمول است باطمانیت و تعدیل ارکان و قومہ و جلسہ ہفدہ رکعت فرض و سہ رکعت وتر و دوازدہ رکعت سنت و باقی نوافل تہجد دوازدہ رکعت یا دہ یا ہشت یا شش پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خواندہ اند اشراق چہار رکعت چاشت ہشت رکعت بعد مغرب بست رکعت یا شش رکعت میخوانند بعد سنت عشا چہار و بعد وتر دو رکعت نشستہ بقراءت سورۂ اذا زلزلت و قل یا ایہا الکفرون۔ ثواب تہجد دارد بعد زوال آفتاب اند کہ چہار رکعت نیز آمدہ است بیک سلام بعضے سورہ اخلاص در نوافل بعضے سورہ یٰسین میخوانند بعد نماز تہجد استغفار و دعا معمول است باز ذکر می نمانند ازین اذکار و نماز آنچہ مقدور باشد بخوانند راہ خدا و محبت باخدا باید داشت یکسو نگریستن و یکساں زیستن و نعمتہائے الٰہی در نظر داشتن بزبان شکر بجا باید آورد و درجات التجا بجناب الٰہی بواسطہ پیران کبار خوید باید نمود غیبت و سخن چینی و عیب بینی و دروغ و تحقیر مردم حرام است ہمہ را بتعظیم پیش آمدن و خود را خاکسار ناچیز دیدن و حضرت حق را سبحانہٗ حاضر داشتن و از عذاب خدا ترسیدن و گناہان خود را مانند کوہ بر سر خود یافتن و ترساں و لرزاں بودن کہ فردا چہ پیش خواہد آمد با خلق خدا بتواضع و تعظیم پیش آمدن و حقوق خود بخشیدن و حقوق غیر ادا نمودن اینست طریقہ دوستان خدا سبحانہٗ یکدم غافل نمودن و انکسار و شکست و خاکساری و درد و غم محبت زیستن بصبر و قناعت و توکل و رضا و تسلیم بسر بردن ؎

دل مردان دیں پر درد باید

ز حسرت رنگ شاں پر زرد باید

اللہ تعالےٰ ایں پیر ضعیف و ہمہ عزیزاں را بریں نوشتہ عمل کرامت فرمایا

و صلی اللہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ

اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

شجرہ شریفہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ للّٰہ

الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین
شفیع المذنبین خاتم النبیین العرسین رحمۃ
للعٰلمین سیدنا و شفیعنا و وسیلتنا فی الدارین
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ
وسلم ۔
الٰہی بحرمت صدیق اکبر حضرت ابابکر
رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی
اللہ تعالےٰ عنہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد
بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہم ۔
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق ۔
رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔
الٰہی بحرمت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رح
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رح
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان
عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رح

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رح ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت محمود بابا سماسی رح ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رح ۔
الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت خواجہ
بہاؤ الدین نقشبند رح ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رح
الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رح ۔
الٰہی بحرمت چراغ خاندان حضرت خواجہ
عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد ولی رح ۔
الٰہی بحرمت محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت امکنگی رحمۃ اللہ علیہ ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الباقی باقی باللہ رح ۔
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی
حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ۔
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رح ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین رح ۔
الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رح ۔
الٰہی بحرمت حضرت مرزا مظہر جانجاناں رح ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رح ۔

الٰہی بحرمت حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۔

الٰہی بحرمت حضرت غوث زمان قطب جہاں سیدنا قبلتنا و مرشدنا مولانا غلام نبی صاحب للّٰہی رح ۔

اس مسکین ناچیز محمد حسن پر رحم فرما ۔ الٰہی اگرچہ یہ عاجز اور اس کے عمل اس لائق نہیں مگر تیری رحمت وسیع ہے ۔ تو نے فرمایا ہے ۔ رحمتی وسعت کل شیئ ۔ وان ربک واسع المغفرۃ ۔ ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شیئ قدیر ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ۔

فہرست کتب جو اس رسالہ کی ماخذ ہیں

(۱) مدارج النبوۃ مؤلفہ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔

(۲) تاریخ حبیب اللہ مؤلفہ حضرت مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔

(۳) احیاء العلوم مؤلفہ حضرت امام غزالی رح ۔

(۴) تاریخ الخلفاء ۔ مؤلفہ حضرت امام جلال الدین رح ۔

(۵) نفحات الانس مؤلفہ مولانا جامی رح

(۶) رسائل ستہ ضروریہ مؤلفہ بعض خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم ۔

(۷) تذکرۃ الاولیاء مؤلفہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رح ۔

(۸) مقامات نقشبند مؤلفہ حضرت خواجہ علاءالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ۔

(۹) حضرات القدس ہر دو جلد مؤلفہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) برکات احمدیہ مؤلفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما ۔

(۱۱) روضۃ القیومیہ مؤلفہ حضرت محمد احسان

خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف
ثانی۔ ہر سہ جلد۔
(۱۳) رسالہ مبدا و معاد۔ مؤلفہ حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ
(۱۴) مکتوبات معصومیہ۔ ہر سہ جلد
مؤلفہ حضرت خواجہ محمد معصوم فرزند و جانشین
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
تعالےٰ علیہ ٭
(۱۵) رسالہ یاقوتیہ۔ مؤلفہ حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار۔ فرزند حضرت خواجہ
محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۶) مقامات معصومی مؤلفہ حضرت
صفیر احمد نواسہ حضرت خواجہ محمد معصوم
رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۷) حسنات المقربین مؤلفہ حضرت
ملا محمد مراد کشمیری خلیفہ حضرت شیخ عبد الاحد
رحمۃ اللہ علیہما۔
(۱۸) مقامات مظہریہ۔ مؤلفہ حضرت
شاہ غلام علی صاحب دہلوی رح۔
(۱۹) تکملہ مقامات مظہریہ مؤلفہ حضرت
شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۲۰) معمولات مظہریہ۔ مؤلفہ حضرت
مولوی نعیم اللہ صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ
تعالےٰ علیہ۔
(۲۱) دار المعارف ملفوظات حضرت شاہ
غلام علی صاحب دہلوی مؤلفہ رؤف احمد
صاحب رح۔
(۲۲) ملفوظات حضرت شاہ غلام علی
صاحب دہلوی مؤلفہ حضرت مولانا غلام
محی الدین صاحب رح۔
(۲۳) مکتوبات حضرت شاہ غلام علی صاحب
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ٭
(۲۴) مفید الطالبین مؤلفہ حضرت شاہ
ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ۔
(۲۵) مقامات سعیدیہ۔ حضرت مولانا
محمد مظہر صاحب دہلوی مدنی رح۔
(۲۶) دیوان مظہر مؤلفہ حضرت مرزا مظہر
جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ۔
(۲۷) تحفہ رسولیہ مؤلفہ حضرت مولینا
غلام محی الدین قصوری۔
(۲۸) ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین۔
مؤلفہ حضرت شاہ محمد معصوم صاحب
رام پوری سلمہٗ ٭

تمت

کتبہ محمد اکرام عفی عنہ امین آبادی

ہشت بہشت

یعنی

مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہلِ بہشت

اس میں آٹھ اکابر حضرات چشت اہل بہشت کے ملفوظات درج ہیں۔
جن کو بڑی محنت اور تجسس سے بہم پہنچا کر بامحاورہ اُردو ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے
ان ملفوظات کے پڑھنے سے نور ایمان حاصل ہوتا ہے اور روح کو تازگی ملتی ہے۔
طالبانِ حق کا یہی جی چاہتا ہے کہ پڑھتے ہی رہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اس میں حضرات بزرگان عظام چشت کے حسب ذیل حضرات کے ملفوظات ہیں:

۱۔ ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ مرتبہ حضرت خواجہ اجمیری رحؒ۔
۲۔ ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری رحؒ۔
۳۔ ملفوظات قطب الدین بختیار کاکی رحؒ مرتبہ بابا فرید الدین گنج شکر رحؒ۔
۴۔ ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحؒ۔
۵۔ ملفوظات حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مرتبہ حضرت بدر الدین اسحاق غزنوی رحؒ۔
۶۔ ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی رحؒ مرتبہ حضرت خواجہ امیر خسرو رحؒ۔
۷۔ ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی رحمۃ مرتبہ حضرت خواجہ حسن بلبل ہند رحؒ۔
۸۔ ملفوظات حضرت خواجہ خواجگان محمد نصیر الدین چراغ دہلوی رحؒ خلیفۂ اعظم حضرت محبوب الٰہی رحؒ مرتبہ حضرت حبیب اللہ رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین ؂

علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں ہدیہ ارشاد نصیریہ الموسوم بہ دوائے دل بھی شامل کر دی گئی ہے۔

قیمت نیا ایڈیشن ۔ ۲۷/۷۵ روپے

ملنے کا پتہ:۔ اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور